سنہ ۱۳۰۹

فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب

... الحمد للہ کہ درین زمان میمنت اقتران و
اوراق ... سعادت توامان این کارنامۂ نادر وقعات عجیبہ غریبہ

تواریخ عجیبہ

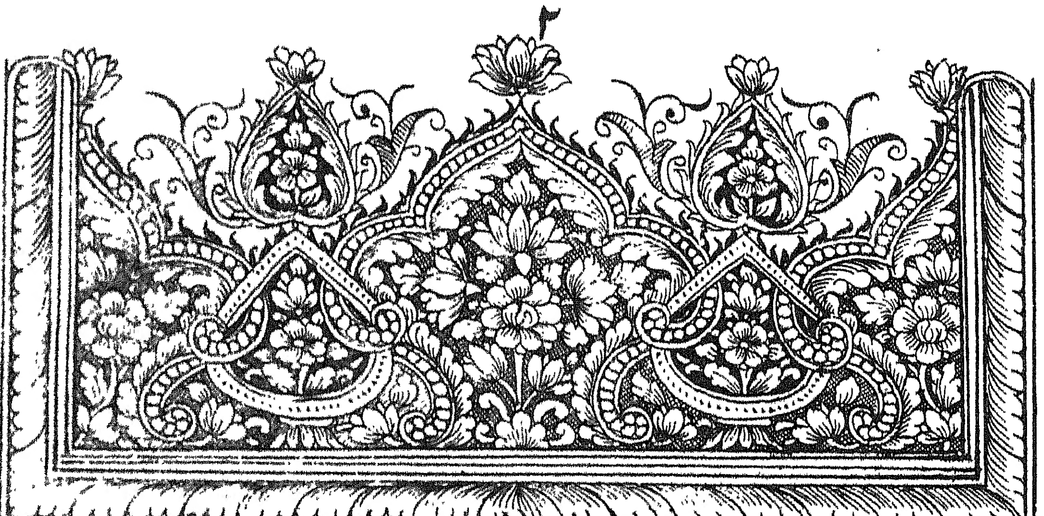
موسوم بہ

سوانح احمدی

مؤلفہ جناب منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری بعد نظر ثانی و تصحیح تمام
جناب مولوی امجد علی صاحب اوپ دہلوی سلمہ اللہ القوی

در مطبع فاروقی دہلی باہتمام
محمد معظم طبع شد

قیمت فی جلد ... جلد ۱۰۰۰ ۱۰۱



بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

الحمد للہ الذی قال فی سورۃ البقرۃ فاما یأتینکم منی ھدًی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ترجمہ میری طرف سے تمہارے پاس ہادی آوینگے پس جو کوئی میرے ہادیون کی اطاعت کریگا نہ اسکو دنیا مین ڈر ہے اور نہ آخرت مین غم ہے والصلوۃ والسلام علی اکرم الخلق محمد ن الذی قال لا یزال الدین قائما حتی یکون علیھم اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش ترجمہ یہ دین ہمیشہ قائم رہیگا یہانتک کہ تمپر بارہ خلیفہ ہونگے اور وہ سب کے سب قوم قریش سے ہونگے عادت اللہ ہمیشہ سے اسبات پر جاری ہے کہ جب کسی ملک پر رحمت آلہی جوش مین آتی ہے تو واسطے تربیت بنی نوع انسانی و ہدایت خلق اللہ کے اُسی ملک کے لوگون مین سے کسی شخص کو پسند کرکے ترجمان اپنے احکامات اور ہدایات کا مقرر فرماتا ہے اور معجزے اور خرق عادات حسب ضرورت اُس قرن کے اُس ہادی کو عنایت کرکے اپنی حجت کو خلق پر قائم کردیتا ہے پس اُسوقت جو سعید ازلی ہوتے ہین اُس ہادی کی اطاعت اختیار کرکے عقوبت دنیا اور عذاب آخرت سے اپنی نجات حاصل کرلیتے ہین اور جو شقی ازلی ہوتے ہین وہ اُس ہادی سے مقابلہ اور اُسکی تعلیمات سے انکار کرکے دنیا مین ذلت اور آخرت مین عذاب کے سزاوار ہوجاتے ہین ایسے ہادیون من اللہ کے آنیکے وقت جو علوم یا فنون متعلقہ امر معاش یا معاد سب مین اعلی اور افضل سمجھے جاتے ہین اُنہین علوم اور فنون مسلمہ کی ترقی کا آلہ باکمال اُنہین علوم اور فنون کا اسطرح سے اُنکو غیب سے تعلیم کرتا ہے کہ جسمین ظاہری تعلیم کو کچھ دخل نہین چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے وقت ملک مصر مین ساحرون کا بڑا زور تھا اور اسی علم سحر کو کمال انسانی اور فخر دارین سمجھا جاتا تھا اسیواسطے حضرت موسیٰ ؑ کو معجزہ عصا اور ید بیضا وغیرہ بلا تعلیم کسی استاد ظاہری کے اس خوبی اور کمال کے ساتھ عنایت کیئے تھے کہ بڑے بڑے ساحر اُسکو دیکھکر برسر موقع اور عند المقابلہ ایسے پکے مسلمان ہوگئے کہ اپنی جان دینی قبول کرلی

مگر دین حق سے نہ پھرے۔ پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوے تو علوم طبابت اور فنون حکمت اور شعبدہ بازی کا بڑا زور تھا چنانچہ اُسوقت ایک ایسا چشمہ موجود تھا کہ جس بیماری کا مریض اُسمین غسل کرتا فوراً اچھا ہوجاتا تھا اسی لئے اُس حکیم مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اُنہین علوم اور حکمت اور شعبدہ بازی مروجہ وقت کے رد کرنیکو ایسے معجزے عنایت کیے تھے کہ آپ مادرزاد اندھون اور کوڑھیون اور لاعلاج بیمارون کو بلا استعمال کسی دوا یا رقیہ کے فوراً اچھا کر دیتے تھے اور ان سب سے بڑھکر یہ تھا کہ ساتھ حکم اللہ کے مردون کو زندہ کر دیتے تھے۔ انکے بعد جب نبی آخر الزمان مبعوث ہوئے تو اُسوقت ملک عرب مین فن فصاحت اور شاعری کا بلا کا زور تھا کہ اپنی فصاحت اور بلاغت کے سامنے اہل عرب ساری دنیا کو گونگا بتلاتے تھے سو اللہ رب العزت نے حسب صوابدید وقت قرآن مجید کو ایسی فصیح اور بلیغ زبان عرب مین ایک اُمّی کے مُنہ سے خلق اللہ کو پہونچوایا کہ جسکی فصاحت اور بلاغت کے سامنے سارے فصحا و بلغا عاجز آگئے۔ اور باوجود یہ کہ بار بار قرآن مین للکارنے کے فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ یعنی ایک سورت ہی مثل اسکے بنا لاؤ ایک آیت بھی مثل اسکے آجتک کسی سے نہین بنی۔ گو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوچکی مگر سلسلۂ ہدایت حسب قاعدۂ قدیم بذریعۂ نائبان خَتم المرسلین قیامت تک جاری رہیگا پہلے وقتون مین جو کام نبی کیا کرتے تھے وہ اس اُمت مین حسب صوابدید وقت خلیفہ اور مہدی اور امام اور مجدد اور علماء امت انجام دیکر بشارت عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیْل (یعنی میری امت کے علماء مثل انبیاء بنی اسرائیل کے خدمت ہدایت کو انجام دیا کرینگے) مین داخل ہوتے رہینگے۔

دیباچہ

یہ سب لوگون پر ظاہر ہے کہ بارھوین صدی ہجری کے اخیر پر تمامی دنیا مین عموماً اور ملک ہندوستان مین خصوصاً اسلام پر بہت ضعف آچکا تھا توحید جو اصل تمغہ اسلام کا ہے برائے نام رہگئی تھی۔ گور پرستی تعزیہ داری اور دیگر رسومات شرک کا بلا کا زور تھا بڑے بڑے نامی علماؤن کے گھرون مین صدہا رسومات شرک و بدعت کھلی کھلی ہوا کرتی تھین ہزارون ہندؤن کی رسمین بیاہ شادی اور تجہیز تکفین وغیرہ مین داخل ہوکر مثل فرض و واجب کے ضروری اور لابدی سمجھی جاتی تھین کونسی قبر اور چلہ بزرگون کا تھا کہ جسکا عرس اور میلہ مثل میلہ گنگا اور جوالا مکھی وغیرہ کے نہوکر وہان کھلا کھلا شرک اور گور پرستی نہوتی ہو۔ بیوؤن کا نکاح ثانی حرام اور کفر اور خلاف شرافت سمجھا جاتا تھا یہ رسم بد اس خاندان عالی شاہ عبد العزیز صاحب مین بھی گھس گئی تھی۔ بیوی صاحبہ کی صحنک خود شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے گھر مین ہوا کرتی تھی۔ شغل برزخ یعنی تصور تصویر شیخ کا (جو صریح بت پرستی ہے) مراقبہ مین کرنا خاندان عالی شاہ ولی اللہ صاحب مین بھی جاری تھا۔ اکثر صوفیون مین الحاد اور مسئلۂ وحدت وجود کا زور ہوگیا تھا ہر فرد بشر اپنے کو خدا جانتا تھا۔ فقیری اور درویشی کو شریعت سے علیحدہ سمجھ رکھا تھا مسئلہ تقدیر پر پرلے سرے کا

جدال و قتال تھا کوئی قدریہ کوئی جبریہ ہو بیٹھا تھا۔ نذر نیاز غیر اللہ ایک عام طریق حصول مطلب کا سمجھا جاتا تھا مثل خدا تعالیٰ کے بزرگونکو غیب دان اور ہر جگہ حاضر و ناظر جانتے تھے۔ بہت سے عقاید رفض اور تفضیل خود سنیون مین آگئے تھے۔ افتخار بمکارم ابا و اجداد شریف خاندانون مین برہمنون سے بڑھکر گھس گیا تھا۔ تقلید شخصی فرض سمجھی جاتی تھی۔ مسلمانون مین سے ہمدردی اور اخوت اسلامی اور میل محبت مفقود ہو چلی تھین۔ استماع غنا و مزامیر داخل اعاد و عمدۂ عبادات اور تزکیۂ نفس سے سمجھا جاتا تھا۔ تہذیب اخلاق کا نام نرہا تھا۔ سنتین مٹتی چلی جاتی تھین۔ بدعتون کا روز بروز غلبہ تھا منطق و فلسفہ پڑھنے والے مولوی عالم کہلاتے تھے قرآن و حدیث کا چرچا اُٹھ چلا تھا۔ مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب کا مضمون پورا پورا صادق ہو گیا تھا۔ صرف مراقبے مشاہدے اور کشف قبور اور توجہ دینے کو اصل کمال انسانی اور سبیل نجات بلکہ ولایت اور کرامت سمجھے ہوئے تھے۔ سلوک راہ نبوت جو اصل تعلیم سب پیغمبرونکی تھی اسکے طریق مفقود ہو گئے تھے اور اسکی قدر و منزلت لوگون سے اُٹھ گئی تھی اور بظاہر سارا ملک ہندوستان کفرستان ہوتا جاتا تھا پنجاب و سرحد لیکر دہلی تک سکھونکا راج تھا جہان باواز بلند اذان کہنا اور گاؤکشی جرائم کبیرہ مین داخل تھی قاتل گاؤ کو پھانسی کی سزا ہوتی تھی اُدھر دکن مین مرہٹون کا زور و شور تھا وہ حملہ کر کے آگرہ اور دہلی تک آپہنچے تھے۔ اگر خدا نخواستہ یہی کیفیت اور ایکدو صدی تک رہتی تو اسلام اور کفر ایک ہو جاتا اسلام کا نام بھی باقی نرہتا مگر جب یہانتک نوبت گمراہی و ضلالت کی پہنچ گئی تو ببرکت حضرت صلعم کے پھر رحمت الٰہی جوش مین آئی تو واسطے دور کرنے خرابیون کے تیرھوین صدی کے پہلے ہی دن یعنی یکم محرم سنہ ۱۲۰۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۸۶ء قصبہ رائے بریلی ممالک اودھ مین جناب سید احمد صاحب فخر خاندان سیادت مرجع ارباب ہدایت مرکز دائرہ سعادت مظہر انوار نبوی منبع آثار مصطفوی دافع ظلمات کفر ماحی شرک و بدعات سید محمد عرفان کے گھر پیدا ہوئے آپکا سلسلہ نسب حضرت حسن مجتبیٰ ابن علی کرم اللہ وجہہ تک اسطرح سے پہنچتا ہے حضرت حسن مجتبیٰ[۲] سے حسن مثنی[۳] انکے عبد اللہ محض[۴] انکے ابو محمد صاحب[۵] نفس الزکیہ انکے ابو محمد عبد اللہ الاشتر[۶] انکے محمد الثانی[۷] انکے حسن الاعور[۸] نقیب الجیاد انکے ابو محمد عبد اللہ[۹] انکے سید قاسم[۱۰] انکے سید جعفر[۱۱] انکے سید حسین[۱۲] عرف ابی الحسن انکے سید حسن[۱۳] انکے سید عیسیٰ[۱۴] انکے سید یوسف[۱۵] انکے سید رشید الدین[۱۶] احمد المدنی انکے سید قطب الدین[۱۷] محمد الکری انکے سید نظام الدین[۱۸] انکے سید رکن الدین[۱۹] انکے سید صدر الدین[۲۰] انکے سید قیام الدین[۲۱] انکے سید علی[۲۲] انکے سید احمد[۲۳] انکے سید زین الدین[۲۴] انکے سید صدر الدین[۲۵] انکے سید قطب الدین[۲۶] انکے سید علاء الدین[۲۷] انکے سید محمود[۲۸] انکے سید احمد[۲۹] انکے سید محمد معظم[۳۰] انکے سید فضیل[۳۱] انکے سید محمد علم اللہ[۳۲] انکے سید محمد مہدی[۳۳] انکے سید محمد نور[۳۴] انکے سید محمد عرفان[۳۵] انکے سید احمد[۳۶] صاحب ہادی تیرھوین صدی کے یکم محرم سنہ ۱۲۰۱ ہجری کو پیدا ہوئے۔ مولوی اسحق گورکھپوری روایت ہے کہ سید صاحب نے فرمایا تھا کہ مجھکو غیب سے الہام ہوا تھا کہ تیرا نسب نہایت صحیح ہے۔

حلیہ شریف

بلند قامت رنگ سرخ سفید ریش و بروت سیاہ قوی ہیکل پیوستہ ابرو کشادہ پیشانی دراز بینی خندان رو نہایت حسین و جمیل خلق مجسم تھے۔ بوجہ حسنی سید ہونے کے آپ اُس حدیث کے مصداق ہوتے ہین جو مشکوٰۃ شریف مین اسطرح سے روایت ہے

کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھکر فرمایا کہ یہ بیٹا میرا سردار ہے اور قریب ہے کہ اسکی نسل سے ایک آدمی پیدا ہوگا کہ اُسکا نام تمہارے نبی کے نام
پر ہوگا (یعنی احمد یا محمد) اور وہ تمہارے نبی سے خلق میں مشابہ ہوگا یعنی بہت خلیق ہوگا اور وہ گمراہی کو دور کرکے زمین کو ہدایت
اور انصاف سے بھر دیگا۔ اِس مظہر انوار نبی کے سوانح ایسے عجیب ہین کہ اسکے مثل کوئی سوانح ناظرین نے نہ دیکھے ہونگے اگر اِس رگ کو مجدد
تیرھوین صدی یا مہدی سے کہا جائے تو مبالغہ نہوگا۔ بقول شاعر ۔ ہوتا معصوم اگر بعد نبی کے کوئی + ہوتی اس عصر مین عصمت بھی اُسکے
اندر + مگر احتمال ہے کہ نئی روشنی والونکو ان وقعات سے سخت حیرت ہوگی مگر جبکہ وہ اپنے پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح سے مقابلہ کرینگے تو مابین ہر دو
سوانح سے تفاوت نہ پائینگے بلکہ وقت موازنہ جان لینگے کہ شیخ اور سید صاحب ایک ہی شاہراہ کے راہرو اور ایک استاد کے شاگرد تھے مین نے اس کتاب
کو بڑے بڑے معتبر لوگونکی متعدد تحریرون سے نقل کیا ہے جنہون نے ان واقعات کو خود دیکھا ہے میرے نزدیک اس کتاب کی کسی روایت مین دروغگوئی
یا مبالغہ کو کچھہ دخل نہین ہے گو بعض مورخون کی بے توجہی سے اکثر واقعات پس و پیش ہوگئے ہین اس سے مجھکو بالترتیب لکھنے مین بہت دشوار
ہوئی کیونکہ جسقدر کتابین مین نے اس سوانح کے جمع کرنیکے لئے فراہم کین اُنمین مورخون نے بوجہ حسن عقیدت صرف خرق عادات و کرامات
کو بلا قید تاریخ بے ترتیب بعبارت رنگین و دقیق جسکا سمجھنا آسان نہین قلمبند کیا ہے اس سبب سے مطالب کتاب پس و پیش اور بے ٹھکانے
تھے جنکے ترتیب دینے اور تحقیقات و صحت کرنے مین جاجا کو دور دور سفر کرنے اور بعض انگریزی کتب سے تاریخ واقعات لینی پڑی اگرچہ یا اینہمہ
سعی مین جزماً یہ دعوی نہین کرتا کہ کل مطالب با تاریخ وار اپنے اپنے موقع پر قائم ہوگئے مگر اسمین بھی شبہہ نہین کہ یہ کتاب جامع کل تحریرات
سابق اور عام فہم اور نہایت اصح ہوگئی ہے اور اس قابل ہے کہ ناظرین ان قصص سے عبرت پکڑین اور اس ہادی کا تتبع اختیار کرین
لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب ۔ اب سوانح کو سلیس اردو عبارت مین نے مع عنوان سوانح کو پانچ حصون پر منقسم
کیا ہے حصہ اول مین ۱۲۰۱ھ سے ۱۲۳۶ھ تک سید صاحب کے ایام طفولیت اور درویشانہ زندگی اور فیوض باطنی اور ترویج ہدایت اور سفر حج
وغیرہ کلی ذکر ہے حصہ دویم اسمین آپکی تعلیمات پر تاثیر کا بیان ہے علاوہ بیان دیگر تعلیمات کے صراط المستقیم کو سلیس اردو کرکے بطور ریسالہ شامل کر دیا
حصہ سویم اسمین شروع ۱۲۴۱ھ سے تا ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ آپکی سپاہیانہ اور مجاہدانہ زندگی کا بیان ہے جسمین کل معرکے اور جنگ جو سکھون
اور دیگر منافقون سے ہوئے شرح و بسط کیساتھ شامل کئے گئے حصہ چہارم مین آپکے خلفا کی ایک فہرست نام بنام مع کسیقدر سوانح ہر حصہ کے درج
کرکے اسی حصہ کے آخر مین مولانا اسمٰعیل صاحب شہید اور مولوی شیخ محمد علی صاحب رامپوری اور مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی۔ ان بزرگ
خلیفون کے سوانح بشرح تمام درج کئے گئے حصہ پنجم اسمین سید صاحب کے مکاتیب مین جو انہون نے روسا و خوانین وغیرہ کو لکھے ہین
(یہ مجموعہ مکاتیب قابل دید ہے) واللہ المستعان وعلیہ التکلان (حصہ اول حالات ایام طفولیت) جناب منشی احمد
جو سید صاحب کے بھانجے اور ہمسن اور ہمنشیں آپکے تھے سار ہے ہین لکھتے ہین کہ جب آپکا سن شریف چار سال چار ماہ چار یوم کو پہنچا تو موافق معمول شرفا ہند
کے آپکے والد بزرگوار نے آپکو واسطے تعلیم کے ایک مکتب مین بٹھلا دیا مگر آپکو تحصیل علم کی کچھہ رغبت نہ تھی اُسکی طرف بالکل توجہ نکرتے تھے
ہر چند آپکا استاد اور باپ بھائی آپکی تحصیل علم کے واسطے کوشش کرتے تھے مگر اُسکا کچھہ اثر آپ پر نہوتا تھا آثار اُمیت مثل نبی اُمی کے جو بطور
میراث آپکی جبلت مین امانت تھے روز بروز ظاہر ہونے لگے تین برس تک آپ مکتب مین رہے مگر سوائے چند سورہ قرآن شریف کے

آپکو کچھ بھی یاد نہوا۔ آخر سید محمد عرفان آپکے والد بزرگوار نے آپکا یہ حال دیکھکر فرمایا کہ اسکی نوشت وخواند کا معاملہ خدا پر چھوڑ دو وہ رب الارباب جو مناسب اور مستحسن سمجھیگا اُسکے واسطے مہیا کردیوےگا۔ جب آپ تھوڑے بڑے ہوئے تو آپکا کھیل بھی یہی ہوتا تھا کہ بستی کے ہمسن لڑکون سے ایک لشکر اسلام جمع کرکے بطور جہاد باوازِ بلند تکبیرین کہتے ہوئے ایک فرضی لشکر کفار پر حملہ کیا کرتے تھے اور وہ مارا اور یہ فتح ہوا یہی صدائین آپکے لشکر اطفال سے بلند ہوتی تھین۔ آپ مادرزاد ولی تھے چنانچہ مولانا محمد اسمعیل شہید خاتمۂ صراط المستقیم مین تحریر فرماتے ہین کہ "حضرتِ ایشان (یعنی سید احمد صاحب) از بدوِ فطرت بر کمالات طریق نبوت اجمالاً مجبول بودند و آثار این طریق از وجدانِ حلاوت مناجات لاسیما در نماز و تعظیم شرع شریف و وفور رغبت در اتباع سنت و کمال نفرت از تلوثِ بدعت و میلان طبعی بسوئے طاعات و کراہیت جبلیہ از معاصی و سیئات در خُردسالی بر ایشان ظاہر و باہر - الغرض آثارِ طہارتِ جبلیہ در جذرِ طبیعتِ ایشان پیدا بود و انوار سعادتِ ازلیہ بر جبینِ مبارک ایشان ہویدا بود" پھر صاحب مخزنِ احمدیہ لکھتا ہے کہ جب آپ سنِ تمیز کو پہونچے تو خدمت خلائق اور سلوک اور ترحم ضعیفون اور مسکینون اور یتیمون اور بیوہ عورتون اور بچون سے خواہ وہ شریف ہون یا رذیل آپنے کرنا شروع کیا۔ آپکی یہ کیفیت خدمتگذاری دیکھکر آپکے ہمقوم سیدون کو جو دوسرون سے خدمت کرانے کے عادی تھے سخت حیران ہوتے تھے بلکہ آپکو طعن و ملامت کرکے اس شیوہ سے منع بھی کرتے تھے لیکن آپکو اسکی کچھ پرواہ نہ تھی۔ آپنے اپنے اوپر یہ فرض کر لیا تھا کہ صبح اور شام مسکینون اور بیوون کے گھرون مین جاکر انکا حال پوچھتے اور فرماتے کہ اگر پانی یا لکڑی کی ضرورت ہو تو بے تکلف مجھکو فرماؤ مین اُسکے سرانجام کرنے کو دل و جان سے حاضر ہون اہل محلہ و ہمسایہ جو آپکے بزرگون کے مرید اور معتقد تھے باوجود حاجت کے ایسی خدمات ذیل آپسے کرانے پر راضی نہوتے تھے بلکہ یہ کہتے تھے کہ ہم آپکے بزرگون کے غلامانِ غلام اور خادمانِ خادم ہین ہم آپکی خدمت کرنیکو تیار ہین نہ کہ اُلٹے آپ ہماری خدمت کرین آپ اسکے جواب مین ایک دفتر فضائل خدمتگذاری ضعفا و مساکین و محتاجون کا اُنسے اسطرح سے بیان کرتے کہ وہ لوگ مارے رقت کے زار زار رونے لگجاتے اور مجبور آپسے اپنی خدمت کراتے۔ اپنے ہمسایون اور عزیزون کے گھرون مین جاکر جو گھڑا وغیرہ پانی سے خالی پاتے فوراً اُسکو بھر کر لا دیتے اور جس کسیکو لکڑی کی حاجت ہوتی تو شادان و فرحان جنگل کو جاکر گٹھہ لکڑیونکا اپنے سر پر رکھکر اُسکے گھر پہونچا دیتے اور اُلٹا اُس گھر والے سے کہتے کہ یہ خدمت مجھ سے کراکے تو نے مجھ پر ایسا احسان کیا ہے کہ ساری عمر مین اُسکا ممنون و شکور رہونگا ۔

حالات سفر اوّل لکھنؤ

پھر صاحب مخزن لکھتا ہے کہ اُنہین ایام مین ہم سات آدمی سادات تکیہ سے کہ اُنمین ایک سید صاحب بھی تھے

رائے بریلی سے لکھنؤ کو روانہ ہوئے ہمارے ساتھ فقط ایک سواری تھی باری باری ہر ایک آدمی اُسپر سوار ہولیتا تھا لیکن
جب نوبت سواری سید صاحب کی آتی تھی تو آپ ہرگز سوار نہ ہوتے بلکہ منت سماجت کرکے دوسرے کمزور آدمیون
کو اپنی باری مین بھی سوار کرادیتے جب آدھی منزل طے ہوگئی تو سب سید بھائی تھک گئے کیونکہ ہر ایک کی پشت پر
ایک گٹھڑ اُسکے سامان اور اسباب ضروری کا بندھا ہوا تھا اُسوقت سب کی یہ صلاح ٹھیری کہ یہان سے کوئی مزدور
لیکر سارا اسباب اُسکے سر پر رکھدو مگر عندالتلاش وہان کوئی مزدور نملا ہواسطے سارے سید بھائیون کو سخت حیرانی
تھی اُسوقت سید صاحب نے سب ساتھیون سے نہایت عجز اور انکساری سے کہا کہ اس خاکسار کی ایک عرض ہے
اگر سب بھائی اُسکے قبول فرمانے کا وعدہ واثق فرمائین تو مین عرض کرون تب سب نے پکا عہد کرلیا کہ جو آپ فرمائینگے
ہمکو بسر وچشم منظور رہوگا بعد پختہ ہوجانے عہد کے آپنے فرمایا کہ سب اسباب کو ایک کمبل مین باندھکر میرے سر پر
رکھدو مین تنہا تمہارا کل اسباب لیچلونگا تم سب بھائی فراغت سے چلو چونکہ عہد پکا ہوچکا تھا ناچار سب لوگون
نے سارا اسباب ایک کمبل مین باندھکر آپکے سر مبارک پر رکھدیا آپ سب کے آگے آگے نہایت شادان و فرحان
گٹھڑ اسباب کا سر پر رکھے ہوئے چلے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ بھائیو جو احسان تم لوگون نے آج مجھ پر کیا
ہے مین تمام عمر اُسکا مشکور رہونگا۔ اسیطرح سے گٹھڑ اسباب کا اٹھائے اور شکر کرتے ہوئے باقی تین منزل راہ
طے کرکے داخل شہر لکھنؤ ہوئے +

لکھنؤ مین پہونچکر سب ساتھی تلاش روزگار مین ادھر اُدھر پھرنے لگے لیکن روزگار کہان جو کچھ تھوڑا تھوڑا
خرچ اُنکے پاس موجود تھا وہ بھی تمام ہوگیا اب ان بیچارون کو دو مشکل درپیش ہوئین ایک تلاش روزگار دوسرے
تنگی خرچ روزمرہ کی سوائے سید صاحب کے ہر متنفس سخت حیران اور پریشان تھا بعض آدمی ایک دو جزو کتاب
مثل کریما خالق باری کے لکھکر شام کو بازار مین فروخت کرآتے اور بعض آدمی ایک دو ٹوپی سیکر بیچڈالتے
مگر باینہمہ بھی اُنکو سخت تنگی خرچ روزمرہ کی تھی لیکن سید صاحب کے واسطے ایک امیر محب سادات کی سرکار سے دونو وقت
کا کھانا مقرر ہوگیا تھا جہان سے دونو وقت گوشت پلاؤ وغیرہ عمدہ عمدہ کھانے آپکے واسطے آجاتے مگر آپکے ساتھیون
کا کھانا سوائے نان و نمک یا دال روٹی کے اور کچھ نہوتا تھا مگر آپ اپنا عمدہ کھانا اپنے ساتھیون کے دسترخوان پر
رکھکر اُنکی دال روٹی سے تھوڑا بہت نوش جان فرمالیتے اور اپنا عمدہ کھانا باصرار تمام ہمیشہ دونو وقت ساتھیون
کو کھلادیتے بلکہ بارہا ایسا اتفاق بھی ہوتا کہ ساتھیون پر نوبت فاقہ پہونچ جاتی مگر اُسدن کچھ عذر سوء ہضمی وغیرہ
کرکے بجائے اُنکے آپ فاقہ کھینچتے اور اپنا کھانا ساتھیون کو کھلادیتے چار مہینے اسیطرح پر گذر گئے بعد چار مہینے کے
اُس امیر محب سادات کو جسکے یہان سید صاحب کا کھانا مقرر تھا سرکار لکھنؤ سے ایک سو سوار بھرتی کرنیکی اجازت
ہوئی مگر اس خبر کو سنکر قریب ایک ہزار سوار امیدوار نوکری کے حاضر ہوگئے تب اُس امیر نے ہر دس امیدوارون میں سے

حالات سفر اول بجانب کوہستان

ایک آدمی کو نوکر رکھ لیا اور وہ اسامیان رہا تھا سید صاحب کے حوالہ کردین لیکن سید صاحب نے اپنے بھائی بندون کو فضل آلہی کا امیدوار کرکے وہ دونو اسامیان دوسرے دو اجنبی و غریب لوگ جنکو محض لوجہ اللہ عنایت کردین۔ اس عرصہ مین والی لکھنؤ بغرض سیر و شکار جانب کوہستان روانہ ہوا اور وہ امیر بھی جنکے ہان سید صاحب مہمان تھے ہمراہ رکاب والی لکھنؤ کے اس سفر مین شریک تھے سید صاحب بھی مع اپنے ساتھیون کے ساتھ ہولئے لیکن مثل خروج از وطن اس سفر مین بھی آپ سب ساتھیون کا اسباب ایک کمبل مین باندھکر شادان و فرحان ہمیشہ رفیقون کے ساتھ چلا کرتے تھے اس سخت موسم سرما مین قریب تین ماہ تک یہ سفر رہا۔ اس سفر مین سید صاحب وعظ اور نصیحت واسطے ترک دنیا نا پائیدار کے ہر ایک ساتھی کو سنایا کرتے اور کہا کرتے تھے کہ بجائے تلاش دنیا دلفریب کے تم لوگ دہلی چلکر شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے دین حاصل کرو۔ جب آپ نے دیکھا کہ ساتھیون پر کچھ اثر آپکے وعظ و نصیحت کا نہین ہوتا تو ایکروز چپ چاپ تن تنہا محمدی کے جنگل مین سے آپ دہلی کی جانب روانہ ہوگئے۔ جب شام کو آپ تشریف نہ لائے تو آپکے ساتھیونکو گمان ہوا کہ شاید کوئی شیر یا بھیڑیا یا ہاتھی (کہ وہ جنگل ایسے درندون سے بھرا ہوا ہے) آپکو راہ مین سے کھا گیا بوجہ ایسے خیالون کے آپکے ساتھیون کو تین روز تک بہت غم و الم دامنگیر رہا چوتھے روز ایک شخص جانب قصبہ محمدی سے اس لشکر مین آیا اُسکی زبانی معلوم ہوا کہ کہ ایک شخص ایسی صورت اور شکل کا اسکو راہ مین ملا تھا اور ایک گھڑا راب سے بھرا ہوا اُسکے سر پر تھا اور ایک سپاہی اُسکے ساتھ چلا جاتا تھا اُسنے کہا کہ مینے اس حمال کو بصورت شرفا دیکھکر اُس سپاہی سے اسکا سبب پوچھا تو اُس سپاہی نے حسب شرح ذیل ایک عجیب ماجرا بیان کیا کہ جب مین اپنے مکان سے یہ راب کا گھڑا لیکر روانہ ہونیکو تھا تو اتفاق سے اُسوقت ایک نہایت ضعیف اور کمزور مزدور واسطے اُٹھانے اس گھڑے کے مجھکو ملا گو اُس مزدور مین بوجہ کمزوری کے طاقت اُٹھانے اُس گھڑے کی نہ تھی مگر محض بطمع حصول چند آنون کے وہ یہ گھڑا اُٹھا کر میرے ساتھ ہولیا اور گرتا پڑتا بصد دشواری میرے ساتھ ساتھ چلا آتا تھا راہ مین یہ جوان مجھسے ملگیا اور اُس مزدور کو پریشان حال دیکھکر اُسکے آنسو بھر آئے اور میری طرف مخاطب ہوکر مجھسے کہنے لگا کہ تو نے ایسے کمزور اور ضعیف آدمی کو ظلم اور تعدی سے کیون پکڑا ہے تو خدا سے نہین ڈرتا مینے کہا کہ مین نے اسکو ظلم اور تعدی سے ہرگز نہین پکڑا بلکہ وہ اپنی خوشی سے مزدوری لیکر میرے ساتھ آیا ہے تب اُس جوان نے مزدور سے یہ حال دریافت کیا اُسنے کہا کہ مین دو روز سے بھوکا تھا پیٹ بھرنیکی طمع سے مین نے یہ سخت کام بخوشی خود اپنے اوپر لیا ہے سپاہی کا اسمین کچھ قصور نہین ہے تب اُس جوان نے مجھسے کہا کہ جو کچھ اسکی مزدوری باقی ہو ابھی اسکو دیکر رخصت کردو ورنہ سخت مواخذہ آلہی مین گرفتار ہوگے مین نے اُسوقت جو چند پیسے اُسکے باقی تھے اس جوان کے ہاتھ پر رکھدیے اُسنے وہ پیسے مزدور کے حوالہ کرکے بصد منت و زاری مجھسے کہا کہ اس مزدور کو رخصت دے

اور یہ گھڑا راب کا میرے سر پر رکھدے میں بعوض اس مزدور کے اس گھڑے کو تیرے مکان تک پہونچا دونگا میںنے اسکی شکل شریفون کی سی دیکھ کر بہت عذر کیا کہ میں آپکے سر پر یہ بوجھ نرکھونگا مگر اُس جوان نے بہت وزاری مجھکو اسبات پر مجبور کر دیا کہ میںنے اُس مزدور کو رخصت کر دیا اور یہ گھڑا اِس بزرگ کے سر پر رکھدیا یہ جوان وہ گھڑا اپنے سر پر اُٹھا کر شادان و فرحان ساری راہ میرا شکر اور احسان ادا کرتا ہوا میرے ساتھ چلا آیا فقط آپکے ساتھیون کو اسطرح سے آپکی خیر و عافیت معلوم ہو کر قدرے تسلی ہوگئی۔ جب آپ گھڑا راب کا پہونچا کر جانب دہلی روانہ ہوئے تو اُسوقت آپکے پاس صرف تین پیسے موجود تھے اور دہلی اُس جگہ سے چودہ پندرہ منزل تھی آپنے ایک منزل چلکر ایک پیسے کا ستو اور گُڑ خریدکیا اور گھولکر پینا چاہتے تھے اُسوقت ایک مسکین نے صدا کی کہ میں چار روز سے بھوکھا ہون سید صاحب فرماتے تھے کہ یہ صدا سنکر میرے نفس نے یہ صلاح دی کہ جھٹ پٹ سارے ستو کو پیکر سائل کو خشک جواب دیدو مگر اُسیوقت غیب سے یہ بات میرے دلپر الہام ہوئی کہ میں دو روز کا بھوکھا ہون اور وہ سائل چار روز کا بھوکھا ہے اُسکا حق مجھ سے زیادہ ہے میںنے اُسیوقت کُل ستو اُسکے حوالہ کر دیے اور آپ غذائے ملکوتی تہلیل و تسبیح سے رات بھر سیر ہو کر فجر کو آگے روانہ ہوئے دوسری منزل پر آپنے پھر ایک پیسے کے ستو اور گُڑ خریدکر نوش جان فرمائے اُسکے بعد دو تین روز تک آپنے کچھ نہین کھایا پانچوین منزل پر آپ ایک مسجد مین جا کر مقیم ہوئے وہان ایک شخص نے جو آپکے والد کے مریدون مین سے تھا آپکو پہچان لیا اور آپکو اپنے گھر لیگیا آپکے پانؤن سے خون جاری تھا اُس شخص نے آپکو غسل دلا کر پانؤن مین مہندی اور ببول کے پتون کا لیپ کر دیا بعد چند روز کے جب آپکے آبلے اچھے ہوگئے اُس شخص نے آپکو سوار کرا کے اور خود ہمراہ رکاب ہو کے دہلی پہونچا دیا۔ دہلی پہونچکر آپ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب سے جا کر ملاقی ہوئے حضرت ممدوح نے بعد مصافحہ اور معانقہ کے آپکو اپنے پہلو مین بٹھلا کر آپسے دریافت کیا کہ کہان سے تشریف لائے آپنے عرض کیا کہ رائے بریلی سے پھر مولانا نے پوچھا کہ آپ کس قوم سے ہین آپنے عرض کیا کہ سادات تکیہ سے منسوب ہون پھر مولانا نے استفسار کیا کہ سید ابوسعید اور سید ابو النعمان سے بھی واقف ہو آپنے کہا کہ سید ابوسعید میرے نانا اور سید ابو النعمان میرے حقیقی چچا تھے یہ بات سنکر مولانا نے دوبارہ معانقہ اور مصافحہ کیا اور پوچھا کہ کس ارادہ سے یہ سختی سفر دور و دراز کی اُٹھائی ہے اُسپر آپنے کہا کہ آپکی ذات مقدس کو غنیمت جانکر واسطے طلب باریتعالیٰ جلشانہ کے یہانتک آیا ہون تب مولانا نے فرمایا کہ آپکے خاندان مقدس مین تو منصب ولایت موروثی ہے دو ایک پشت کے بعد ضرور اُس خاندان مین مادرزاد ولی پیدا ہوتا ہے اگر فضل الٰہی شامل حال ہے تو آپ بھی بطور وراثت اپنے اباؤاجداد کے اپنے مقصد کو پہونچ جاؤ گے۔ اُسکے بعد آپنے ایک خادم سے فرمایا کہ سید صاحب کو اکبرآبادی مسجد

مین میرے بہائی عبدالقادر کے پاس پہونچا دو اُونکے ہاتھ مین اُنکا ہاتھ دیکر میری طرف سے کہنا کہ اِس مہمانِ عزیز کو غنیمت جانکر حتیٰ الامکان خود اُنکی خدمت سے قصور نکرنا اور اِنکا مفصل حال بروقت ملاقات کے مین تمسے خود بیان کرونگا۔ اُس روز سے سید صاحب مسجدِ اکبر آبادی مین بمصاحبت مولوی عبد القادر صاحب کے رہنے لگے۔ چونکہ اس جگہ سے سید صاحب کے سوانح عمری مین اکثر معاملات باطنی جنکو خرق عادات یا کرامات کہتے ہین بیان ہونگے اور یہ ظاہر ہے کہ جسوقت سے سید صاحب یا شاہ عبدالعزیز صاحب کے صحبت یافتہ لوگ اِس دارِفانی سے کوچ کر گئے اُسوقت سے اِس فرقۂ موحدین ہند مین کوئی شخص موصوف اُن اوصاف باطنی کا نہین رہا اور یہ ایک قاعدۂ کلیہ انسانون کا ہے کہ جب کسی شخص کا ادراک اور فہم کسی اعلیٰ اور افضل امر کو نہین پہونچتا تو ضرور وہ اُس امر کے وجود سے قطعی انکار کر دیتا ہے اِس سبب سے بعض کم علم موحدین فیوضِ باطنی اور کراماتی واقعات کا منکر ہو رہے ہین حالانکہ ضرور اُنکے پیشوا و فرقہ مولانا محمد اسمٰعیل شہید صراط المستقیم مین لکھتے ہین کہ "شریعت کو ظاہر اور باطن دونون چیزین ہین سو دلکا تعلق اور محبت ساتھ باریتعالیٰ کے پیدا ہونا اسکو باطنِ شریعت کہتے ہین اور اسی تعلق کا نام صوفیون کے نزدیک نسبت ہے اور شریعت کے حکمون پر چلنا اور ممنوعات شرعی سے بچنا اِسکا نام ظاہر شریعت ہے اور اِن افعال ظاہری اور اُن تعلقاتِ قلبی کو آپسمین ایک بہت باریک میل اور علاقہ ہے پس جس شخص کا ظاہر اور باطن دونو علاقون پر عمل ہو تو اُسکی عبادت سراسر مغز بے پوست ہے اور اُسکا احوال اُسکے افعال سے ملکر شیر و شکر ہو جاتا ہے۔ اگر جو شخص فقط ظاہری افعال شریعت پر تمسک کرتا ہے اور وہ تعلق دلی اور محبت قلبی اُسکے اندر پیدا نہین ہوئی تو عبادت اُسکی خالی پوست بے مغز ہے"۔ اور بذیل ثمرات حب ایمانی کے مولانا شہید لکھتے ہین کہ "اُس فرقہ سے اہلِ خدمات مثل اقطاب اور اوتاد کے مقرر ہوتے ہین اور جب یہ بزرگ بعد انکشاف مدعو لہ کے دعا کرتے ہین تو ہمیشہ اُنکی دعا تیر بہدف ہوتی ہے اور یہ بزرگ رضا اور غیر رضا حق کے اپنے نورِ جبلی سے خود معلوم کر لیتے ہین اور طریق اُنکے اخذ کا ایک شعبہ شعب وحی سے ہے کہ اُسکو وحی باطنی کہتے ہین"۔ اب مین خاصکر اِن لوگون کو اُنکی غلطیون پر متنبہ کرنیکے بعد واقعات باطنی سید صاحب کے شروع کرتا ہون۔ آپنے واسطے سمجھنے معنی قرآن و حدیث کے کچھ صرف و نحو سیکھنا چاہا اور مصباح تک آپنے دیکھا تھا کہ ایک رات جب آپ اُس کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے تو ایک حرف بھی اُسکا نظر نہ آتا تھا صرف سیاہ صفحے کتاب کے دکھائی دیتے تھے تب آپنے گمان کیا کہ کوئی عارضہ ضعف بصر کا پیدا ہو گیا ہے فجر کو جب یہ ساری کیفیت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت مین عرض کی تو آپ نے سید صاحب سے پوچھا کہ فقط کتاب ہی ایسی نظر

حالات بیعت بردست شاہ عبد العزیز صاحب

آتی ہے یا سب چیزین ایسی ہی معلوم ہوتی ہین تو آپنے کہا کہ فقط کتاب ہی کا یہ حال ہے اور
سب چیزین برابر جون کی تون دکھائی دیتی ہین تب مولانا نے فرمایا کہ کتاب کو رکھدو خداوند تعالی نے
تمکو دوسرے کام کے واسطے پیدا کیا ہے اب تمکو لکھنا پڑھنا ضرور نہین ہے خداوند تعالی خود بخود بلا تعلیم کسی
ظاہری معلم کے آپکو سب علوم اور حکمت سکھلا دیویگا - اُردو ترجمہ قرآن مجید کا سب سے پہلے آپنے سیکھا اور
نمونہ دکھلا کر وہ طوطے کی طرح کا پڑھنا قرآن مجید کا جیسکہ ہندوستان مین دستور ہے آپنے چھوڑنا
چاہا - اِسکے بعد آپنے طریقہ نقشبندیہ مین مولانا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہا تو اُسوقت مولانا
ممدوح نے فرمایا کہ اگرچہ اِس صاحب باطن کو واسطے اختیار کرنے طریق رشد اور ہدایت کے وسیلہ کی
احتیاج نہین ہے مگر اہل ظاہر کے نزدیک ہر چیز کے واسطے ایک سبب بھی ضروری بات ہے پس فقط واسطے
رفع حجت اہل ظاہر کے بیعت لیلیتا ہون سنہ ۱۲۲۲ ہجری مین کہ اسوقت آپکی عمر بھی پورے بائیس سال
کی تھی یہ بیعت آپکو نصیب ہوئی بیعت لینے کے بعد مولانا صاحب نے پہلے دن آپکو لطیفۂ قلب کی
تعلیم فرمائی دوسرے دن باقی پانچون لطیفے آپ پر کھل گئے تیسرے دن سلطان الذکر کی منزل کو

تعلیم شغل برزخ

آپ طے کر گئے چوتھے جلسہ مین نفی اور اثبات باحسن الوجوہ آپکو حاصل ہو گیا چھٹے جلسہ مین طریقہ یاد داشت
آپنے سیکھ لیا - اسکے بعد شغل برزخ کہ جسمین تصویر شیخ کا مراقبہ کرتے ہین آپکو تعلیم کرنا چاہا اُسوقت
سید صاحب نے بہت ادب اور عاجزی سے مولانا سے عرض کیا کہ اس شغل مین اور بت پرستی مین کیا
فرق ہے اُسمین صورت سنگی یا قرطاسی ہوتی ہے اور اسمین صورت خیالی جو تہ دل مین جگہ پکڑتی ہے
تعظیم کی جاتی یا پوجی جاتی ہے تب مولانا نے یہ بیت حافظ شیرازی کی پڑھی ~ بمے سجادہ رنگین
کن گرت پیر مغان گوید + کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا + تب سید صاحب نے عرض کیا کہ اگر حکم
مے نوشی کا جو گناہ کبیرہ ہے کیجیئے تو اُسکی تعمیل کو بھی حاضر ہون مگر یہ عمل تصور تصویر شیخ کا خصوصاً غیبت شیخ

تفصیل ولایت اولیا و ولایت انبیا

مین اور توجہ اور استعانت چاہنا اُس تصویر سے جو بعینہ بت پرستی اور شرک صریح ہے مجھ سے نہین ہو سکتا
اگر اسکے جواز کے واسطے کوئی سند قرآن و حدیث یا اجماع امت کی موجود ہو تو بھی مضائقہ نہین ہے -
بعد سُننے اور سمجھنے اس ساری تقریر کے مولانا صاحب نے سید صاحب کو اپنی بغل مین پکڑ کر اور آپکے رخسارہ
اور پیشانی کو بوسہ دیکر فرمایا کہ اے فرزند ارجمند حضرت حق تعالی نے محض اپنے فضل اور انعام سے ولایت
انبیا کی جو افضل ولایتون کی ہے تمکو عطا کی اُسوقت سید صاحب نے مولانا ممدوح سے عرض کیا کہ ولایت اولیا اور ولایت
انبیا مین فرق کیا ہے - اُسوقت مولانا نے فرمایا کہ ولایت اسکا نام ہے کہ خداوند تعالی اپنے بندون مین
سے کسی بندے کو اپنے تقرب کے واسطے برگزیدہ کر لیتا ہے اور نشان برگزیدگی کا یہ ہے کہ محبت باریتعالی

کی اُس شخص کے تہ قلب مین قائم ہوجاتی ہے اُسوقت دنیا اور مافیہا سے وہ شخص بے رغبت اور بیزار ہوجاتا ہے محبت جاہ ومال واولاد کی اصلاً اور مطلقاً اُسکے دل سے محو ہوجاتی ہے اُسکا نفس اور قلب اور سب اعضا جویائے قربت آلٰہی اور متلاشی مرضیاتِ باریتعالی کے ہوکر اُسمین منہمک اور مشغول ہوجاتے ہین کہ عوام الناس ایسے لوگون کو مجنون اور دیوانہ سمجھنے لگجاتے ہین - پس صاحبِ ولایت ولی کا قیام اور صیام اور کثرتِ نوافل اور خدمت خلائق کے ذریعہ سے مجاہدۂ نفس مین مشغول ہوتا ہے اور گوشہ گزینی کو محبوب اور مرغوب رکھتا ہے اور مجرمین و فاسقین سے کچھ تعرض نہین کرتا اور ایسے اعمال کو اصطلاح صوفیون مین قرب النوافل کہتے ہین - اور اصحاب ولایت نبی کے قلب مین اسقدر محبت آلٰہی قائم ہوئی ہے کہ ایثار (جیسیکہ آیۂ کریمہ مین حکم ہے وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ط یعنی دوسرے لوگون کو خدا کی رضامندی کے واسطے فائدہ پہونچانیکو اپنی جانون سے زیادہ عزیز رکھتے ہین اگرچہ اُنکو ہزار تنگی اور تکلیف کیون نہو) اُنکے ہر قول اور فعل مین داخل ہوجاتا ہے اور بوجہٖ غلبۂ ایثار تمام رذائل اور ظلمات وکدورات نفسانی وجسمانی ایسے لوگون سے زائل ہوکر خصائلِ حمیدہ وسجایائے پسندیدہ سے وہ متصف ہوجاتے ہین اور اُنکی تمام ہمت ہدایتِ خلق ونصائح مجرمین واجرائے اقامتِ فرائض آلٰہی واحیاءِ سننِ انبیاءِ والمرسلین مین منہمک اور مصروف ہوجاتے ہین اور جہادِ باکُفّار وتادیب اشرار وتعذیر گنہگاراں اُنکا شعار ہوجاتا ہے اور مسلمانونکی مجلسون مین یہ لوگ جاکر وعظ اور نصیحت اور خیرخواہی کرنا اپنا اصل کام سمجھتے ہین اور اسکی کچھ پرواہ نہین کرتے کہ کوئی اُنکے وعظ اور نصیحت کو سُننے یا نہ سُننے اس کیفیت اور مرتبہ کو اصطلاحِ صوفیون مین قرب الفرائض کہتے ہین ایسے بزرگونکا عمل قرآن وحدیث ونصوصِ صریح پر ہوتا ہے اور یہ مرتبہ جملہ مراتبِ ولایت سے افضل اور اعلی ہے - ذٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ - بعد ختم کرنے اس کلام کے مولانا نے سید صاحب سے فرمایا آپ اپنے مسکن کو تشریف لیجاکر ان اشغال کو بعد ادائے نماز پنجگانہ کے کیا کیجئے اور خصوصًا بعد نماز فجر اور عصر کے تسبیح اور تہلیل اور مشق نفی واثبات اور توجہِ قلب وروح بعالمِ قدس رکھکر مناجات والحاح وتضرع بجناب آلٰہی کثرت سے کرتے رہیئے اور حتی الامکان انکو کبھی ناغہ نہ کیجئے اور اپنے کو ہمہ جہت ذات باریتعالی کے سپرد کرکے اُسکے فضل اور کرم کے امیدوار ہوجائیے - سید صاحب نے حسب فرمودۂ مولانا کے اشغال اور تسبیح وتہلیل وغیرہ مین ہمہ تن اپنے کو مشغول کردیا - اسی اثنا مین اکیسوین شب ماہ مبارک رمضان کی آگئی اس روز سید صاحب نے مولانا کی خدمت مین حاضر ہوکر دریافت کیا کہ اس عشرہ کی کونسی رات مین شب بیداری کرکے جویائے شبِ قدر کا ہونا چاہیئے تب مولانا نے تبسم کرکے فرمایا کہ اے فرزند دلبند جسطرح پر کہ تمہارا

زیارت جسمی رسول مقبول صلعم و حضرت ابوبکر صدیق رضہ

معمول شب بیداری کا ہمیشہ سے ہے اُسی طرح سے اِن راتون مین بھی معمول شب بیداری کا رکھو صرف
شب بیداری سے کیا ہاتھ لگتا ہے دیکھو چوکیدار اور پاسبان ساری رات جاگتے رہتے ہین مگر اِس دولت
سے ہمیشہ بے نصیب اور محروم رہتے ہین اگر تمہارے اوپر اللہ کا فضل ہے تو بوقت ظہور آثار شب قدر کے
اگر تم سوتے بھی ہوگے تو خداوند تعالیٰ تمکو خود بخود جگا کر شریک اُن برکات کا کردیویگا سید صاحب بعد سُننے
اِس کلام کے رخصت ہو کر اپنی جائے سکونت کو چلے آئے اور حسب عادت قدیم خود رات کو اُٹھا کرتے
تھے مگر ستائیسوین[۲] رات کو آپنے چاہا کہ ساری رات جاگتا رہون اور بعد ادائے نماز عشا کے نوافل اور
مراقبہ مین مشغول رہکر صبح کردون لیکن اُس رات کو بعد ادائے عشاء کے کچھ ایسی نیند آپ پر غالب ہوئی کہ
سوائے دو چار رکعات نفل کے آپ اور کچھ نہ پڑھ سکے اور مجبور سو گئے - جب تہائی رات باقی رہگئی تو اُسوقت
دو آدمیون نے آکر اور آپکا ہاتھ پکڑکر جگا دیا آپنے خواب ہی مین دیکھا کہ آپکے دہنی طرف رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم اور بائین طرف حضرت ابوبکر صدیق رضہ بیٹھے ہین اور آپکو فرما رہے ہین کہ اے احمد جلد اُٹھ اور غسل کر
سید صاحب ان دونون بزرگون کو دیکھ کر نہایت شرم کے ساتھ دوڑے ہوئے حوض مسجد کی طرف چلے
گئے اور باوجودیکہ بوجہ سرما کے حوض کا پانی اُسوقت یخ ہو رہا تھا مگر اُسی سرد پانی سے آپ غسل کرنے
لگ گئے اور اثناء غسل مین حضرت صلعم اور حضرت ابوبکر صدیق رضہ کو اُسی جگہ پر بیٹھا ہوا دیکھ رہے تھے آپ بہت
جلدی سے غسل سے فارغ ہو کر اِن حضرات کے حضور مین حاضر ہو گئے حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے فرزند آج
شب قدر ہے تو یادِ الٰہی مین مشغول ہو جا اور دعا اور مناجات کرتا رہ اِس ارشاد اور تلقین کے بعد دونون
حضرت تشریف لیگئے - صاحب مخزن لکھتے ہین کہ سید صاحب بارہا فرمایا کرتے تھے کہ اِس رات مین
بفضل الٰہی واردات عجیب اور واقعات غریب میرے دیکھنے مین آئے کہ تمامی درخت اور پتھر وغیرہ اشیاء
دنیا کی سجدے مین سر رکھے ہوئے تحمید و تہلیل و تسبیح مین مصروف تھے مگر طُرفہ یہ کہ اِن ظاہری آنکھون سے
ہر ایک چیز اپنی اپنی جگہ پر کھڑی معلوم ہوتی تھی مگر چشم قلب سے سجدے مین پڑی ہوئی دکھائی دیتی تھی
اُسوقت مین بھی سجدے مین سر رکھکر شکر الٰہی بجا لایا اور دعا اور مناجات مناسب وقت کرنا شروع کیا
اُسوقت فنا کلی اور استغراق کامل مجھکو حاصل ہوا اور اُسی حالت مین صبح تک سجدے مین پڑا رہا یہانتک
کہ مؤذن نے اذان دی تب مجھکو ہوش آیا اور وضو کر کے جماعت مین شریک ہو گیا اور جب بعد ادائے
اشراق بخدمت مولانا صاحب کے حاضر ہو کر سلام علیک کہا تو بہت مسرور اور محظوظ ہو کر آپنے فرمایا کہ
باری تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آجکی رات تم اپنی مراد کو پہونچگئے پس اُس روز کے بعد سے آناً فاناً آثار
ترقیات اور علو درجات و معاملات عجیب و واردات غریب آپ پر ظاہر ہونے لگین - اُس معاملہ عجیبہ

بعد صاحب مخزن بحوالہ صراط المستقیم لکھتا ہے کہ ایک رویا مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین چھوارے اپنے دست مبارک سے سید صاحب کے مونہہ مین ایک دوسرے کے بعد رکھکر بہت پیار اور محبت سے کھلائے اور جب آپ بیدار ہوئے تو شیرینی اُن چھوارون کی آپکے ظاہر اور باطن ہویدا تھی - اسکے بعد ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہما کو سید صاحب نے خواب مین دیکھا اس رات کو حضرت علی رضؓ نے اپنے دست مبارک سے آپکو نہلایا اور حضرت فاطمہ رضؓ نے ایک لباس فاخرہ اپنے ہاتھ سے آپکو پہنایا بعد ان وقوعات کے کمالات طریقۂ نبوت کے نہایت آب وتاب کے ساتھ آپ پر جلوہ گر ہونے لگے اور وہ عنایت ازلی جو مکنون اور محجوب تھی ظاہر ہوگئی اور تربیت یزدانی بلا واسطہ کسی کے متکفل حال آپکے ہوگئی اور نہایت عجیب وغریب معاملات آپ پر ظاہر ہونے لگے یہانتک کہ ایکدن ایک رویا حقہ مین اللہ رب العزت نے اپنے دست قدرت خاص سے سید صاحب کا ہاتھ پکڑکر ایک چیز امور قدسیہ سے جو نہایت رفیع اور بدیع تھی آپکے سامنے رکھکر فرمایا کہ تجھکو یہ چیز اب عنایت ہوئی ہے اور اسکے سوا اور بہت سی چیزین تجھکو عطا فرماوینگے - اُنہین ایام مین ایک شخص نے سید صاحب سے درخواست بیعت کرنیکی کی تھی مگر اُن ایام مین سید صاحب علی العموم ہر کسی کی بیعت نہ لیتے تھے اسواسطے اُس شخص کی درخواست کو بھی منظور نہ فرمایا تب وہ شخص بہت عجز اور انکسار سے عرض کرنے لگا اُسوقت آپنے فرمایا کہ دو ایک روز اور توقف کر بعد اسکے جو مناسب وقت ہوگا کیا جاویگا - اُسکے بعد سید صاحب نے برائے استفسار اور طلب اذن اخذ بیعت کے جناب باری مین اسطرح سے التجا کی کہ ایک بندہ تیرے بندون مین سے مجھ سے بیعت کرنا چاہتا ہے اور تو نے میرا ہاتھ پکڑا ہے اور اس دنیا مین جو کوئی کسیکی دستگیری کرتا ہے تو پاس دستگیری کا ہمیشہ رکھتا ہے اور تیرے اوصاف کو مخلوق کے اوصاف سے کچھ بھی نسبت نہین ہے پس اُس معاملہ اخذ بیعت مین تیری کیا مرضی ہے جناب باری سے حکم ہوا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کریگا گو وہ لاکھون ہون مین ہر ایک کو کفایت کرونگا بعد وقوع ان معاملات مذکورۂ بالا کے سلوک راہ نبوت کا باحسن الوجوہ آپکو حاصل ہوگیا - اسکے بعد ایک روز ارواح مقدس جناب غوث الثقلین سید عبدالقادر گیلانی و حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند متوجہ حال سید صاحب کے ہوئین اور قریب ایکماہ تک کسیقدر تنازعہ ان دونون روحون کے درمیان رہا کیونکہ ہر ایک روح ان دونون روحون مین سے سید صاحب کو اپنی طرف جذب کرنا چاہتی تھی آخر بعد انقضائے ایام تنازعہ کے دونون روحونکی بالاشتراک جذب کرنے پر صلح ہوگئی تب دونون ارواح مقدسہ نے بالاشتراک آپ پر جلوہ گر ہوکر ایک پہر تک بہ نفس نفیس خود توجہ قوی اور تاثیر زور آور فرمائی کہ اُس ایک پہر میں [illegible] ان دونون خاندانون کی آپکو حاصل ہوگئی - اسکے بعد ایکروز سید صاحب حضرت خواجہ

رویا میں عطا ہونا خرما رسول مقبول کا و غسل حضرت علیؓ و فاطمہؓ اور جناب باری تعالیٰ کو رویا میں دیکھنا

خواجگان خواجہ بختیار کاکی قدس سرہ کے مرقد مبارک پر مراقب بیٹھے تھے اور اُسوقت روح پُر فتوح خواجہ صاحب مرحوم سے آپکی ملاقات ہوئی تو اُس روح نے آپکے اوپر توجہ قوی فرمائی اُسیوقت نسبت خاندان چشتیہ کی بھی آپکو حاصل ہوگئی اور اُسکے بعد نسبت مجددیہ اور شاذلیہ وغیرہ غرض کل مشہور خاندانوں کی جدجدا آپکو حاصل ہوگئی بعد ان توجہات مذکورہ کے سلوک راہ ولایت بھی کامل طور سے آپکو حاصل ہوگیا۔ تکمیل ان دونوں سلوکوں کے ایکروز عالم مراقبہ مین آپکی ملاقات روح پر فتوح حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی اُسوقت سید صاحب نے دیکھا کہ ایک چتر نور مقدس کا خواجہ صاحب ممدوح کے سر پر سایہ کر رہا ہے۔ پس اُسیوقت آپکو یہ بھی دکھائی دیا کہ آپکے سر پر وہ چتر نور مقدس کے سایہ کر رہے ہین۔ چونکہ سید صاحب اپنے کو کمترین مریدان خواجہ صاحب سے شمار کرتے تھے یہ معاملہ معکوس دیکھ کر آپکو بہت شرم ہوئی اور فوراً مراقبہ سے باہر آکر ترسان و لرزان بخدمت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب حاضر ہوئے اور نہایت خوف اور شرمندگی سے اُس واقعہ کو بخدمت مولانا صاحب کے عرض کیا۔ حضرت مولانا نے نہایت فرحان وخندان اُسکے جواب مین فرمایا کہ اے فرزند جائے تعجب نہین ہے ولایت نبوت کے ایسے ہی آثار ہوتے ہین اے عزیز ابھی تو اسکی ابتدا ہے از مشتی نمونہ از خروارے و یک قطرہ از بحر ناپیدا کنار تمپر ظاہر ہوا ہے آگے کو روز بروز اس سے بڑھ بڑھکر ہزاران ہزار اس قسم کی باتین تمپر ظاہر ہوا کرینگی ✽

اِنہین ایام مین ایکروز برلب دریائے جمنا ہندوؤنکا کوئی میلہ تھا اُس روز سب مرد و عورت اقوام ہنود طرح بطرح کے زیور اور پوشاک سے آراستہ پیراستہ ہوکر اُس میلہ مین شامل ہو کر اشنان اور بت پرستی مین مشغول تھے بہت سے شوقین مسلمان بھی بغرض تفریح طبع یہ میلہ دیکھنے کو گئے تھے دو تین نوجوان طلبا مدرسہ کے سر پر بھی شیطان سوار ہوا اُنہون نے بھی ارادہ میلہ دیکھنے کا کیا اور سید صاحب کی خدمت مین بھی حاضر ہوئے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلکر تماشائے قدرت الٰہی اور حماقت کفار کا ملاحظہ کرین۔ آپنے یہ درخواست دوستون کی سنکر ایک آہ سرد ایسی بھری کہ جس سے حاضرین کے دل کانپ اُٹھے اور پھر بکمال عجز یارون سے کہا کہ مجھکو اس نامشروع مجمع کی شرکت سے معاف رکھو مین ایسی جگہہ مین ہرگز نہ جاؤنگا مگر یارون کے سر کچھ ایسی حماقت چڑھی تھی اُنہون نے آپکے عذر کو کچھ نہ سنا اور جبراً و کرہاً آپکو اپنے کاندھے پر اُٹھا کر میلہ مین لیگئے آپکا اُس میلہ کفار کے نزدیک پہونچنا تھا کہ ایک حالت بیہوشی کی آپ پر طاری ہوگئی۔ جب اُن اندھون نے آپکی یہ حالت زار دیکھی تو اُنکی آنکھ کھلی فوراً اُسیوقت کاندھے پر اُٹھائے ہوئے آپکو واپس لے آئے۔ جامع نے معتبر راویون سے اسی قسم کی ایک اور حکایت آپکی سنی ہے کہ ایکروز آپ کسی مجلس مین تشریف رکھتے تھے وہان لوگون نے کچھ مزامیر اور راگ شروع کر دیا بوجہ استماع اُس آواز

نا شروع کئے آپ بیہوش ہو گئے - اسی حفاظتِ الٰہی کا نام عصمت اور اذعانِ قلبی ہے - صاحب مقالات طریقت لکھتا ہے کہ اِن ایام مین شوق درویشی اور مسکینی آپکی طبیعت اور طینت مین بھرا ہوا تھا - اکثر اوقات اُس مقام کے درویشون اور طالب علمون و مسافرون اور نیز مسجد کی خدمت مین دل و جان سے لگے رہتے تھے اور آپکی طاعات اور عبادات کا بھی یہ حال تھا کہ کثرتِ قیام لیل سے پانوٴ مین ورم ہوکر خون جاری ہوجاتا تھا یہ سب حالات دیکھکر مولانا عبد القادر صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اِس بزرگ کے احوال سے آثار کمال ظاہر ہوتے ہین اور مادّہ اِس سعادت منش کا قابل ترقی مدارج علیا کے نظر آتا ہے - مولوی سید جعفر علی صاحب لکھتے ہین کہ اسقدر تحصیل سلوک کے بعد آپ ایکمرتبہ وطن کو تشریف لیگئے اُسوقت آپ لباس درویشانہ پہنے ہوئے تھے آپ اپنے وطن مین پہونچکر اول اپنی مسجد مین مقیم ہوئے لوگون نے شکل سے آپکو شناخت کیا اسوقت ایک کلاہ بھی آپکے سر پر تھی جو ایکروز صحن مسجد مین دھوپ دینے کو رکھی گئی تھی اُسوقت سید عبد القادر بن حافظ سید امان اللہ نے دیکھا کہ ایک نور اُس کلاہ سے نکلکر عرش تک جا رہا تھا اُس روز سید عبد القادر نے سید صاحب کے مراتب کو پہچانکر وہ کلاہ آپ سے مانگ لی - یہ بھی لکھا ہے کہ ایک مرقع بھی جسمین ایک پیوند جامۂ رسول اللہ کا لگا ہوا تھا اس سفر مین دہلی سے آپکے ساتھ آیا تھا اور وہ مرقع بطور تبرک مدّتون تک والدہٴ محمد اسمٰعیل نوجہٴ سید صاحب کے پاس رہا مگر اب کچھ عرصہ سے گم ہوگیا - قریب دو برس تک اِس دفعہ آپ بریلی مین رہے اور آپکا نکاح بھی ہوا اور آپکی بڑی لڑکی پیدا ہوئی بعد دو برس کے آپ پھر دہلی تشریف لیگئے - جب سید صاحب پر روز بروز مقامات عالی کھلنے لگے تو اِس دولت بے زوال کی اہل دنیا کو بھی خبر ہونے لگی اسواسطے ہر طرف سے خلقت نے آپ پر ہجوم کیا کسی نے بیعت کی درخواست کی کسی نے کسی حاجت روائی کے واسطے دعا چاہی اور آپکو واسطے تکمیل اپنے حال کے اسوقت اخفاء راز منظور تھا اور نیز اُس جوہر سپہ گری کی بھی جو آپکے اندر ودیعت رکھا تھا مشق کرنی منظور تھی اسواسطے سکونت دہلی کو ترک کرکے سنہ ۱۲۲۴ھ کے قریب آپ نواب امیر خان کے لشکر مین تشریف لیگئے اور وہان کچھ مدّت مشغول فن سپاہگری مین بسر کی - تب وہ جوہر شجاعت جو مکنون و مستور تھا بخوبی ظاہر ہوگیا - اِن ایام رفاقت نواب امیر خان مین جو جو شجاعت اور جوانمردی اور خرق عادات آپ سے ظاہر ہوئین احاطۂ تحریر مین نہین آسکتین - مولوی مرتضیٰ خانصاحب بروایت اللہ نور خان نام ایک آپکے خادم کے تحریر کرتے ہین کہ اِن ایام مین سید صاحب کو اسقدر کثرت قیام لیل تھی کہ فجر کو آپکے پانون پر ورم ہوجاتا تھا اور دو دو پہر ذکر اور فکر مین آپکو گذر جاتے تھے اور لگاتار دو دو پہر تک مراقبے مین بیٹھے رہتے تھے اور ایسا مزہ آپکو ہوتا تھا کہ اُٹھنے کو دل ہی نہین چاہتا تھا - اور یہ وہ وقت تھا کہ نواب امیر خان ایک لشکر عظیم لئے ہوئے نواحِ مالوہ مین

نواب امیر خانصاحب کی رفاقت مین ایک زمانہ گذرا

سرکار انگریزی اور بعض ہندو راجاؤن سے برسر مقابلہ تھے اور ابھی تک ریاست ٹونک نواب امیر خان صاحب
کو نہ ملی تھی - انہین ایام کے حالات مین سے صاحب مخزن احمدیہ لکھتا ہے کہ ایکروز موسم برسات مین
لشکر نواب امیر خانصاحب مرحوم کا صبح سے آدھی رات تک چلکر چالیس کوس مسافت طے کر کے ایک
ایسے مقام پر جا اُترا کہ جہان کسی اعلیٰ اور ادنیٰ کو کھانا میسر نہین ہوتا تھا ایک سیر غلہ یا دو روٹی ایک اشرفی
کو بھی نہین ملتی تھی اور دشمن کا لشکر صرف تین چار کوس کے فاصلہ پر تعقب مین تھا اُس رات کو دو تین
آدمیون نے جو سید صاحب کے ہم پیالہ ہم نوالہ تھے بہت عاجزی سے سید صاحب سے عرض کیا کہ آپ دعا کرین

حلوا بطور غیب آنا مع خوان

کہ وہ رزاق مطلق اپنے خزانہ غیب سے ہم لوگون کے واسطے اسوقت کھانا عنایت کرے تب پہلے سید
صاحب نے اُنکو سمجھایا اور کہا کہ یارو ایک رات بھر بھوکھ کی سختی اُٹھالو مگر اُنہون نے نہین مانا اور کہنے لگے
کہ مارے بھوکھ کے ہم سے صبر نہین ہوسکتا آپ ضرور دعا کرین تب ناچار سید صاحب نے دعا کرنیکے بعد ایک
کمبل اوڑھ کر لیٹ رہے - اُسیوقت ایک آدمی کہ جسکے سر پر ایک طباق کلان حلوائے گرما گرم سے بھرا ہوا
رکھا تھا سید صاحب کے سرہانے پر آکر آپکو جگانے لگا آپنے سونہہ کھولکر دیکھا تو ایک آدمی مع حلوائے گرما گرم
حاضر ہے اور کہا کہ یہ حلوا خداوند تعالیٰ کی نذر ہے آپ اسکو لیجیے اور تناول فرمائیے سید صاحب نے
اُس حلوا بردار سے کہا کہ آپ تھوڑی دیر توقف فرماوین میرے ساتھی کسی ضرورت کے واسطے لشکر
مین گئے ہین عنقریب وہ آجاوین گے تب ہم اُس حلوے کو اپنے برتنون مین ڈالکر اور آپکا طباق خالی کر کے
دیدیوینگے اُس شخص نے کہا کہ یہ طباق بھی خدا کی نذر ہے آپ مع طباق لیجیے اور مجھکو رخصت دیجیے
مین زیادہ توقف نہین کرسکتا یہ کہکر وہ تو رخصت ہوا اُسکے چلے جانیکے بعد سید صاحب کے ساتھی بھی آگئے
تب سید صاحب نے اپنے ساتھیون سے فرمایا لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ یعنی اللہ کی رحمت سے ناامید نہونا چاہیے
اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ط یعنی اللہ جسکو چاہتا ہے بیحساب رزق پہونچا دیتا ہے
اور وہ طباق پُر از حلوا یارون کے سامنے رکھدیا اُنہون نے شکر الٰہی بجالا کر بشوق تمام اُسکو کھانا شروع کیا
اور اُس رزاق مطلق کی رزاقی کو دیکھکر متحیر ہوگئے - انہین ایام کے حالات سے مولوی جعفر علی صاحب
لکھتے ہین کہ جب سید صاحب ہمراہ لشکر نوابصاحب ملک دکھن مین تھے تو آپکے ساتھ برکات الٰہی زائد
از حد تھین بیسیون آدمی آپکے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے اور تھوڑے سے نقد سے بباعث برکات غیبی
بہت کام نکلتے تھے ایک کیمیاگر جو اُس سفر مین آپکے ساتھ تھا یہ ورخرچی دیکھکر آپکو بھی کیمیاگر خیال کرتا
تھا مگر بعد تفحص اُسکو معلوم ہوا کہ یہ محض برکات آسمانی ہین اُسوقت وہ کیمیاگر آپکا بہت معتقد ہوا اور آپکے
روبرو اپنے فن کیمیاگری سے تانبے کو سونا بناکر وہ فن آپکو سکھلانے لگا آپنے انکار کیا اور فرمایا کہ مجھکو ایسا فن

سیکھنا منظور نہین ہے جس سے میرے توکل مین فرق آجائے اور مین اُس فن پر بھروسہ کرکے خدا سے غافل ہو جاؤن پھر آپنے پوچھا کہ یہ سونا اصلی ہے یا قلبی اُسنے کہا کہ اصلی تو نہین ہے مگر ایسا قلبی ہے کہ ہزارون تاؤ پر بھی بڑے بڑے نقاد اور پرکھنے والون کو اُسکا قلبی ہونا معلوم نہین ہوتا۔ انہین ایام مین کہ جب آپ لشکر نواب امیرخانصاحب مین رونق افروز تھے ایک رات کو آپ واسطے ادائے عبادت الٰہی کے جنگل مین چلے گئے کہ وہان بفراغت تمام یاد الٰہی مین مشغول رہین وہان جاکر دیکھا کہ جنگل مین ایک مکان کے اندر سے رونے کی آواز آرہی ہے آپ وہان تشریف لیگئے اور جاکر دیکھا کہ ایک مُردہ ایک چارپائی پر پڑا ہے اور ایک بڑھیا عورت اُسکے نزدیک بیٹھی ہوئی نہایت زار زار رو رہی ہے آپنے اُسکا حال پوچھا تب اُس عورت نے کہا کہ یہ مردہ میرا بیٹا ہے آج یہ مر گیا مگر نہ معلوم اُسکے بدن مین کیا بلا گھس گئی ہے یہ مُردہ گاہے چارپائی پر بیٹھ جاتا ہے اور کبھی روتا اور کبھی ہنستا ہے اور گاہے ناچنے لگتا ہے اسواسطے مارے ڈر کے مین قریب مرگ ہو رہی ہون اور میرے اقربا یہان سے نزدیک ایک گانون مین رہتے ہین اگر کوئی جوانمرد آجکی رات اِس مُردے کے پاس رہے تو مین اپنی بستی مین جاکر علی الصباح اپنے خویش و اقارب کو مع اسباب تجہیز تکفین لیکر آجاؤن اور اُسکو دفن کرادون تب سید صاحب نے اُس عورت سے فرمایا کہ تو جا اور اپنے خویش و اقارب اور سامان تجہیز تکفین کو لیکر صبح کو آجانا آجکی رات مین اُس مُردے کی نگہبانی کرونگا وہ عورت آپکا شکریہ ادا کرکے وہانسے چلی گئی اور آپ اُس مُردے کی چارپائی کے نزدیک اپنا مصلا بچھاکر نماز پڑھنے لگے اور جب وہ مردہ اُٹھنے کو چاہتا تھا تو آپ گھُرک دیتے تھے کہ چپ ہوکر پڑا رہ صبح تک وہ مردہ مع اُس بلا کے جو اُسمین گھسی تھی کروٹین لیے لیکر چپ چاپ پڑا رہا بعد طلوع آفتاب کے وہ عورت مع اپنے عزیزون کے وہان آگئی اور اُسکی تجہیز و تکفین کراکے سید صاحب وہانسے رخصت ہوکر اپنے قیامگاہ کو تشریف لے آئے انہین ایام دوڑ دھوپ مین نواب امیرخانصاحب کے لشکر کے سوار اپنے سفر اور حضر مین جہان موقع پاتے کسانون اور کاشتکارون کے کھیتون کو اپنے گھوڑون سے چرواکر تباہ کردیا کرتے تھے مگر سید صاحب اپنے گھوڑے کو نہ چراتے ایک روز کا ذکر ہے کہ سید صاحب کی غیر حاضری مین آپکے ہمراہیون نے اپنے گھوڑون کے ساتھ آپکے گھوڑے کو بھی چرنے کے واسطے کھیتون مین چھوڑدیا مگر شان الٰہی سے آپکے گھوڑے نے اُس کھیت مین اپنا مونھہ بھی نہ ڈالا اور چپ کھڑا رہا لوگ دیکھکر حیران ہوگئے اور کہنے لگے کہ پرہیزگارونکا گھوڑا بھی پرہیزگار رہے ایک روز کا ذکر ہے کہ لشکر نواب امیرخان مرحوم سرکار انگریزی کے لشکر سے لڑ رہا تھا دونو طرف سے توپ اور بندوق چل رہی تھین اُسوقت سید صاحب اپنے خیمہ مین تشریف رکھتے تھے آپنے اپنا گھوڑا تیار کرایا اور اُسپر سوار ہوکر عین وقت جنگ اپنے لشکر مین آئے

ایک بھوت گھسی ہوئی لاش کو رات بھر آپکا نگاہبانی کرنا

آپکے گھوڑیکا چوریکی گھاس نہ کھانا

جنرل فوج انگریزی کا ہانا

نواب امیر خان اور سرکار انگریزی کی صلح کی پیشین گوئی

بہ اوجود یکہ شل ہوا کے دونو لشکرونکو چیرتے ہوے اُس مقام پر پہونچگئے جہان سپہ سالار فوج انگریزی کا مع اپنے مصاحبون کے کھڑا تھا پس وہانسے اُس سپہ سالار کو ساتھ لیکر پھر دونو لشکرونکو چیرتے ہوے اپنے خیمہ تک چلے آئے یہان آکر تھوڑی سی بات چیت کے بعد سپہ سالار مذکور نے عہد کر لیا کہ مین اسی دم اپنے لشکر کو مقابلہ نواب امیر خانصاحب سے واپس لیجاؤنگا اور پھر مقابلہ کو نہ آؤنگا بلکہ جہانتک ممکن ہوگا اپنی سرکار کو اسبات پر مجبور کرونگا کہ نواب امیر خانصاحب سے صلح کرے اس وقوعہ کے بعد پھر سرکار انگریزی و نواب امیر خانمین جنگ نہین ہوئی بلکہ صلح کی بات چیت اور رسل رسائل شروع ہو گئے اور بعہد لارڈ ہیسٹنگ صاحب بہادر والیسرائے ہند ٹونک کا ملک نواب صاحب کو دیکر صلح کی گئی - ابھی صلح کی بات چیت طے نہین ہوئی تھی کہ سید صاحب بعد قیام سات برس کے پھر لشکر نواب امیر خانصاحب سے جدا ہوکر دوبارہ سنہ ۱۲۳۱ھ مین بعلق افزونی دہلی ہو گئے - نواب امیر خان صاحب نے سید صاحب کی روانگی کے وقت نواب وزیر الدولہ بہادر اپنے صاحبزادہ کو ہمراہ رکاب کر دیا تھا کہ وہ دہلی تک آپکے ساتھ آئے اپنے چلنے کے وقت آپنے وہ پیشین گوئی کی تھی جسکو نواب وزیر الدولہ مرحوم اپنے وصایائے وزیری مین اسطرح سے لکھتے ہین "کہ سید صاحب نے مولوی سید نذر محمد صاحب سے کہ وہ بھی اسی لشکر مین حاضر تھے اپنے رخصت ہونیکے وقت یہ فرمایا تھا کہ اب جلد صلح ہوجاویگی اور فلان فلان شہر اور فلان فلان علاقہ سرکار انگریزی نواب صاحب کو دیویگی اور ایک زمانہ دراز گذرنے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ مین بھی ایک لشکر مجاہدینون کا ساتھ لیکر نشانون کے پھریرے اڑاتا ہوا نواب امیر خانصاحب کے ملک سے گذر کرونگا" بعد ذکر کرنے اس پیشین گوئی کے نواب وزیر الدولہ مرحوم تحریر فرماتے ہین کہ موافق اسی پیشین گوئی کے جو جو شہر اور ممالک آپنے بتلائے تھے ٹھیک وہی سرکار انگریزی نے ہمکو دیے اور صلح ہو گئی اور یہ ملک بھی محض ببرکت قدم سید صاحب کے نواب صاحب کو ملا تھا ورنہ اسوقت تک سب مورخ انگریزی لارڈ ہیسٹنگ کی اس پالسی پر طعن کرتے ہین - مولوی جعفر علی نقوی نے آپکی بہت سی کرامات حین قیام بہ لشکر نواب امیر خان اپنی کتاب مین لکھی ہین جنکو مین عمداً بخوف طوالت ترک کر دیتا ہون - اِس سات برس کے قیام مین سید صاحب کی ذات بابرکات سے نواب صاحب اور آپکے لشکر کو وہ ہدایت ہوئی کہ جسکا اثر اسوقت تک اُس عالی خاندان اور شہر کو سارے ہندوستان پر فوقیت دے رہا ہے -

پھر صاحب مخزن لکھتا ہے کہ سید صاحب کے دہلی مین پہونچنے سے ایک ہفتہ پہلے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے یہ خواب دیکھا تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جامع مسجد دہلی مین تشریف رکھتے ہین اور ہر طرف سے خلقت واسطے زیارت رسول خدا کے دوڑی چلی آتی ہے سب سے اول شاہ صاحب موصوف نے جامع مسجد مین پہونچکر شرف زیارت اور قدمبوسی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا حاصل کیا

اسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عصائے مبارک شاہ صاحب ممدوح کے ہاتھ مین دیکر فرمایا کہ لے عبدالعزیز تو یہ عصا لیکر دروازۂ مسجد پر بیٹھ جا اور جو کوئی میری زیارت کو آنا چاہے اول ہر ایک آدمی مشتاق زیارت کا حال مجھ سے عرض کر پس جس کسیکو مین اجازت دون اُسکو میرے سامنے لاؤ اور جسکو مین منع کر دون اُسکو میرے پاس نہ آنے دو چنانچہ شاہ صاحب موصوف وہ عصا لیکر دروازۂ جامع مسجد پر بیٹھ گئے اور ہر ایک شائق اور زائر کا حال بحضور سید الابرار جا جا کر عرض کرنے لگے پس جس کسیکو حضرت اجازت دیتے وہ زیارت سے مشرف ہوتا اور جسکو منع فرما دیتے وہ دخول اور حصول زیارت سے روک دیا جاتا ایک عرصہ تک یہی کیفیت رہی اور ایک خلق کثیر شرف زیارت سے مشرف ہوئی اس خواب کی صبحکو مولانا ممدوح واسطے ملاقات حضرت غلام علی شاہ صاحب جو اجلۂ خلفائے حضرت شمس الدین شہید سے تھے تشریف لیگئے اور یہ رؤیا و حقہ اُنسے بیان کرکے اُسکی تعبیر پوچھی حضرت غلام علی شاہ صاحب نے اُسکے جواب مین فرمایا کہ یہ عجیب بات ہے کہ آپ سے فاضل اجل ہو کر تعبیر خواب کی مجھ سے پوچھو تب مولانا نے فرمایا کہ مین اس خواب عجیب کی تعبیر آپکی زبان مبارک سے سُننا چاہتا ہون - غلام علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ میرے ذہن ناقص مین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد وفات سید حسن صاحب رسول نما کے کہ جسکو ڈیڑھ سو برس ہوئے توجہ اور ارادت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہدایت خلائق اس دیار سے موقوف ہوگئی تھی اب اس خواب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپکے یا آپکے کسی مرید رشید کے ہاتھ سے وہ سلسلۂ ہدایت کا جو ڈیڑھ سو برس سے مسدود ہے پھر جاری ہو جاویگا - مولانا نے یہ تقریر سنکر فرمایا کہ میرے خیال ناقص مین بھی اسکی تعبیر ایسی ہی معلوم ہوتی ہے - ایک ہفتہ اس خواب پر نہ گذرا تھا کہ سید صاحب دوبارہ رونق افروز دہلی ہو کر بدستور سابق مسجد اکبر آبادی مین فروکش ہوئے - اِن چھ برس کی محنت اور مشق مین جو آپنے بمعیت لشکر نواب امیر خان صاحب عالم تنہائی اور جنگلون مین بہ لباس سپاہیانہ رکھی تھی ہر دو سلوک اپنے کمال کو پہونچکر ایسے مصفا اور مجلا ہو گئے تھے کہ اُنکا عکس ہر ایک قلب سلیم پر پڑکر چکا چوند کئے دیتا تھا - اب تو خلقت نے چارون طرف سے آپکی طرف رجوع کیا اور بقول شاعر اب تو یہ کیفیت ہو گئی سے

سینۂ صاف سے اُسکے ہو مجلی آئینہ + نور ایمان سے ہے قلب مصفی گوہر + حق مین گمراہون کے تاثیر جو کچھ ہے اُسکی - جوشش خون مین کرے کام ایسا نشتر + ہو جو صحبت سے تری تخلیہ تحلیہ + لاکھ چلون سے بھی باطن مین نہوا تنا اثر - اسم اعظم کو جو پڑھکر کرے وہ کوہ پہ دم + ہون طلا چقنے مین کہسار کے سارے پتھر - ناخدا جوئے حقیقت کا ہے یہ کشتیبان بحر ذخار طریقت کا حقیقی معبر + علم کو اُسکے مگر علم لدنی کہیئے + جو کہ آتا ہے اُسے بے وہ کسے مستحضر + مولانا عبد القادر صاحب جو اُسی مسجد مین مقیم تھے اُنہین ایام مین ایکروز مولوی عبد الحی صاحب کی ملاقات کو تشریف لیگئے اور اثنائے گفتگو مین اسرار صلوٰۃ و حضوری قلب کا

سید صاحب کے شگون دوبارہ رونق افروز دہلی ہونے کے پہلے مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کا خواب دیکھنا

مولوی عبدالحی صاحب کا سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہونا اور حضوری قلب کی نماز سیکھنا

ذکر آیا مولانا عبدالقادر صاحب نے فرمایا کہ شرح و بیان اسرار صلوٰۃ و حضوری قلب کی اکثر کتب تصوف و اخلاق مین بخوبی مذکور ہے مگر بدون توسل مرشد کامل کے اسکا حاصل ہونا سخت دشوار بلکہ غیر ممکن ہے اگر اس جوان نووارد (یعنی سید احمد) سے اس مدعا کو چاہو تو بہتر ہے تب مولوی عبدالحی صاحب فوراً سید صاحب کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوے اور آپکے حضور مین اس مدعا کو پیش کیا تب سید صاحب نے فرمایا کہ حقیقت نماز کی اسطور سے جانئے کہ اللہ رب العزت نے اُسکو تمام مخلوق مین بہتر یعنی خلیفہ کر کے پیدا کیا ہے اور بڑی تاکید سے واسطے حاضر ہونے دربار کے پانچ وقت اذن مطلق دیا ہے اور غیر حاضری پر وعدہ سخت عذاب کا فرمایا ہے اسطرح سے عظمت نماز کی سمجھ کر تمامی آداب کہ لائق قبولیت اُس دربار شہنشاہ حقیقی کے ہون بجالائے جیسے پہلے وضو کرے اور جو حاجت غسل کی ہو تو نہالے اور پھر پاکیزہ لباس پہنکر اُس دربار مین حاضر ہو- اور حضوری کئی طرح پر ہے ایک یہ کہ مضمون ہر رکن نماز کا خیال کرے اور انکو سامنے اپنے رب کے جانے اور اُسکو متوجہ اپنے حال کا سمجھے اور جونسی سورت پڑھے معنی اور مضمون اُس سورت کا خیال کرتا جاوے اگر مقام عتاب اور غصہ کا ہو تو ڈرے اور اللہ سے پناہ چاہے اور جو مقام رحمت اور عنایت کا ہو اُسکو خدا تعالی سے مانگے- پس جو کوئی بندہ قصد مناجات اور عرض حاجات کا دلمین کر کے حاضر دربار الٰہی کا ہو تو نہایت تعظیم اور عقیدت درست اور نیت خالص سے روبرو اُس شہنشاہ کے کھڑا ہو اور چارون طرف سے اپنے رخ کو پھیر کر ظاہر اور باطن سے اُسکی طرف متوجہ ہو اور جیسے مونھہ طرف کعبے کے کیا ہے ایسے ہی روح کو طرف اصل اُسکے کے یعنی حق تعالی کے جو پیدا کرنیوالا اُسکا ہے رجوع کرے پس قبلہ رو کھڑا ہو کر پہلے دونو ہاتھون کو کانون تک اُٹھاوے اور دلمین یہ خیال کرے کہ مین اسوقت سواے تیرے دونو جہان سے دست بردار ہو کر تیری طرف ظاہر اور باطن سے رجوع ہوا اور پھر مونہہ سے اللہ اکبر کہے (یعنی اللہ بہت بڑا ہے) تب دونو ہاتھ باندھکر نہایت خشوع اور خضوع سے مؤدب ہو کر کھڑا ہو اور دلمین خیال کرے کہ مین اُس شہنشاہ عالیجاہ کے سامنے کھڑا ہون اور وہ رب العزت بہمہ جہت میری طرف متوجہ ہے اور میری ہر حرکت اور مناجات اور عرض حاجات کو بڑی توجہ سے دیکھتا ہے اور سُن رہا ہے- اِس خیال باندھنے کے بعد دعا استفتاح پڑھے یعنی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ یعنی ساتھ پاکی کے یاد کرتا ہون تجھکو اے اللہ اور ساتھ تعریف تیری کے اور بہت خوبیونکا ہے نام تیرا اور بہت بلند ہے مرتبہ تیرا اور تیرے سوا کوئی دوسرا لائق عبادت کے نہین ہے- اب جسقدر کلام تعظیم اور توحید کے نمازی سے صادر ہوتے ہین اُسی قدر عنایت شاہی اُس بندے پر نازل ہوتی ہے لیکن واسطے دفع شیطان کے کہ وہ حارج اور دشمن قدیم

ہے ہوشیار ہوکر زبان سے کہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْمِ (یعنی پناہ مانگتا ہون مین اللہ کی شیطان مردود سے پھر کہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یعنی شروع کرتا ہون مین ساتھ نام اللہ کے جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا۔ پھر اسکے بعد اپنی عرض پیش کرے اور وہ یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰالَمِیْنَ یعنی سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جو رب ہے سارے جہان کا اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بہت مہربان نہایت رحم والا مٰالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ مالک ہے انصاف کے دن کا اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ تجھی کو ہم بندگی کرتے ہین اور تجھی سے مدد چاہتے ہین اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ چلا ہمکو راہ سیدھی صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ راہ اُنکی جنپر تو نے فضل کیا غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ نہ راہ اُنکی جنپر تیرا غصہ ہوا اور نہ راہ گمراہونکی اِسکے پیچھے آمین کہے یعنی یہ ہماری عرضی قبول کر اور اسکے بعد کوئی سورت قرآن کی پڑھکر اور اُسکے معنی اور مطلب کو سمجھ کر پھر ارادہ پابوسی کا کرکے اللہ اکبر یعنی اللہ بہت بڑا ہے کہتا ہوا نیچے جھک جاوے اور رکوع مین جاکر خیال کرے کہ بسبب تیری عظمت اور جلال کے میری پیٹھ جھک گئی اور موہنہ سے کہتا جاوے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ یعنی پاک ہے میرا رب بڑی عظمت والا جب رکوع مین ایک کیفیت حضوری کی پیدا ہوجاوے تو سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ یعنی سُن لی اللہ نے اُسکی بات جسنے تعریف کی اُسکی کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہوجاوے اور دلمین خیال جماوے کہ مین تیری فرمانبرداری پر مستقیم ہوا اور اب وقت پابوسی کا پہونچا اسواسطے اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے مین جاوے اور سجدے مین سر رکھکر موہنہ سے بار بار کہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی یعنی پاک ہے میرا رب بہت بلند اور دلمین خیال کرے کہ تیری عظمت اور حضوری کے سامنے مینے اپنا سر جو افضل سب اعضاؤنکا ہے تیرے خاک آستان پر رکھدیا۔ اور چونکہ سجدہ مقام نہایت قرب اور ظہور تجلیات جمال بادشاہی کا ہے اور یہ بندہ مارے ہیبت کے سب مضمون ایکسے ہی بار عرض نہین کرسکتا اسواسطے حکم ہوا کہ ایکدم ٹھیرکر دوسری بار عرض کرنے اسواسطے سجدے سے سر اُٹھاکر جلسے مین بیٹھ جاتا ہے اور موہنہ سے کہتا ہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ یعنی اے اللہ بخشدے مجھکو اور رحم کر مجھپر اور ہدایت کر مجھے اور کھانا دے مجھے اور بلند کر درجہ میرا اور نقصان میرا دور کر۔ یہ کہکر پھر اللہ اکبر کہتا ہوا زمین پر سر رکھے اور مثل اول سجدے کے خیال کرکے زبان سے کہتا جاوے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی یعنی پاک ہے میرا رب بہت بلند۔ اسکے پیچھے دوسری رکعت مثل اول رکعت کے خیال جماتا ہوا پڑھ لینے کے بعد سنے اِس دربار عالی مین قابلیت بیٹھنے کی حاصل کی اسواسطے قعدے مین بیٹھ جاتا ہے مگر ایسے دربار عالی مین چپکا بیٹھنا ترک ادب ہے اسواسطے اسکو حکم ہو اکہ وہان بیٹھنے کے ساتھ ہی زبان سے کہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یعنی سب بندگیان زبان کی اللہ کو ہین اور سب بندگیان بدن کی اور سب بندگیان
مال پاک کی سلام ہو نبی پر اور رحمت اللہ کی اور خوبیان اُسکی سلام ہمپر اور جتنے نیک بندے اللہ کے ہین سب پر
اور گواہی دیتا ہون اسبات کی کہ سوائے اللہ کے کسیکی بندگی نہین اور گواہی دیتا ہون مین اسبات کی کہ محمد
بندہ اُسکا ہے اور رسول اُسکا ہے۔ قعدۂ اخیر مین یہ سمجھے کہ یہ وقت دربار سے رخصت ہونے کا ہے تو بعد
درود اور دعا معمولی کے اپنے دہنے بائین والے نمازیون اور فرشتون حاضرین دربار پر السلام علیکم ورحمۃ اللہ
کہکر دربار سے رخصت ہو جائے انتہی۔ یہ اُس تقریر کا خلاصہ ہے جو سید صاحب نے مولوی عبدالحی صاحب سے
فرمائی تھی ورنہ اُس پوری تقریر اور تشریح کے بیان کرنے سے خود مولوی عبدالحی صاحب بھی قاصر تھے اسکے بعد
سید صاحب نے فرمایا کہ مولانا صرف زبانی تعلیم سے یہ نعمت عظمیٰ حاصل نہین ہو سکتی۔ دیکھو یہ نماز ایک ایسی
چیز ہے کہ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی زبانی تعلیم سے نماز ادا نہ کر سکے جب تک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے
خود امام ہو کر اسرار اور حقیقت نماز کی حضرت سرور کائنات کو تعلیم نکر دیے اے مولانا تم آؤ اور میرے ساتھ مقتدی ہو کر
دو رکعت نماز پڑھو۔ اُسیوقت مولوی عبدالحی کھڑے ہو گئے اور دو رکعت نماز آپکے پیچھے مقتدی ہو کر پڑھی اور اُس
دو رکعت مین تمامی اسرار اور حقیقت نماز کی آپ پر کھل گئی چنانچہ مولوی صاحب ممدوح ہمیشہ فرمایا کرتے تھے
کہ جو کچھ مینے اُن دو رکعتون مین پایا ساری عمر مین اور ساری کتابون مین نہین پایا۔ ان دو رکعتون سے
فارغ ہونے کے بعد مولوی عبدالحی صاحب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے پاس تشریف لیگئے اور یہ ساری
کیفیت نماز اور فیض و برکات سید صاحب کے سُنا کر اور اُنکو ساتھ لیکر پھر یہ دونو بزرگ بخدمت بابرکت سید
صاحب کے حاضر ہوے اور مثل مولانا عبدالحی صاحب کے مولانا شہید بھی دو ہی رکعت مین اپنے مطلب اور مقصد
کو پہونچگئے اور لکھا ہے کہ آپکو دو ہی رکعت مین صبح نمودار ہو گئی بلکہ مولانا شہید یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اُن
دو رکعات مین خانۂ کعبہ کو ہم اپنے سامنے اِن ظاہری آنکھون سے دیکھ رہے تھے۔ اب تو یہ دونو سراج علماء
دہلی آپکے عاشقِ زار ہو گئے اور اُسیوقت طریقہ چشتیہ مین بشمول طریقہ محمدیہ کے آپکے ہاتھ پر بیعت کر لی
اور اُسوقت سے تا دمِ اخیر آپکی کفش برداری مین حاضر رہے اور آپکی پالکی کے ساتھ پا برہنہ دوڑنے کو اپنا
فخر دارین جانتے تھے۔ اِس بیعت ہو جانیکے بعد سید صاحب نے مولوی عبدالحی صاحب سے پوچھا کہ صرف
طریقہ چشتیہ مین آپکے بیعت کرنیکا کیا سبب ہے حالانکہ مین چارون طریقون یعنی قادریہ نقشبندیہ مجددیہ اور
چشتیہ مین بیعت لینے کا مختار ہون اُسکے جواب مین مولوی عبدالحی صاحب نے عرض کیا کہ آپکے یہان تشریف
لانے سے پہلے مینے ایک خواب دیکھا تھا کہ تمامی خلقت اس شہر کی گروہ گروہ ہو کر دیوان عام بادشاہی

مولوی عبدالحی صاحب کا باری تعالیٰ کو خواب مین دیکھنا

کو جارہی ہے تب مین نے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ ساری خلقت کہان جارہی ہے اُسنے جواب دیا کہ خداوند تعالیٰ خالق زمین و آسمان کی زیارت کرنے کے واسطے جارہے ہین کیونکہ آج اللہ رب العزت نے دیوان عام بادشاہی مین اپنا جلوہ ظاہر فرمایا ہے مین بھی بمجرد سُنتے اِس خوشخبری کے دیوان عام کو روانہ ہوا اور دروازہ دیوان عام پر پہونچکر دیکھا کہ وہان دربان کسی آدمی کو اندر جانے نہین دیتے اُسوقت مین حیران اور پریشان ہوکر دربار عام کے دروازے کے سامنے کھڑا ہوگیا مجھکو وہان کھڑے تھوڑی دیر گذری تھی تو مینے دیکھا کہ حضرت سلطان الاولیا شیخ نظام الدین حر وہان تشریف لائے اور چاہتے تھے کہ پردہ اُٹھا کر اندر تشریف لیجائین اُسوقت مین نے دُور سے باآواز بلند پکارا کہ اے ہادی حقیقت اس معتقد دیرینہ اور خادم کمینہ کو بھی اپنے ساتھ لیجاکر زیارت دیدار آلہی سے مشرف کرائیے تب حضرت سلطان المشائخ نے اشارہ کرکے مجھکو اپنے پاس بُلایا اور اپنے ساتھ اندر لیگئے مینے اندر جاکر دیکھا کہ ایک شخص صاحب جمال بارعب جلال دیوان عام کے تخت پر بیٹھا ہے اور سوائے اُس تخت نشین کے اور کوئی دوسرا آدمی اس مکان مین نظر نہین آتا مجھپر ایسا رعب اور دبدبہ غالب ہوا کہ مین مارے خوف کے حضرت سلطان المشائخ کے پیچھے آڑ مین جاکر کھڑا ہوگیا بات کرنا تو درکنار مجھ مین اُسکے جمال باکمال پر نظر ڈالنے کی بھی طاقت نرہی اِس دہشت مین میری آنکھ کھل گئی چونکہ میری رسائی اُس دربار عالی مین بذریعہ ایک بزرگ خاندان چشتیہ کے ہوئی تھی اسواسطے مینے مناسب جانا کہ بذریعہ اُس طریقہ کے بتوسل آپکے تقرب آلہی حاصل کرون جب اِن دونو عالم سرتاج دہلی کی بیعت کا چرچا زبان زد خلائق ہوا تو بہتیرے کور باطن لوگون نے اِن دونو بزرگون پر زبان طعن اور ملامت کی دراز کی اور کہا کہ ایسے عالم بے نظیر اور فاضل خوش تقریر ایک اُمّی آدمی کے مرید اور خادم ہوگئے بلکہ اُن اندھون نے اِس شکایت کو مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تک پہونچایا لیکن مولانا ممدوح پر آپکے مدارج علیا ظاہر ہوچکے تھے اُن کور باطنون کو سید صاحب کے علو مرتبت کا حال آپنے بیان کرکے سید صاحب کی طرف رجوع کرنیکی ترغیب دی تب بہت لوگ جو سعید ازلی تھے تائب ہوکر سید صاحب کے مُرید ہوگئے اور بہت سے بدبختون کا عناد اور بھی بڑھ گیا ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ + اب تو دور دور سے صدہا علما اور فضلا اور مؤمنین و مؤمنات آآکر آپکی بیعت سے مشرف ہونے لگے کُل خاندان شاہ عبدالعزیز صاحب کا اور مولوی وجیہ الدین و حکیم مغیث الدین و حافظ معین الدین معہ عیال و اطفال خود اور مولوی محمد یوسف نبیرۂ شاہ اہل اللہ صاحب برادر شاہ ولی اللہ صاحب معہ جمیع خویش و اقارب خود آپکی بیعت سے مشرف ہوگئے ان ایام مین سید صاحب کے سیکڑون مُریدون کو مشاہدہ ذات باریتعالیٰ اور زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم آپکے طفیل سے ہمیشہ ہوا کرتی تھی

انہین دنون مین ایک شخص صوفی نام باشندۂ دہلی جسکو دیوان حافظ کی فال نکالنے مین کمال مشاق تھی آپکی بیعت کرنے سے انکار کرتا تھا جب اُسکے دوستون نے اُسکو بہت سمجھایا تو وہ بولا کہ مین دیوان حافظ مین فال نکلواکر دیکھتا ہون اگر مجھکو اجازت ہوئی تو بیعت کرونگا اور نہین تو نہین خیر ایک مجمع عظیم اپنے رفیقون مین سب اُسنے حسب قاعدۂ مقررہ درود وغیرہ پڑھکر بہ نیت فال دیوان حافظ کو کھولا تو اول صفحہ کی پہلی سطر مین یہ بیت نکلی بیت کجاست صوفی دجال چشم ملحد شکل * بگو بسوز کہ مہدی دین پناہ رسید * فال نمونۂ حال دیکھکر صوفی مذکور لوٹ گیا اور بوجہ انکار بیعت اپنی بسبب عتاب الٰہی بہ الفاظ دجال وملحد اور سید صاحب کی علو مرتبت بہ لفظ مہدی دین پناہ دیکھکر اُسکی آنکھ کھل گئی اور بولا کہ حافظ نے یہ شعر فقط آج ہی کے دن کے واسطے بطور پیشین گوئی کے لکھا تھا اُسیوقت دوڑتا ہوا سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنا حال پُر ملال عرض کرکے بیعت سے مشرف ہوگیا- اِن ایام مین بھی آپکو بڑا شوق عبادت الٰہی کا تھا اپنے حجرے کا دروازہ بند کرکے یاد الٰہی مین مشغول رہتے تھے صرف نماز کے وقت باہر تشریف لاتے اور جماعت سے نماز پڑھکر پھر حجرے مین چلے جاتے اِن ایام مین شاہ عبد العزیز صاحب ہر ہفتے مین ایک بار سوا پہر دن چڑھے وہان تشریف لاتے اُسوقت سید صاحب اپنے حجرے سے باہر نکلتے اور دونو بزرگوار مثل آفتاب اور ماہتاب صحن مسجد مین کچھ دیر تک جلوہ افروز رہتے اور بعد تشریف لیجانے مولانا صاحب کے آپ پھر حجرے مین تشریف لیجاتے- آپکا کھانا دونو وقت مولانا صاحب کے گھر سے آتا تھا- اِنہین ایام کا ذکر ہے کہ جب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کا علم وفضل بسبب انوار بیعت سید صاحب کے جلا پایا تو ایکروز مولانا شہید نے اپنے گھر مین دیکھا کہ عورتون نے بیوی کی صحنک کا کھانا تیار کیا ہے اور فقط ایک شوہر والی عورتین اُسکے کھانے کو بُلائی گئین آپنے یہ کیفیت دیکھکر اُنکو منع کیا اِس عرصے مین مولوی عبد القادر صاحب آپکے چچا بھی تشریف لے آئے عورتون نے مولوی عبد القادر سے اِسکا مرافعہ کیا تب مولوی صاحب موصوف نے مولانا شہید کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اسمٰعیل یہ تو فقط ایصال ثواب ہے اِسکا کیا مضائقہ ہے تب مولانا شہید نے یہ آیت پڑھی وَقَالُوا هٰذِهٖ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَا اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ یعنی اُنہون نے کہا کہ جانور اور کھیتی اچھوتے ہین اِسکو وہی لوگ کھاوین جسکو ہم اپنے گمان سے تجویز کرین- اور فرمایا کہ یہ بیوی کا کونڈا بھی اچھوتا ہے اِسپر مرد کا سایہ تک پڑنے نہین دیتے اور اِن عورتون نے اپنے گمان سے اِسکے کھانے کے واسطے اُن عورتون کو تجویز کر رکھا ہے کہ جنکا نکاح ثانی نہوا ہو- مولانا عبد القادر صاحب یہ تقریر مولانا شہید کی سنکر خاموش ہورہے اور باہر تشریف لیگئے تب مولانا شہید نے وہ کھانا اُٹھواکر درویشون اور طالب علمون

مین تقسیم کرا دیا۔ مولوی جعفر علی صاحب لکھتے ہین کہ مولانا شہید فرماتے تھے کہ بعد بیعت سید صاحب کے
ایکروز مین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے ساتھ ٹہل رہا تھا اُسوقت شاہ صاحب نے پوچھا کہ میان اسمٰعیل
جو کچھ نعمائے الٰہی اور اطمینانِ باطنی فیضِ صحبت سید صاحب سے تمکو معلوم ہوا ہے بیان کرو مینے عرض
کیا کہ آنحضرت مین مرتبہ جناب سید عالی تبار کو کیا ادراک کر سکتا ہون + چہ نسبت خاک را با عالم پاک
مگر ہان اسقدر تو مین سمجھتا ہون کہ نظر کرم و احسانِ اتم پروردگار عالم کی سید صاحب کے اوپر ہے اور اسکا
شکریہ آپ ہی پر لازم ہے کیونکہ یہ سب آپ ہی کی توجہ کے سبب سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپکو دو علم عنایت کئے
ہین ایک علم ظاہری جسکے حامل اور فیضیاب مولوی عبدالقادر صاحب ہوے دوسرا علم باطنی جسکے حامل
حضرت سید صاحب ہین۔ یہ کلمات اوصاف میری زبان سے سنکر شاہ صاحب عاجزی اور فروتنی
ظاہر فرمانے لگے اور پھر فرمایا کہ میان اسمٰعیل محبّ الٰہی تو بہت ہین مگر محبوب الٰہی بہت کم اور نایاب مینے
عرض کیا کہ محبوب الٰہی حضرت صلعم ہین تب آپنے ارشاد کیا کہ مرتبہ محبوبیت کا مثل مرتبہ رسالت کے
ختم نہین ہوا پھر مینے عرض کیا کہ محبوب سبحانی سید عبدالقادر گیلانی ہین تب آپنے فرمایا کہ مرتبہ محبوبیت
حضرت سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ پر بھی ختم نہین ہوا اور محب اور محبوب الٰہی مین فرق یہ ہے کہ محب ہمیشہ
بلا اور محنت اور رنج مین مبتلا رہتا ہے بخلاف محبوب کے کہ کوئی شخص اپنے محبوب کو تکلیف دینا گوارا نہین
کرتا بلکہ اُسکو راحت اور آرام پہونچانا چاہتا ہے اسیطرح محبوبانِ بارگاہِ الٰہی دنیا مین بھی لباس فاخرہ
اور اطعمۂ لذیذہ اور خدم و حشم سے ممتاز رہتے ہین اور آخرت مین اِس سے زیادہ پائینگے۔ بعد ذکر کرنے
اس گفتگو شاہ صاحب کے مولانا شہید فرماتے تھے کہ ہرچند شاہ صاحب نے نام سید صاحب کا نہین لیا مگر
اس تذکرۂ محبوبان الٰہی مین مشارٌ الیہ سید صاحب ہی تھے۔ اِس عرصہ مین مولانا شاہ عبدالقادر صاحب
کا انتقال ہوگیا اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب واسطے درس تدریس علوم رسمی کے مولانا مرحوم کی جگہ
مقرر ہوے۔ انھین ایام کے حالات مین سے نواب وزیرالدولہ صاحب مرحوم اپنی وصایاے وزیری
مین لکھتے ہین کہ ایکروز اپنے حجرے مین لیٹے ہوئے سید صاحب کے خیال مبارک مین گذرا کہ نہ معلوم اس
زمانہ کے قطب الاقطاب جہان کون بزرگ ہین یہ خیال کرکے جناب باریتعالیٰ مین دعا کی کہ اُس بزرگ
کا مجھپر حال کھولدے اور اُنکی زیارت سے مجھکو مشرف کر یہ دعا قبول ہوکر اُسی دم اللہ رب العزت نے اپنی
قدرت کاملہ سے ہوا کو حکم دیا کہ معہ بستر آپکو آناً فاناً اُس بزرگ قطب الاقطاب کے مسکن پر پہونچا دے چنانچہ
آپ بہت سے ممالک اور پہاڑون اور جنگلونکا تماشا دیکھتے ہوے ایکدم مین ملک شام مین پہونچگئے وہان جاکر
آپنے دیکھا کہ وہ بزرگ قطب الاقطاب جہان ایک جوان نہایت شکیل ریش خورد نورانی چہرہ حسینی سید

سید صاحب کا قطب الاقطاب جہان سے ملاقات فرمانا

ایک چھوٹی سی نہر کے کنارہ پر جو اُنکے مکان کے ملحق تھی اپنے چند مریدون کو ساتھ لیئے ہوئے باہر بیٹھے ہین مگر طرفہ یہ کہ وہ بزرگ سید صاحب کی طرف بظاہر بالکل مخاطب نہوتے تب زبان قلب اور مکاشفہ سے آپنے اُس بزرگ سے کہا کہ مجھکو تمہاری ملاقات سے سوائے حصول رضامندی باریتعالی کے اور کچھ مقصود نہین ہے اور نہ آپکے فیض کا مین طالب ہون خداوند تعالی کا فضل مجھپر بھی بہت ہے مگر بااینہمہ بھی وہ بزرگ کچھ متوجہ نہوے اسلیئے سید صاحب کو اس عدم التفاتی سے گونہ رنج ہوا سو اُس رنج کے عوض ایک اور تازہ کرامت اور انعام بے اندازہ جناب باریتعالی سے سید صاحب کے حال پر یہ ہوا کہ اُس گھڑی چالیس اشخاص غیبی بطور مؤکل نظر خلقت سے پنہان اور آپکے سامنے عیان آپکی خدمت مین تعینات ہو گئے اور یہ اشخاص غیبی اُس شخص کے ساتھ تعینات رہتے ہین جسکو مرتبہ قطب الاقطاب کا عنایت ہوتا ہے خیر بعد اس انعام تازہ کے جسطرح اللہ رب العزت آپکو وہان لیگیا تھا اُسیطرح واپس لے آیا۔ کچھ عرصے کے بعد پھر بطریق مذکورہ اللہ رب العزت دوبارہ آپکو اُس قطب الاقطاب جہان کے پاس لیگیا اور اس دفعہ اُس غوث زمان کو سید صاحب کے مرتبے کی اسطرح پر اللہ رب العزت نے خبر کر دی تھی کہ بعد تمہاری وفات کے سید صاحب ہی مسند آرائے اُس عہدۂ جلیلۂ قطب الاقطاب جہان کے ہونگے اس سبب سے اس مرتبہ یہ غوث زمان بہت اخلاق اور آداب سے سید صاحب سے ملے اور آپکے روبرو اُس بزرگ نے عظمت باریتعالی جل شانہ کی اس وضاحت کے ساتھ بیان کی کہ جسکے ذکر سے تقریر عاجز اور جسکی تحریر سے قلم قاصر ہے اور جب اس وقوعہ کے چند سال بعد سید صاحب ملک خراسان کو تشریف لیگئے تو اُن پہاڑون اور میدانون کو دیکھکر آپ فرمایا کرتے تھے کہ انہین پہاڑون اور میدانون کے اوپر سے اُس سفر ملک شام مین میرا گذر ہوا تھا۔ انہین ایام قیام دہلی کا ذکر ہے ایک روز لباس فاخرہ آپنے زیب تن فرمایا اُسکو دیکھکر بہت مسرور اور محظوظ ہوئے اُسیوقت عتاب آلہی آپکی طرف متوجہ ہوکر تادیباً ارشاد ہوا کہ اُن نعماء باطنی کو جو ہمنے تجھ پر مبذول فرمائی ہین فراموش کر کے کسواسطے اس ادنیٰ نعمت پر جو جلد زوال پذیر ہے تو اسقدر خوش ہوا۔ بمجرد دریافت اس خطاب پر عتاب کے آپکو طبعی نفرت اُس لباس باعث عتاب سے ہو گئی اور فوراً بدن مبارک سے اُسکو علیحدہ کر دیا اور بہت ندامت آپکے قلب صافی مین جائے گیر ہوکر بعد استغفار آپنے عزم کیا کہ بقیہ عمر پھر ایسا لباس زیب تن نفرمائینگے انہین ایام کا ذکر ہے کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے مولوی محمد اسحق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب کو بھی واسطے استفادہ علوم باطنی کے سید صاحب کی خدمت مین روانہ فرمایا مولوی محمد یعقوب صاحب فرمایا کرتے تھے کہ شاہ

عبدالعزیز صاحب کی توجہ کی تاثیر مثل ہلکے سے مینہ کے ہوتی ہے جسکی چھوٹی چھوٹی بوندین ہوتی ہین اور سید صاحب کی تاثیر توجہ مثل لوہارون کے بھکنی کے ہوا کرتی تھی جو فوارہ کی طرح قلب پر پڑتی ہے اور اُسی توجہ مین دونو قلبون کو ایسا اتصال ہوتا تھا کہ ہمارے قلب سید صاحب کے قلب سے مضامین سُنا کرتے تھے جب اس مرتبہ ایک مُدت آپکو دہلی مین گذر گئی اور بہت سی خلقت نے آپ سے فیض اُٹھا لیا تو اُسوقت بیرونجات کے قصبون اور شہرون سے صدہا آدمی معہ خطوط آپکے بلانے کو آنے لگے اور عرض کیا کہ ہم چند آدمی دہلی مین آکر آپسے فیضیاب ہو سکتے ہین مگر ہمارے ہزارہا خویش واقارب اور عورات اور اطفال حضور کے اس فیض عام مین شریک نہین ہو سکتے تب آپنے وہ تمامی مراسلات بحضور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے پیش کرکے اجازت سفر بیرونجات کی چاہی اُسوقت مولانا ممدوح نے نہایت شادان و فرحان ایک دستار سیاہ اور ایک پیراہن سفید کہ ملبوس خاص شاہ صاحب موصوف کا تھا اپنے دست مبارک سے سید صاحب کو پہنا کر رخصت سفر کی دی - آپ دہلی سے روانہ ہوکر سب سے پہلے قصبۂ پھلت مین کہ جہان خویش واقارب شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ اہل اللہ صاحب کے رہتے تھے تشریف لیگئے اُس خاندان کے سب لوگ چھوٹے بڑے مرد عورت آزاد غلام آپکی بیعت سے مشرف ہوئے اور ہر قسم کی شرک و بدعات سے توبہ کرکے موحّد متبع سنت بنگئے اور اُسکے بعد مظفر نگر اور لہاری و سہارنپور و گڈھ مکتیسر و رامپور و بریلی و شاہجہانپور وغیرہ تمامی شہر او قصبات میان دوآب مین دورہ کرکے خلائق کثیر کو آپ راہ راست پر لائے اور بیعت سے مشرف فرمایا - اسی سفر مین جب آپ بمقام کویل رونق افروز تھے ایک طالب علم اکبر خان نام شاگرد مفتی شرف الدین رامپوری نے سید صاحب کے قتل کا ارادہ کرکے قرابین اور پیش قبض لگائے ہوئے آپکے پاس اندر آنا چاہا ابھی اُسکے اندر آنیکی طلب اجازت کے واسطے آپکو اطلاع بھی نہ کی گئی تھی کہ آپنے بالہام غیبی اہالیان مجلس سے فرمایا کہ اسوقت ایک شخص قرابین اور پیش قبض لگائے ہوئے آتا ہے کوئی اُس سے متعرض نہووے اور اُسکو اندر آنے دو غرض تھوڑی دیر بعد وہی آدمی مسلح اندر آیا اور آپکے رو برو بیٹھ گیا اور بعد مزاج پرسی اُسنے عرض کیا کہ آپسے میرے کچھ سوال ہین آپنے فرمایا بھائی شوق سے پوچھو اس ارشاد کے ساتھ ہی اُسکے تمام بدن مین رعشہ پیدا ہو گیا تھر تھر کانپنے لگا آپنے فرمایا خانصاحب خیر تو ہے اس فرمانے سے اور تھر تھراہٹ بڑھ گئی اور زبان مین لکنت پیدا ہو گئی آخر الامر اُسنے قرابین وغیرہ زمین پر کھولکر رکھدی اور ہاتھ پھیلا کر آپ سے بیعت کی اور بعد بیعت کرنیکے عرض کیا کہ مین بارادۂ قتل حضرت کے حاضر ہوا تھا مگر حضرت

طرق سلوک اور طریقہ محمدیہ میں بیعت لینے کی وجہ

کے روبرو بیٹھ کر میرا ارادہ بدلگیا اب مین آپکا بے دام غلام ہو کر کفش برداری مین حاضر ہون بعد بیعت کے
یہ شخص ہمیشہ خدمت شریف مین حاضر رہا اور مُلک خراسان مین آپکے ساتھ ہی گیا اور وہان پہلی ہی جنگ
مین جو بُدھ سنگھ سکھون کے جرنیل سے مابین پشاور اور پنجتار کے ہوا تھا بہہ بہت سے دشمنون
کو فی النار کرکے شہید ہوا اور اپنی مراد کو پہونچا۔ مولوی مرتضیٰ خانصاحب کہتے ہین کہ جس ایام مین
آپ رام پور مین تشریف رکھتے تھے وہان بھی ہزار ہا خلقت آپسے فیضیاب ہوئی آپکا دستور تھا کہ آپ
باواز بلند طریقۂ چشتیہ اور قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ مین اول بیعت لیکر پھر طریقۂ محمدیہ مین بیعت لیتے تھے۔
ایکروز حکیم عطاء اللہ خان برادر حکیم غلام حسین خان نائب والی رام پور نے سید صاحب سے پوچھا کہ آپ
اول چارون طرق سلوک مین بیعت لیکر پھر طریقۂ محمدیہ مین بیعت لیتے ہین اسمین بھید کیا ہے اگر یہ سب
طرق سلوک طریقہ محمدیہ کے ہین تو پھر دوبارہ طریقۂ محمدیہ مین بیعت لینے کی کیا ضرورت ہے تو اُسکے جواب
مین سید صاحب نے فرمایا کہ اسمین بھید یہ ہے کہ طریقۂ چشتیہ اور قادریہ کے شغل اشغال ہم اسطرح
بتایا کرتے ہین کہ ذکر جہر اسطرح سے کرو اور ضرب یون لگاؤ اور نقشبندیہ اور مجددیہ کے شغل اشغال ہم
سکھاتے ہین کہ ذکر خفی اسطرح پر کرو اور یہ لطیفہ قلب ہے اور یہ لطیفہ روح ہے وعلیٰ ہذا القیاس اور ان
طریقون کی نسبت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بطور باطن کے ہے نہ بطور ظاہر کے اور طریقۂ محمدیہ کو
ہم اسطرح پر سکھلاتے ہین کہ نکاح اس نیت سے کرو کہ بسبب اس نکاح کے فسق و فجور سے محفوظ رہونگا
اور اس نکاح سے اولاد صالح پیدا ہوگی اور علم سیکھے گی اور لوگونکو سکھلاویگی اور نیک عمل کریگی اور میرے
واسطے بعد میرے مرنیکے دعا کیا کریگی اور کھیتی و تجارت اور نوکری وغیرہ اس نیت سے کرو کہ اس سے
روزی حلال کما کر جورو بچونکا نفقہ ادا کرونگا مین خود روزی حلال کھاؤنگا حرامخوری سے بچونگا اس
نیت سے اُسکا چلنا پھرنا اور سفر کرنا سب عبادت ہوجاتا ہے اور جب رات کو سوؤ تو یہ نیت کرو کہ
سویرے اسواسطے سوتا ہون کہ رات کو اُٹھکر تہجد پڑھونگا اور نماز صبح اول وقت جماعت سے ادا کرونگا
بیوی سے خلوت اس نیت سے کرو کہ اُسکا حق ادا ہو کپڑے اس نیت سے پہنو کہ ستر ڈھنکے اور اللہ
کی نعمت کا شکر ادا ہو اور کھانا اس نیت سے کھاؤ کہ اُس سے بدن مین طاقت آویگی تو نماز پڑھونگا
اور سفر حج اور جہاد کا کرونگا اور کھیتی نوکری وغیرہ کرکے نفقاتِ واجب ادا کرونگا اور علم اس نیت سے
پڑھو کہ اُس سے احکامات الٰہی اور فرض واجب وغیرہ کو معلوم کرکے اُسکے مطابق عمل کرونگا لوگون
کو سکھلاؤنگا پیر کا مرید اسواسطے ہو کہ اُس سے اللہ کی راہ سیکھونگا وعلیٰ ہذا القیاس اور نسبت اس
طریقۂ محمدیہ کی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بطور ظاہر شریعت کے ہے۔ ببین تفاوتِ رہ

از کجا است تا بہ کجا۔ یہ جواب باصواب سُنکر حکیم صاحب نے عرض کیا کہ اب مین سمجھا بیشک طریقہ محمدیہ یہی ہے اور آپکا طریقہ محمدیہ مین بیعت کرنا بجا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چار مشہور طُرق طریقت مین آپکا اول بیعت لینا اور توجہ دینا محض بطور حکمت واسطے رجوع کرنے خلائق کے تھا ورنہ آپکی اصل تعلیم اور دلی دعوت طرف طریقۂ محمدیہ کے تھی جسکی سبب سے اخیر مین آپ بیعت لیتے تھے۔ وہی مؤرخ لکھتے ہین کہ کٹی بازخان نام ایک شخص ساکن رام پور چھ مہینے سے دیوانہ ہوگیا تھا ننگا ہو کر رات دن بکتا پھرتا تھا اور کسی علاج معالجہ سے اُسکو کچھ افاقہ نہوتا تھا ایک دن اُسکے ورثا اُسکو چارپائی پر باندھکر سید صاحب کے حضور مین لے آئے چارپائی پر بندھا ہوا بھی اُچھلتا کودتا اور گالیان دیتا تھا سید صاحب نے اُسکو دیکھکر تھوڑا پانی منگوایا اور اُسمین سے کچھ پیکر باقی پانی اُس دیوانہ کو پلوا دیا جسوقت وہ پانی اُسکے حلق کے نیچے اُترا اُسیوقت اُسکے ہوش وحواس قائم ہوگئے تب اُسکی مُشکین کھولدی گئین اور وہ اپنے پانؤ سے چلکر اپنے گھر کو چلا گیا۔ وہی مؤلف خود اپنا حال لکھتا ہے کہ مین سید صاحب کے ساتھ ایکروز بیٹھا ہوا ایک مجلس مین کھانا کھا رہا تھا اُسوقت میرے دل مین خیال آیا کہ میرے والد کی نواب صاحب بہت تعظیم تکریم کرتے تھے اور اپنے پاس بٹھلاتے تھے اور اب جو مین نواب صاحب کے پاس جاتا ہون تو میری بات بھی نہین پوچھتے مگر اللہ رب العزت نے اُسیوقت ان میرے خیالات دلی پر سید صاحب کو آگاہ کردیا آپنے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ جب تم کسی امیر کے پاس جایا کرو تو فلان سورت قرآن مجید کی پڑھ لیا کرو تب وہ امیر تمہاری بہت تعظیم تکریم کیا کریگا۔ پس اُس تاریخ سے حسب فرمودۂ سید صاحب کے جب مین وہ سورت پڑھکر نواب صاحب کے پاس جاتا ہون تو مثل میرے والد کے میری تعظیم تکریم کرتے ہین بلکہ مجھکو اپنے سے علیحدہ ہونے نہین دیتے۔ پھر وہی مؤلف لکھتا ہے کہ سید صاحب کے تشریف لانے پر جامع مسجد رام پور مین بڑا اژدہام خلائق ہوا بعد نماز جمعہ کے مولوی عبدالحی صاحب نے وعظ کہنا شروع کیا چونکہ وعظ مین صرف قرآن وحدیث کا بیان تھا لوگون پر بہت اثر ہوا بعد وعظ کے ایک شخص شاگرد مولوی عبدالرحیم صاحب کا اور دو شخص شاگرد مفتی شرف الدین صاحب کے مولوی عبدالحی صاحب سے بحث کرنے لگے اور بحث اس بات کی تھی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سہو ہوتا تھا یا نہین مولوی عبدالحی صاحب نے جواب دیا کہ جو باتین متعلق شناخت احکام اسلام اور امور وحی کے تھین اُنمین حضرت ﷺ کو سہو ہرگز نہوتا تھا مگر بعض افعال عبادت مین کبھی کبھی آپکو سہو ہوا ہے بعد سُننے اس جواب کے مخالفون نے کچھ اسکی تردید بیان کی پھر مولوی صاحب موصوف نے اُنکی دلیل کو رد کردیا پھر اُنہون نے کچھ اور دلیل پیش کی

اُسکو بھی مولوی صاحب نے باحسن الوجوہ قطع کر دیا اِس عرصہ مین شیرِ خدا مولوی اسمٰعیل صاحب شہید
بھی وہان تشریف لے آئے اُسوقت اُن مخالفون نے ایک تیسری دلیل عرض کی تو مولوی عبدالحی
صاحب نے اُن کی ہٹ دھرمی اور بیجا تعصب کو دیکھکر فرمایا کہ بھائیو جو قرآن و حدیث مین آیا ہے وہ ہم
تمکو بتلا چکے اب تمکو اختیار ہے چاہو مانو یا نہ مانو اُسوقت سید صاحب نے اُن مخالفون سے مخاطب ہوکر
فرمایا کہ بھائیو میری طرف متوجہ ہو مین تمکو سمجھائے دیتا ہون اُن اندھون نے کہا کہ آپ صاحبزادے ہین
اور علمی تقریر ہے آپ کیسے سمجھا دینگے اس عرصے مین نمازِ عصر کی تکبیر ہوگئی اور بعد نماز کے وہ مخالف چپ
چاپ چلے گئے لیکن بعد تشریف بری سید صاحب کے وہ تینون طالب علم غضبِ الٰہی مین مبتلا ہوکر تھوڑے
عرصے مین تباہ اور برباد ہوگئے تب مین نے جانا کہ بوجہ مقابلۂ حق اور بے ادبی مُرشدِ برحق کے اُنپر عذابِ
الٰہی نازل ہوا۔ وہی مؤلف لکھتے ہین کہ مولوی غلام جیلانی صاحب جو اکابرِ علماءِ رام پور سے تھے
سید صاحب سے بیعت کر کے ہر طرح کے فیض سے فیضیاب ہوئے اور رام پور کی خلافت بھی سید
صاحب نے اُنہین کو دی تھی جب مولوی غلام جیلانی صاحب پر نزع کی حالت پہونچی تو اُنہون نے
آثارِ رحمتِ الٰہی کے دیکھکر مجمع عام مین فرمایا تھا کہ سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنا اِسوقت میرے کام
آگیا اور مین اپنی مراد کو پہونچگیا اور اِس گفتگو کے تھوڑی دیر بعد مولوی غلام جیلانی صاحب کا انتقال ہوگیا
وہی مؤلف لکھتے ہین کہ جن ایام مین سید صاحب رامپور مین رونق افروز تھے کئی ولایتی افغان
... رام پور مین آئے اور اُنہون نے ایک بڑا دردانگیز قصہ سید صاحب کے روبرو اسطرح پر بیان
کیا کہ ہم اپنے اثناء راہ ملک پنجاب مین ایک کنوے پر پانی پینے کو گئے تھے ہمنے دیکھا کہ چند سکھنیان
یعنی سکھون کی عورتین اُس کنوے پر پانی بھر رہی ہین ہم لوگ دیسی زبان نہین جانتے تھے ہمنے اپنے
مونہون پر ہاتھ رکھکر اُنکو اشارون سے بتلایا کہ ہم پیاسے ہین ہمکو پانی پلاؤ تب اُن عورتون نے اِدھر
اُدھر دیکھکر پشتو زبان مین ہم سے کہا کہ ہم مسلمان افغان زادیان فلانے ملک اور بستی کے رہنے والے
ہین یہ سکھ لوگ ہمکو زبردستی پکڑلائے اور سکھنیان بناکر اپنی جورو مین کر لیا ہے۔ یہ سنکر ہمکو بہت رنج ہوا
کہ مسلمان عورتین جبرًا اسطرح سے کافر بنائی جاوین اے سید صاحب آپ ولی اللہ ہو کچھ ایسا فکر کرو
کہ انکو اُنکے اِس کفر سے نجات ملے تب سید صاحب نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ مین عنقریب سکھون سے
جہاد کرونگا۔ پھر وہی مؤلف لکھتا ہے کہ رام پور مین سید رفیع الدرجات نام ایک بڑا شاعر تھا مینے
اُس سے کہا کہ ہمارا شجرہ نظم کردو تب اُسنے کہا کہ اگر آپ کسی اور کے مرید ہوتے تو مین آپکا شجرہ ضرور
نظم کر دیتا مگر آپ سید صاحب کے مرید ہو اسواسطے بلا حکم و اجازت سید صاحب کے مین آپکا شجرہ نظم

نہین کرسکتا مین نے سید صاحب سے یہ سارا حال بیان کرکے شجرہ کے نظم کرنیکی اجازت چاہی تب
سید صاحب نے فرمایا کہ اے پٹھان بھائی آدمی کو اسقدر کافی ہے کہ یہ جان لیوے کہ مین فلان شخص کا
مرید ہون اور وہ فلانے شخص کے مرید تھے کچھ شجرہ کا وظیفہ کرنا ضرور نہین ہے جتنی دیر تم شجرہ کا وظیفہ
کروگے اُتنی دیر اللہ کو یاد کرلیا کرو - وہی مؤلف پھر خود اپنا حال لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ بمقام رام پور بعارضہ
تپ لرزہ مین سخت بیمار ہوا بیماری یہانتک بڑھی تھی کہ میرے عزیزون کو میری طرف سے مایوسی ہوگئی
تھی اُس حالت مایوسی مین مینے ایکدن سید صاحب کو خواب مین دیکھا کہ سید صاحب نے مجھ سے فرمایا
کہ تو اتنے ہی صدمہ سے گھبراگیا جا انشاء اللہ تعالیٰ اب تجھکو تپ لرزہ نہ آویگا سو بموجب فرمانے سید صاحب
کے مین اُسی دن اچھا ہوگیا اپنی صحت یابی کے بعد جب مین سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا تو
یہ ساری کیفیت بیماری اور خواب اور صحت کی آپسے بیان کی اور پوچھا کہ اس کیفیت کی آپکو خبر ہوگئی تھی آپنے
بآواز بلند اُسکے جواب مین فرمایا کہ مجھکو اسکی کچھ خبر نہ تھی مگر یہ بات جان لو کہ جس کسی شخص کا اعتقاد کامل کسی
شخص سے ہوتا ہے تو اللہ رب العزت اُس شخص کی صورت مثالی بناکر خواب مین بلکہ بعض وقت بیداری مین
بھی اُس معتقد کو خوشخبری سنوادیتا ہے یہ سب اللہ رب العزت کے اختیار مین ہے - رام پور سے رخصت
ہوکر آپ ممالک میان دواب مین ایک خلقت کثیر کو راہ راست پر لائے مگر چونکہ شرک اور بدعت اُسوقت
لوگون کے رگ و ریشہ مین بیٹھا ہوا تھا آپکے مخالف ہوکر جانی دشمن بھی ہوگئے تھے صاحب مقالات طریقت
لکھتا ہے کہ اسی شرک و بدعت کے جھگڑے پر ایک رسالدار کو سید صاحب سے عداوت قلبی ہوگئی تھی وہ ہمیشہ
سید صاحب کے قتل کرنے کی فکر مین رہتا تھا بمقام فتحپور ہنسوا رسالدار بندوق مسلح ہوکر بہ ارادہ قتل سید صاحب
مدظلہ آپکے مکان پر آیا اور ایسا جوش مین بھرا ہوا تھا کہ اُسنے آپکے دروازہ پر پہونچنے کے ساتھ ہی اندر گھسنا چاہا
تاکہ فوراً آپکا کام تمام کردے سید صاحب کے ہمراہی لوگون کو بھی اُسکی عداوت اور ارادہ کا حال معلوم تھا - سید
قاسم نصیرآبادی جو آپکے قرابت دارون مین سے تھے سید صاحب کے دروازہ پر مسلح اس ارادہ سے کھڑے تھے کہ جب وہ
رسالدار یہان آکر اندر جانیکا قصد کریگا تو مین اُسکو یہین قتل کردونگا - اپنے ساتھ والون کے ارادہ کی خبر
سید صاحب کو ہوگئی تھی فوراً اپنے حجرے سے باہر تشریف لے آئے اور سید قاسم کو گھرک کر فرمایا کہ اسسے
کوئی مزاحمت نکرو بلا تکلف اندر آنے دو اُنہون نے بہ تعمیل حکم اُس جوش خروش مین اُسکو اندر جانے دیا
غرض وہ اندر پہونچا اُسوقت سید صاحب تنہا بیٹھے تھے رسالدار کے اندر پہونچنے کے ساتھ ہی سید صاحب
نے اول اُسکو سلام علیک کیا اور فرمایا کہ رسالدار صاحب بہت مدت کے بعد تشریف لائے اور پھر اُٹھکر بہت
شفقت سے معانقہ اور مصافحہ کیا معانقہ کرنیکے ساتھ ہی وہ شخص بیہوش ہوکر گر پڑا اور بہت دیر تک بیخود

پڑا رہا جب اُسکو کچھ ہوش آیا تو تمامی ہتیار کھولکر پھینکدئے اور دست بستہ ہوکر عرض کی کہ فدوی کا ارادہ فاسد تھا مگر اب اِسں ارادہ سے توبہ کرکے آپکے غلاموں مین داخل ہوتا ہون ہاتھ پھیلا کر سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور آپکے جان نثارون مین داخل ہوگیا۔ جو کوئی عالم اور فاضل یا عامی جسکے نصیب مین روز ازل سے سعادت لکھی تھی اگر آپکی بیعت سے انکار کرتا یا راہ مخالفت کی اختیار کرتا تو اللہ تعالے آپکے فضائل سے اُسکو ملہم کردیتا چنانچہ ہمیشہ بیسیون آدمیونکو (میرٹھ اور دیوبند اور سہارنپور وغیرہ مین) اللہ تعالی نے خواب مین آپکے فضائل سے مطلع کرکے آپکی بیعت مین داخل ہونیکی راہ آسان کردی تھی چنانچہ اس قسم کے بیسیون واقعہ مورخون نے لکھے ہین جنکو مین نے بخوف طوالت ترک کردیا ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

یہان یہ ذکر کرنا بھی ضرور ہے کہ اسوقت ہندوستان مین ساٹھا یعنی سمبت ۱۸۶۰ بکرم کا سخت قحط پڑا ہوا تھا دکھن مین مرہٹون اور انگریزون مین جنگ ہورہی تھی پنجاب مین رنجیت سنگھ کا ظلم اور تعصب برسرزور تھا ایک روپیہ کا پانچ سیر اناج بمشکل ہاتھ آتا تھا مارے بھوکھ کے خلقت اپنی اولاد کو بیچ رہی تھی مگر اسوقت بھی سید صاحب کے ساتھ ایک ننو آدمیون سے زیادہ کھانا کھاتے تھے۔ مولوی محمد یوسف صاحب داروغہ اور خزانچی کو سید صاحب کا یہ حکم تھا کہ سب بھائیون کے واسطے ایک ہی قسم کا کھانا ایک ہی جگہ پکایا جائے اور بعد پکانے کے بڑے بڑے کونڈون مین اُسکو نکالکر چادر سے ڈھک دیا جاے اُسوقت سید صاحب تشریف لاکر سب کھانے کو اپنے دست مبارک سے چھوکر یہ دعا مسنونہ اَللّٰھُمَّ زِدْ فِیْہِ وَبَارِکْ فِیْہِ پڑھتے تب بحصۂ برابر ہر ایک بھائی کو کھانا تقسیم ہوجاتا یا بڑے بڑے چوڑے برتنون پر دس دس اور بیس بیس آدمی اکٹھے ایک ساتھ بیٹھکر کھا لیتے بوجہ سختی قحط کے کھانا اگرچہ تھوڑا ہوتا تھا مگر اُسمین ایسی برکت ہوتی تھی کہ سارا قافلہ سیر ہوکر پھر بھی بہت سا کھانا بچ رہتا یا برابر ہوجاتا تھا *

آپ اسی دورہ میان دواب مین تھے کہ آپکے مکان رائے بریلی سے آپکے بھائی سید **اسحاق** صاحب کی وفات کی خبر آپکو پہونچی اب سید صاحب کو واسطے عزا و عذر خواہی اپنے خویش و اقربا کے رائے بریلی جانیکی ضرورت ہوئی اسواسطے یہان سے بجانب وطن آپنے مراجعت کی۔

صاحب مخزن احمدیہ لکھتے ہین کہ جن ایام مین آپ وطن مین تشریف لائے اُسوقت بھی ساٹھے کا کال یعنی قحط سمبت ۱۸۶۰ بکرم موجود تھا وطن مین آپکے ساتھ قریب ستر اسی آدمی کے تھے اور پندرہ سولہ آدمی آپ کے گھر کے عیال و اطفال ہونگے قریب ایک ننو آدمیونکا نان و نفقہ اسوقت آپکے ذمہ

کل

بیان قحط مین سید صاحب کے قافلہ پر برکت کا نازل ہونا

آپکے بھائی اسحاق صاحب کی خبر وفات سنکر رائے بریلی جانا

فاقہ کشی حضرت اور بارش بند ہونے کی دعا کا قبول ہونا اور غیب سے خرچ پہونچ جانا

تھا وطن مین پہونچکر نذر نیاز روزانہ کی آمدنی بھی بند ہوگئی تھی اور آپکے گھر مین کچھ ایسا اثاثہ نہ تھا کہ جس سے
اِس انبوہ کثیر شیونفر روزانہ کا اہتمام ہو سکے اس سبب سے اِن ایام مین بہت تنگی سے گذران ہوتی تھی آپکے
وطن مین پہونچنے کے بعد موسم برسات کا شروع ہوکر مینہ کا تار بندھ گیا تھا ایک گھڑی بھی بارش بند نہ
ہوتی تھی گویا آسمان کے دروازے کھولدئے گئے تھے۔ بسبب تنگی خرچ کے حضرت کے گھر اور مسجد مین چراغ
بھی نہ جلتا تھا - مولوی سید محمد لکھتے ہین کہ انہین ایام عسرت مین مجھ سے صبر نہ ہوسکا قریبا ایک پہر رات
کے بسبب شدت بھوک کے مین اپنے گھر سے باہر نکلکر مسجد مین آیا اُسوقت سید صاحب مع چند مردمان
خاص کے مسجد مین رونق افروز تھے مینے اُسی حالت تاریکی مین مسجد والون کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ
یارو کیا حال ہے مولانا محمد اسمٰعیل شہید نے میرے نزدیک آکر فرمایا کہ یہان تو تجلی بے رنگی نے اپنی روشنی
کھلا رکھی ہے آؤ تم بھی اُس روشنی کا تماشا دیکھو یہ فرماکر اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھلا لیا مین نے بیٹھکر
دیکھا کہ ابواب سرور اور شادمانی کے اہل مجلس پر کشادہ ہین اور غم واندوہ زمانہ سے بالکل بے خبر مگر
مجھ مین مادہ حصول اُس سرور و شادمانی کا مطلق نہ تھا مینے تو مثل اندھون کے بیٹھنے کے ساتھ ہی حضرت
سید صاحب کا دامن پکڑکر رونا شروع کیا آپنے سبب اس گریہ وزاری کا پوچھا مینے عرض کیا کہ میرے
بچے خورد سال اور میری عورت اور خود مین سب بھوک سے مرے جاتے ہین آپ صابر شاکر اور متوکل
ہو آپ پر اِس عسرت کا کچھ صدمہ نہین ہے مگر ہم دنیا دارون سے تحمل اس تکلیف کا نہین ہوسکتا
آپ برائے خدا دعا کیجئے کہ دو تین روز کے واسطے بارش بند ہوجائے تو راستے کھل جاوین اور کھانے پینے
کا سامان میسر آئے اُسوقت سید صاحب نے ہنستے ہوئے اپنے یارون سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ
اس خودرفتہ کے واسطے جو اضطرار کی حالت کو پہونچ گیا ہے دعا کرو غرض بموجب ارشاد سید
صاحب کے سب یارون نے دعا کے واسطے ہاتھ اُٹھائے اور بکمال تضرع وانکساری دعا کرنے لگے اور یا
آمین کہتے جاتے تھے ایکساعت آپکے ہاتھ اُٹھانے کو نہ گذری تھی کہ تمامی ابر آسمان سے اُتر گیا اور چاند اور
ستارے چمکنے لگے جب آسمان کھل گیا تو حضرت مع اپنے یارون کے سجدہ شکر کرنے لگے ابھی آپنے سجدہ سے
سے سر نہین اُٹھایا تھا کہ دو مسافرون نے دریائے سئی کے (جو زیر مسجد بہتا تھا) پرلے کنارے سے آواز دینا
شروع کیا کہ اے ملاحو کشتی لائیو اور ہمکو پار اُتارو حضرت یہ آواز سنکر صحن مسجد مین تشریف لے آئے اور کنارے
مسجد پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ بھائیو تم کون ہو اور کہان سے آئے اُسکے جواب مین اُنہون نے عرض کیا کہ ہم
دو آدمی مرسلہ سید محمد یسین دارو غہ توپخانہ انگریزی مرید حضور کے ہین اور واسطے کرنے بیعت کے حاضر ہوے
ہین حضرت نے ایک ہوشیار آدمی کو جو فن ملاحی مین طاق تھا فوراً روانہ کردیا وہ اُسیوقت اُن دونو آدمیون

کو پار لے آیا۔ وہ دونو آدمی پانی سے بھیگے ہوئے تھے اُنہون نے مسجد مین پہونچکر اور اپنے کپڑے بدلکر چند اشرفی مرسلہ سید محمد یٰسین اور کچھ روپے اپنی طرف سے نذر کرکے حضرت سے بیعت کی حضرت نے اسیوقت مجھکو بلاکر اور وہ روپے میرے حوالہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ اے بے صبر یہ لے اور اپنا کام چلا مینے عرض کیا کہ ان روپیون کو لیکر کیا کرون مجھکو تو کھانا چاہیے تب حضرت نے دو آدمیون کو تین چار روپے دیکر بازار کی طرف بھیجدیا وہ بازار سے کھچڑی لے آئے۔ غرض کھچڑی اُسوقت پکوائی گئی اور سب چھوٹے بڑون مین تقسیم ہوگئی۔ دوسری فجر کو جب مین مجلس مبارک مین حاضر ہوا تو حضرت نے میرا کان پکڑ کر فرمایا کہ اے بے صبر اب بھی کھانے کی حاجت ہے مینے عرض کیا کہ ایک ہفتہ تک تو آپکی عنایت سے فارغ البالی ہوگئی آگے پھر خدا مالک ہے تب آپنے فرمایا کہ اے پست ہمت تجھکو تو ان چند روپیون کے سبب سے صرف ایک ہفتہ تک فارغ البالی ہوئی لیکن مجھکو تو ساری عمر اُس رزاق مطلق کی رزاقی کے سبب سے فارغ البالی حاصل ہے اگر ریگستانِ سندھ یا وادی عرب مین جہان دانہ پانی کا نام و نشان بھی نہین ہے ہفت اقلیم کے کل آدمیون کو ساتھ لیکر رہون تو بھی وہ رزاق اپنے فضل عمیم سے آبادی سے زیادہ وہان بھی ہمکو رزق پہونچاویگا۔ اسی کے مصداق مولوی **مرتضیٰ خان** صاحب لکھتے ہین کہ ایکروز سید صاحب نے فرمایا کہ اے لوگو کھانا پینا میری حیات کا سبب نہین بلکہ یادِ الٰہی میری زندگی کا باعث ہے اگر مین یادِ الٰہی سے ذرا بھی غافل ہو جاؤن تو ضرور میرا دم نکل جائے۔ اور یہ بھی لوگ روایت کرتے ہین کہ با اینہمہ تن و توش اور قوت اور شجاعت کے سید صاحب بہت ہی تھوڑا کھانا کھاتے تھے اور بوجہ کم خوری کے آپکی قوت اور صحت اور شجاعت مین کچھ فرق نہوتا تھا کیونکہ روحی غذا یعنی یادِ الٰہی جو باعث آپکی حیات اور قوت و شجاعت کی تھی وہ آپ ہر وقت نوش جان فرماتے رہتے تھے ٭

جب اس قحط سالی مین آپکے لوگون کو تکلیف ہوئی اور بارہا نوبتِ فاقہ پہونچی تو آپ ایکروز بعد نماز صبح کے ایک ٹکڑہ کپڑے کا اور سوئی تاگا لیکر اپنے جدّ امجد حضرت علم اللہ قدس سرہ کی مسجد کی چھت پر تشریف لیگئے اور تنِ تنہا آپنے وہان بیٹھکر ایک تھیلی اپنے دستِ مبارک سے سی اور بعد زوال وہ تھیلی لیکر نیچے تشریف لائے اور مولوی **محمد یوسف** صاحب اپنے خزانچی کو وہ تھیلی حوالہ کرکے فرمایا کہ اس تھیلی کو بحفاظت تمام اپنے پاس رکھو اور جو نقد آتا جائے اُسمین ڈالتے رہو اور اُسکا حساب مت رکھو اور نہ کبھی اُسکو جھاڑو اور نہ خالی کرو اور جسقدر منظور ہو بلا حساب اُسمین سے خرچ کرتے جاؤ اللہ ربّ العزت برکت دیویگا۔ صاحب مخزن لکھتا ہے کہ بعد تیار ہونے اُس تھیلی بابرکت کے آپکے تمام لوگون پر کبھی خرچ کی تنگی نہین ہوئی۔ مولوی **محمد یوسف** صاحب بارہا فرمایا کرتے تھے کہ اکثر اوقات دس پانچ

روپیہ کے قریب تھیلی مین موجود ہوتے ہوتے مینے صدہا اور ہزار ہا روپے مرّۃً بعد اخریٰ اُسمین سے نکالکر خرچ کئے مگر تھیلی کبھی خالی ہوتے نہین پائی ✦

سید علم اللہ صاحب کی اولاد کے واسطے دعائے فراخی رزق کرنا

جب اسطرحپر آپکی ذات بابرکات سے برکتون کا ظہور ہونے لگا تو ایکروز تمامی مردمان اولادِ سید علم اللہ صاحب قدس سرہٗ جو آپکی بعیت سے مشرف ہو چکے تھے آپکی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ ہمنے اپنے آبا و اجداد سے سُنا ہے اور اُسکا اثر خود اپنی آنکھون سے دیکھ رہے ہین کہ ہمارے جدامجد سید علم اللہ صاحب قدس سرہ نے بہت دفعہ جنابِ باری مین یہ دعا کی ہے کہ میری اولاد کو فقر اور تنگدستی مین رکھنا اور دنیا کو اُنپر فراخ نکرنا تاکہ بوجۂ فراخی دنیا کے تیری نافرمانی مین نہ پڑجائین - اور ہمارے خیالِ ناقص مین وہ دعا حضرتِ مرحوم کی ہمارے حق مین قبول ہوگئی جسکی تاثیر سے ہم چند پشت سے برابر سخت فقر وفاقہ مین رہتے ہین اور آپکا درجہ اللہ رب العزت کے حضور مین ہمارے جدِامجد سے بڑھا ہوا ہے آپ برائے خدا ہمارے واسطے دعا فرمائین کہ ہماری تنگی فراخی سے اور عُسر یُسر سے بدل جائے اور ہم اس فقر فاقہ سے نجات پائین سید صاحب نے یہ ساری حقیقت سُنکر فرمایا کہ ہمارے جدامجد کی یہ دعا محض بنظرِ خیر خواہی ہم لوگون کے اسواسطے تھی کہ ہم لوگ بہ سببِ اختلاطِ دنیا اور دنیا دارون کے عتاب الٰہی مین نہ پڑجاوین اور دنیا کی فراخی (جیسا کہ اُسکا اثر ہے) ہمکو اللہ کی نافرمانیون مین نہ ڈال دیوے - اگر تم سب جمع ہوکر یہ پکّا عہد کرو کہ تم بدعات اور گمراہیون اور رسوماتِ اہل ہند مین پڑکر اپنے کو موردِ عتابِ الٰہی کا نکروگے تو مین تمہارے واسطے فراخی رزق کی دعا کرون اُسیوقت کل مردمان برادری نے جمع ہوکر حسب فرمودۂ حضرت کے پکّا عہد و پیمان کیا تب حضرت سید صاحب بعد ادائے نماز عصر کے اپنے جدامجد کے مرقدِ مبارک پر مع جمیع مردمانِ برادری کے تشریف لیگئے اور حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ مین تمہارے واسطے دعا کرتا ہون تم آمین کہو پس بعد کرنے دعا کے حضرت تشریف لے آئے - اور اس دعا کو تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ اُسکے قبولیت کا اثر ظاہر ہونے لگا - بہت سے آدمی آپکی برادری کے حسب لیاقت خود سرکارِ لکھنؤ مین جاکر نوکر ہوگئے - اور یہ بھی اُسی دعا کا اثر ہے کہ بہت سے آدمی اولاد سید علم اللہ صاحب قدس سرہ کے اسوقت بھی بڑے بڑے عہدون پر سرکار ٹونک وغیرہ مین نوکر ہین ✦

ایک شخص یار علی نام شیعہ نے حینِ قیامِ بریلی کے آپ پر جادو بھی کر دیا تھا جسکے سبب سے قریب بیس۲۰ روز کے آپ سخت علیل رہے اور کوئی علاج نافع نہوا اُسوقت حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے ایک رویائے صادقہ مین تشریف لاکر معوذتین یعنی ہر دو سورۂ اخیرۂ قرآن پڑھنے کا آپکو حکم دیا اُسکے پڑھنے سے آپکو صحت ہوگئی ✦

سید محمد اسحاق صاحب آپکے برادر کلان کی بعد اُنکی بیوہ بموجب رواج خاندان شرفاءِ ہند نکاح ثانی

کرنے سے متنفر تھین کیونکہ ایک مدت دراز سے یہ رسم قبیح مثل ہندؤن کے شرفاء اہل اسلام مین بھی جاگھسی تھی بیوہ کا نکاح ثانی کرنا خلاف شرافت اور باعث کمال بے شرمی کا سمجھا جاتا تھا اب سید صاحب کو منظور ہوا کہ اول اس رسم مسنون کو اپنے گھر مین جاری کرکے پھر سارے ہند مین اُسکو پھیلا دیوین مگر چند صدیون گذشتہ سے یہ رسم موقوف ہوکر بجائے صواب اُسکے عیب لوگون کی نظرون مین جاگزین ہو گئے تھے اس امر مسنون کو ایک رذیلہ پن شمار کئے ہوئے تھے جب آپنے اپنی بھاوج صاحبہ کو اسکی ترغیب دی تو اُنہون نے اول منظور نہین کیا- آپ اسی کوشش اور فکر مین تھے کہ آپنے ایک رات خواب مین دیکھا کہ ایک بڑا بھاری گٹھا لکڑیون کا ہے اور بہت سے آدمی اُسکو ملکر اُٹھانا چاہتے ہین مگر بوجہ گرانی اور ثقل کے کوئی اُسکو اُٹھا نہین سکتا- اُس جگہ وہ بیوہ محترمہ بھی موجود تھین سید صاحب نے بعجز وانکسار اُنسے کہا کہ اگر ذرا تم مدد کرو تو مین اس بوجھل گٹھے کو اُٹھا کر گھر مین لیجاؤن اول تو بوجہ زیادہ بوجھل ہونے کے اُس مخدومہ نے انکار کیا مگر آخر کار بسبب منت وزاری سید صاحب کے اُنہون نے منظور فرما کر اُس گٹھہ کو اُٹھوا دیا اور دونو صاحب یعنی سید صاحب اور اُنکی بھاوج شریفہ اُسکو اُٹھا کر گھر مین لیگئے اس خواب کی صبح کو بعد ادائے نماز فجر کے حضرت نے مولانا محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبدالحی صاحب کو بُلا کر فرمایا کہ آج توجہ دینا اور سب دوسرے کام موقوف رکھو مین نے آج کی رات ایک عجیب خواب دیکھا ہے جسکی تعبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ مین اپنی کوشش مین کامیاب ہوکر اس رسم قبیح کو اُٹھوا دونگا- اسکے بعد آپ اپنے دولتخانہ مین تشریف لیگئے اور سب عورات برادری کو جو پہلے سے آپکی بیعت سے مشرف ہو چکی تھین جمع کرکے بہت دیر تک وعظ او نصیحت فرماتے رہے خلاصہ اس وعظ کا یہ ہے آپنے فرمایا کہ اے مؤمنات مسلمانی ایسی کا نام نہین ہے کہ صرف زبان سے اپنے کو مسلمان کہنا اور گائے کا گوشت کھانا اور ختنہ کرنا- اور مسلمانون کی مروجہ رسمون کو ادا کرنا اور اُنکی مجلسون اور محفلون مین شریک ہونا بلکہ مسلمانی اسکا نام ہے کہ تمامی احکامات آلٰہی کی دل وجان سے تعمیل کرنا یہانتک کہ اگر خلیل اللہ کی طرح ذبح فرزند کا حکم بھی ہووے تو بھی بخوشی وخورمی اُسکو بجالانا- شریعت مین جو چیزین منع ہین اُنسے بچنا اور دُور رہنا اور اگر کسی منہیات شرعی کا دل مین خیال بھی آوے تو مدتون تک اُس سے توبہ استغفار کرنا چنانچہ اُنہین احکامات آلٰہی مین سے ایک نکاح ثانی بیوہ کا ہے خاصکر جبکہ بیوہ جوان ہو اور بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس فعل سُنّت کو دنیادار لوگون نے بہت قبیح مثل شرک اور کفر کے جان رکھا ہے اسوقت جو بیوہ نکاح ثانی کرلیتی ہے اُسکو بازاری کسبیون کے ساتھ نسبت دیکر زانیہ اور فاسقہ اور قحبہ کا خطاب دیتے ہین ایسے مسلمان سراسر آنکھون سے اندھے اور زندہ درگور ہین اگر یہ فعل نکاح ثانی کا عیب ہے تو ازواج مطہرات رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم (جنھین سوائے حضرت عائشہ کے سب نے آپ سے نکاح ثانی کیا تھا معاذ اللہ معیوب اور مطعون ہوتی ہین - اسکے بعد آپنے اپنی خالہ شریفہ کی طرف جو حقیقی بھی بیوہ سید اسحاق صاحب کی تھین مخاطب ہوکر بہت عاجزی اور انکساری سے فرمایا کہ آپسے جہانتک ممکن ہو بیوہ بھائی اسحاق صاحب مرحوم کو سمجھا کر اس سُنت مردہ کو زندہ کراوین اور آپنے فرمایا کہ یہ بھی آپ پر روشن ہے کہ مین تعمیل اس عمل مسنونہ کی واسطے حظوظ نفسانی کے کرنا نہین چاہتا کیونکہ میرے گھر مین میری بیوی بکمال حسن وجمال وعصمت موجود ہے بلکہ اس کوشش سے مجھکو منظور ہے کہ اجرائے اس سنت مردہ کا میرے گھر سے شروع ہوکر تمام ملک ہند مین جاری ہو جاوے - چند روز کے بعد حسب منشاء اُس رویا حقہ کے وُہ مخدومہ مکرمہ نکاح ثانی پر راضی ہوگئی اور ملک ہندوستان مین یہ سب سے پہلا نکاح بیوہ کا سید صاحب کے ساتھ ہوا - اِس نکاح کے تیسرے روز آپنے دوتین محرران تیز نویس کو بٹھلا کر ایک عریضہ بجناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مشعر اطلاع اِس نکاح ثانی اور جاری کرانے اس سنت مردہ کے دہلی اور اُسکے نواح مین اور ایک ایک خط اسی مضمون کا بنام جملہ خلفاء و مریدان خاص ہر اطراف ہند مین تحریر کراکے روانہ کرا دیے - چنانچہ اس حکم کی تعمیل مین مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کی بیوہ ہمشیرہ کا جو نہایت کبرسن تھین مولانا عبدالحی صاحب سے نکاح ثانی ہوا - یہ دوسرا نکاح ثانی ہند کے شریف خاندانون مین ہوا اُسکے بعد تو ہزارون رانڈون کے نکاح ہوگئے کہ اُسوقت سے وہ سنت مردہ زندہ ہوکر ابتک آپکے مریدون اور خادمون مین بدستور جاری ہے گو آپکے مخالف اسوقت تک بھی اس نعمت سے محروم ہین +

نصیر آباد کے شیعون کا بلوہ کرنا

قصبہ نصیر آباد جو بریلی سے آٹھ کوس ہے اصل مسکن قدیم سید صاحب کے اباواجداد کا ہے اور اُس قصبہ مین چار محلے ہین تین محلون مین حضرات شیعہ رہتے ہین چنانچہ مولوی دلدار علی صاحب مرحوم مشہور مجتہد لکھنؤ اُسی قصبہ کے باشندے تھے اور ایک محلہ اہل سنت والجماعت سادات کا ہے - جب سید صاحب کی شہرت ہوئی اور ہزارہا سُنی اور شیعہ اہل سادات سے آپکی بیعت سے مشرف ہوے تو مولوی دلدار علی صاحب کو یہ بات بہت ناگوار معلوم ہوئی اُنسے چاہا کہ کوئی ایسی چال چلیے جس سے بزور حکومت یہ انتشار ہدایت اس نواح سے بند ہوجاوے - اِس اثنا مین کہ سید صاحب اپنے مکان پر بمقام بریلی مقیم تھے محرم کا چاند نظر آیا اُسوقت مجتہد موصوف نے اپنی مراد دلی کے برآنے کا موقع سمجھ کر اپنے توابعین شیعان ہر سہ محلہ نصیر آباد کو تاکید تمام لکھ بھیجا کہ اس محرم مین جہانتک ہوسکے سنیون کے محلہ مین جاکر خوب تبرا کہو اور فساد مچاؤ اور جو شخص تمکو مانع ہو اسکو بلا دریغ تہ تیغ کردو پس ضرور ہے کہ سید احمد واسطے اعانت اپنے سنی بھائی بندون کے نصیر آباد کو آویگا تب مین اپنے طور پر اس مقدمہ کو

والئ لکھنؤ کے گوش گذار کر کے سید احمد کا پورا بندوبست کر دونگا۔ شیعان نصیر آباد نے یہ حکم اپنے پیر و مرشد کا پا کر سنیون کے محلے مین پیغام بھیجا کہ آٹھوین تاریخ محرم ہمارے ماتم اور گشت کا دن ہے ہم اُس روز تمہارے محلے مین سے نالان و گریان تبرا کہتے ہوے با دف و چنگ و بآوازِ ڈہل و مردنگ گذرینگے اگر تمکو سنا تبرا اور آواز ڈہل و مردنگ کا منظور ہو تو اپنے گھرون مین اُسدن چُپ چاپ بیٹھے رہو ورنہ ایکروز کے واسطے مع زن و بچہ باغاتِ شہر مین جاکر قیام کر لو ہمکو اس مضمون کا حکم مجتہد صاحب کا پہونچا ہے سو ہم اُسکی تعمیل ضرور کرینگے اور جو کوئی شخص اُسوقت ہمارا مزاحم یا معترض ہوگا ہم اُسکو سزاے سخت دیوینگے۔ بیچارے سنی اس خبر کو سنکر نہایت حیران ہوے اور جب کچھ چارہ نہ دیکھا تو انہون نے ایک آدمی سید صاحب کی خدمت مین بریلی کو روانہ کیا اور مجتہد کا حکم اور شیعون کا ارادہ اور مضمون پیام مخالفین حضرت کے حضور مین کہلا بھیجا۔ سید صاحب نے یہ سارا حال سنکر اُس قاصد کو بتاکید اکید کہدیا کہ اُنکو اپنے محلے مین ہرگز نہ آنے دو انشاء اللہ تعالی ساتوین تاریخ کی شام کو مین خود بھی مع اپنے رفیقون اور مریدون کے اُنکی اعانت کے واسطے وہان پہونچونگا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ مین تو شروع ایام شباب سے اپنی جانکو اللہ کی راہ نذر کرنیکو پھرتا ہون شاید وہان ہی میری مراد حاصل ہو۔ جب قاصد واپس پہونچا اور سید صاحب کے اِس ارادہ کی خبر سُنیون کو ہوئی تو اُنکی جان مین جان آگئی۔ اِدھر سید صاحب نے اپنی تیاری شروع کی اور جب آپکی تیاری کی خبر ساکنان بریلی اور قلعہ اور افغانان جہان آباد وغیرہ کو جو آپکے مرید اور جان نثار تھے پہونچی تو وہ لوگ بھی صدہا آدمی آپکی روانگی سے ایکروز اول مسلح ہو کر در دولت پر حاضر ہو گئے۔ ساتوین تاریخ کی شام کو آپ نمازِ عشا رلسے بریلی مین پڑھکر مع رفقاءِ خود نصیر آباد کو روانہ ہوے اور قبل از طلوع آفتاب کے وہان پہونچگئے۔ آپنے وہان جاکر دیکھا کہ فرقۂ مخالفین تیاری نشان و علم و پنجہ وغیرہ آلاتِ بدعات و لہو و لعب اور خرافات مین مصروف تھا۔ اور بیچارے سُنی سید صاحب کے بر وقت نہ پہونچنے کے سبب آپکی اعانت سے ناامید ہو کر اپنے بال بچون کو آخری وصیت کر کے بعد غسل و وضو ہتیار باندھے ہوے جان دینے پر مستعد دعا اور مناجات مین مشغول تھے۔ گروہ مخالفین کی عورات اپنے کوٹھون پر چڑھی ہوئی کمال فرحت اور سرور سے بآوازِ بلند تبرا کہہ کہکر تعزیون اور نشان و علم اور حضرت حسنین سے مدد مانگ رہی تھین۔ اِدھر عوراتِ سُنیہ اپنے مصلون پر بیٹھی ہوئین نوافل پڑھ پڑھ کر بکمال تضرع و زاری و خضوع و انکساری اس فتنہ سے نجات پانے کے واسطے جناب باری مین دعائین کر رہی تھین۔ اُسوقت ایکبارگی صداے بلند تکبیر مجاہدین نے جسکا غلغلہ آسمان تک پہونچا تھا سوتون کو جگا دیا اور دونو فریق اِس ناگہان صداے بلند اور باہیبت کو سُنکر دریاے حیرت مین غرق ہو گئے اور دونو فریق کے آدمی اُسکی دریافت کے واسطے جانب شرق قصبہ کے دوڑے اور وہان جاکر دیکھا

کو بقدر دو سو سوار پیادے مسلح باسلاح جنگ جنکے پیشرو امیر المؤمنین سید احمد صاحب ہین تکبیر کہتے ہوے
شادان و فرحان چلے آتے ہین۔ اِس لشکر ظفر پیکر کو دیکھکر سُنّی تو مُردہ سے زندہ ہوگئے مگر گروہ مخالفین
یہ کیفیت فتوح غیبی و نصرت لاریبی سُنّیون کی دیکھکر زندہ درگور ہوے اور حیران پریشان روتے
پیٹتے اپنے اپنے گھرون مین جاکر لومڑی کی طرح سے چھپ رہے اور اپنے کوٹھون کی چھتون پر چڑھکر یا امام
یا حُسین کرکے رونے اور ماتم کرنے لگے سید صاحب مع لشکر مجاہدین اول جامع مسجد قصبہ
نصیر آباد مین تشریف لیگئے اور وہان جاکر ہر ایک شخص نے دوگانہ تحیۃ المسجد ادا کیا۔ پھر سید صاحب نے
سب سُنّیون کو بُلاکر فرمایا کہ بھائیو کسی شخص پر دست درازی نکرنا اگر کوئی شخص مخالفین سے تم پر زیادتی
بھی کرے تو بلا میری اجازت کے اُس سے انتقام نہ لینا۔ بعد اسکے ایک مُسن اور فہمیدہ آدمی کو رؤسا ے
اور سرگروہان مخالفین کے پاس بھیجکر یہ پیام کہلا بھیجا کہ بھائیو مین مہمان ہون اگر براہِ برادر نوازی و مسافر
پروری ہر ایک محلہ کا ایک ایک سردار میری ملاقات کو یہان تشریف لائیے تو کرم اور عنایت سے
بعید نہوگا اور اگر آپ صاحبونکی تشریف آوری مین کچھ حرج کار ہو تو مجھکو اجازت ہوجاے مین ہی حاضر
خدمت ہوکر بھائیون کی ملاقات سے مشرف ہون۔ جب قاصد یہ پیام لیکر اُنکے پاس پہونچا تو شُتر
سنکر رسولون کے نہایت آشفتہ اور گرم ہوکر اُنھون نے جواب دیا کہ اُس خارجی سے کہدو کہ ہماری
عین تعزیہ داری اور ماتم داری مین آکر جو خارج ہوا ہے اسواسطے ہم چند تعزیے اپنے ساتھ لیکر اور
حسن حسین کہتے ہوے لکھنؤ کو جاتے ہین اور بذریعۂ مجتہد صاحب اپنی فریاد بحضور بادشاہِ وقت
والیِ لکھنؤ کے پہونچاکر سزاء اِس حرکت کی تمکو اور تمہارے دوستون کو ایسی دلوائینگے کہ جو قیامت
تک یادگار خلایق رہے اور دوسرے خارجی اُس سے عبرت پکڑین۔ اِسکے بعد باآوازِ بلند واویلا
اور واحُسینا کہتے ہوے ننگے پائون ننگے سر چادر کو بطور کفنی گلے مین ڈالے ہوے دو تین عَلَم اور دو تین
ہلکے ہلکے تعزیے ساتھ لیکر جملہ رؤساے مخالفین لکھنؤ کو روانہ ہوگئے اور باقیماندہ شیعون کو تاکیداً کہہ
گئے کہ خبردار نہ کوئی شخص تعزیہ داری کرے اور نہ امام کے چبوترہ پر چراغ جلاوے اور نہ کوئی بہ آوازِ
بلند یا امام یا حسین کہے۔ صاحب مخزن اِس مقام پر کہتا ہے کہ یہ فقط سید صاحب کی قدم
کی برکت تھی کہ وہ رسمِ بد تعزیہ داری کی جسمین ہزارون افعال شرک و کفر و بدعات کے ہوتے تھے خود
شیعون نے اِس سال بند کردیے نصیر آباد سے لکھنؤ چار منزل ہے حضرات شیعہ ابھی فقط دوسری
منزل پر پہونچے ہونگے کہ بذریعۂ اخبار نویس جاسوس کے یہ خبر نواب غازی الدین حیدر والی لکھنؤ کو پہلے ہی
من و عن پہونچ گئی اُسنے وہ پرچہ نواب معتمد الدولہ نائب اور مدار المہام سلطنت کے حوالہ کرکے انتظام

کرنیکا حکم دیا۔ مدار المہام صاحب نے اپنے دولت خانہ پر تشریف لاکر فقیر محمد خان اور محمود خان افسران فوج کو (کہ وہ دونو سنی اور ایک اُنھین کا مرید خاص سید صاحب کا تھا) بُلا کر تاکیدی حکم دیا کہ تم بہت سے چالاک اور ہوشیار سوار اور پیادہ ہمرکاب آخون زادے کے دیکر واسطے مدد سید احمد صاحب کے بہت جلد نصیر آباد کو روانہ کردو اور بارہ ہزار روپیہ اپنے خزانۂ خاص سے واسطے خرچ اس فوج کے اُنکو دیدیا اور آخون زادہ کو (کہ وہ بھی سُنی تھا) نوابصاحب نے تنہائی مین بُلا کر کہدیا کہ سید احمد صاحب کو بعد سلام میری طرف سے یہ پیغام پہونچا دینا کہ ان رافضیون کے قتل اور ہتک حرمت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرنا مین ہر طرح سے آپکا مددگار ہون اور جسقدر خرچ آپکو درکار ہو آخون زادے سے لیلینا اور میری طرف سے کچھ اندیشہ نکرنا۔ اس مقام پر صاحب مخزن لکھتا ہے کہ نواب مدار المہام بھی شیعہ تھا مگر ایسا حکم دینے سے نواب ممدوح کا یہ مطلب تھا کہ نصیر آباد بیگمصاحبہ زوجہ والی لکھنؤ کی جاگیر مین تھا اور مدار المہام صاحب اور بیگمصاحبہ مین عداوت قلبی تھی اسواسطے نوابصاحب چاہتے تھے کہ اس جاگیر مین کوئی سخت فتنہ اور فساد برپا ہو کر انگریزون کو اُسکی اطلاع پہونچے تب انگریز نواب غازی الدین حیدر والی لکھنؤ سے اسکی کیفیت طلب کرینگے اور نواب صاحب والی لکھنؤ اسکا علاج مجھ سے پوچھینگے تو مین اُسوقت موقع پاکر یہ کہونگا کہ اس فتنہ فساد کے فرو کرنیکا سوائے اسکے اور کوئی علاج نہین ہے کہ جاگیر ضبط فرماکر بیگمصاحبہ کا کچھ نقد گذارہ مقرر کردو۔ غرض ابھی حضرات شیعان نصیر آباد مع تعزیون اور علم وغیرہ کے راستے ہی مین تھے کہ آخون زادہ مع ایک فوج جرار کے نصیر آباد کو روانہ ہو گیا اور آخون زادہ ابھی راستے ہی مین تھا کہ وہ پیام معتمد الدولہ کا بذریعہ آخون زادہ کے سید صاحب کو بھیجا گیا تھا افواہ نصیر آباد مین مشہور ہو گیا اس سبب سے بہت سے سُنی باشندے دیہات قرب وجوار نصیر آباد کے ہر قسم کی زاد و راہ وغیرہ لیکر بہ ارادۂ قتل کرنے شیعون کے نصیر آباد پہونچگئے۔ اسوقت ہزار ہا سوار و پیادہ چارون طرف سے نصیر آباد کو گھیرے ہوئے پڑا تھا۔ اسقدر خلقت کثیر کے واسطے ہزار ہا من رسد روزانہ چاہیئے مگر سید صاحب بقدر ضرورت کھانا پکا کر ایک چادر سے اُسکو ڈھکوا دیتے اور دعا برکت فرماکر اُسمین سے تقسیم کرنیکا حکم دیتے اُس چادر کے نیچے سے صبح سے شام تک کھانا تقسیم ہوتا رہتا اور ہزار ہا خلقت کھاکر سیر ہو جاتی اور کھانا جیسے کا تیسا موجود رہتا۔ آپکے لشکر مین کھانا کھانیکا اکثر دستور یہ تھا کہ چھوٹے چھوٹے کونڈون مین کھانا [illegible] بیس بیس آدمی ایک ساتھ اکٹھا بیٹھ کر کھاتے تھے اور خود سید صاحب بھی اُس کھانے مین اُنکے ساتھ شریک ہو کر

اسی مقام نصیر آباد کا ذکر ہے کہ ایک رات جب سب لوگ کھانا کھا چکے تھے صرف سید صاحب نے بوجہ کسی عذر کے کھانا نہین کھایا تھا اسواسطے سید صاحب کا حصہ ایک رکابی مین نکالا ہوا مسجد

کے ایک طاق مین رکھا تھا کہ اُسوقت مولوی عبدالباسط صاحب جالنسی مع ایک انبوہ کثیر کے تشریف لیے آئے خیر اُس انبوہ کو بھی کھانا دیا گیا۔ مولوی عبدالباسط صاحب حضرت سید صاحب کے ساتھ کھانے کو بیٹھے کھانا کھاتے ہوئے مولوی عبدالباسط صاحب نے عرض کیا کہ حضرت مجھ سے حرف قاف ادا نہین ہوتا تب سید صاحب نے فرمایا کہ مولانا اِس کھانے کے تمام ہونے سے پہلے انشاء اللہ تعالیٰ حرف قاف آپ سے ادا ہونے لگیگا سو ابھی آدھا کھانا رکابی مین باقی تھا کہ مولوی عبدالباسط صاحب بول اُٹھے کہ حضرت حرف قاف مجھ سے ادا ہونے لگا +

مولوی عبدالباسط صاحب کو حرف قاف کا ادا ہونا

خیر اِس عرصے مین آخون زادہ بھی مع لشکر شاہی کے نصیر آباد مین پہونچگیا اور سب سے اول جا بجا جاکر حضرت سید صاحب کی بیعت سے مشرف ہوا۔ اور اُدھر وہ شیعے بھی جو تعزیہ وغیرہ لیکر نصیر آباد سے نالان وگریان ڈھول بجاتے ہوئے لکھنؤ کو گئے تھے لکھنؤ مین پہونچکر حضرت مجتہد بانی فساد سے ملاقی ہوئے مجتہد صاحب پہلے ہی سے یہ قصہ سنے ہوئے تھے اب اپنے شیعہ بھائیون سے اُسکی تفصیل سنکر فوراً نواب معتمد الدولہ کے مکانپر تشریف لیگئے اور خوب نمک مرچ لگا کر اِس قصے کو بیان کیا مگر نواب صاحب نے جواب دیا کہ حضرت آپ تشریف لیجائیے اور اپنے گھر مین آرام کیجیے یہ آتش فتنہ جو نصیر آباد مین ملتہب ہوئی ہے خدا کرے اُس سے مین اور آپ اور یہ ریاست محفوظ رہے ایسا نہو کہ اُسکے ساتھ مین اور آپ اور یہ ریاست بھی تباہ ہو جائے۔ مجتہد صاحب یہ جواب سنکر چپ چاپ اپنے گھر کو چلے آئے اور اُن مفسد شیعون سے کہدیا کہ جسطرح ہو سکے تم نصیر آباد جاکر سُنیون سے اور خصوصاً حضرت سید احمد صاحب سے صلح کر کے اپنی تقصیر معاف کراؤ کیونکہ معاملہ برعکس ہو چلا اور فساد حد سے بڑھ گیا۔ ایسی مایوسی کا جواب سنکر اب اصلی اور حقیقی طور پر اندوہگین اور غمگین ہو کر حسرت اور افسوس کرتے ہوئے حضرات شیعہ نصیر آباد کو واپس آئے جب آخون زادہ افسر فوج شاہی کو اُنکے واپس آنیکی خبر معلوم ہوئی فوراً اپنے سامنے بلوا کر بہت دھمکایا اور کہا کہ تم مفسدون کے واسطے نواب صاحب کا یہ حکم ہے کہ تمکو حوالہ سُنیون کے کر دیا جاوے چاہے وہ تم سے صلح کرین یا تمکو ہلاک کرین اور تمہاری سزا بھی یہی ہے۔ بعد اسکے اُن سب کو مثل قیدیون کے زیر حراست کر کے سید صاحب کے حضور مین بھیجدیا۔ اب تو شیعون کی گویا مان مرگئی نہایت عاجزی سے روتے ہوئے سید صاحب کے پاؤن پر گر پڑے اور دست بستہ عرض کیا کہ لیے بار وبرور کرم گستر ہمنے اپنی حرکات شنیعہ سے توبہ کی آپ بھی ہمارا قصور معاف فرمائیے تب سید صاحب نے فرمایا کہ تم دو کاغذ مشتمل او پر اعتراف اپنے قصور اور طلب معافی کے لکھ کر سب اُسپر مُہر و دستخط کرو اور مفتی اور قاضی کی مہر بھی اُسپر کراؤ تب اُنمین سے ایک کاغذ کو تو مین لکھنؤ روانہ کرونگا اور ایک کاغذ اپنے پاس رکھونگا وہ لوگ فوراً دو کاغذ

مزین بمواہیر و دستخط رؤساء و قاضی و مفتی کے تیار کر کے حضرت کے پاس لے آئے آپنے اُسی وقت ایک کاغذ بجنسہٖ نواب معتمد الدولہ بہادر لکھنؤ کو روانہ کر دیا اور ایک کاغذ کو اپنے پاس رکھ لیا پس اس آتشِ فتنہ کو اس خیر و خوبی کے ساتھ منطفی کر کے بخیر و عافیت تمام بریلی کو تشریف لے آئے ❊

جب آپ بریلی مین پہونچگئے تو ایک نیاز نامہ از طرف نواب معتمد الدولہ نائب السلطنت اس مضمون کا سید صاحب کو پہونچا کہ آوازۂ وعظ اور تذکیر اُس روشن ضمیر کا عالمگیر ہو رہا ہے اگر اپنے قدم کی برکت سے باشندگان لکھنؤ اور خاصکر اس مشتاق کو مستفید کرو تو بعید از اخوت اور خالی مروت سے نہوگا بعد پہونچنے اس عریضے کے سید صاحب بمعیتِ مولانا محمد اسماعیل و مولانا عبد الحی صاحب اور ایک سو ستر آدمیوں کے رونق افروز شہر لکھنؤ کے ہوئے اور شاہ پیر محمد علیہ الرحمہ عرف پیران شاہ کے ٹیلے پر مسکن گزین ہوے لکھنؤ مین بھی مثل اور شہرون کے ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی - آپکے وہان پہونچنے کے بعد جب جمعہ کا دن آیا تو اسقدر خلقت واسطے سُننے وعظ اور نصیحت کے جمع ہوئی تھی کہ جامع مسجد مین نہین سما سکی آس پاس کے مکانون اور دیوارون اور چھتون پر لوگ چڑھ گئے اُسدن بہت سے علماءِ فرنگی محل (جو ایک مشہور کان علماء معقول کی تھی) اور چند شاگرد مولوی دلدار علی صاحب مجتہدِ وقت کے بارادۂ بیعت آپکی خدمت مین حاضر ہوے - بعد نماز جمعہ کے آپنے مولوی عبد الحی صاحب کو وعظ کہنے کا حکم دیا اُنہون نے قرآن مجید کھولکر آیت وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ الْاٰیۃ تک پڑھکر اُسکا بیان شروع کیا - اس وعظ کا ایسا اثر ہوا کہ سامعین سکتے کی حالت مین ہو گئے اور ہر ایک کے مونہہ سے صدائے واہ واہ جاری تھا اور اس فصاحت اور بلاغت سے یہ بیان ہوا کہ علما اور فضلاء فریقین (یعنی سُنّی و شیعہ) جو صدہا حاضر تھے مولوی صاحب کی فصاحت اور بلاغت اور قوتِ بیانیہ کے قائل ہو گئے اور کہنے لگے کہ اس فاضل عصر اور علامۂ دہر کا علم اور فضل ہم سب سے زیادہ ہے اور یہ بھی بولے کہ حق تو یہ ہے کہ ہماری ساری عمر جہل اور نادانی مین طے ہوئی اور اس وادی کا راہ آج تک ہمکو نہین ملا اور ہمنے منطق اور فلسفے کے پیچھے پڑ کر ساری عمر برباد کر دی غرض اسی آیت مذکورۂ بالا کا وعظ تین جمعہ تک رہا - اثناءِ اقامت لکھنؤ مین نواب معتمد الدولہ نائب سلطنت نے آپکی دعوت کر کے بہت عجز اور انکساری سے آپکو اپنے گھر بلایا - حضرت سید صاحب مع مولانا محمد اسمٰعیل شہید و مولوی عبد الحی صاحب اور دو تین خاص لوگون کے بوقتِ شب نواب معتمد الدولہ کے یہان تشریف لیگئے بعد مصافحہ اور معانقہ کے جب آپ اُس مجلس مین رونق افزا ہوے تو سبحان علی خان نے (جو ایک مشہور علامۂ دہر اجلۂ عمائد نواب صاحب موصوف سے تھا) ہر دو مولانا سے معنی حدیث اَلْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ کے دریافت کئے مولوی عبد الحی صاحب نے حضرت سید صاحب

[illegible]

سے اجازت لیکر اول ساری حدیث جسکا یہ ایک ٹکڑا ہے پڑھی اور پھر ایسی عمدگی سے اُسکی تفسیر اور تشریح کی
کہ سب عالم اور جاہل جو اُس مجلس مین حاضر تھے آفرین اور تحسین کرنے لگے اُسکے بعد کھانا آیا اور بعد تناول طعام
نواب معتمد الدولہ نے پانچ ہزار روپیہ نقد آپکی نذر کرکے آپکو رخصت کیا - قریب تمام کے فرنگی محل کے مولوی
سید صاحب کی بیعت سے مشرف ہوئے مگر مولانا محمد اشرف صاحب سرتاج علماء فرنگی محل جو معقول و
منقول مین مشہور اور فطانت اور ذہانت مین معروف تھے بوجہ اُمّی ہونے سید صاحب کے آپکی بیعت سے
پرہیز کرتے تھے آخر جب اُنکا بھی نصیب چمکا تو اُنہون نے مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ عظیم آبادی
کو جو اُسوقت اُنکے پاس معقول و منقول تحصیل کرتے تھے واسطے تفتیش اور دریافت کرنے حال سید صاحب
کے آپکی خدمت مین بھیجدیا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ مین تنہائی مین آپسے ملاقات کرنا چاہتا ہوں جب یہ پیغام
سید صاحب کو پہونچا تو آپنے فوراً ملاقات تنہائی کو منظور کرلیا اور دوسرے دن بعد عصر حاضری کی اجازت
دی اگلے روز مولانا محمد اشرف صاحب بمعیت مولوی ولایت علی صاحب علیہما الرحمہ وقت مقررہ
پر حضور مین حاضر ہوکر ایک علیحدہ مکان مین آپکی ملازمت سے مشرف ہوئے اُس مکان مین سید صاحب
اور مولانا محمد اشرف صاحب اور مولوی ولایت علی صاحب صرف تین آدمی تھے - مولوی محمد اشرف صاحب
نے بعد مزاج پرسی کے عرض کیا کہ اللہ رب العزت نے جناب رسالت مآب کو وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا
رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ فرمایا ہے اسکی تفصیل کیونکر ہے تب سید صاحب نے کامل دو گھنٹہ تک اسکا بیان فرمایا اور
اِن دونو سامعین کا یہ حال تھا کہ روتے روتے آنسوؤن سے ڈاڑھی تر ہوگئی تھی صاحب مقالات طریقت
لکھتا ہے کہ مولوی محمد اشرف صاحب نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر پوچھی تھی غرض جو کچھ آپنے وہ بیان کیا کہ مولوی
محمد اشرف صاحب نے باوجود اسقدر علم اور کمال کے وہ بیان نہ کبھی سنا تھا اور نہ کسی کتاب مین دیکھا تھا ذہین
محو ہوگئے اور سوائے اِسکے اور کچھ نہ بن آیا کہ اِن دونو عالمون نے اپنے ہاتھ واسطے بیعت کے پھیلا کر آپکے
ہاتھ پر بیعت کی اور عذر کیا کہ یہ بسبب ہماری ناسمجھی کے تھا کہ ہمنے حضور سے ملاقات تنہائی کی درخواست کی
تھی اب معاف کیجیے اور ہمکو اپنے خادمان خاص سے تصور فرمایئے - صاحب مقالات طریقت یہ بھی لکھتا
ہے کہ مولوی محمد اشرف صاحب فرماتے تھے کہ جس روز مینے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اُسی رات
کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور اسکے سوا اور جو کچھ فیض و برکت اِس
بیعت سے مجھکو حاصل ہوئے مین اُسکا بیان نہین کرسکتا سب مؤرخ اِسبات پر متفق ہین کہ آپکی بیعت
یہ ایک بڑی برکت اور ظاہر علامت آپکی کرامت اور علو مرتبت کی تھی کہ بیعت کرنیکے ساتھ ہی آدمی کا رنگ
ڈھنگ بدل جاتا تھا فاسق سا فاسق اور بدکار سا بدکار ایکدم مین متقی اور ولی ہوجاتا تھا اور خم محبت الٰہی

مولوی محمد اشرف صاحب و مولوی ولایت علی صاحب کا سید صاحب سے بیعت ہونا

آنکھوں مین نمود ہوکر دنیا اور مافیہا کی قدر دل سے اُٹھ جاتی تھی +

نواب وزیرالدولہ مرحوم لکھتے ہین کہ بروقت قیام لکھنؤ کے جب ایک روز آپ اپنی مجلس مین بیٹھے ہوے تھے ناگاہ ایک نوجوان شیعہ امیرزادہ ملبس فاخرہ مجلس مقدس مین حاضر ہوکر منافقانہ اظہار عقیدت اور ایمانداری کا کرنے لگا اور سائل توجہ اور فیض کا آپسے ہوا آپنے اُسوقت اپنے ایک مرید خاص کو اُسے توجہ دینے کا حکم دیا اُس شخص نے اُسکو گوشہ مین لیجا کر موافق آداب صوفیہ کے دو زانو اپنے مقابل بٹھلا کر اور شغل لطائف ستہ کا اُسکو تعلیم کرکے آپ توجہ دینی شروع کی اُس مکار نے تھوڑی دیر آنکھین بند کرکے پھر کھولدین اور کہا کہ مجھکو اِس شغل مین کچھ عمدہ اثر نہین ہوا اِس سے بہتر کوئی شغل بتلائیے تب اُس عزیز پُرتمیز نے سلطان الذکر کی اُسکو تعلیم دیکر آپ توجہ دینے پر متوجہ ہوا مگر اُس دغاباز نے مثل سابق ایک لحظہ بھر آنکھین بند کرکے پھر کھولدین اور کہا کہ اِس شغل سے بھی مجھکو کچھ فائدہ نہین ہوا کوئی اور دوسرا شغل جو اِن سب سے عمدہ ہو مجھکو بتلائیے تب تیسری بار اُس بزرگ نے شغل نفی اُسکو تعلیم کیا اور آپ بڑے زور سے اُسکے باطن پر توجہ ڈالی اِس تیسری بار کی توجہ مین بفضل الٰہی وہ حیلہ ساز بیہوش ہوکر زمین پر گرپڑا اور بہت دیر تک بیہوش پڑا رہا اُس صاحب باطن نے ہرچند اُسکو آوازین دین مگر اُسنے کوئی جواب نہین دیا۔ اِس درمیان مین خود سید صاحب بھی وہان تشریف لائے اور بہت بلند آوازون سے اُسکو پکارا مگر اُس کو مطلق ہوش نہ آیا آخر لاچار ہوکر سب آدمی خاموش ہو رہے تب بہت دیر کے بعد حواس باختہ خوف زدہ سا ہوکر وہ خود بخود اُٹھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا لیکن مین جب حضرت کی مجلس مین حاضر ہوا تو جبہ سے قیام ہونیکے حضرت نے مجھے بہت ... فرمایا مین اُسی وقت اُن عقائد باطلہ رفض سے حضرت کی ... تائب ہوکر ... مستفید ہوگیا اُسوقت حضرت نے مجھپر بہت مہربانی اور توجہ فرمائی جب اُسکے ... ہونیکی خبر پہنچی تو اُسکو اُن عقائد حقہ سے پھر جانیکے واسطے بہت ترغیب اور ترہیب دی اور جب ... زبانی ترغیب اور ترہیب سے کچھ نہ بنا تو اُسکو بہت مارا اور پیٹا اور آخر کو پابزنجیر کرکے قید مین ڈالدیا ... ایسے مرشد برحق کے ہاتھ پر تشفی ہوا تھا کہ اُسنے اُن تکالیف کی کچھ بھی پروا نہ کی اور اِس ایمان اور اعتقاد حقہ پر ثابت اور قائم رہکر تھوڑے دنون کے بعد راہی فردوس ہوا

خادم نے معتبر راویون سے سُنا ہے کہ جب حضرت سید صاحب بتقریب لکھنؤ تھے ایک روز مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید سپاہیانہ لباس پہنے اور تلوار آبدار کو گلے مین حمائل کیے ہوے مولوی دلدار علی مجتہد صاحب مجتہد کے مکان پر تشریف لیگئے اُسوقت مولوی دلدار علی صاحب طالب علمون کو سبق پڑھا رہے

ایک شخص کا باطن ... [illegible]

مولوی اسمعیل صاحب کا مجتہد سے ملکر ان سے تقیہ اور نفاق کا فرق دریافت کرنا

تھے۔ مولانا شہید بطرز دلیرانہ سلام علیک کر کے وہان بیٹھ گئے۔ چونکہ مجتہد صاحب کے ہان سوائے بندگی اور آداب اور تسلیمات کے سلام علیک کا دستور نہ تھا اُنہون نے متعجب ہو کر پوچھا تم کون ہو اور کہان سے آنا ہوا مولانا نے جواب دیا کہ مین ایک مسافر سپاہی ہون ایک مسئلے کی تحقیق کرنے کو آپکے پاس آیا ہون مجتہد صاحب نے فرمایا کہ وہ کیا مسئلہ ہے مولانا نے عرض کیا کہ تقیہ اور نفاق مین کیا فرق ہے ذرا اسکو سمجھا دیجئے مجتہد صاحب نے بہت سے دلائل سے اُن دونو کا فرق بیان کیا مولانا نے اُن سب دلائل کو رد کر کے دونو کو ایک کر کے دکھا دیا تب مجتہد صاحب نے اور دلائل اپنے دعوے کے بیان کئے مولانا نے اُن دلائل کو بھی رد کر دیا۔ مجتہد صاحب نے تیسری بار اور وجوہات معقول اُنکے فرق کی پیش کین مگر مولانا نے اُنکو بھی فورًا رد کر دیا۔ تب تو مجتہد صاحب کی آنکھین کھلگئین اور اپنے دلمین کہا کہ یہ کیسا سپاہی ہے جو ہمارے دلائل کا ایک تسمہ بھی باقی نہین چھوڑتا۔ مجتہد صاحب اپنے طالب علمون کے سامنے لاجواب ہو کر بہت خفیف ہوئے اور سمجھ گئے کہ نرا سپاہی ہی نہین ہے بلکہ کوئی بڑا علامۂ دہر اور فاضل عصر ہے اُسوقت مولانا سے پوچھا کہ آپکا اسم شریف کیا ہے مولانا نے کہا عاجز عبد الصمد ہے۔ اُسوقت مجتہد صاحب نے اپنے طلبار کے سامنے اپنی خفت دور کرنیکو یہ بات بنائی کہ ایسے مسائل زبانی تقریر سے طے نہین ہو سکتے آپ تحریری بحث کرین تب مولانا سلام علیک کر کے وہان سے چلدیے۔ مجتہد صاحب نے آپکے پیچھے آدمی دوڑا کر فرمایا کہ دیکھو یہ کون شخص ہے اور کہان کو جاتا ہے۔ اُن آدمیون نے بعد دریافت مجتہد صاحب سے جا کر کہا کہ یہ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی مرید رشید سید صاحب کے ہین تب مجتہد صاحب نے چند آدمی آپکے پیچھے دوڑا کر بمنت و آرزو آپکو واپس بلوا بھیجا جب آپ دوبارہ مجتہد صاحب کے مکان پر پہونچے تو مجتہد صاحب نے سروقد اُٹھکر بہت تعظیم سے آپسے معانقہ اور مصافحہ کیا اور اول بار بہ آداب نہ پیش آنیکی معذرت کی مولانا تھوڑی دیر بیٹھکر پھر رخصت ہو کر اپنے پیر و مرشد کی خدمت مین حاضر ہو گئے۔ مجتہد صاحب نے جملہ اکابر علماء شیعہ کو جمع کر کے ایک بڑا لمبا چوڑا استفتاء امر متنازع فیہ کا مع جواب مدلل بدلائل عقلی و نقلی و مملو بہ لغات مشکلہ و مضامین تفاسیر و احادیث و کتب سیر و تواریخ وغیرہ لکھکر آپکے پاس بھیجدیا۔ جب مولوی دلدار علی صاحب کا آدمی اس کاغذ کو لیکر آیا مولانا صاحب بہ ہیئت ایک سپاہی کے گلے مین تلوار لٹکائے ہوئے ٹہل رہے تھے اور مولوی عبد الحی صاحب مع چند آدمیون کے ایک طرف کو بیٹھے تھے حامل کو ہرگز شک بھی نہوا کہ یہ سپاہی مسلح بہ شمشیر مولوی ہوگا اُسنے مولوی عبد الحی صاحب کو مولانا محمد اسمٰعیل اپنا مکتوب الیہ سمجھ کر کاغذ اُنکے حوالہ کردیا مولوی عبد الحی صاحب نے اُن مضامین ادق کو جو اُس کاغذ مین بھرے تھے دیکھکر سمجھا کہ بلا موجودگی صدہا کتب ہر علم اور فن کے جنکا حوالہ اس کاغذ مین ہے اسکا جواب الجواب تحریر ہونا محال ہے اور یہ سب کتابین ایسی حالت سفر مین یک بیک میسر ہونا دشوار ہے

خیر بعد ملاحظہ کے مولوی عبدالحی صاحب نے اُس کاغذ کو مولانا شہید کے پاس بھجوادیا مولانا شہید نے ٹہلتے ٹہلتے آکر کاغذ کو اول سے آخر تک دیکھا اور اُسی دم کاغذ اور قلم دوات لیکر ایک چٹائی پر بیٹھ گئے اور تھوڑی دیر مین جواب الجواب اُس مسئلۂ مشکلہ کا لکھکر تمامی دلائل مندرجۂ کاغذ کو اس خوبی سے رد کردیا کہ پھر اُسکا ردِ جواب حضرت مجتہد صاحب سے نہ بن آیا۔ مگر افسوس ہے کہ اس بحث کے کاغذات باوجود تلاش کے آجتک ہمکو نہین ملے۔ بروقت قیام لکھنؤ کے مولانا شہید نے چاہا کہ کچھ شیعون کے رد مین بیان کرین مگر بوجہ سلطنت شیعون کے بہت سے دور اندیش لوگ آپکو مانع ہوئے مگر آپنے فرمایا کہ حکیم کو ضرور ہے کہ جو مرض ہو اُسی کی دوا دیوے اِسوقت مرض رفض بیان حدِ اعتدال سے گذرا ہوا ہے اسواسطے مجھکو اُسی مرض کا علاج کرنا ضرور ہے اور مین اِسکی کچھ پروا نہین کرتا کہ کوئی خوش ہو یا ناخوش ہو چنانچہ آپنے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ الآیہ کا بیان شروع کیا اور اسی آیت سے ترتیبِ خلافت اور فضائلِ خلفاء ایسی خوبی سے بیان کئے کہ شیعون سے سوائے اِسکے اور کچھ نہ بن آیا کہ اس آیت کی ترتیب کو جامع القرآن حضرت عثمان بن عفان نے بدل ڈالا ہے اُسوقت مولانا شہید نے ایک تواریخی قصہ عہدِ نادر شاہ دُرانی کا بیان فرمایا کہ اُسوقت بھی شیعون نے (جب نادر شاہ نے اپنے سامنے بحث کرائی تھی) اِس آیت کے زیر بالا ہونیکا عذر کیا تھا مگر جب نادر شاہ نے علماء یہود و نصاریٰ سے جنکی کتابون کا حوالہ اِس رکوع مین ہے استفسار کیا تو اُنہون نے کہا تھا کہ ہماری کتابون مین بھی ترتیب خلافت خلفاء راشدین نبی آخرالزمان کی اِسی طرح پر ہے اُسوقت نادر شاہ کا غصہ بھڑکا چنانچہ اُسی غصہ مین اُسنے چند شیعون کو قتل کراکے آپ رفض سے تائب ہوگیا تھا +

مولوی مرزا حسن علی صاحب محدثِ لکھنوی مولوی عبدالحی صاحب اور مولوی اسمٰعیل صاحب کے وعظ مین ہجوم خلائق دیکھکر ازراہِ حسد اپنے توابعین سے فرمایا کرتے تھے کہ مین بھی قرآن و حدیث کا وعظ کرتا ہون اور یہ دونو عالم بھی قرآن و حدیث کا وعظ کرتے ہین مگر میرے وعظ مین دس پانچ آدمی سے زیادہ جمع نہین ہوتے اور انکے وعظ مین سارا شہر ٹوٹا پڑتا ہے مسجدون مین سامعین کو بیٹھنے کی جگہ بھی نہین ملتی۔ مولوی عبدالحی صاحب نے اِس محدثِ خشک کا یہ کلام سنکر فرمایا تھا کہ اس سید بابرکت کی تشریف آوری کے قبل ہمارا بھی ایسا ہی حال تھا مگر جب برسون اِس ہادیٔ وقت کے سامنے ہم دوزانو بیٹھے ہین تب یہ تاثیر انکی برکت سے ہماری زبان مین پیدا ہوئی جسپر خلقت شیدا ہو رہی ہے اور مولوی اسمٰعیل صاحب بھی فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے وعظ سے گو ہزارون خلقت راہِ راست پر آگئی مگر وہ طریقہ توسط جو ہمنے سید صاحب سے سیکھا ہے کسی نے اختیار نہین کیا اکثر آدمی راہ افراط و تفریط کی چلتے ہین +

قریب ایک ماہ تک سید صاحب کا قیام لکھنؤ مین رہا اس عرصہ مین ہزارہا خلقت شرفاء و

علماء اہل حرفہ و صدہا اہل تشیع آپکی بیعت سے مشرف ہوے - بعد قیام ایک ماہ کے پھر آپ اپنے
وطن بریلی کو تشریف لے آئے

ان ایام مین آپکی ہدایت کا بڑا شہرہ ہو رہا تھا ہزارہا مرد اور عورتون کا ہجوم آپکے مکان پر رہتا تھا
اور آپکا زنانہ مکان اسقدر تعداد کثیر عورتون کے واسطے کافی نہ تھا اسواسطے آپکو منظور ہوا کہ حسب
طریق سنت ... کچی اینٹون سے ایک اور مکان واسطے آرام مہمانون کے تعمیر کرین تب دو تین کدال
اور کچھ پھاوڑے اور کستی منگوا کر ایک گڑھے پر آپ تشریف لیگئے اور گڑھے مین اتر کر اپنے دست مبارک
سے مٹی کھودنی شروع کی تب بہت سے مرید جو اسوقت حاضر تھے عرض کرنے لگے کہ آپ تکلیف فرماتے ہین
ہم خادم اس کام کے واسطے حاضر ہین آپنے فرمایا کہ بروقت تعمیر مسجد نبوی کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے آپ خود اینٹین وغیرہ مصالحہ تعمیر کا اپنے سر مبارک پر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے اور صحابہ کرام بھی اس کام
مین آپکے شریک تھے سو تم بھی آؤ اور میرے شریک ہو کر کام کرو لیکن یہ نہین ہو سکتا کہ مین اپنے ہاتھ سے
کام نہ کرون - حاصل کلام یہ ہے کہ پندرہ روز کے عرصے مین بمعیت یارون کے حضرت نے پچاس ہزار کچی
اینٹین تیار کرلین اور دو مہینے کے اندر ایک گھر نہایت وسیع تیار کرکے انہین اپنے اہل کو دیدیا اور
پہلا پرانا گھر مہمانون کے واسطے خالی کردیا - اس مدت مین نماز اشراق سے نماز ظہر تک آپ مع یارون کے
کام کیا کرتے تھے بوقت اذان نماز ظہر کے پھر کام بند کردیا جاتا تھا - اس کے واسطے ایک بڑا بھاری
درخت اس مکان سے بقدر فاصلہ ایک میل کے کٹوایا گیا تھا جب درخت مذکور کٹ چکا تو یارون نے عرض
کیا کہ اگر ثابت درخت کسی طرح سے اس مکان کے قریب پہنچ جاوے تو حسب ضرورت مکان کے
ناپ ناپ کر اسکے ٹکڑے کئے جاوین مگر درخت ایسا بھاری اور لمبا چوڑا تھا کہ دو تین گاڑیون پر بھی اسکا
جانا غیر ممکن تھا آخر لوگون نے عرض کیا کہ تو پہنچانے کے بہت سے بیل منگوا کر اسے کھنچوایا جاوے تو بہتر ہے
اسوقت اکثر آدمیون کے قریب حضرت کے ساتھ موجود تھے سید صاحب نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ
بھائیو آؤ خدا سے دعا کرین کہ بلا مدد نرگاوان تو پہنچانے کے اللہ تعالی اپنی مدد غیبی سے اس درخت کو وہان تک
پہنچا دے - آخر کار اس جگہ کھڑے ہو کر حضرت نے دعا کی بعد اتمام دعا کے ان سب لوگون سے آپنے
فرمایا کہ سب ملکر زور کرو اکثر آدمیون نے ملکر زور کیا مگر درخت اپنی جگہ سے نہین ہلا تب حضرت نے فرمایا
کہ تم سب آگے ہو جاؤ جب سب آدمی الگ ہوگئے تو آپنے مولوی محمد اسمعیل شہید اور مولوی عبد الحی
صاحب اور ایک تیسرے عالم کو جسکا نام صاحب مخزن کو یاد نہین رہا ساتھ لیکر باواز بلند تکبیر کہکر اس صدہا من
کے درخت کو دھکا دینا شروع کیا پہلے ہی دھکے مین درخت مذکور گیند کی طرح پلٹے کھا کر ڈھلکنے لگا اور

[illegible]

اور تھوڑی دیر مین منزل مقصود تک پہونچ گیا - اُسوقت سب دوسرے آدمی ہنستے ہوے اور یہ کہتے ہوے کہ حضرت جب ایسا کرنا تھا تو ہماری زور آزمائی کی کیا ضرورت تھی آپکے ساتھ چلے آتے تھے اور حضرت یہ فرماتے جاتے تھے کہ بھائیو یہ برکت تم ہی لوگون کی ہے ورنہ مین تو ایک بندہ خاکسار ہون - صاحب مخزن لکھتا ہے کہ اُسوقت آپ پر ایک حالت مجذوبانہ ہو رہی تھی اُسی حالت وجد مین اُسکو ایسا دھکا دیتے تھے کہ وہ مثل گیند کے آگے آگے لُڑکتا چلا جاتا تھا ؛

سید صاحب کا اپنے ہاتھ سے دو مسجدین بنانا

اِس مکان کی تعمیر کے بعد آپنے دو مسجد ایک متصل تکیہ شاہ علم اللہ صاحب قدس سرہ اور ایک وسط شہر رائے بریلی مین تعمیر کین تاکہ سنّت اپنے جدامجد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی (کہ اُنہون نے بھی دو مسجد یعنی ایک مسجد قبا اور دوسری مسجد نبوی تعمیر کی تھی) ادا ہو جائے - یہ دونو مسجدین بھی تین مہینے کے اندر تیار ہوگئین اور بوقت تعمیر اِن دونو مسجدون کے بھی مثل دوسرے لوگون کے بغرض ادائے سنت اپنے جدامجد کے آپ بھی سب کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے - اِن مسجدون کی تعمیر پر مزدورون کا کام خود آپ یا آپکے یار کیا کرتے تھے

سید صاحب کے عطیہ مین برکت کا ہونا

صاحب مخزن لکھتا ہے کہ جس کسیکو بہ اشارۂ حق سبحانہ تعالیٰ سید صاحب بہ نیت برکت ایک روپیہ بھی دیدیتے تھے تو وہ شخص مالدار ہو جاتا تھا فقر فاقہ اُسکے گرد نہ پھٹکتا تھا وہی مؤلف خود اپنی والدہ کا جو ہمشیرہ سید صاحب کی تھی ایک واقعہ اِسی قسم کا لکھتا ہے کہ میری والدہ کو سید صاحب نے ایک روپیہ بہ نیت نزول برکت دیا تھا سو میری والدہ نے اُس روپیہ کو ایک صندوقچہ مین رکھ لیا اور جسقدر روپیون کی اُنکو ضرورت ہوتی اُس صندوقچہ سے نکالکر خرچ کیا کرتی تھین اُسمین کبھی کمی نہوئی - ایک مرتبہ والدۂ مؤلف نے ذکر اِس برکت کا حضرت کی مجلس مین کیا تو حضرت نے حال اس برکت کا سنکر سجدہ شکر ادا کیا اور پھر اپنی بہن کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے ہمشیرہ بموجب حدیث نبوی کے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ تمہارے خیال کے موافق تمہارے رب نے وہ برکت اُس ایکروپیہ کے سبب سے کی اور اپنے خزانۂ غیب سے اُس صندوق کے اندر بموجب تمہارے ظن کے روپیے پہونچا دیے ورنہ اصل بات یہ ہے کہ وہ روپیہ کچھ نتیجے نہین دیتا بلکہ جس کسیکو بہ نیت برکت مین روپیہ دیتا ہون اللہ تعالیٰ اُسکے گھر مین برکت کرتا ہے اور طرح بطرح کے حیلون اور ذریعون سے اُسکی ہر حاجت کو پوری کر دیتا ہے مؤلف مذکور لکھتا ہے کہ اِس تاریخ کے بعد سے میری والدہ کے ساتھ بھی یہی کیفیت برکت کی جاری ہوگئی یعنی جب اُنکو کچھ حاجت ہوتی تو اللہ تعالیٰ کچھ نہ کچھ سبب کھڑا کرکے اپنے خزانہ غیب سے اُنکی حاجت پوری کر دیتا مگر صندوقچہ کے اندر بڑھنا روپیونکا بند ہوگیا -

صاحب مقالات طریقت لکھتا ہے کہ بریلی مین مضانی نام ایک زنانہ (زنخہ) رہتا تھا مثل عورتون کے ہاتھ پانؤ مین مہندی لگاتا اور کڑے چھڑے اور چوڑیان پہنتا - اور ڈاڑھی مونچھ منڈا کر عورتون کی طرح سے

میان رمضانی عرف ہدایت اللہ کا قصہ

کاجل لگاتا کنگھی چوٹی کرتا اور سرخ کپڑے پہنتا تھا ہزارون جگت اور جوڑ توڑ اور فقرے اُسکو یاد تھے اپنے فن کا بڑا اُستاد اور نہایت حاضر جواب تھا۔ جب سید صاحب کی شہرت ہوئی اور ہزارون خلقت آپسے فیض پانے لگی تو اُسکے بھی نصیب خفتہ بیدار ہوے اور اُسکی ازلی قبولیت نے جو ان خرافاتون مین مکنون اور مستور تھی جوش مارا۔ اُسکے دل مین بھی حاضری خدمت اور توبہ کرنیکا شوق پیدا ہوا۔ اوّل اُسنے چرخہ کات کر کچھ روپیہ جمع کیا اور اُس روپیہ سے ایک جوڑا شرعی لباس کا تیار کرایا جب یہ سب تیار ہو چکا تو پھر ایک دن زنانی ہیئت اور شکل سے کچھ شیرینی اور وہ شرعی جوڑا لئے ہوئے خدمت شریف مین حاضر ہوا اُسوقت مولوی عبد الحی صاحب وعظ فرما رہے تھے یہ میان رمضانی اس مجلس کے کنارہ پر پہونچکر ادب سے دور ہی کھڑا رہا۔ حاضرین مجلس اُسکی وضع اور ہیئت دیکھکر بہت متعجب ہوے۔ بعد تمام ہونے وعظ کے کہین حضرت سید صاحب کی نظر فیض اثر اُس طالب راہ حق پر جا پڑی آپنے لوگون سے پوچھا کہ یہ کون ہے اُنہون نے عرض کیا کہ کوئی زنانہ ہے تب آپنے بہت نرمی اور محبت سے اُسکو نزدیک بُلایا اور پوچھا کہ کیا ارادہ ہے اُسنے اپنے زنانے محاورے مین جواب دیا کہ واری جاؤن بلائین لون میان کی خدمت مین آئی ہون حاضر رہونگی جوگن ہونگی آپنے فرمایا بسم اللہ دیر کیا ہے اُسوقت اُس سے بیعت لیکر وہ سب زنانہ لباس اُسپر سے اُتار دیا اور وہ شرعی جوڑا جو وہ ساتھ لایا تھا پہنوا کر ہدایت اللہ اُسکا نام رکھا۔ اُسوقت صرف اُسکا نام اور لباس ہی نہین بدلا بلکہ بہ برکت بیعت کے اُسی گھڑی اُسکے باطن اور اندرونی خیالات کی کایا پلٹ ہوگئی اب یہ میان ہدایت اللہ نہایت متقی اور پرہیزگار اور شجاع اور بہادر ہوگیا۔ وہ رمضانی زنانہ جو چند روز پیشتر بریلی کی گلیون مین زنانہ لباس پہنے ہوے خرافاتین بکتا پھرتا تھا اب مے محبت الٰہی سے اُسکی آنکھین بند ہوگئین اگر اسوقت کوئی صدا اُسکے موتھہ سے نکلتی تھی تو سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر اس سوز و گداز سے بلند ہوتا تھا کہ سُننے والون کے دل ہل جاتے تھے اب بجائے چوڑیان اور کڑون کے اُسکے ہاتھ مین شمشیر اور بجائے ڈھولک کے اُسکی پیٹھ پر ڈھال لٹکی رہتی تھی اب وہی زنانہ آپکے ہمراہ رکاب ملک خراسان کو گیا اور داد مردانگی کی دیکر آخر شہید ہوا اور مراد کو پہونچگیا۔

مجنون کا عاقل اور مجذوب کا ہوشیار ہوجانا

نواب وزیر الدولہ مرحوم لکھتے ہین کہ ایک مرتبہ ایک مجذوب جو سراسر بیہوش تھا آپسے دو چار ہوگیا آپنے تھوڑی سی توجہ اُسکی طرف کی وہ اُسی دم ہوش مین آکر آپکے ساتھ ہولیا اور بڑا سالک باخدا ہوا اور تادم زیست آپکی خدمت مین رہکر ایک بڑے معرکۂ جنگ مین داد مردانگی کی دیکر شہید ہوا۔ پھر وہی مؤلف لکھتے ہین کہ اسی طرح بہت سے مجانین اور دیوانے اور مجذوب آپکی ایک نظر فیض اثر سے ہوش مین آکر سالک ہوجاتے تھے۔ اور جسکے واسطے آپنے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھایا یا بدن پر ہاتھ پھیرا یا پڑھکر دم کردیا فوراً اچھا ہوکر ہوش مین آگیا ٭

اسکے بعد نواب صاحب مرحوم ایک اور قصۂ عجیبہ تحریر کرتے ہین کہ ایک دن جب آپ اپنی مجلس مین رونق افروز تھے دو کسبی عورتین جو نہایت حسین جمیل تھین لباس اور زیور سے آراستہ پیراستہ کنارۂ مجلس ملا ٹک مانس پر آکر باادب کھڑی ہوگئین اور اپنے معمولی طریقے سے بہت جھک کر آداب تسلیمات بجالائین حاضرین مجلس اُنکو ناپاک سمجھ کر دور دور کرنے لگے مگر جو اُنکے کچھ نصیب چمکے تو سید صاحب کی نظرِ ہدایت اثر اُنپر جا پڑی آپنے اُنکو فوراً اُنکو اپنی مسجد مین بُلایا اور چند کلمے نصیحت آمیز اُنکو سُنا کر اللہ کے خوف سے ڈرایا پس آپکے کلام معجز نظام اُنکے سینون کے وار پار ہوکر مارے خوفِ الٰہی کے تھرتھرا گئین اور دھاڑین مار کر رونے لگین اور اُسی وقت اپنے افعالِ ماضیہ سے آپکے ہاتھ پر توبہ کرکے حسب قاعدہ شریعت کے دو مسلمانون کے نکاح مین داخل ہوگئین اور تادم زیست یادِ الٰہی مین مشغول رہکر عمدہ خاتمہ کے ساتھ اپنے ربّ سے ملین۔ نواب صاحب مرحوم نے ایک مخنّث کا خدمت بابرکت مین حاضر ہوکر تائب ہونا اور آپکے ساتھ خُراسان مین جاکر شہید ہونے کا بھی بعینہٖ مثل قصۂ میان رمضانی ثمّ ہدایت اللہ کے بیان کیا ہے۔ پھر نواب صاحب لکھتے ہین کہ اس پرزور تاثیر کے سبب سے آپکے مخالف اور شقی ازلی (باتباعِ اقوالِ قدیم کُفّارون کے) آپکو جادوگر بتلایا کرتے تھے اور مارے ڈر کے آپکی نظرِ ہدایت اثر کے سامنے نہوتے تھے اور نہ آپکی مجلس مین آتے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی آپکے سامنے جاتا ہے وہ سحر مین پھنس کر گرویدہ ہو جاتا ہے۔ پھر اِسکے بعد نواب صاحب مرحوم تحریر کرتے ہین کہ اطراف ہندوستان مین صرف آپ ہی کے سبب سے ہدایت پھیلی اور آپ ہی کی ذات بابرکات کے باعث سے ہندوستان کا شرک و بدعت دور ہوا پھر لکھتے ہین کہ آپکو مقامِ دعا اور مرتبۂ دعوت مین بڑی مہارت اور مشق تھی گھنٹون اور پہرون تک آپ رو رو کر دعائین مانگا کرتے تھے۔ جب آپ کسی اہم امر کے واسطے دعا کرتے تھے تو حاضرین مجلس سے آمین کہلوایا کرتے تھے۔ جب بڑے بڑے مجمعون مین آپ دعا کے واسطے ہاتھ اُٹھا کر باوازِ بلند نہایت عجز اور انکساری سے بعد اظہار وجہ سُوال کے دعا کرتے اُسوقت حاضرین مجلس پر ایک عجیب رقّت طاری ہوتی تھی روتے روتے ہچکیان بندھ جاتی تھین بلکہ اکثر آدمی بیہوش ہو جایا کرتے تھے اور جب بعد معلوم کر لینے مدّعو لہٗ کے آپ کسی خاص مطلب کے واسطے ہاتھ اُٹھاتے تو کبھی ایسا نہوا کہ وہ مطلب حاصل نہوا ہو۔ اور آپکی خدمت مین حاضر رہنے سے صفائی قلب اور تزکیہ نفس ایسا جلد ہو جاتا تھا کہ سینکڑون چلّون اور برسون کی ریاضت مین بھی وہ بات حاصل نہو۔ آپکی عادت شریفہ سے تھا کہ مولویون کو مولانا کہکر پکارا کرتے تھے۔ آپکے خشوع خضوع اور لذتِ عبادات کا بھی یہ حال تھا کہ دو رکعت نماز تہجد دو پہر مین تمام کیا کرتے تھے اور بیعت لینے کے وقت ہر ایک مرید کو تہجد پڑھنے کی تاکید اکید فرمایا کرتے تھے اسوقت لکھنو کیا مرد عورت ہندوستان مین تہجد گذار تھے بقول شاعرے ؎ چھٹ نہ جاوے کسی تہجد گزار

دو کسبیونکا تائب ہوکر نکاح کرنا

سید صاحب کی پُرزور تاثیر کا بیان

لئے ہے تیار + اپنے شوہر سے ہوئی ہو جو کوئی ہم بستر + اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ مجھکو حاصل ہوا وہ سبب
بہ برکت نماز تہجد کے حاصل ہوا۔ اور پیرنے کی بھی آپکو ایسی مشق تھی کہ آپ غوطہ مارکر تہ دریا مین دو رکعت نفل
پڑھ لیتے تھے۔ اور باوجود اس تن و توش اور قوت و شجاعت کے آپ کھانا بہت کم کھاتے تھے بلکہ ایک روز
آپنے فرمایا کہ بھائیو یہ مت سمجھو کہ باعث میری حیات کا یہ کھانا پانی ہے بلکہ ایسا ہرگز نہین ہے میری حیات کا سبب فقط
یاد الٰہی ہے اگر یاد الٰہی سے ذرا بھی غافل ہو جاؤن تو فوراً میرا دم نکل جائے +

قرآن مجید کی مثال

مولوی مرتضیٰ خانصاحب تحریر کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ بھائیو مین تمکو قرآن مجید کی ایک مثال
ہندی زبان مین سناتا ہون جس سے تم اصل مطلب نزول قرآن مجید کا سمجھ لوگے۔ سو اُسکو اسطرح سے سمجھنا
چاہئے جیسے ایک شہنشاہ ہے اُسنے اپنے بہت سے غلام اور لونڈیون کو ایک ملک مین بھیجدیا اور پھر اپنے
کسی مقرب کی معرفت ایک فرمان شاہی اُنکے پاس روانہ کیا تب اُس مقربنے وہان پہونچکر وہ فرمان
اُنکو سنایا۔ اب اُسکو سنکر وہ لوگ تین فرقے ہو گئے۔ ایک فرقے نے فرمان کو سنکر صاف انکار کیا اور کہا کہ نہ یہ
فرمان شاہی ہے اور نہ تم بادشاہ کی طرف سے آئے ہو بلکہ یہ سب تمہاری بناوٹ ہے سو یہ فرقہ بوجہ اپنے
انکار اور نافرمانی کے باغی اور سرکش ہوا اس فرقے کے لوگ جب گرفتار ہو کر بادشاہ کے پاس آتے ہین تو سخت
قید مین دائم الحبس کئے جاتے ہین اور ہمیشہ کے واسطے طرح طرح کے عذاب مین گرفتار رہتے ہین۔ دوسرے
فرقہ فرمان شاہی کو سنکر کہنے لگا کہ بلاشبہ یہ فرمان سلطانی ہے اور آرندہ فرمان بھی بلاشک مقرب شاہی
ہے اُنہون نے اُس فرمان کو چوما چاٹا اور سر پر رکھا اور ہاتھ باندھ کر اُسکے سامنے کھڑے ہوئے مگر جو حکم اُسمین
آسان تھے اُنپر چلنے لگے اور مشکل حکمون سے جی چرایا سو یہ فرقہ نمک حرامون کا ہے۔ تیسرے فرقے نے فرمان
شاہی کو سنکر اُسکے کل حکمون کو مان لیا اور آرندہ فرمان کو مقرب مرسلہ سلطان یقین کرکے اُسکی اطاعت
اور فرمانبرداری کی سو یہ تیسرا فرقہ نمک حلالون کا ہے۔ سو قرآن مجید نے بنی آدم کو تین فرقون یعنی کافرون
اور منافقون اور مسلمانون مین تقسیم کر دیا۔ مسلمان فرمانبردار اور حکم بردار کو کہتے ہین پس جو سارے حکمون پر چلے
ہے وہی مسلمان یعنی فرمانبردار اور حکم بردار ہے +

وہی مولوی مرتضیٰ خان صاحب تحریر فرماتے ہین کہ میر امید علی صاحب باشندۂ لکھنؤ کو جو ایک
بڑے دیندار پرہیزگار اور متقی قطب لکھنؤ کرکے مشہور تھے سید صاحب کے ظہور کے قبل اُنکو یہ الہام ہوا تھا کہ
اب عنقریب ایک امام مسلمانون مین پیدا ہونگے اور اُنسے خلقت کو بہت ہدایت ہوگی سو جب سید صاحب
کا ظہور ہوا میر امید علی صاحب القاء ربانی سے سید صاحب کو امام ملہم لہٗ سمجھکر آپکے مرید اور فرمانبردار
ہو گئے تھے۔ جب سید صاحب بریلی مین مقیم تھے ایکمرتبہ میر امید علی صاحب آپکی زیارت کے واسطے

لکھنؤ سے تشریف لائے ہوئے تھے اُنہین ایام مین فقیر محمد خان صاحب افسرِ فوج سرکار لکھنؤ (جو سید صاحب کے
مریدانِ خاص سے تھے) ایک بڑی مضبوط گڑھی باغیون کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور وہ گڑھی باوجود کرنے
بہت سے حملون کے فتح ہوتی تھی اُسوقت لاچار ہوکر فقیر محمد خان صاحب نے بحضور سید صاحب ایک عرضی
اِس مضمون کی روانہ کی کہ آپ واسطے فتح ہونے گڑھی کے دعا کرین اور میر امید علی صاحب کو میرے پاس
بھیجدین ۔ غرض سید صاحب نے دعا کرکے میر امید علی صاحب کو اُنکے پاس بھیجدیا سو میر امید علی صاحب
کا وہان پہونچنا تھا کہ گڑھی مذکور بعنایت الٰہی فوراً فتح ہوگئی ۔ بعض لوگ یہ بھی روایت کرتے ہین کہ اُس
گڑھی کے نہ فتح ہونے کی شانِ الٰہی معلوم کرکے ایک بزرگ مستجاب الدعوات اُس گڑھی کے قائم رہنے کے
واسطے وہان بیٹھا ہوا دعا کرتا تھا اور اسی سبب سے وہ گڑھی مدت سے قائم تھی اور فوج شاہی اُس سے عاجز
آگئی تھی لیکن جب بہ برکت دعا سید صاحب کے وہ شانِ الٰہی پلٹی اور ایک قطب مرسلۂ سید صاحب
وہان پہونچے تو اُس بزرگ متعینہ گڑھی کو ابھی تک حال متغیر ہونے شانِ الٰہی کا معلوم نہ تھا وہ بدستور
اُسکے قیام کی دعا کررہا تھا اسواسطے سید صاحب نے تشریف لیجاکر اُسکو ڈانٹا اور اُس سے حال متغیر ہونے
شانِ الٰہی کا بیان کیا تب وہ فوراً وہان سے چلدیا اور گڑھی اُسیوقت فتح ہوگئی واللہ اعلم بالصواب ۔

مولوی مرتضیٰ خان صاحب آپکے اخلاق اور دانائی کی ایک حکایت اِسطرح لکھتے ہین کہ ایک روز
ایک شخص دنیادار سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ بھی سید ہین اور مین بھی
سید ہون میری دو بیٹیان جوان قابل شادی کے ہین سو مجھکو آپ کچھ دلوا دیجیے جس سے اُنکا بیاہ ہوجائے
آپنے فرمایا کہ سید بھائی آپکی بیٹیان ہماری بھتیجیان ہین ہم اُنکے نکاح ہوجانے کے واسطے آپکو ضرور مدد
دینگے مگر جو تمنے اپنے خیال سے اپنے دلمین تجویز کر رکھا ہے کہ یہ جہیز بھی ہو اور وہ جہیز بھی ہو سو اس خیال
کو تو تم موقوف کرو اور جسطرح اللہ اور اُسکے رسول نے بیاہ کے مقدمہ مین حکم دیا ہے اُسپر عمل کرو اسواسطے ہم
اپنا ایک آدمی تمہارے ساتھ کردیتے ہین سو موافق قرآن و حدیث کے جو چیز اُنکے بیاہ کے واسطے درکار ہوگی سو
یہ آدمی سب مہیا کردیگا ۔ اِس جواب باصواب کو سنکر وہ شخص کافور ہوگیا

وہی مولوی مرتضیٰ خانصاحب لکھتے ہین کہ جب فجر کے وقت آپکے قافلے کے آدمی بہت خرچ
قافلہ واسطے چیرنے اور لانے لکڑیون کے جنگل کو جاتے تو اکثر اوقات سید صاحب بھی اُنکے ساتھ جنگل
کو تشریف لیجاتے اور کلھاڑی دستِ مبارک مین لیکر دم بھر مین منون لکڑیان چیر کر پھینکدیتے جب دوسرے
لوگ آپکا یہ حال اور مشقت دیکھکر آپ سے کلھاڑی مانگتے تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ مین تم سے قوت مین کم
نہین ہون اور ثواب کا تمسے زیادہ حریص ہون ٭

توجہ سے بغداد رو مراقبہ بیٹھنے سے چھوٹ جانا

وہی مولانا مرتضیٰ خان صاحب لکھتے ہین کہ مین بجائے قبلہ کے بغداد کی طرف مونہہ کرکے مراقبہ کیا کرتا تھا مجھکو حاجی عبدالرحیم صاحب نے جو ایک بزرگ خادمان خاص سید صاحب سے تھے بارہا اس حرکت سے منع بھی کیا مگر مین نے نمانا اور یہ عذر کیا کہ بغداد کی طرف مونہہ کرکے بیٹھنے سے مجھکو مراقبہ مین لذت حاصل ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ جب مین بمقام بریلی سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اُسوقت حاجی عبدالرحیم صاحب نے یہ حال میرے بغداد کی طرف مراقب بیٹھنے اور اسپر اصرار کرنیکا سید صاحب کے گوش گذار کردیا لیکن سید صاحب نے یہ سارا حال سُنکر اپنی زبان مبارک سے مجھ سے کچھ نہین فرمایا مگر میری طرف بہت توجہ کی مین خیال کررہا تھا کہ اُسی توجہ نے اُسی دم میرے قلب کو بدل دیا بغداد رو بیٹھنے کی بُرائی میرے دل مین قائم ہوگئی اُس تاریخ کے بعد پھر مین بغداد رو ہوکر کبھی مراقب نہین بیٹھا +

خیرخواہی مسلمانان کا بیان

وہی مولانا لکھتے ہین کہ مینے ایکروز سید صاحب سے عرض کیا کہ آپکی برکت سے مین اپنا حال پہلے سے اچھا پاتا ہون اسواسطے میری تمنا ہے کہ جو میرے دوست اور عزیز ہین آپکی برکت سے اُنکا بھی ایسا ہی حال ہوجائے۔ آپنے فرمایا کہ جب ہم تمکو خلافت دیوینگے اور تم مسلمانون کی خیرخواہی کروگے تو انشاء اللہ تعالیٰ اُسوقت اُن لوگون کا حال بھی اچھا ہوجائیگا۔ پھر آپنے مجھکو خلافت عطا کی اور باآواز بلند میرے واسطے بہت دعا کی اور مجھکو امید ہے کہ وہ دعائین میرے حق مین قبول ہوئی ہونگی چنانچہ منجملہ اُن دعاؤن کے ایک دعا کی قبولیت کا اثر مین ظاہر باہر دیکھتا ہون وہ یہ ہے کہ آپنے میرے واسطے دعا کی تھی کہ جو کوئی اس سے دین کے کام مین جھگڑے اور یہ حق پر ہو تو ناحق والون کو اسپر غالب نکریا۔ سو آجتک کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا کہ کوئی ناحق والا مجھپر غالب ہوا ہو بلکہ میرے مخالفان دین کو ہمیشہ ذلت اور خواری نصیب ہوتی رہی ہے۔ بعد ملنے خلافت کے مینے حضرت سے خیرخواہی مسلمانون کی تفصیل پوچھی تو آپنے فرمایا کہ خیرخواہی یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان بھوکھا ہو اور تمہارے پاس کھانا موجود ہو تو اُسکو کھانا کھلائیو۔ اور جو کسی مسلمان کے کپڑے پھٹے ہون اور تمہارے پاس کپڑے موجود ہون تو اُسکو کپڑے پہنائیو۔ اور اگر کسی بھائی کو روپے پیسے کی حاجت ہو تو حسب مقدور خود روپے پیسے سے بھی اُسکی مدد کرو۔ اور اگر کوئی مسلمان کسی کام کے واسطے تمکو کہین بھیجے اور وہان جانا خلاف شرع بھی نہو تو وہان جاکر اُسکا کام کرآئیو۔ اگر وہ بیمار ہو تو اُسکی خدمت اور عیادت کرو۔ پس جب وہ تمکو اپنا دوست سمجھیگا تو تمہارے کہنے کو مانیگا کیونکہ ہر آدمی اپنے دوست کا کہنا مانتا ہے اور جب تم سمجھو کہ اُسکو تمہاری دوستی کا یقین ہوگیا تب اُسکو نصیحت کرو اُسوقت وہ ضرور تمہارے کہنے کو دل سے قبول کریگا پہلے اہل سُنت والجماعت کے عقائد اُسکو بتلاؤ نماز روزہ حج زکوٰۃ کے مسائل اور ذکر فکر اور دعا اور درود و استغفار اُسکو سکھلاو۔ اور تنہائی مین اُسکے واسطے دعا بھی کرتے رہو

کہ اے اللہ اس شخص کو اپنی سیدھی راہ پر قائم کردے +

سید صاحب کی علو مرتبت کا بیان

وہی مولانا لکھتے ہین کہ سید صاحب نے مجھ سے اپنا حال ایکروز کا اسطرح سے بیان کیا کہ مین (یعنی سید صاحب) ایک دن مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے دولت خانہ پر حاضر ہوا اُسوقت آپکے پاس مولوی رشید الدین صاحب بیٹھے ہوے باتین کررہے تھے مین (یعنی سید صاحب) بہت دیر تک بانتظار تخلیہ دالان مین ٹہلتا رہا کہ جب یہ صاحب تشریف لیجائین تو مین مولانا صاحب سے کچھ عرض کرون۔ اُسی ٹہلنے کی حالت مین مجھکو یہ الہام ہوا کہ اگر تو بندون کی طرف التجا کریگا تو پھر ہم تیری دستگیری نکرینگے

یہ قصہ لکھنے کے بعد مولوی مرتضیٰ خانصاحب اپنی رائے اور اجتہاد سے یہ لکھتے ہین کہ اس الہام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان ایام مین سید صاحب کا درجہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب سے بڑھا ہوا تھا۔ جامع کہتا ہے کہ یہ بات تو مینے بہت لوگون سے سُنی ہے کہ جب سید صاحب حج کو تشریف لیگئے اُسوقت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کو سید صاحب کی علو مرتبت کا حال غیب سے ملہم ہوا اُسوقت سے مولانا صاحب ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ بعد واپسی سید صاحب کے مین اُنکے ہاتھ پر بیعت کرکے وہ شرف جسکا وعدہ ہے ضرور حاصل کرونگا۔ مگر افسوس ہے کہ امید مولانا صاحب کی حاصل نہوئی کیونکہ سید صاحب کے دوبارہ دہلی آنے سے پہلے ہی مولانا صاحب کا انتقال ہوگیا تھا +

تین بینائیون کا بیان

وہی مولانا لکھتے ہین کہ سید صاحب نے ایکروز مجھ سے فرمایا کہ خدا کا ذکر شریعت کا مددگار ہے اور شریعت کے کام ذکر کے مددگار ہین اور آدمی کو تین طرح کی بینائی ہوتی ہے۔ ایک تو یہ کہ ظاہر کی بینائی جس سے دینی کتابین اور کُل موجودات کو دیکھتا ہے اس بینائی مین سب مسلمان اور کافر یکسان ہین۔ دوسری عقل کی بینائی آدمی اُن آنکھون سے دین حق کے مسائل کو دیکھتا اور سمجھتا ہے اس دوسری بینائی والے کو پھر ایک تیسری بینائی عطا ہوتی ہے اور وہ دلکی بینائی ہے سو اس قلبی بینائی سے وہ مخض حالات بزرگان دین بقدر وسعت اپنی بینائی قلبی کے دیکھتا ہے پھر آپنے فرمایا کہ دیکھو یہ کافر اور فاجر خواہ کیسے ہی عقلمند ہون مگر چونکہ عقل اور قلب کی بینائی سے اندھے ہین اسواسطے راہ حق کی شناخت اُنکو ہرگز نہین ہے +

جانب الہ آباد کا سفر اول

صاحب مخزن لکھتے ہین کہ جن ایام مین آپ دہلی مین تشریف رکھتے تھے بہت سے عرائض الہ آباد اور اُسکے اطراف اور جوانب سے بطلب حضرت کے متواتر چلی آتی تھین آخرکار بعیت ایک سو آدمیون کے آپ دہلی سے بجانب الہ آباد روانہ ہوے مگر ہمیشہ یہ کیفیت رہتی تھی کہ فجر کو ایک میل راہ چلنے نہین پاتے تھے کہ بہت سے آدمی دیہات ملحقہ سڑک کے جمع ہوکر بکمال عجز و انکساری آپکو اپنے گانون مین لیجاکر قریب تمام کے کل مسلمان مرد عورت اور بچے آپکی بیعت سے مشرف ہوجاتے تھے اور باصرار تمام ایکدو روز اپنے یہان ٹھکر

دعوتین کیا کرتے تھے قصبہ کوتا ہیلی سے الہ آباد کو جو صرف چار منزل ہے سوا مہینے کے عرصے مین آپ پہونچے
اسی سفر مین ایک روز بعد مغرب کے ایک ایسے ویران گانون مین جاکر فروکش ہوئے جہان بمشکل تمام صرف
دو من کھچڑی میسر آئی مگر پکانے کے واسطے کوئی بڑا برتن موجود نہ تھا تب دس بارہ گھڑے مٹی کے خرید کر
اُنمین وہ کھچڑی پکائی گئی۔ جب پک کر تیار ہوئی تو پھر کوئی ایسا برتن موجود نہ تھا کہ جسمین ڈالکر کھائی جائے
اسواسطے ایک کنوئے کے چبوترے اور من کو جو چونہ گچ کے تھے صاف اور پاک کراکے وہ کھانا اُسپر نکالا گیا اور
سب لوگون نے وہان بیٹھکر کھایا۔ آپ داخلِ الہ آباد ہوئے اور قریب دس بارہ روز کے الہ آباد مین مقام
رہا وہان ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی۔ اس عرصے مین بہت سے خطوط بطلب حضرت
کے بنارس سے پہونچے تب الہ آباد سے روانہ ہوکر دیہات ملحقہ سڑک کو ہدایت کرتے ہوئے ایک ہفتے عشرے
کے اندر بنارس پہونچ گئے اور وہان جاکر مسجد معروف بسیسر مین قیام ہوا اور قریب ایکماہ تک بنارس
مین مقیم رہے۔ اس عرصے مین قریب دس پندرہ ہزار آدمیون کے آپکی بیعت سے مشرف ہوئے اثنائے
قیام بنارس کے آپنے اپنے ہمراہیون کو تاکید سخت کردی تھی کہ یہ شہر تاریکی کفر اور شرک سے بھرا ہوا ہے تم
لوگ تا قیام اس شہر کے ذکر جہری اور سری ہر وقت کرتے رہا کرو اور انوار ذکر سے اُس تاریکی کو دور کردو۔
ایک ہفتہ آپکو بنارس مین پہونچے ہوا تھا کہ بہت سے پنڈت اور سادھو سنت لوگ جو ہندوؤن کے گرو تھے
بغرض استغاثہ اور فریاد آپکی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ جسقدر جلد ممکن ہو آپ اس شہر سے
تشریف لیجاوین آپکے ذکر اور فکر سے ایک فتور عظیم ہمارے دیوتاؤن اور اُنکے کرشمون مین واقع ہوگیا حضرت
نے بہت ملائمت سے اُنکو دعوت اسلام کی مگر وہ ازلی کافر بہت اچھا اور بہت خوب کرکے چلے گئے۔
اثنائے قیام بنارس مین دو تین آدمی خاندان تیموریہ کے اور ایک مالدار عورت حیات النسا بیگم نام
مدخولہ اکسٹن ہوکس صاحب فرنگی کی آپکی بیعت سے مشرف ہوئی۔ یہ عورت حضرت کی بیعت سے
مشرف ہونے کے بعد اپنے شوہر نصرانی سے ہمیشہ کے واسطے علیحدہ ہوگئی اور باقی عمر یاد الٰہی مین صرف
کرکے مسلمان ہوکر مری۔ مولوی مرتضیٰ خان صاحب لکھتے ہین کہ کچھ شہزادے خاندان ٹیپو سلطان کے بھی
آپکی بیعت سے مشرف ہوئے تھے اُنہون نے عمدہ عمدہ قیمتی کپڑے اور قسم بہ قسم کے تھان آپکے نذر کئے
تھے آپنے اُن کپڑون کو مولوی محمد یوسف صاحب داروغہ کے حوالہ کرکے فرمایا کہ ان دنیا دارون کے کپڑون
کو فروخت کرکے بعوض اُنکے رضائیون کے ابرے اور روئی اور گاڑھے اور گزی کے تھان انسانون کی
ضروریات کی چیزین منگوا کر حاجتمند بھائی بندون مین تقسیم کردو +
ایک شخص شیخ غلام علی صاحب الہ آبادی ایک عمدہ قالین سید صاحب کے واسطے لائے تھے شیخ غلام علی

ورود بنارس مین ورود فرمودنا

صاحب کا دل خوش کرنیکے واسطے ایکدو روز آپ اُسپر بیٹھ گئے اِسی عرصہ مین ایکروز ایک شخص نے عرض کیا کہ میرے پاس رضائی نہین ہے اور جاڑے سے مرتا ہون تب آپنے وہی قالین اُسکے حوالہ کردیا ✤

بنارس سے روانہ ہوکر حضرت سید صاحب سلطان پور اور اُسکے مضافات کو جہان لشکر غلام حسین خان ناظم والی لکھنؤ کا مقیم تھا تشریف لیگئے اُس لشکر مین ہزار ہا مرید آپکے موجود تھے کوئی دو ہفتہ تک وہان قیام کرکے پھر بریلی اپنے مسکنِ مبارک کو مراجعت کر گئے ✤

صاحب مخزن لکھتا ہے کہ ایام طفولیت سے آپکی طبیعت اور جبلت مین شوق و ذوق اعلاے کلمۃ اللہ و انطفائے نائرہ کفر و بدعت بھرا ہوا تھا اسواسطے ہر گھڑی اور ہر ساعت جہاد اور قتال کفار کا ارادہ کرتے رہتے تھے اور سرکار انگریزی گو کافر تھی مگر اُسکی مسلمان رعایا کی آزادی اور سرکار انگریزی کی بے رو ریائی اور بوجہ موجودگی ان حالات کے ہماری شریعت کے شرائط سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کو مانع تھین اسواسطے آپکو منظور ہوا کہ اقوام سکھ پنجاب پر جو نہایت ظالم اور احکامات شریعت کی خارج اور مانع تھے جہاد کیا جائے مگر جہاد کا کام ایسا نہین ہے کہ جھٹ پٹ انجام کو پہونچ جائے اور اس سے فارغ ہوکر اپنے گھر کو لوٹ آئے لہذا آپنے چاہا کہ جہاد کرنے سے پہلے فرض حج کو ادا کرلین اور بعد ادائے اِس فرض کے سکھون سے جہاد شروع کرین - آپ نے اپنے دلمین ٹھانکر ارادہ حج کے اطلاعی خطوط بنام ساکنانِ دہلی و پھلت و سہارنپور وغیرہ روانہ کردیے اور مولوی محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبدالحی صاحب کو بھی اسی کام کی تیاری کرنے اور اپنے اپنے قبائل لانے کے واسطے دہلی کو بھیجدیا - جب یہ اطلاع آپکے مریدون اور خلیفون کو پہونچی تو وہ لوگ اپنے اپنے باغ اور زمین وغیرہ فروخت کرکے دہلی مین آکر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے پاس جمع ہوگئے اور عرائض اپنے شمولیت حج کے لکھ کر بحضور سید صاحب کے روانہ کین ✤

اِن دنون مین کہ آپ تیاری حج کی کر رہے تھے ساکنانِ کانپور و کوڑہ و جہان آباد و کھجوہ و فتح پور و دلمئو کی بہت سی عرضیان بطلب حضرت کے پہونچین - صاحب مخزن لکھتا ہے کہ قبل از روانگی اس سفر کانپور کے آپنے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے اِس دور و سیر مین بہت سے انعامات و سعادات کا مجھسے وعدہ فرمایا ہے تو بھی (یعنی صاحب مخزن) اِس سفر مین ہمارے ساتھ چل اور یہ اپنے اوپر واجب کرلے کہ بعد ادائے نماز فجر تا اشراق اور بعد ادائے نمازِ عصر تا مغرب ہماری مجلس مین حاضر ہو کر فائدہ اخروی اُٹھایا کر - غرض آپ بریلی سے روانہ ہوکر دیہات ملحقہ سڑک کو ہدایت کرتے ہوے ایک ہفتہ کے بعد دریائے گنگا سے پار ہوکر آپ کانپور پہونچگئے اور وہان سید محمد یٰسین صاحب کے مکان پر قیام فرمایا - کانپور مین بھی ہزار ہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی - منجملہ بیعت کنندگان کے منڈرو صاحب فرنگی کی عورت تھی جسنے بعد بیعت کرنے کے سا[ت]

روز تک دونون وقت آپکی دعوت کی اور ایک مکان عظیم الشان مع اسباب و سامان ضروری کے آپکی نذر کیا سید صاحب نے فرمایا کہ ہمنے تمہاری نذر قبول کی تم ہماری طرف سے اِس مکان کی مُتَولّی ہوکر خدمت مسافرین اور خصوصًا مریدان اِس گروہ کی کرتی رہو- کانپور سے چلکر کوڑہ جہان آباد مین ہدایت کرتے ہوئے آپ مجھاون تشریف لیگئے اور وہان قاضی کی مسجد مین قیام فرمایا اور کل مسلمان مرد عورت اُس قصبہ کے آپکی بیعت سے مشرف ہوے- بوقت قیام قصبۂ مجھاون کے وہان ایک عجیب واردات ظہور مین آئی ایکروز حضرت سید صاحب بعد اداے نماز فجر کے مراقب بیٹھے ہوے آخر کار قریب چاشت کے آپنے مراقبے سے سر اُٹھاکر باآواز بلند تکبیر کہہ کر شکر نعماے الٰہی بکمال خشوع وخضوع گریان وخندان کرنا شروع کیا بعد حمد و ثنا کے آپ سجدے مین گر پڑے اور سجدے سے سر اُٹھاکر مبارکباد دیکر فرمایا کہ آج ہاتف غیب نے مجھکو بشارت دی ہے کہ اسوقت تجھکو اور تیرے کل ہمراہیون کو مینے بخشدیا اور بعد اس ندا کے ایک ہاتھ غیب سے ظاہر ہوا اُس ہاتھ نے اِس مسجد کو جنت الماوٰی مین لیجاکر داخل کردیا اُسوقت آپنے فرمایا کہ اس مسجد مین جسقدر آدمی موجود ہین اُن سبکے نام ایک کاغذ پر لکھ لو اور ان کو مثل اصحاب بدر کے منظور اور مقبول بارگاہ ایزدی کا تصور کرو- وہانسے چلکر آپ کھجوہ پہونچے اور وہانکے لوگون کو شرف بیعت سے مشرف کرکے فتح پور تشریف لیگئے اِس بستی مین جو بعد نماز عصر کے آپ مراقب بیٹھے تو قریب نماز مغرب کے مراقبے سے سر اُٹھاکر فرمایا کہ خداوند تعالٰی کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج اُس رب العزت نے تمامی اولیا و مقبولین سلف سے مجھکو ممتاز کرکے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کریگا اُسکو تمامی مکروہات دنیا اور آخرت سے محفوظ رکھکر اپنی رضامندی اور انعام سے سرفراز کرونگا اس بشارت مین آپکے خلیفون اور خلیفون کے خلیفون کی بیعت بھی شامل ہے) اُسوقت مینے (یعنی سید صاحب نے) عرض کیا کہ اے کریم و رحیم میرے آبا و اجداد کو بھی میری بیعت سے مشرف کر تاکہ وہ بھی اس وعدۂ مغفرت مین شریک ہوجائین- کئی روز تک اس آخری دعا کی قبولیت مین توقف رہا- اِس عرصے مین سید صاحب وطن مین واپس پہونچگئے وطن مین پہونچکر اس دعا کی قبولیت کے واسطے آپ بہت گڑگڑائے آخر اُس کریم و رحیم نے اپنے فضل عمیم سے اُس دعا کو بھی قبول فرمایا اور حکم دیا کہ سید محمد (مؤلف مخزن احمدی) کو اپنے آبا و اجداد کی طرف سے وکیل کرکے اُنکی طرف سے اُس سے بیعت لیلے- بعد معلوم کرنے اس بشارت کے سید صاحب نے سید محمد کو اپنے آبا و اجداد کی طرف سے وکیل کرکے وکالتًا اپنے کل بزرگون کی طرف سے اُس سے بیعت لیلی- اِس سفر سے واپس آکر ایک مہینے تک آپ بریلی مین مقیم رہے- اِس عرصہ مین حاجیون کے قافلے دہلی وغیرہ سے پہونچنے شروع ہوسے اور قریب ڈھائی سو مرد عورتون کے اطراف دہلی سے بہ ارادہ حج پہونچگئے اور قریب ایکسو آدمیون

قصبۂ مجھاون کی واردات عجیب

کے اطراف بریلی سے جمع ہو گئے اور قریب چالیس آدمیوں کے آپکے خویش واقارب تھے غرض قریب چار سو آدمیوں کے آپکے ساتھ چلنے والے جمع ہوئے۔ جس فجر کو آپ روانہ ہونیکو تھے اُس رات آپکے مکان نو تیار شدہ کی روح بہ ہیئت انسانی ظاہر ہوئی اور آپکی جدائی مین بہت رنج و ملال ظاہر کرکے ایک دوسری مخلوق الٰہی سے جو وہان حاضر تھی مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ کل کو ہمارا آقا نامدار ہمکو چھوڑ کر چلا جائیگا یہ کہکر ایسا زار زار رونا شروع کیا کہ اثر اُس گریہ وزاری کا سید صاحب پر بھی ہو گیا اور آپ بھی رونے لگے اور چونکہ اُسوقت سید صاحب کو کچھ حضوری الٰہی ہو رہی تھی آپنے اللہ رب العزت سے عرض کیا کہ یہ سب تیرا افضل و کرم ہے اور یہ الفت اِس روح کو تیرے ہی انعام کے سبب سے ہے ورنہ مثل میرے ہزار ہا آدمی اپنے اپنے مکانات کو چھوڑ کر چلے جاتے ہین کبھی کوئی مکان اُنکے واسطے رنج و ملال نہین کرتا سو اے رب تو ہی اپنے فضل سے اس مکان کو تسکین دے اُسیوقت جناب باری سے حکم ہوا کہ اس مکان کو بھی ہم جنت مین داخل کرینگے یہ خطاب اُس روح مکان نے خود بھی سنا اور مینے بھی بہ تعمیل حکم الٰہی اُسکو یہ بات سُنادی تب اُس مکان نے خوش و خرم ہو کر تسلی پائی اور خوش ہو گیا۔

یکم شوال ۱۲۴۱؁ ہجری یعنی بروز عید الفطر بعد ادائے نماز عید مع چار سو مرد و عورت اور بچون کے بارادۂ حج آپ بریلی سے روانہ ہوئے۔ بروز روانگی آپکے خزانچی کے پاس صرف بقدر ایک سو روپیہ کے موجود تھے اُنمین سے بھی آپ فقیروں اور مسکینوں اور نائی دھوبی وغیرہ کو تقسیم کرتے رہے۔ اُسوقت جو آیا خالی ہاتھ نہ گیا۔ اُس روز بقدر ایک میل کے چلکر ایک باغ مین ڈیرہ ہوا وہان جاکر جو کل اہلِ قافلہ کی شمار کی گئی تو کل چار سو سات آدمی مرد اور عورت اور بچے شمار ہوئے۔ اسی جگہ آپنے مولوی محمد یوسف صاحب اپنے خزانچی سے دریافت کیا کہ اسوقت کتنی جمع تمہارے پاس موجود ہے انہون نے عرض کیا کہ کل چھ یا سات روپیہ اسوقت میرے پاس موجود ہین تب آپنے فرمایا کہ اتنے روپیون سے تو اس قافلہ کا ایک وقت کا خرچ بھی نہین چل سکتا بہتر ہے کہ ان روپیون کو بھی ان فقراء بریلی کو جو اسوقت حاضر ہین دیدو۔ مولوی محمد یوسف صاحب نے بتعمیل حکم وہ کل روپیہ اُسیوقت تقسیم کر دیا۔ اس سارے قافلہ کا کل خرچ سید صاحب کے ذمہ تھا اور اسوقت سید صاحب کے پاس ایک حبہ موجود نہین تھا مگر اللہ رب العزت کی رزاقی کا آپکو ایسا یقین واثق تھا کہ آپ ذرا بھی نہ گھبرائے مگر ہان ہم جیسے بے صبرون نے جب آپکی بے خرچی اور اس سفر دور دراز اور قافلہ کثیر کا موازنہ کرکے دیکھا تو حواس باختہ ہو گئے اُسوقت ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ بھائیو اللہ ہی حافظ ہے دیکھئے یہ ناؤ کیسے پار ہو۔ سید صاحب نے اُسوقت اپنے سر مبارک سے ٹوپی اُتار کر یہ دعا کی کہ اے کریم کارساز تو نے اپنی اسقدر مخلوق کو مجھ ناچیز کمینہ کے ساتھ کر دیا ہے سو مجھ بیچارے پر اپنا لطف اور کرم کرکے بہت خیر و خوبی

کے ساتھ انکی زادراہ اپنے خزانۂ غیب سے مہیا فرما کے اپنے انعام عام کے ساتھ انکو منزل مقصود تک پہونچاوے
یہ دعا کرنیکے بعد منزل اول باغ سے کوچ کرکے آپ دلمئو کو روانہ ہوے ۔ موسم برسات کا تھا ہر نالا و تالاب اور
سڑک پانی سے پُر تھی جب دلمئو بقدر دو میل کے رہگیا تو ایک باغ مین بر سرراہ آپ آرام کرنیکو ٹھیر گئے تھوڑی
دیر وہان پہونچے ہوے گذری تھی تو دیکھا کہ دو سوار تیز رفتار مع چالیس۴۰ پچاس۵۰ پیادہ آدمیون کے دلمئو کی طرف
چلے آتے ہین تھوڑی دیر مین وہ لوگ وہان پہونچکر حضرت کی خدمت بابرکت مین جا حاضر ہوے اور بعد مصافحہ
اور معانقہ کے اُسی سبز گھاس پر جہان حضرت رونق افروز تھے حضرت کے سامنے بیٹھ گئے اول اُنہون نے
بیعت کی پھر ایک نے اُنمین سے عرض کیا کہ ہم دونو حقیقی بھائی ہین مین بڑا بھائی اور یہ چھوٹا بھائی ہے مینے جس
روز سے خبر تشریف آوری حضور کی مع قافلہ حجاج سُنی تھی اُسی روز سے ارادہ دعوت سارے قافلہ کا کر رکھا تھا
سو آج جب مین کھانا پکانے کی تیاری کرنے لگا تو اس میرے چھوٹے بھائی نے جو آپکے حضور مین حاضر ہے
تیاری دعوت سے مجھکو منع کیا اور کہا کہ آج مین دعوت کرونگا کل تم دعوت کرنا سو جب میرا اور اسکا جھگڑا
اول دعوت پر ہوا تو شہر کے لوگون نے ہم دونو کو حضور کی خدمت مین بھیجدیا ہے اب آپ جسکو حکم دین وہ آج
اول دعوت کرے سید صاحب نے دونو بھائیون کو آپسمین رضامند کرکے اُسی بڑے بھائی کے گھر پہلے دعوت
کا حکم دیا وہ دونو بھائی خوشی خوشی واپس چلے گئے ۔ جب کچھ شدت گرمی کی کم ہوئی تو حضرت بھی مع قافلہ
اُس باغ سے روانہ ہوکر بوقت شام داخل قصبۂ دلمئو ہوے اُس رات کو ہزارہا مرد و عورت بیعت سے مشرف
ہوے آپ ایک ہفتہ تک اس قصبہ مین مہمان رہے نوین روز پانسو روپیہ پر کشتیان کرایہ کرکے اور سو روپیہ
بطور بیعانہ ملاحون کو دیکر وہانسے آگے کو روانہ ہوے اور جسقدر روپیہ کی ضرورت تھی سب اسی قصبۂ دلمئو
سے بلا طلب جمع ہوگیا ۔ جسوقت کشتیون پر اسباب لادا جاتا تھا اُسوقت آپکو معلوم ہوا فلانی کشتی جسمین
سارے قافلہ کا اسباب لادا گیا ہے دریا مین غرق ہوجاویگی اُسوقت آپکے واسطے ایک دوسری کشتی سواری
کے لیئے تجویز ہوئی تھی آپنے شان الٓہی معلوم کرکے اُس اسبابوالی کشتی کا اسباب نکلوا کر اُسمین آپ سوار ہوگئے
اور اپنی سواری والی کشتی مین اسباب لدوا دیا کہ اگر یہ کشتی ڈوبیگی تو غربا و نکا اسباب تو ضائع نہوگا مجھکو لیکر
ڈوبے تو ڈوبے اِسکی مجھکو کچھ پروا نہین ہے جب اُس ڈوبنے والی کشتی مین آپ سوار ہوگئے تو پھر آپکو غیب
سے بشارت ہوئی کہ اب یہ کشتی ڈوبائی نجائیگی تب آپنے شکر الٓہی ادا کیا اور آگے کو روانہ ہوگئے ۔
ابھی آپ کشتی پر سوار نہوے تھے کہ شیخ مظہر علی صاحب ساکن دھمدمہ جو بمقام دلمئو آپکے استقبال کو
آئے ہوے تھے متظہر ہوے کہ آوازہ تشریف آوری حضور کا سنکر عرصہ سے سامان دعوت تیار ہے اور دھمدمہ
میرا مکان یہانسے قریب پانچ کوس کے برلب دریائے گنگ واقع ہے اگر حضور میری دعوت کو قبول فرماکر

وہانتک قدم رنجہ فرمائین توعین بندہ نوازی ہے حضرت نے قبول فرمالیا اور شیخ منظہر علی صاحب اُسیوقت گھوڑے
پر سوار ہوکر براہ خشکی اپنے مکان کو تشریف لیگئے اور حضرت مع قافلہ بسواری کشتی محاذی دمدمہ کے پہونچ گئے
قریب پہر رات گئے شیخ منظہر علی صاحب مع طعام سارے قافلہ کے حاضر ہوئے کھانا اِس کثرت سے تھا
کہ سارا قافلہ سیر ہوکر ناشتہ کے واسطے بھی بچ رہا صبح کو قریب تین سو آدمیون کے بیعت سے مشرف ہوئے
پھر لنگر وہانسے اُٹھا یا گیا جب کشتی محاذی موضع ڈگڈگی کے پہونچی تو شیخ محمد پناہ مع اپنے فرزند شیخ محمد کفاہ
کے کنارہ دریائے گنگا پر کھڑے ہوئے باواز بلند کشتیون کو اپنی طرف بُلا رہے تھے حسب ایماء سید القافلہ
کشتیان کنارہ پر پہونچین تو اُسوقت وہ دونو صاحب کشتیون مین چڑھ آئے اور حضرت سے مصافحہ معانقہ
کرکے عرض کیا کہ مدت سے خبر تشریف آوری حضور کی سنکر اسباب مہمانی کا تیار کر رکھا ہے اور دور دور سے
بہت سے آدمی آکر بامید حصول بیعت ہمارے مکان ڈگڈگی مین جمع ہین اگر دو تین روز یہان قیام فرمائین
توعین بندہ نوازی ہے تب حضرت نے قیام کرنیکا حکم دیا سب اہل قافلہ کشتیون سے اُتر پڑے شام تک
بہت آدمی آپکی بیعت سے مشرف ہوئے اُس بستی مین بہت سے چبوترے امام حسین کے نام سے بنے ہوئے
تھے حضرت نے معلوم کرکے اُنکے گرا دینے کا حکم دیا اُن لوگون نے اُسی شب تاریک مین پھاوڑہ اور بیلچے
اپنے گھرون سے لاکر فوراً اُن نشانات شرک کو گرا کر زمین کے ہموار کردیا - اور بہت سے علم اور شدے اور پنجے
وغیرہ اُنکے گھرون مین موجود تھے سب کو توڑ پھوڑ کر اُنکی چاندی بقدر دو سو روپیہ کے تھی حضرت کے حوالہ کرکے
کہا کہ پہلے یہ مال نذر شیطان کا تھا اب آپکے ذریعہ سے اصلی طور پر روح پر فتوح حضرت امام حسین کو پہونچا -
دوسرے دن قریب شام کے اُس گانوسے رخصت ہوکر کشتیون پر پہونچے اُسوقت حضرت نے کھانا پکوانے
کا حکم دیا لوگون نے عرض کیا کہ یہان سے کنارہ آدھ کوس ہے اور ابر محیط ہورہا ہے راہ مین کیچڑ پانی بقدر
ہے کہ راہ چلنا محال ہے اسوقت کھانا پکانے کا بندوبست نہین ہوسکتا - اُس رات سارے قافلے مین مع
عورتون اور بچون کے فاقہ کا سامان تھا - ہر ایک خاموش اور شاکر و صابر تھا جب نماز عشا کی ہوچکی اُسوقت
دیدبانون نے عرض کیا کہ فاصلہ دور و دراز سے دو تین مشعلین اس طرف کو آتی ہوئی نظر آتی ہین آتے آتے
جب وُہ مشعلین کنارہ کے نزدیک پہونچین تو دیکھا کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار اور بہت سا کھانا قسم قسم کا بہنگیون
مین رکھوائے ہوئے چلا آتا ہے - اُسنے کشتی کے نزدیک آکر پوچھا کہ پادری صاحب کہان ہین - جب حضرت نے
کشتی مین سے جواب دیا تو وُہ گھوڑے سے اُتر کر اور اپنی ٹوپی سر سے اُتار کر بہت ادب سے حضرت کے سامنے کشتی مین آیا
اور بعد سلام و مزاج پرسی کے عرض کیا کہ تین روز سے مینے نوکر واسطے لانے خبر تشریف آوری حضور اسطرف تعینات
کر رکھے تھے آج اُنہون نے مجھکو خبر دی - سو یہ ماحضر واسطے حضور اور کل قافلے کے تیار کرکے لایا ہون

براہِ بندہ نوازی اِسکو قبول فرمائین۔ حضرت نے اپنے آدمیون کو حکم دیا کہ فوراً وہ کھانا اپنے برتنون مین لیکر قافلے مین تقسیم کردو۔ قریب دو گھڑی تک وہ انگریز حضور مین حاضر رہا اور پھر رخصت لیکر مع اپنے آدمیون کے واپس چلا گیا۔ وہ انگریز ایک نیل کا سوداگر تھا اُسی کنارہ کے قریب اُسکا نیل کا کارخانہ تھا اس تقریب سے وہان وہ سکونت رکھتا تھا۔ اور دراصل اس قافلہ کو اللہ نے اس رات بھوکھا ہنے ندیا اور اپنی قدرت کے ظاہر کرنیکو ایک نصرانی غیر ملک کے آدمی کے ہان سے کھانا پہونچوا دیا۔ وہان سے چلکر رام چورہ کے گھاٹ پر لنگر ڈالا گیا اُس گھاٹ پر شیخ حسن علی جو ایک مریدانِ خاص حضرت سے تھے پہلے سے منتظر کھڑے تھے اُنہون نے تین روز تک سارے قافلے کی دعوت کر کے چوتھے روز آپ بھی مع اہل وعیال خود بارادۂ حج بیت اللہ شمول قافلہ ہوگئے اُسدن ایک زمیندار موضع دجینی کا سارے قافلہ کی دعوت کا سامان لایا پانچوین روز وہان سے لنگر اُٹھا کر برہوا گھاٹ پر شہر الٰہ آباد مین لنگر ڈالا گیا اور سارا قافلہ مع زن و بچہ حسب تجویز شیخ غلام علی صاحب کے راجہ اودت نرائن کی بارہ دری مین جو برلب دریا تھی فروکش ہوا۔

الہ آباد مین شیخ غلام علیصاحب کی دعوت کا بیان

الہ آباد مین پندرہ روز تک شیخ غلام علی صاحب نے سارے قافلہ کی دعوت کی شیخ صاحب ایکہزار روپیہ روزانہ دعوت قافلہ پر خرچ کر کے عمدہ عمدہ کھانے پکوا کر کھلاتے تھے اور کھانا بھی اس کثرت سے آتا تھا کہ صدہا مساکین الہ آباد کے پندرہ روز تک قافلہ کے ساتھ ہی کھاتے رہے۔ الہ آباد تک پہونچنے مین تعداد مردمان قافلہ کی سات سو ہوگئی تھی۔ شیخ غلام علی صاحب نے تیرہ صد خیمے اور ہر ایک حاجی کے واسطے ایک ایک جوڑہ پارچہ احرام اور ہر ایک اہل قافلہ کے واسطے ایک ایک روپیہ نقد اور حضرت کے قرابت دارون کے واسطے دس دس روپیہ نقد اور خود حضرت کے واسطے چار ہزار پانسو روپیہ نقد نذر کئے۔ یہان الہ آباد مین بھی ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی۔ شاہ اجمل صاحب کے تکیہ والے مشہور مشائخون مین سے بہت لوگ آپکے مرید ہوے۔ دو تین ہفتے کے بعد الہ اباد سے رخصت ہوکر مرزاپور مین لنگر ڈالا گیا وہان شیخ عبد اللطیف صاحب سوداگر نے ایک ہفتہ تک سارے قافلہ کی مہمانی بڑی دھوم دھام سے کی چار ہزار روپیہ نقد حضرت کو نذر کئے اور خود بھی بارادۂ حج شریک قافلہ ہوگئے۔ یہان بھی ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی بعد ایک ہفتہ کے مرزاپور سے روانہ ہوکر دو تین روز چنار گڈھ مین قیام رہا اور وہان سے چلکر داخل شہر بنارس ہوے۔ چونکہ اس شہر مین آپکے مرید اور مخلص کثرت سے موجود تھے اور بوجہ شدت بارش کے موسم بھی قابل سفر دریا کے نتھا اسواسطے ایک ماہ تک بنارس مین قیام کیا گیا دونو وقت سارے قافلہ کی دعوتین ہوتی تھین حیات النسا بیگم اور شاہزادگان خاندان تیموریہ جو پہلے سے آپکے مریدون مین تھے بڑی تواضع سے پیش آئے نماز عید الضحیٰ بھی اس شہر مین ہوئی اور گوشت قربانی اس کثرت سے جمع ہوا تھا کہ سوائے مردمانِ قافلہ کے صدہا باشندگانِ بنارس اُسی گوشت کو

تین روز تک کھاتے رہے ؞

قصہ حافظ اکرام الدین کا

صاحب مقالات طریقت لکھتا ہے کہ ایک شخص حافظ اکرام الدین نام جنے صرف میر قطبی تک اور ترجمہ فتح الرحمن مولوی وحید الدین پھلتی سے بمقام دہلی پڑھا تھا اور دہلی کے بازار دریبے مین عطاری کی دوکان کرتا تھا اسوقت شہر بنارس مین موجود تھا۔ مولوی وحید الدین صاحب اپنے استاد سے جو اسوقت سید صاحب کے ساتھ تھے آکر ملا۔ عند الملاقات مولوی وحید الدین صاحب نے اُس سے فرمایا کہ تم مدت سے مرشد کی تلاش مین تھے اب چلو سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لو ایسا پیر پھر ملنا دشوار ہے۔ اُسنے کہا کہ حضرت کی خدمت مین چلنے کا تو مضائقہ نہین مگر جب تک میری تسلّی نہو گی کسیکا مرید نہونگا۔ مولوی صاحب نے اُس سے پوچھا کہ بھائی تمہاری تسلی کیسے ہو گی۔ اُسنے کہا کہ جب تک رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مجھکو اجازت نہ دیوین مین بیعت نکرونگا۔ مولوی وحید الدین صاحب اِس بات سے لاجواب ہو کر بعد ملاقات اپنے ڈیرے کو چلے آئے اور سید صاحب کی خدمت مین یہ سارا قصہ بیان کیا آپنے سنکر فرمایا کہ وہ تو اچھی بات کہتے ہین آدمی کو ایسے امور مین خوب تحقیقات کر لینی چاہیے۔ پھر آپنے ایک پرچۂ کاغذ پر درود شریف لکھکر مولوی وحید الدین کو دیا اور فرمایا کہ یہ لیجا کر اُنکو دیدو اور کہدو کہ رات کو پڑھکر سو رہو انشاء اللہ تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو گی اُسوقت حضرت سے اجازت لے یا حضرتؐ ہی کے ہاتھ پر بیعت کر لیوے غرض مولوی وحید الدین صاحب نے وہ درود اُسکو پہونچا کر حسب ایماء حضرت کے سمجھا دیا کہ وہ اُس رات کو درود پڑھکر سو رہے۔ اُس شب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُسکو زیارت نصیب ہوئی تب اُسنے حضرتؐ سے پوچھا کہ حضرت سید احمد آپکے فرزند ہین آپنے فرمایا کہ ہان وہ میرا فرزند ہے۔ پھر اُسنے عرض کیا کہ کیا اُنکے ہاتھ پر بیعت کرون آپنے فرمایا کہ اُسکے ہاتھ پر بیعت کرنا گویا میرے ہاتھ پر بیعت کرنا ہے۔ جب پچھلی رات کو بعد دیکھنے اس خواب کے اُسکی آنکھ کھلی تو اُسی وقت درود پڑھتا ہوا مولوی وحید الدین صاحب کے پاس پہونچا اور یہ قصہ اپنے خواب کا بیان کر کے حضرت سے بیعت کرنیکا خواہان ہوا۔ فجر کو بعد نماز صبح کے مولوی وحید الدین صاحب اُسکو حضرت کے حضور مین لیگئے اور بیعت سے مشرف کرایا۔ ایک روز سید صاحب نے اُسکو فرمایا کہ بھائی حافظ اکرام الدین ہمنے تمکو اپنا خلیفہ کیا تم وعظ کیا کرو اور خلقت کو فائدہ پہونچاؤ اُسنے عرض کیا کہ یا حضرت یہ کام مجھسے کیسے ہو گا مین تو عالم نہین ہون دو ایک کتابین مولوی وحید الدین صاحب سے ایک عرصہ ہوا دیکھین تھین سو وہ بھی بھول بھلا گئین پھر آپنے فرمایا کچھ مضائقہ نہین اگر تمکو علم نہین ہے تو کیا ہوا تم وعظ کہنا شروع کرو اُسنے پھر انکار کیا اور کہا کہ حضرت یہ کام بغیر علم کے ممکن ہی نہین پھر آپنے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ تمکو علم بھی عطا کریگا تب اُسنے عرض کیا کہ آپ میرے واسطے دعا کرین۔ اُسوقت آپ دعا کرنے پر

مستعد ہوگئے اور تمام حاضرین سے فرمایا کہ مین بھائی حافظ اکرام الدین کے واسطے دعا کرتا ہون تم آمین کہو آپ نے دعا کے
واسطے ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ یا الٰہی تو نے جہان کو بے سبب پیدا کیا اور آسمان کو بے ستون کھڑا کیا تو نے پانی جاری کیا
پتھر سے ناقہ نکالا آدم علیہ السلام کو بے ماباپ کے بنایا- اور عیسیٰ علیہ السلام کو بے باپ
کے پیدا کیا اور ہمارے نبی اُمّی کو علم اولین اور آخرین سے سرفراز کیا۔ سوائے اللہ اپنے نبی اُمّی کی برکت
سے اس شخص کو علم ظاہر اور باطن کا عطا فرما- اسکے بعد فرمایا کہ بیٹا اور سب بھائی مسلمانون نے تمہارے
واسطے دعا کی ہے اسواسطے امید قوی ہے کہ اللہ رب العزت تمکو علم ظاہری اور باطنی سے سرفراز کریگا- اب تم
وعظ کہنا شروع کردو- اِس دُعا کے ساتھ اُسکی شرح صدر غیب سے ہوگئی تب اُسنے وعظ کہنا شروع کیا اور
ایسا سحر البیان واعظ ہوا کہ اب جو کوئی اُسکا وعظ سنتا تھا حیران ہو جاتا تھا- جب کسی شخص نے دہلی
مین جاکر اُسکی وعظ گوئی کی تعریف کی تو کسیکو یقین نہوا- بعد ایک مدت کے مولوی اکرام الدین صاحب خود
دہلی مین آئے اور جامع مسجد مین وعظ کہا...... تمام شہر مین اُنکے وعظ کا چرچا پھیلا لوگ کہتے تھے کہ
بعد مولوی محمد اسمٰعیل شہید کے ہمنے ایسا وعظ کسیکا نہین سُنا مگر مفتی صدر الدین خان اور مولوی فضل حق
صاحب نے اس خبر کو سچ نہین جانا آخر ایک جمعہ کو یہ دونو عالم بھی اُنکے وعظ مین حاضر ہوئے اور چند سوال بھی
سوچ کر لائے تھے کہ اُنسے دریافت کرینگے- جب اُنہون نے وعظ کہنا شروع کیا تو قسم قسم علوم اور فنون اور
عجائبات اور نکات قرآنی کا بیان کرنے لگے اور طرفہ یہ کہ جو سوال دونو صاحب سوچ کر آئے تھے وہ سب سوال بیان
کرکے اُنکے جواب بھی نہایت خوبی سے دیدیئے- اُن دونو فاضلون نے بعد وعظ کے اُنسے مصافحہ کیا اور کہا کہ
بھائی تمہارا یہ علم برکت حضرت سید صاحب وہبی ہے کسبی نہین ہے- مولوی اکرام الدین صاحب کے علم
کا حال تفسیر سورۂ فاتحہ سے جو اُنہون نے لکھی ہے بخوبی ظاہر ہوتا ہے- بنارس سے اب بعد ایکماہ کے قافلہ کا کوچ ہوا
غازی پور اور زمانیہ مین ایک دو مقام کرکے دانا پور پہونچے- دانا پور کے لوگ حضرت کی بہت مشتاق تھے اور بنارس
تک آپکی پیشوائی کو آئے تھے اسلئے یہان ایک ہفتہ تک قیام رہا- اِس ہفتہ مین مولوی محمد اسمٰعیل شہید اور
مولوی عبد الحی صاحب روزانہ جا بجا وعظ کیا کرتے تھے اُنکے وعظ کی تاثیر سے ہزارہا خلقت شرک و بدعات سے
تائب ہوکر سید صاحب کی بیعت سے مشرف ہوئے بہت سی کسبیان اپنے پیشۂ زناکاری سے تائب ہوکر
لوگون کے نکاحون مین داخل ہوگئین- بعد ایک ہفتہ کے یہان سے روانہ ہوکر آپ داخل شہر عظیم آباد پٹنہ کے
ہوئے اور قریب دو ہفتہ کے اس شہر مین قیام رہا ہزارہا خلقت اس شہر کی بھی شرک و بدعات مروجہ سے تائب
ہوکر آپکی بیعت مین داخل ہوئے چنانچہ مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ آپکے ایک مشہور اور مقبول
خلیفہ جنکے لکھو کہا خلقت کو آپکے بعد ہدایت ہوئی اسی شہر کے باشندے تھے اس شہر کے لوگ [illegible] ابو العربی

اور جان نثاری مین آپکے سارے مریدون پر سبقت لیگئے اس شہر کا خاندان صادق پورا آپکے کل تابعین کا پیشرو سمجھا گیا ہے - پٹنہ سے روانہ ہوکر مونگیر اور بھاگل پور مین ٹھیرتے اور ہدایت کرتے ہوئے آپ مرشد آباد پہونچے - مرشد آباد مین چار پانچ روز قیام رہا مگر بوجہ ظلمت رفض کے جس سے یہ شہر بھرا ہوا ہے ایک فرد بشر بھی ساکنانِ شہر سے آپکی ملاقات کے واسطے نہین آیا - یہانسے چلکر ہوگلی پہونچے قریب ایک ہفتہ ہوگلی مین مقام رہا وہانسے روانہ ہوکر مقام شیام پور مین داخل ہوے یہان سید عبد اللہ ابن سید بہادر علی جنکو آپنے یہان خلافت بھی دی بھی اور بہت سے آدمی اس شہر کے آپکی بیعت سے مشرف ہوے - یہان سے روانہ ہوکر قریب کلکتہ دوپہر کا کھانا پکانے کے لیئے کشتیان ٹھرائی گئین اُسوقت منشی امین الدین صاحب وکیل سرکار جو رؤسائے اہل اسلام کلکتہ سے تھے مع بہت سے عمائد ساکنان کلکتہ کے خدمت شریف مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ تا قیام کلکتہ کے اس خاکسار کے غریب خانہ مین رونق افروز رہین اور جو نان و نمک میسر ہو قبول فرماتے رہین حضرت نے اُنکی درخواست کو قبول کرلیا - اُسکے تھوڑی دیر کے بعد اور بہت سے شریف و نجیب کلکتہ کے وہان پہونچے اور حضرت کو اپنے اپنے مکانات کو لیجانا چاہا مگر چونکہ حضرت نے منشی امین الدین سے وعدہ کرلیا تھا اسواسطے اُنکی درخواست کو منظور نفرمایا - بعد نماز مغرب کے اول حضرت بسواری پالکی منشی امین الدین صاحب کے مکان کو تشریف لیگئے اور پھر منشی صاحب نے ہر قسم کی سواریان بھیجکر آدھی رات تک سارے قافلہ کو اپنے مکان مین پہونچا دیا ؛

ایک عمدہ باغ مین قافلہ کا ڈیرہ کرایا گیا رات کو نہایت عمدہ اور پُر تکلف کھانا منشی صاحب کے یہان سے آیا اور بافراغت سارے قافلہ نے سیر ہوکر کھایا - صبح کو منشی صاحب نے سارے قافلہ کے واسطے جوتے خرید کر ہر ایک کو تقسیم کردیئے اور جس جس کے پاس کپڑا نہ رہا تھا اُسکو کپڑے بنوا دیئے - لیکن اُس تاریخ سے سید صاحب کو اس مکان مین اُتار کر جو منشی امین الدین صاحب رخصت ہوے پھر آکر اُنھون نے کبھی مونھہ نہین دکھلایا اگرچہ دونو وقت اُنکے یہان سے سارے قافلہ کو کھانا آتا تھا اور اُنکے آدمی ہر وقت خدمت کے واسطے موجود رہتے تھے مگر وہ خود کبھی نہ آئے اسی طرح پر قریب ایک مہینے گذر گیا اور یہان حضرت کو بھی مارے کثرت بیعت کرنیوالونکے ذرا بھی فرصت نہوئی جو اُنکے پرسان حال ہوتے ایکروز شام کو خود بخود مولوی عبد الحی صاحب واسطے استفسارِ حال منشی صاحب کے اُنکی جائے سکونت پر تشریف لیگئے منشی صاحب بہت تپاک اور محبت سے پیش آئے مگر مولوی صاحب نے دیکھا کہ منشی صاحب کا مکان ہر قسم کی ممنوعات شرعی مثل ظروف نقرئی و شراب و باجہ و نصاویر وغیرہ سے بھرا ہوا ہے مولوی صاحب نے بعد مزاج پرسی اُس اسباب ممنوعہ کی بُرائی اور خوفِ مواخذہ الٰہی اور دنیا دلفریب کی ناپائیداری بہت

منشی امین الدین صاحب کا اُنکی دلدادہ کے ساتھ نکاح ہوجانا

خوبی سے بیان کی کہ اُن کلمات نصیحت آمیز کو سنکر کچھ ایسا اثر منشی صاحب پر ہوا کہ اُنہون نے اُسی وقت ہزارہا روپے کا اسباب شراب خواری کا اُٹھوا کر پھنکوا دیا اور تمامی ظروف نقرئی وغیرہ علیحدہ اُٹھوا کر اُسکے گلوانے کا حکم دیدیا۔ اُسکے بعد مولوی صاحب نے بسبب عدم حاضری بحضور سید صاحب اُنسے پوچھا اُسوقت منشی صاحب نے بہت شرم و حیا کے ساتھ عرض کیا کہ مین ایک بڑی مصیبت مین گرفتار ہون اور بالمشافہ آپ سے اُسکا ذکر کرنا بے ادبی سمجھتا ہون یہ میرا رفیق آپسے عرض کریگا اُس رفیق کو مولوی صاحب نے تنہائی مین لیجاکر پوچھا تو اُسنے عرض کیا کہ اس شہر مین ایک کسبی نہایت حسینہ و جمیلہ اور بڑی مالدار رہتی ہے اور بہت سے مالدار آدمی اُسکے شیدا ہین منجملہ اُنکے ایک منشی صاحب بھی اُسکے عاشق زار ہین مگر وہ غارتگر ایمان ہفتے مین صرف ایکبار یہان شب باش ہوتی ہے اور منشی صاحب اُس سے نکاح بھی کرنا چاہتے ہین مگر وہ کمبخت راضی نہین ہوتی اب منشی صاحب سخت مخمصہ مین پڑے ہین اگر سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہون تو وہان بیعت توبہ کرنی ہوگی اور اُس غارتگر ایمان کو ترک کرنے پر بوجہ غلبۂ محبت کے اُنکی جان نہین رہتی مولوی وحید الدین صاحب یہ ساری کیفیت سنکر سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے اور مولوی سارا حال آپکے گوش گذار کردیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اُنسے کہدو کہ اگر وہ خدا کی راہ مین سچی توبہ کرینگے تو خداوند تعالیٰ اُنکو اُنکے عہد پر قائم رکھیگا۔ دوسرے دن مولوی وحید الدین پھر منشی صاحب کے مکان پر تشریف لیگئے یہ بشارت زبانی حضرت کے اُنکو سُنادی۔ اتفاق حسنہ سے وہ دن اُس کسبی کے آنیکا تھا مولوی وحید الدین صاحب کی موجودگی ہی مین مثل برق وہ بھی آن پہونچی اور مولوی صاحب کے سامنے آکر بیٹھ گئی مگر منشی جی بہت محجوب ہوئے۔ اُس کسبی نے مولوی صاحب سے مخاطب ہوکر بعد مزاج پرسی کے کہا کہ کہان سے تشریف لائیے مولوی صاحب نے کہا کہ سید صاحب کے قافلہ کا ایک درویش ہون۔ اِس عرصہ مین سید صاحب کو بھی الہام ہوا آپ بھی اپنے چند رفیقون کو ساتھ لیکر منشی صاحب کے مکان کی طرف چل دیے۔ منشی صاحب نے آپکی تشریف آوری کی خبر سنکر جھٹ پٹ اُس بیسوا کو ایک کوٹھری ملحقہ مین داخل کرکے دروازہ بند کردیا اور آپ استقبال کرکے سید صاحب کو اندر لے آئے اُس کوٹھری کے سامنے جسمین وہ کسبی بند تھی حضرت بیٹھ گئے۔ اُسوقت منشی جی حضرت کے سامنے دست بستہ مؤدب بیٹھے تھے۔ مولوی وحید الدین صاحب نے حضرت سے عرض کیا کہ آج اتفاق حسنہ سے مریض مع اسباب مرض کے حضور مین طبیب حاذق کے حاضر ہے۔ اب طبیب کی التفات چاہیے۔ یہ سنتے ہی حضرت نے احسن الخالقین کا وعظ شروع کیا اور اس زور شور سے اُس خالق ارض و سما کی احسن الخالقیت اور شرح شکر نعماء الٰہی کہ حسن اور خوبصورتی کا کیا شکر ہے اور دولتمندی کا کیا شکر ہے اور پھر ان سب چیزون کے فانی اور قابل زوال ہونیکی کیفیت اور پھر موت اور مواخذہ

آلہی کا حال اور قبر اور عالم حشر کی بیکسی آنکھون کے سامنے تصویر کر کے دکھلادی کہ اُسکی تاثیر سے اہل مجلس بیہوش ہو گئے اور وہ کسبی بھی جو ہر ہر لفظ وعظ کا سُن رہی تھی کوٹھری کے اندر ہی مثل نیم بسمل کے تڑپنے لگی اور بعد اتمام وعظ کے خود کوٹھری کا دروازہ کھولکر دھاڑین مارتی ہوئی باہر نکل آئی اور اپنے کل افعال ماضیہ سے توبہ کر کے سب سے اول بیعت سے مشرف ہوئی اُسکے بعد منشی جی نے بھی بیعت کی۔ اُس کسبی نے بعد مشرف ہونے بیعت کے خود حضرت کو وکیل اپنے نکاح کا کر کے عرض کیا کہ جس ادنیٰ اعلیٰ سے حضور چاہین اس لونڈی کا نکاح کر دین تب حضرت نے اُس مجلس مین منشی جی سے اُسکا نکاح کر دیا۔ بعد اس بیعت کے یہ دونو میان بیوی بڑے صالح اور متقی ہوے مگر صاحب مخزن احمدیہ نے دوسرے طور پر اس قصہ کو بیان کیا ہے اگرچہ ماحصل دونو قصون کا ایک ہی ہے۔ کلکتہ ہی کی ایک یہ بھی روایت ہے کہ ایک مالدار مسلمان دائم الخمر نے جسکے رگ و ریشہ مین شراب بسی ہوئی تھی آپکی خدمت بابرکت مین عرض کیا کہ حضرت شراب نوشی کا تو مین ایسا عادی ہون کہ اُس بدون ایک لحظہ بھی جی نہین سکتا مین اور سب منہیات شرعی سے آپکے ہاتھ پر توبہ کرتا ہون مگر شراب کو چھوڑ نہین سکتا آپنے فرمایا کیا مضائقہ ہے مگر ہمارے سامنے شراب نہ پیا کرو اُسنے بخوشی تمام اس شرط کو منظور کر کے اور سب منہیات شرعی سے توبہ کر کے آپکے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اپنے گھر مین جاکر جب نشۂ شراب کی خواہش نے زور کیا تو نوکر سے شراب مانگی وہ ایک پیالہ مین ڈھالکر شراب لے آیا جونہین پیالہ ہاتھ مین لیکر مونہہ کے نزدیک لیگیا تو دیکھا کہ دانتون مین اُنگلی دبائے ہوئے سامنے سید صاحب کھڑے ہین فوراً پیالہ شراب کا ہاتھ سے پھینک کر توبہ توبہ کرتا ہوا کھڑا ہو گیا مگر پھر دیکھا تو سید صاحب وہان نہین ہین سمجھا کہ شاید مجھکو کچھ وہم ہو گیا تھا سید صاحب یہان کیسے آوینگے پھر نوکر کو حکم دیا کہ ایک اور پیالہ شراب کا لاؤ جب نوکر شراب لیکر آیا اور اُسنے پیالہ ہاتھ مین لیکر مونہہ کے نزدیک کیا تو پھر دیکھا کہ مثل سابق سید صاحب سامنے کھڑے ہین اُسیوقت پیالہ پھینک دیا اور کھڑا ہو کر حضرت حضرت کر کے اُس طرف کو دوڑا پھر دیکھا کہ وہان کوئی بھی نہین ہے تب مکان کے کل دروازون کو مقفل کرا کے ایک کوٹھری مین گھسکر وہان شراب طلب کی تو مونہہ کے نزدیک پیالہ لیجانے کے ساتھ ہی پھر سید صاحب کو سامنے کھڑے دیکھا تب بھی پیالہ پھینک دیا مگر سید صاحب کو ڈھونڈھا تو آپکا کچھ پتا نہ پایا آخر لاچار ہو کر پاخانہ مین جاکر شراب طلب کی تو وہان بھی حضرت کو سامنے کھڑے دیکھا اُسوقت اُسنے شراب سے بھی توبہ کر کے سب شیشے اور ظروف شراب نوشی کے تڑوا کر پھنکوا دیے +

صاحب ذکر جلی بروایت نثار علی صاحب شاگرد رشید مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے تحریر

کرتے ہین کہ بعد عروج سید صاحب کے مولوی شاہ عبد العزیز صاحب نے اپنے کُل مریدون اور شاگردون سے کہدیا تھا کہ جو کچھ ہونا ہے اب سید صاحب سے ہوگا تم سب اُنہین کے ساتھ ہو جاؤ - یہ سنکر نثار علی صاحب بھی آپکے ساتھ ہو گئے اور کلکتہ مین بھی آپکے ساتھ تھے سو وہ ذکر کرتے ہین کہ بوقت قیام کلکتہ کے ایکروز مولوی راشد صاحب جنہون نے ہدایہ کا فارسی ترجمہ کیا ہے اور مولوی معظم حسین اور ایک تیسرے عالم جنکا نام راوی یا صاحب ذکر جلی کو یاد نہین رہا ایسی تنہائی اور تخلیہ کے وقت مین سید صاحب کے مکان پر آئے کہ اُسوقت سوا سید صاحب اور راوی کے اور کوئی عالم مولوی وہان موجود نہ تھا - اور بغرض امتحان علم وکمال سید صاحب کے اُس تنہائی مین سورۂ فاتحہ کی تفسیر آپ سے پوچھی اُسوقت اس سورہ کی تفسیر کو آپنے اس خوبی اور فصاحت کے ساتھ بیان کیا کہ یہ تینون عالم سنکر دنگ ہو گئے اور اُسی وقت آپکے دست مبارک پر بیعت کرکے ملاقات تنہائی اور سوءِ ظنّی کی معذرت کرنے لگے +

ایک شاہزادۂ ملحد کا وجود واجب الوجود سے انکار کرنا اور قائل ہو کر سید صاحب سے بیعت کرنا

حیین قیام کلکتہ کے ایکروز آپکی دعوت شاہزادگان ٹیپو سلطان کے مکان پر ہوئی حضرت مع مولانا محمد اسمٰعیل اور دوسرے رفقائے کاملین کے وہان تشریف لیگئے ایک پوتا ٹیپو سلطان کا جو شاگرد عبد الرحیم عرف عبد الرجیم مغرور کا تھا اپنے تئین مثل اپنے استاد کے ہم پایہ سقراط اور افلاطون کے سمجھتا تھا سید صاحب کے سامنے بیٹھکر انکار واجب للوجود جل شانہ واعظم برہانہ وانکار نبی اُمّی اور قرآن مجید کا زبان عربی مین کرنے لگا سید صاحب نے فرمایا کہ ہماری پیدائش اور نشو ونما ملک ہند مین ہوا ہے اور کبھی زبان عربی مین بات چیت کرنیکا اتفاق نہین ہوا اور چونکہ اصل غرض مقصد کا ظاہر کرنا ہے بہتر ہے کہ آپ زبان ہندی مین بات چیت کرو تاکہ مین اور تم اور سب حاضرین مجلس اُس کلام کو سمجھین اُسنے یہ بات سنکر اور تھوڑی دیر توقف کرکے پھر زبان فارسی مین گفتگو شروع کی - اُسوقت آپنے فرمایا ہر چند کہ زبان فارسی بھی مین سمجھتا ہون اور تمہاری زبان دانی عربی اور فارسی کی بھی سب حاضرین مجلس پر ظاہر ہوگئی اور چونکہ یہ سب تکلف ہے بہتر ہے کہ آپ اپنی مادری زبان اردو مین گفتگو شروع کرو تب لاچار اُسنے اُردو مین برعایت قواعد منطقیہ ودلائل کلامیہ گفتگو شروع کی اُسوقت مولانا اسمٰعیل صاحب کے خیال مین آیا کہ شاید حضرت اسکا جواب دینے کا مجھکو ارشاد فرمائینگے تب مین اسکی خوب خبر لونگا مگر سید صاحب خود اُسکا جواب دینے کو تیار ہوئے اور کچھ لحاظ قواعد منطقیہ کا نفرماکر جیسے کسی طفل مکتب کو تعلیم کرتے ہین آپنے کلمات عارفانہ بلکہ سپاہیانہ سے اُسکو اسطرح پر سمجھانا شروع کیا کہ دیکھو اس ملک کی حاکم سرکار کمپنی ہے کسی نے اُسکو نہین دیکھا اور نہ کچھ اُسکے اوصاف سُنے ہین اگر کوئی شخص کمپنی کا بھیجا ہوا تمہارے پاس آئے اور کہے کہ کمپنی تمکو اسیوقت طلب کرتی ہے ننگے پاؤن میرے ساتھ چلو تم اُس حکم کو قبول کروگے یا نہین اُسنے کہا

ہان اُسی دم قبول کرونگا کیونکہ وہ حاکم ہے اور ہمین محکوم سید صاحب نے فرمایا کہ تمنے نہ کبھی کمپنی کو دیکھا اور نہ کچھ اُسکے اوصاف سُنے کسطرح جانوگے کہ یہ شخص کمپنی کا بھیجا ہوا ہے اُسنے کہا کہ کوئی نشانی مثل چپراس وغیرہ کے دیکھ کر یقین کر لینگے آپنے فرمایا کہ بہت سے کاریگر ایسے ہین کہ اس جیسے چپراس اور نشان جعلی تیار کردین پھر تمکو کیسے یقین ہوگا کہ یہ شخص دراصل مرسلہ کمپنی کا ہے جسکے ساتھ تم ننگے پاؤن چلے جاؤگے اُسنے کہا کہ وہ حاکم اور ہم محکوم ہین ہمکو اُسکا حکم بے چون وچرا ماننا ضرور ہے تب سید صاحب نے فرمایا کہ کمپنی موہوم پر آپکو اس درجہ کا ایمان ہے کہ اسمین خیال اپنی بیحرمتی کا بھی نہین کرتے اور اُسکو حاکم اور اپنے تئین محکوم کہتے ہو اور یہ قرآن کلام معجز نظام کہ جسکی شان مین اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ اگر سب جن اور آدمی جمع ہوکر ایسا قرآن بنانا چاہین تو ہرگز مثل اُسکے نہین لا سکین گے اگرچہ اُسکے بنانے مین ایکدوسرے کا مددگار ہو اور حضرت رسالت پناہ بتائید معجزات باہرہ کہ منجملہ اُنکے ایک قرآن ہے شرف افزا اس عالم کے ہوئے اسقدر کلام آپکی زبان مبارک سے سنکر وہ کافر بھونچکا سا رہگیا اور حیران ہوکر کہنے لگا کہ آپ تو فرماتے ہین کہ ہم خواندہ نہین ہین یہ علم آپنے کہانسے سیکھا تب آپنے فرمایا کہ یہ علم اُس مالک الملک کا سکھایا ہوا ہے جسکے وجود کا تم انکار کرتے ہو۔ الحمد للہ والمنۃ کہ اسقدر کلام ہدایت التیام سُننے کے بعد اُس ملحد نے طریقۂ الحاد سے توبہ کرکے آپکے ہاتھ پر بیعت کرلی اور اُسکے اُستاد کو بھی سید صاحب کی خدمت مین حاضر کرنیکی کوشش کی گئی مگر اُس بدبخت ازلی کے نصیب خفتہ بیدار نہوے اور مسلمان ہوجانیکے ڈر سے دور دور بھاگتا پھرا۔

صاحب ذکر جلی زبانی مولوی محمد علی رامپوری کے لکھتے ہین کہ غلام حسین نام دلال کلکتہ مین ایک بڑا مالدار آدمی تھا اُسکے پاس نوے لاکھ روپے نقد موجود تھے مگر وہ نانوے کے پھیر مین پڑا ہوا تھا اُسکو رات دن ایک کروڑ پورا کرنیکی تمنا تھی۔ یہ شخص بڑا شرابی اور بدکار تھا اُسکو سید صاحب سے اس سبب سخت عداوت پیدا ہوگئی کہ آپ شراب نوشی اور ناچ راگ وغیرہ عیش وعشرت کی چیزون سے کیون منع کرتے ہین اور یہانتک اُسکو سید صاحب سے مخالفت ہوگئی تھی کہا کرتا تھا کہ جسقدر سید صاحب ان چیزون سے منع کرتے ہین اُسی قدر ہماری لذت بڑھتی جاتی ہے سید صاحب کو بھی اُسکی مخالفت اور عداوت کا حال معلوم تھا مگر ان سب باتون کو سُنکر آپ خاموش رہتے تھے ایکروز بعد نماز عصر کے آپ ایک میدان مین ٹہل رہے تھے اُسوقت یک بیک آپنے اپنی ٹوپی سر سے اُتاری اور فرمایا کہ خدا کا غضب غلام حسین دلال پر نازل ہوگیا جب شہر مین لوٹ کر آئے تو معلوم ہوا کہ وہ اُسیوقت دیوانہ اور مجنون ہوگیا تھا جب اُسکو کبھی کچھ ہوش آتا تھا تو یہی پکارا کرتا تھا کہ سید صاحب برحق کو لاؤ یا مجھکو اُنکے پاس لیچلو۔ جب لوگ اُسکو حضرت کی خدمت مین لاتے تو اُسکو ایک گونہ تخفیف ہوجاتی اور جب حضرت سے جدا ہوتا تو پھر جنون

کرآتا آخر اسی حالت مین سب دھن دولت چھوڑ کر مرگیا اور ایک کروڑ پورا کرنیکی حسرت ساتھ ہی لیگیا

وہی صاحب ذکر جلی بروایت مولوی محمد علی صاحب رامپوری بیان کرتے ہین کہ جو کوئی جس کرامت کے واسطے سید صاحب کو آزماتا تھا تو اللہ تعالی وہی کرامت آپکے ہاتھ سے ظاہر کرا دیتا تھا اور باتباع اپنے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ بھی آپکی عادات شریفہ سے تھا کہ جب کوئی آپکے پاس آتا یا آپ کسیکے پاس جاتے تو ہمیشہ آپ پہلے سلام علیک کہا کرتے تھے بلکہ بعض لوگ دبے پانو آپکی پشت کی جانب سے آئے تو بھی اللہ تعالی نے اُنکا آنا آپکو معلوم کرا دیا اور بلا مونہہ موڑتے کے آپنے اُنکا نام لیکر پہلے ہی سلام علیک کہدیا غرض سلام علیک مین آپ کسی دوسرے کو سبقت کرنے نہ دیتے تھے ؛

وہی صاحب ذکر جلی زبانی عبید اللہ اور سید کرامت علی صاحب کے لکھتا ہے کہ ایکدن بوقت شام بمقام کلکتہ آپ گنگا کے کنارے پر ٹہل رہے تھے اُس جگہ کے قریب ایک پادری کا گھر تھا وہ پادری آپکو ٹہلتا ہوا دیکھکر آپکی خدمت مین حاضر ہوگیا اور بہت آرزو اور منت خوشامد سے آپکو اپنے مکان مین لیگیا اور وہان لیجا کر آپ سے عرض کیا کہ آپ سے کچھ سنا چاہتا ہون آپنے فرمایا کیا سنوگے اُس شقی ازلی نے محض بغرض امتحان عرض کیا کہ علم ریاضی مین کچھ بیان فرمایئے آپنے علم ریاضی کا کبھی ایک مقولہ بھی نہ سنا تھا مگر منجانب اللہ اُسوقت اُس علم کی باتین اس خوبی سے آپ پر کھلین کہ اگر اقلیدس بھی زندہ ہوتا تو آپکی شاگردی کرتا وہ پادری سنکر دنگ ہوگیا اور کہنے لگا کہ ہمارا دعوی ریاضی دانی کا سراسر غلط ہے اس شخص سے بڑھکر کوئی دنیا مین ریاضی دان نہوگا ؛

شہر کلکتہ مین بیعت کرنے والونکی یہ کثرت تھی کہ ہزار پانسو آدمیون کو ایک جگہ جمع کرکے سات آٹھ پگڑیون کو اُس مجمع مین پھیلا کر ہر ایک بیعت کنندہ کو حکم دیتے تھے کہ ایک کنارہ کسی پگڑی کا منجملہ اُن پگڑیون کے پکڑ لیوے پھر آپ اُن پگڑیونکا ایک کنارہ اپنے ہاتھ مین تھام کر کلمات بیعت کو بآواز بلند تلقین کرتے تھے اور یہ کیفیت دن بھر رہتی تھی۔ آپکے تشریف لانے سے پہلے ہزارہا بے نکاحی عورتین وہانکے لوگون کے گھرون مین تھین اور ہزارہا مسلمان غیر مختون اُس شہر مین موجود تھے۔ شراب تو ایک عام بات تھی اُس سے شاذ و نادر کوئی خالی ہوگا اگر کوئی نماز روزہ کو کہتا تو جواب دیا کرتے تھے کہ نماز روزہ کے واسطے نہ کوئی کمپنی کا حکم ہے اور نہ کونسل کا آڈر ہے بلا حکم ہم اُسکو کیسے کرین اب آپکی برکت سے وہی کلکتہ رشک ارم ہوگیا ہر ایک بیعت کرنے والے سے نکاح اور ختنہ کا حال پوچھا جاتا تھا اگر غیر مختون یا بے نکاحی جورو والا ہوتا تو فوراً یہ سنت ادا کرا دی جاتی بلکہ ان دونو امور کی شناخت کے واسطے ہر محلے اور

گلی کے چودھری تعینات تھے ایسے لوگونکا نشان دیتے جاوین - ہر روز دس پندرہ ہندو کبھی مسلمان ہوتے تھے اُنکا بھی ختنہ کرا کے ایک علیحدہ مکان مین اُنکو رکھا جاتا تھا اس کثرت سے مختون آدمی اُس مکان مین جمع ہو گئے تھے کہ دس پندرہ آدمی اہل قافلہ سے اُنکی خدمت کے واسطے تعینات تھے تب تو کلکتہ اور اُسکے نواح مین اسقدر کثرت آپکے مریدون کی ہوئی کہ جو کوئی آپسے بیعت نکرتا تھا اُسکو برادری سے خارج کر دیتے تھے اسوجہ سے تابعین کی اور بھی کثرت ہو گئی مولوی عبد الحی صاحب اور مولوی محمد اسمعیل شہید ہر منگل اور جمعہ کو ظہر سے شام تک وعظ فرمایا کرتے تھے اور ان بزرگون کے وعظ کی یہ تاثیر ہوئی کہ خلقت مثل پروانہ گرویدہ ہو گئی - ہر ایک بیعت کنندہ کے شراب نوشی سے تائب ہونے پر شراب کی دکانین بند ہو گئین ٹھیکہ داران شراب نے اسکی نالش بحضور حاکمان ضلع کر کے استغاثہ داخل کر دیے اور کہا کہ صبح سے شام تک ایک خریدار نہین آتا کسکے ہاتھ فروخت کرین - صاحب کلکٹر نے اسکی تحقیقات کر کے ٹھیکہ دارون سے کہا کہ بسبب تشریف آوری اس درویش باکمال کے یہ بلا تم پر نازل ہوئی ہے مگر جلد یہ درویش ملک عرب کو جانیوالا ہے اسکے جانیکے بعد پھر تمہاری دکانین بدستور سابق جاری ہو جائینگی - اُنہون نے کہا کہ قیامت تک بھی اثر اس درویش کا یہانسے نجاویگا - اِندنون مین اگرچہ سید صاحب کے ساتھ قافلہ حجاج کے صرف سات آٹھ سو آدمی تھے مگر باہر کے مہمانونکی اسقدر کثرت تھی کہ روزانہ دو ہزار آدمی سے کم کھانا کھانے والے نہوتے تھے لیکن بفضل الٰہی ببرکت قدم سید صاحب کے کھانا بھی اس کثرت سے آتا تھا کہ سب آدمی سیر ہو کر منون بچ رہتا تھا - سید صاحب کی داد و دہش کا بھی یہ حال تھا کہ جس سائل نے جو مانگا وہی اُسکو دلا دیا بقول شاعر ؎ نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز + مگر باشہدان لا الٰہ الا اللہ + شیخ عبد اللطیف صاحب سوداگر مرزا پور جنکے ذمہ یہ کام داد و دہش کا سپرد تھا فرماتے تھے کہ قریب دس ہزار روپئے نقد کے بمقام کلکتہ سائلون کو دیے گئے +

صاحب مخزن احمدی اور نواب وزیر الدولہ مرحوم دونو مؤرخ باتفاق تحریر کرتے ہین کہ شہر سلہٹ واقع بنگالہ مین ایک بڑا مالدار ہندو سیٹھ ہمسر قارون رہتا تھا ایکرات کو اُسنے خواب مین دیکھا کہ ایک بڑی لمبی سیڑھی آسمان سے نازل ہوئی وہ اس سیڑھی پر چڑھکر آسمان پر گیا ایک دروازے سے آسمان مین داخل ہو کر اُسنے ایک شخص خوشرو خوش لباس کو ایک کرسی پر بیٹھے ہوے دیکھا اور اُسکے نزدیک بہ آداب تمام اُسکو سلام کیا اور پوچھا کہ حضور کا اسم شریف کیا ہے اُسنے جواب دیا کہ مین حضرت آدم صفی اللہ باپ کل بنی آدم کا ہون (سیٹھ صاحب نے کہا) کہ اُس کرسی نشین سے باتین کرنیکے وقت جو میری نگاہ بائین طرف کو جا پڑی تو دیکھا کہ وہان ایک دروازہ ہے اور اُس دروازے کے اندر سے عجیب شور و شر

ایک ہندو ساکن سلہٹ کا خواب دیکھ کر حضرت کے ہاتھ پر مسلمان ہونا

اور نالہ و فریاد برپا ہو رہا ہے جب مینے غور سے اُسکے اندر نگاہ کی تو دیکھا کہ آگ کے بڑے بڑے شرارے اور انگارے اچھل رہے ہین اور دھوئین کا دل بادل ہوکر سارے مکان کو گھیرے ہوے اُس مکان کے اندر سے ایسی بدبو آتی ہے کہ دماغ پراگندہ ہوا جاتا ہے اور معذبین کی آہ و فریاد اور آہ و نالہ و زاری سے دل پاش پاش ہوا جاتا ہے یہ کیفیت دیکھنے کے ساتھ ہی مین بیہوش ہوکر گر پڑا تب اُس کرسی نشین نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ اسکو یہان سے اُٹھا کر دہنی طرف والے دروازہ پر لیجاؤ جب مین وہان لایا گیا تو اُس دروازہ کی نسیم عنبر شمیم نے میرے ہوش و حواس درست کر دیے تب مینے آنکھ کھولکر دیکھا کہ اُس دروازیکے اندر عمدہ عمدہ مکانات ہیرے اور یاقوت اور زمرد و موتیون سے بنے ہوے ہین درخت سبز اقسام اقسام کے میوون سے لدے ہوے اُنپر جانور چہچہہ کر رہے ہین آب صافی کی نہرین نہایت لطافت اور خوبی سے جاری ہین یہ کیفیت دیکھکر میرے دلکو بہت سرور ہوا تب مین نے اُس کرسی نشین کے پاس جاکر حال اُن متضاد مکانون کا پوچھا اُسنے فرمایا کہ یہ دہنی طرف بہشت برین جائے سکونت مومنین موحدین کی ہے اور بائین طرف دوزخ زندانخانہ کفار اشرار کا ہے جو بتون اور غیر اللہ کو پوجتے ہین اور رسولون کے حکم کو نہین مانتے اور تو کہ زمرۂ کفار مشرکین سے ہے اگر تو اسی کفر پر مرگیا تو تیرا ٹھکانا یہی دوزخ ہے جسکو تو نے اپنی آنکھون سے دیکھ لیا چونکہ ابھی تیری موت نہین آئی تجھکو ابھی اختیار ہے کہ اپنے مرنے سے پہلے بت پرستی اور کفر سے تائب ہوکر مومن موحد ہو جائے اور بہشت برین کو جسکا تو ابھی نظارہ کر چکا ہے اپنا ٹھکانہ کر لیوے۔ بعد فرمانے اس تفصیل و تشریح دونون مکانون کے اس کرسی نشین نے فرمایا کہ دریناولا ایک ہادی من اللہ سید احمد نام بہ ارادۂ حج بیت اللہ کلکتہ مین وارد ہے اور عنقریب ملک عرب کو جانیوالا ہے تو جلد کلکتہ کو جاکر اُسکے ہاتھ پر کفر سے توبہ کر کے مومنین موحدین مین داخل ہو جا۔ جب وہ سیٹھ یہ خواب دیکھکر اُٹھا تو اُسیوقت بسواری ڈاک گاڑی سلہٹ سے طرف کلکتہ کے روانہ ہوا اور کلکتہ مین پہونچکر فوراً حضرت کی خدمت شریف مین حاضر ہوا اور یہ سارا قصہ خواب کا حضرت کے روبرو بیان کر کے کفر سے توبہ کر کے مومنون مین داخل ہو گیا حضرت نے حسب قاعدہ اُسکی ختنہ کرا کر اول مختون خانہ مین داخل کرا دیا اور بعد صحت وہ حضرت کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنے گھر کو وہ واپس چلا آیا+

انھین دنون مین جب شہرہ حضرت اور حضرت کے خلفا کے وعظ و نصیحت کا کلکتہ مین ہو رہا تھا انگریزون کو بھی حضرت کے کلمات نصیحت آمیز سُننے کا شوق ہوا معرفت حاجی جیون بخش صاحب نام ایک مشہور سوداگر کے آپکی خدمت بابرکت مین درخواست بھیجی کہ ایکروز تکلیف فرما کر ہم مشتاقون کو

بھی اپنے کلمات ہدایت آمیز سے سرفرازی بخشی۔ حضرت نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید کو اُنکے پاس بھیجدیا اُسدن قریب دس ہزار کے میم اور صاحب لوگ آپکا وعظ سُننے کو جمع ہوے مولوی صاحب کے ساتھ فقط ایکدو رفیق اور حاجی جیون بخش صاحب سوداگر تھے۔ مولانا نے سورۂ مریم کا بیان شروع کیا اور اس زور شور اور فصاحت اور بلاغت سے یہ بیان ہوا کہ دس ہزار سامعین کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئی تھین رومال سے آنسوؤن کو پونچھتے پونچھتے رومال تر ہو گئے تھے بعد اختتام وعظ کے انگریزون نے بہت سی اشرفیان بطور انعام کے آپکو دینی چاہین مگر مولانا نے قبول نہین فرمائین اور کہا کہ ہم لوگ محض خدا کے واسطے بیان کرتے ہین اور اسکا عوض کسی سے نہین لیتے +

یہ بھی صحیح روایت ہے کہ اثنائے قیام کلکتہ مین جب ایک روز مولانا محمد اسمٰعیل شہید وعظ فرما رہے تھے ایک شخص نے مولانا سے یہ فتوٰی پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہین اُسکے جواب مین مولانا نے فرمایا کہ ایسی بے رو ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہین ہے اسوقت پنجاب کے سکھون کا ظلم اس حد کو پہونچ گیا ہے کہ اُنپر جہاد کیا جائے +

بوقت قیام کلکتہ کے ایک بڑے مشہور دہریے فاضل عبدالرحیم معروف بہ عبدالرحیم سے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید نے بحث کر کے اُسکو راہ راست پر لانا چاہا تھا کیونکہ یہ عبدالرحیم مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کا شاگرد اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کا ہم سبق تھا۔ اسکی طبیعت روز اول سے نہایت پیچیدہ اور بلا کی تیز تھی اسکے ٹیڑھے اور پیچیدہ سوالون کو سنکر شاہ صاحب فرمایا کرتے کہ اس طالب علم سے مجھکو اندیشہ ہے کہ کہین دہریہ نہو جائے سو موافق اس پیشین گوئی کے بعد تحصیل علم معقول کے یہ شخص دہریہ ہو گیا تھا خدا کا بھی قائل نہ تھا اور یہ کہا کرتا تھا کہ میرے نزدیک قابل تعظیم فقط سورج ہے جس سے بہت نفع عالم تکوین کو پہونچتا ہے اسکو جو کچھ سمجھا ہے اسکے سوا اور کوئی شے قابل عبادت و تعظیم نظر نہین آتی صبح شام یہ شخص سورج کو سلام کر لیا کرتا تھا ایسا بڑا عالم تھا کہ کلکتہ کے سب مولویون کو طفل مکتب کہا کرتا تھا بلکہ ہندوستان بھر مین کسی مولوی کے علم کا قائل نتھا مولوی اسمٰعیل کو کہا کرتا تھا کہ وہ ایک اچھا طالب علم اور ذہین آدمی ہے اِس گھمنڈ سے سید صاحب کی خدمت مین بھی حاضر نہوا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے بوجہ اُلفت ہم مکتبی اُسکو سمجھانے اور قائل کرنیکا ارادہ کیا تھا مگر افسوس ہے کہ یہ شخص شقی ازلی تھا مولانا صاحب کے اِس ارادہ سے واقف ہو کر فوراً کلکتہ سے بھاگ گیا اور جہانتک مجھکو علم ہے اُسی عقیدۂ کفر پر مر گیا اور بمقابلہ نوشتۂ تقدیر کے وہ علم اور شاہ صاحب کی صحبت اُسکو کچھ کام نہ آئی بلکہ اُسکے علم نے بھی باتباع نوشتۂ تقدیر کے اُسپر اُلٹا اثر ظاہر کیا +

تین مہینے کامل حضرت کا قیام کلکتہ مین رہا جب تبلیغ احکام الٰہی بہمہ وجوہ پوری ہو گئی تب یہان سے

چلنے کی تیاریان ہونے لگین یہان سے گیارہ جہاز کرایہ کئے گئے اور گیارہ ہزار روپے بطور نول انکو پیشگی ادا کر دیے
گئے - ہر ایک جہاز پر سوار ہونے کے واسطے اہل قافلہ کو حضرت نے تقسیم کرکے ہر جہاز پر ایک ایک لائق آدمی کو امیر قافلہ
مقرر کیا اور بقدر بارہ ہزار روپیہ کے غلہ وغیرہ زاد راہ سفر دریائی یہان سے خرید کر جہازون پر لادا گیا - جہاز موسوم
دریا بقی پر کہ جسکا ناخدا سید عبد الرحمن باشندۂ حضرموت اور معلم جہاز شیخ داؤد باشندہ سورت تھا حضرت
مع اپنے قرابت دارون کے سوار ہوئے - جب سب اہل قافلہ سوار ہو چکے تو لنگر جہازونکا اٹھا دیا گیا - دو رات دن
جہاز گنگا ساگر کے میٹھے پانی مین رہے تیسرے دن کیلا گھچیا سے گذر کر جہاز کھاری پانی مین پہونچے - یہان ایک
واقعہ عجیب اور حادثہ غریب ظہور مین آیا اور وہ یہ ہے کہ روحانیت سمندر کی ایک ہیبت ناک صورت بن کے
حضرت کے سامنے آئی اور بہت غرور اور تکبر سے بولی کہ تو نے اپنی جان سے سیر ہو کر ایسی جسارت کرکے میرے
اندر ہلاک ہونیکو کیون آیا ہے تو نہین جانتا کہ مین وہ سمندر ہون جسنے ایکدم مین فرعونیون کو ہلاک کر دیا تھا اور
مین وہ ہون کہ ہزارون جہاز اور کشتیان ہر سال میرے اندر تباہ ہوتی ہین اور مین وہ بحر محیط ہون کہ ساری
زمین کو مع ساکنان زمین کے گھیرے ہوئے ہون اگر مین چاہون تو ایکدم مین سارے ساکنان زمین کو غرق آب
کر دون پس معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنی جان سے بیزار ہو گیا ہے مگر اسقدر خلقت کو اپنے ساتھ لیکر کیون ہلاک کرنا
چاہتا ہے - سید صاحب نے جب یہ کلمات نخوت آمیز سمندر سے سنے تو اسیوقت آپکو یہ الہام ہوا کہ تو سمندر
سے کہدے کہ تو کیسی غرور اور تکبر کی بات کرتا ہے - مین اور تو دونو غلامان غلام اُس جبار اور قہار کے ہین تو اللہ
سے ڈر اور میرے روبرو اسقدر شیخی نہ بگھار یہ کبر و منی فقط اُسی رب الارباب کو شایان ہے جسکے بحر قدرت کے سامنے
تو مثل ایک قطرے آبکے بھی نہین تیرا کیا اختیار ہے کہ تو کسی کو غرق کرے بلا حکم اُس قہار کے تو ایک حرکت کرنے
پر بھی قادر نہین ہے جب حضرت کے مونہہ سے یہ کلمات دلیرانہ اور موحدانہ سنے جناب سمندر مثل حباب غائب
ہو گئے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد مثل بید کانپتے ہوئے حضرت کے سامنے حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ مین تو
اُس قادر کریم کی مخلوقات مین سے ایک ادنی مخلوق ہون اور رات دن اُسکے خوف سے تھرتھراتا اور اُسکی
عظمت کے سامنے سر جھکتا رہتا ہون میری کیا طاقت کہ بغیر اُسکے حکم کے حرکت کر سکون یا کسیکو ایذا پہونچا سکون
مین پہلی بار فقط آپکا ایمان جانچنے کے واسطے حاضر ہوا تھا جب مینے آپکو پختہ پایا تو اب مین واسطے اظہار اطاعت
کے حاضر ہوا ہون آپکا غلام فرمانبردار اور خیر خواہ ہون - اور یہ کہکر رخصت ہوا - جب جہاز سمندر مین پہونچے
تو مارے موجون کے ہلنے لگے اُسوقت حضرت نے سب لوگون کو جمع کرکے بکمال تضرع و زاری واسطے حفظ
و امان جان و مال اہل قافلہ کے دعا کی - اور حاضرین آمین کہتے تھے - اُسوقت حضرت کے اوپر ایک ایسی حالت
اور رقت ہوئی تھی کہ اُس دعا کی قبولیت کی صدا ہر در و دیوار سے نکلتی تھی ببرکت اِس دعا کے اسی وقت ہوا موافق

روحانیت سمندر کا متکبرانہ حضرت سے گفتگو کرنا اور معقول و دلیرانہ جواب پا کر فروتنی ظاہر کرنا

عہ یہان در و دیوار جہازون کی مراد ہین ۱۲ احمد علی سلمہ

ہوکر تلاطم اور موجون کا صدمہ کم ہوگیا اور جہاز مثل برق کے اُڑتے چلے جانے لگے - جب جہاز کچھ آگے بڑھے تو
چارون طرف پانی ہی پانی نظر آتا تھا زمین کا نشان نہ رہا - جب خلیج بنگال سے نکلکر جہاز محاذی جزیرہ لنکا
کے پہونچے اُس رات کو حضرت تمام شب بیدار رہے اور مانند پاسبانون کے کبھی اوپر اور کبھی نیچے آتے جاتے
تھے اور فرماتے تھے کہ عفاریت (دیو) اور شیاطین اس گروہ قلیل پر حملہ کرنا چاہتے تھے مگر خداوند تعالیٰ نے انکو
روسیاہ کر کے پس پا کردیا - جب صبح ہوئی اور جہاز جائے خطرناک سے پار ہوگیا تو ناخدا جہاز نے اُسکے شکریہ مین
حلوا تیار کر کے مجلس مولود شریف کی مرتب کی اور بعد پڑھنے عربی قصائد مولود مسعود کے اُس حلوے کو تقسیم
کرادیا - یہانسے آگے چلکر بندر کالی کت اور مالابار اور جزیرۂ آرمینی اور سقوطرہ مین بقدر ضرورت توقف کرتے
ہوئے دریائے ہند سے نکلکر بحر عرب مین جا پہونچے - تھوڑے دن جہاز بحر عرب مین چلکر عدن مین پہونچے
بعض معتبر راویون کا یہ بھی بیان ہے کہ اس سفر دریائی مین ایک مرتبہ جہاز مین میٹھا پانی نہ رہا تھا - ناخدا جہاز
نے اسکی اطلاع حضرت سے کی اور حضرت اپنے مالک حقیقی سے دعا کرنے کو بیٹھ گئے عین حالت دعا مین
آپکو یہ الہام ہوا کہ اِس مقام پر ہمنے سمندر کا پانی میٹھا کردیا ہے جسقدر چاہو جہاز مین بھر لو - حضرت نے مالک
جہاز کو یہ بشارت سنادی اُنہون نے فوراً بقدر ضرورت خود اُس جگہ سے میٹھا پانی بھر لیا - پانی نہایت
صاف شفاف اور شیرین تھا - عدن مین پہونچکر بھی ایک ماجرائے عجیب اور واقعۂ غریب ظہور مین آیا -
جب حضرت مع چند آدمیون کے ایک کشتی پر سوار ہوکر کنارہ پر پہونچے تو معلوم ہوا کہ شہر عدن بندر سے بہت
فاصلہ پر ہے اُسوقت گرمی بلا کی پڑ رہی تھی بسبب شدت حرارت کے ایک قدم بھی چلنا مشکل تھا - ہان کوئی
سواری بھی موجود نہ تھی اور اکثر رفیق برہنہ پا تھے - جب سواری کی تلاش کی تو معلوم ہوا کہ سامنے والے پہاڑ
پر سے اُونٹ کرایہ پر مل سکتے ہین مگر اُس شدت طپش مین اُس پہاڑ تک جانا اور اونٹ لانا محال بلکہ غیر ممکن
تھا اُسوقت سب ہمراہیون نے لاچار ہوکر حضرت کی توجہ چاہی آپنے فرمایا کہ جس چیز کی ضرورت ہوگی اللہ رب العزت
اُسکو آپ پہونچادیگا تم کچھ فکر نکرو لیکن ہر آدمی سات سات بار سورۂ فاتحہ پڑھ لے - ہمراہیون نے بموجب ارشاد
حضور کے سورۂ فاتحہ پڑھنا شروع کیا اور ابھی حد مطلوبہ سورۂ فاتحہ کا پورا نہوا تھا دیکھا کہ جانب پہاڑ سے چند
اونٹ چلے آتے ہین اور بغیر بلائے سیدھے آپکے پاس چلے آئے - اور بلا عذر سب کو سوار کرا کے شہر عدن مین
لیگئے اور طرفہ یہ کہ آپکے پہونچانیکے بعد وہ شتر مع شتربانون کے کہین غائب ہوگئے - واسطے دینے کرایہ کے ہمچند
انکو تلاش کیا مگر کہین اُنکا پتہ نملا لاچار ہوکر قاضی شہر کے پاس گئے کہ ہان کرایہ جمع کردین جب وہ شتربان آئینگا
قاضی صاحب اُسکو دیدینگے - جب قاضی شہر سے شتربان اور شترون کا حلیہ بیان کیا تو وہ بولے کہ نہ ایسے حلیہ
اور صورت کا کوئی شتربان یہان رہتا ہے اور نہ ایسے رنگ ڈھنگ کا کوئی اونٹ اس شہر مین ہے وہ کون تا

مدد غیبی تھی جو ہمکو پہونچا کر چلی گئی اگر اس شدت طپش مین ہمکو مدد غیبی نہ پہونچتی تو تم ہندی آدمی وہان ہلاک ہوجاتے اب ہم کرایہ تم سے لیکر کسکو دیوینگے - عدن مین پہونچنے کے بعد حضرت سید صاحب جناب سید عیدروس صاحب کے مرقد مبارک پر جو اُس شہر مین واقع ہے واسطے زیارت کے تشریف لیگئے اور تین روز عدن مین مقام رہا اور چونکہ اہل قافلہ جہاز پر بسبب نہ ملنے گوشت کے گوشت کو ترس گئے تھے یہان تین روز ہر قسم کا گوشت کھا کر سیر ہوگئے - بعد تین روز کے جہاز عدن سے روانہ ہو کر سہ شبانہ روز مین مخا پہونچگئے - اس مقام پر پہونچکر سید عبدالرحمن ناخدا جہاز نے اپنے گھر جانیکے واسطے ایک مہینے کی رخصت حضرت سے چاہی حضرت نے اُسکی درخواست کو منظور کر کے ایک مہینے تک مخا مین قیام کرنیکا حکم دیا اور ایک حویلی متصل درگاہ شاذلی صاحب علیہ الرحمۃ کرایہ پر لیکر اُسمین فروکش ہوئے - بعد ایک مہینے کے سامان ضروری سفر کا خرید کر کے یہان سے آگے کو روانہ ہوئے اور چار روز بندر مکلا مین قیام کر کے محاذی یلملم کے جو میقات اہل ہند کا ہے پہونچے اُسوقت ناخدا جہاز نے خدمت شریف مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور سارے قافلہ کو حکم دین کہ وہ غسل کر کے احرام باندھ لیے تب حضرت نے سارے قافلہ کو جمع کر کے غسل کرایا اور احرام کے کپڑے پہنوائے اور پھر آپنے ساری جماعت کے سامنے بیٹھ کر دونو ہاتھ بلند کر کے بہت دیر تک حمد وثنا اُس رب الارباب کی کر کے نہایت زاری اور گڑگڑاہٹ سے دعا مانگی کہ اثر اُس دعا کا سامعین کے قلب پر حد سے زیادہ ہوا اُسکے بعد سجدے مین سر رکھکر بہت دیر تک سجدہ شکر کرتے رہے پھر سجدے سے سر اُٹھا کر بہت خندان و فرحان فرمایا کہ اے یارو تم اپنی اپنی مراد کو پہونچگئے یلملم سے چلکر تین چار روز مین جہاز جدہ مین داخل ہوئے +

جدے مین جہاز سے اُتر کر پانچ روز قیام رہا - جب سب لوگ تکلیف سفر بحری سے آسودہ ہوگئے پانچوین روز کی شام کو بعد ادائے نماز عشا کے اونٹون پر سوار ہو کر مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے اور حُدیبیہ مین پہونچکر سب یارون کو ساتھ لیکر دعا مین مشغول ہوئے اور حُدیبیہ سے چلکر واقعہ ۲۸ ماہ شعبان المعظم ۱۲۳۰ ہجری بعد سفر گیارہ مہینے کے داخل حرم محترم ہوئے مسجد بیت الحرام کو دیکھکر ہر ایک آدمی اس قافلہ کو اسقدر رقت اور زاری ہوئی کہ ہچکیان بندھ گئین کسی کو طاقت بات کرنیکی نرہی یہانتک کہ معلم اور مطوف وغیرہ جو وہان حاضر تھے وہ بھی سب رونے لگے اور کہنے لگے کہ ہمنے اپنی ساری عمر مین ایسا بابرکت قافلہ کبھی کسی ملک سے آتا ہوا نہین دیکھا وہان پہونچکر ہر ایک شخص نے سات سات طواف کر کے دو دو رکعت نماز مقام ابراہیم مین ادا کی او رباب الصفا حرم محترم سے باہر ہو کر او رمیدان صفا و مروہ مین جا کر تسبیح اور تکبیر کہتے ہوئے کمال خشوع اور خضوع کے ساتھ سعی کی - اُسوقت حضرت نے بمعیت سارے قافلہ کے بہت زاری اور انکساری سے دعا کی اُسوقت کوئی حلق اور کوئی قصر کرا کے احرام عمرہ سے باہر ہوگئے اور اپنا اپنا لباس معمولی پہنکر حضرت کے ساتھ مسجد الحرام مین جا کر سب کے سب

بیٹھ گئے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے ؛

اِسکے بعد چاند رمضان المبارک کا دیکھا گیا بعد رویت ہلال رمضان المبارک کے خادمان مسجد بیت الحرام نے اسقدر قندیلین اور چراغ اور جھاڑ فانوس روشن کئے کہ جنکی روشنی افق آسمان تک پہونچگئی اور بجائے شب تاریک کے روز روشن ہوگیا۔ رمضان المبارک کی راتون مین ہفتے مین دوبار سید صاحب تراویح کا عمرہ ادا کرنیکے واسطے مسجد تنعیم تک کہ بقدر تین میل کے ہے جاکر اور وہانسے احرام باندھکر آتے اور بعد طواف اور سعی کے نماز صبح سے اول فارغ ہوجاتے اور صبح کی نماز اول وقت شافعی مُصلّے پر پڑھکر اپنے مکان کو چلے آتے۔ بیسوئین تاریخ رمضان المبارک کو حضرت ممدوح مسجد بیت الحرام مین معتکف بیٹھ گئے اور عید کا چاند دیکھکر بعد ادائے نماز مغرب کے اپنے مکان کو تشریف لائے۔ اور ماہ شوال و ذیقعدہ بھر مکہ معظمہ مین رہکر طواف خانۂ کعبہ کرتے رہے ؛

ملک عرب کے بھی بہت لوگ آپکے ہاتھ پر بیعت کر کے فیضیاب ہوئے۔ ملک بلغار کے قافلہ کا ایک بہت بڑا عالم جو فارسی زبان جانتا تھا حضرت کی بیعت سے مشرف ہوا اور حضرت نے اُسکو ملک بلغار کی ہدایت کے واسطے اپنا خلیفہ کر کے سند خلافت اور ایک نقل کتاب صراط المستقیم کی عنایت کی۔ اور شیخ عمر مفتی مکہ المعروف بہ عبد الرسول جو اُستاد عبد اللہ سراج شیخ العلما کے تھے اور سید عقیل اور سید حمزہ تینون بزرگ بڑے صاحب کمال اولیاء مکہ معظمہ سے تھے جب سید صاحب مکہ معظمہ مین پہونچے تو ان بزرگون نے اپنے کشف سے سید صاحب کا مرتبہ معلوم کر کے آپکی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کی اور ان تینون بزرگون کا یہ حال تھا کہ جب سید صاحب طواف کیا کرتے تو یہ بھی اُس طواف مین شریک ہوتے۔ کسی دل کے اندھے اہل عرب نے ان بزرگون پر اعتراض بھی کیا تھا کہ آپ ایسے بزرگ اور ولی کامل ہو کر سید صاحب کے ساتھ کیون طواف کرتے ہو تو اُنھون نے اُس ناسمجھ سائل سے کہا تھا کہ ہمنے اپنے کشف باطن سے معلوم کرلیا ہے کہ اِس بزرگ کا ہر ایک طواف مقبول بارگاہ ایزدی ہے اور جو لوگ اُس طواف مین آپکے ساتھ رہتے ہین اُنکا طواف بھی مقبول ہے اِس سبب سے ہم ہمیشہ اُنکے طواف مین ساتھ رہا کرتے ہین ؛

جب ہلال ماہ مبارک عید الضحیٰ ۱۲۳۷ ہجری کا نظر آیا تو آٹھوین تاریخ یوم ترویہ کو امیر الحاج نے جو سلطان روم کی جانب سے ہمراہ قافلہ روم و شام و مصر کے آیا تھا منبر مسجد بیت الحرام پر چڑھ کر کمال فصاحت اور بلاغت سے ایک خطبہ مشتمل بر مناسک حج پڑھ کر سُنایا اُسوقت قریب ایک لاکھ آدمیون کے حاضر تھے۔ اُس دن بعد ادائے نماز عصر کے تمامی اہل مکہ اپنے اپنے گھرون کو مقفل کر کے اور بدّو لوگون کو بطور پاسبان تعینات کر کے منا کو روانہ ہوئے اور کل حاجی بھی اُسی رات شہر منا مین جا کر شب باش ہوئے اور صبح کو بعد ادائے

نماز وہاں سے عرفات کو روانہ ہوئے اور قریب دوپہر کے ہر ایک حاجی میدان عرفات مین حاضر ہو گیا بعد زوال
کے مسجد نمرہ مین ظہر کی اذان ہوئی اور سب حاجیون نے اُس مسجد عالی شان مین جاکر نماز ظہر اور عصر کو جمع
کرکے پڑھا - بعد نماز ظہر کے امام الحاج نے جبل رحمت پر جاکر اور ایک سانڈنی پر سوار ہو کر خطبہ پڑھا اور دعا
کی اُسوقت دو تین آدمی بڑے بڑے رومالون سے اور چند آدمی نیزون سے لبیک کہنے کا اشارہ کرتے جاتے تھے
جب سب حاجی ایک ساتھ ملکر لبیک کہتے تھے تو زمین ہل جاتی تھی اور آسمان تک اُسکی آواز پہونچتی تھی -
اُسوقت سید صاحب نے جبل رحمت کے نیچے کھڑے ہو کر واسطے دعا کے ہاتھ اُٹھائے - اور واسطے تمامی حاضرین
اور غائبین اس گروہ کے کمال عجز اور انکساری سے دعا کی اور اُس دعا مین بھی ایسی رقّت ہوئی کہ سامعین اور
آمین گویون کے دلون پر اُسکی قبولیت کے آثار منقش ہو گئے - منجملہ اُن دعاؤن کے جو اُسوقت حضرت نے
مانگی تھی ایک یہ بھی تھی کہ اے خداوند کریم تو نے اس عاجز مستمند کو ساتھ قافلہ نیازمندون کے محض اپنے فضل
عمیم سے بے رو ریا اپنے عطیہ اور انعام سے معزز اور ممتاز فرماکر اس نعمت عظمی کا شریک کیا ہے سو تو ہم مین سے
کسی کو بھی ساتھ لقب حاجی کے ملقب نفرمانا اور میدان قیامت مین تو ہی خاص اپنی نوازش کرنا - سب بوڑھے
اس بات پر متفق ہین کہ بوجہ قبولیت اس دعا کے آجتک کوئی آدمی بھی اُس قافلہ کا ملقب ساتھ لقب حاجی
کے نہین ہوا اسواسطے امید قوی ہے کہ باقی دعائین بھی حضرت کی قبول ہوئی ہونگی ؂

بعد خطبہ کے امیر الحاج نے ناقہ سے اُترکر ندائے حج مبارک کی ہر کسیکو پہونچائی اُسوقت ہر ایک آدمی بکمال
سرعت طرف مزدلفہ کے جسکو مشعر الحرام بھی کہتے ہین اور جو عرفات سے بقدر مسافت تین کوس بجانب مکہ معظمہ
واقع ہے روانہ ہوا اور مزدلفہ مین نماز مغرب اور عشا کو جمع کرکے پڑھا اور وہین سارے حاجیون نے راتکو آرام کیا
بوقت طلوع صبح صادق کے نماز فجر ادا کرکے خطیب نے ایک خطبہ مین حمد و ثنا اور نعت رسول اور احکامات قربانی
اور مناسک کو شرح اور مفصل کرکے بیان کیا بعد سُننے خطبہ کے سب لوگ بجانب منا جو مزدلفہ سے بقدر تین
میل کے ہے روانہ ہوئے اور وہان پہونچکر قربانی اور رمی جمار اور حلق و قصر کرکے تین روز تک وہان شب باش
رہے - چودھوین تاریخ ذی الحجہ سے نصف ماہ صفر تک حضرت طواف اور صلوٰۃ اور ادائے عمرہ مین لگے رہے -

اس عرصہ مین حضرت نے ایک خط بحضور پر نور جناب مولانا و مرشدنا شاہ عبد العزیز صاحب محدث
دہلوی کے مکہ معظمہ سے روانہ کیا تھا اور وہ خط آپکے سفر حج کا لُبّ لباب اور قابل دید ہے - اس کتاب کے
ضمیمہ مین بعد نمبر ۱۵ اصل خط درج ہے وہان ملاحظہ کرنا چاہئے +

چونکہ اب سید صاحب ایک کامل شخص اولاد علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ سے اصلاح علوم ظاہری اور باطنی
کی یہان مکہ معظمہ مین ہونیوالی تھی اسواسطے جن ایام مین یہ خط شاہ صاحب کو پہونچا تو ۲۰ ماہ رجب المرجب کو

شاہ صاحب موصوف نے ایک عجیب و غریب اور عبرت انگیز اور ہدایت آمیز خواب اسطرح پر دیکھا کہ ایک بڑا فراخ
اور وسیع میدان ہے اسمین سفید فرش مثل براق نہایت عمدگی اور آب و تاب سے بچھا ہوا ہے اور اُس فرش پر
بہت سے آدمی نورانی چہرہ اور عمدہ شکلون والے لباسِ فاخرہ پہنے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تشریف آوری
کے منتظر ہین شاہ عبدالعزیز صاحب بھی حال تشریف آوری جناب امیر کا معلوم کر کے اُسی فرش پر ایک جگہہ بیٹھ گئے
ناگاہ تھوڑی دیر کے بعد حضرت امیر جانب قبلہ سے نمایان ہو کر رونق افروز اُس مجلس کے ہوئے اور مولانا صاحب کے
روبرو چارزانو بیٹھ گئے اور مولانا ممدوح بپاس ادب آپکے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھے۔ حضرت امیر نے سواے شاہ
صاحب کے کسی دوسرے آدمی سے کلام نہین کیا۔ شاہ صاحب نے جناب امیر کو اپنی طرف متوجہ اور مہربان پاکر اور
اِس موقع کو غنیمت جانکر چند سوال حسب ذیل عرض کئے اوّل یہہ کہ چارون فقہا کے مذہب مین کونسا مذہب
آپکو پسند اور مختار ہے آپنے جواب دیا کہ انمین کوئی مذہب بھی مجھکو پسند نہین ہے اور فرمایا کہ انمین کوئی مذہب بھی
میرے طور اور طریقے پر نہین ہے سب مین افراط و تفریط ہو گئی ہے دوم آپنے عرض کیا کہ ان مشہور طرق اولیاء اللہ
مین کونسا طریقہ حضور کے طور پر ہے جناب امیر نے فرمایا کہ انمین بھی کوئی طریقہ میرے طور پر نہین ہے ہر طریقے
مین کچھہ کچھہ چیزین نامرضی یا خلاف طور میرے لوگون نے ایجاد کر لی ہین اور اس وجہ سے سبکے سب ہمارے طور
اور طریقے سے بہت دور جا پڑے ہین کیونکہ ہمارے عہد مین صرف تین طور کے شغل حصول تقرب الٰہی کے لئے
یعنی ذکر اور تلاوت قرآن اور نماز تھے۔ اب ان لوگون نے صرف ذکر کو شغل مقرر کر لیا ہے اور تلاوت قرآن
اور نماز کو جو اصل اشغال حصول تقرب الٰہی ہین شغل ہی نہین جانتے۔ پھر شاہ صاحب نے عرض کیا کہ اگرچہ مجھکو
بذریعہ چند طریقون کے انتساب اور توسل آپکی جناب مین حاصل ہے لیکن امیدوار ہون کہ بلا واسطہ حضور کے
دستِ مبارک پر بیعت کرون اُسوقت حضرت امیر نے اپنے ہاتھہ پھیلا کر انسے بیعت لی اُس بیعت سے بہت سے امور منکشف
کا الف شاہ صاحب کے باطن مین ہوا۔ اسکے بعد شاہ صاحب نے عرض کیا کہ اکثر صحابہ خصوصاً قریش نے آپسے
جھگڑے کئے ہین اسکی اصل کیا ہے اور اُنکے حق مین کیا حکم ہے حضرت امیر نے فرمایا کہ میری اُنکی شکایت برادرانہ
تھی یا فرمایا کہ بوجہ شکایت برادرانہ کے شکررنجی باہم ہو گئی تھی مگر نافہم لوگون نے اسکو بہت بڑھا لیا اور دور دور
لیگئے۔ پھر شاہ صاحب نے عرض کیا کہ فلان جماعت اپنے کو سید اور آپکی اولاد سے سمجھتی ہے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ
وہ جھوٹے ہین میری اولاد سے ہرگز نہین ہین۔ پھر حضرت امیر نے فرمایا میننے سُنا ہے کسی شخص نے ایک کتاب
پشتو زبان مین تصنیف کی ہے اور اُسمین کلمات میری حقارت کے لکھے ہین تمکو اُسکی کچھہ خبر ہے۔ شاہ صاحب
نے عرض کیا کہ مین نہ پشتو جانتا ہون اور نہ اُس کتاب کے حال سے واقف ہون مگر اسکی تحقیقات کر کے پھر عرض
کرونگا اسکے بعد اور چند باتین ہوئین جو شاہ صاحب کو یاد نہین۔ پھر حضرت امیر یکایک اُٹھکر جدھر سے تشریف

لائے تھے بہت جلدی سے اُدھر رونق افزا ہو گئے - اور شاہ صاحب نے اس خواب کو تحریر کرا کے اُسکی نقلین جابجا ارسال کر دین تاکہ امورِ مستفسرہ مین خلائق غور کر کے راہ اعتدال کی اختیار کرے اور افراط و تفریط سے باز آئے یہان مکہ معظمہ مین انہین دنون مین بعد ادائے حج کے ایک اور عجیب معاملہ عبرت انگیز واقع ہوا- نواب وزیرالدولہ مرحوم اور صاحب مخزن باتفاق لکھتے ہین کہ مولانا محمد اسمٰعیل شہید کی والدہ شریفہ بھی اس سفر مین اپنے بیٹے کے ساتھ تھین جو بعد ادائے حج کے سخت بیمار ہو گئین - اسوقت تک یہ مخدومہ سید صاحب کی بیعت سے مشرف نہ ہوئی تھین بلکہ آپکی بیعت کرنے سے اُنکو سخت انکار تھا اور اپنی خام خیالی کے سبب سے کہا کرتی تھین کہ سید صاحب نے ہمارے گھر مین بیعت کی ہے اب ہم اُلٹی اُنکے ہاتھ پر کیسی بیعت کرین حالانکہ اِن مخدومہ کے شوہر مولوی عبدالغنی صاحب اور اُنکے لائق بیٹے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بلکہ اُس خاندان کے کل مرد اور عورت سید صاحب کی بیعت سے مشرف ہو چکے تھے - مولانا شہید نے اُنکا وقت اخیر دیکھکر حضرت کے ہاتھ پر بیعت کرنیکے واسطے بہت سمجھایا مگر اُنکو کچھ ایسی اٹک ہو گئی کہ اُنہون نے ہرگز قبول نکیا تب مجبور ہو کر مولانا خاموش ہو رہے اور بارگاہِ الٰہی مین اُنکی ہدایت کے واسطے بہت دعا کی اور گڑگڑا کر عرض کیا کہ اے بار خدا میری والدہ کو کہ اب اُنکا وقت اخیر ہے ایسی آنکھ دے کہ وہ سید صاحب کو پہچانین اور آپکے ہاتھ پر بیعت کرین اور اس ہیمعنی ہٹ سے باز آئین - مولانا کا تیر دعا نشانہ مراد پر پہونچا کہ اپنے مرنے سے پہلے اُن مخدومہ نے میدان محشر کو خواب مین دیکھا کہ سوا نیزے پر سورج ہے اور خلقت مارے تپش آفتاب کے بیجان ہو رہی ہے نہ کہین سایہ ہے کہ جہان ذرا آرام کرین اور نہ پانی ہے کہ جس سے پیاس بُجھائین - یہ مخدومہ بھی بحالت زار و نزار سایہ اور پانی کی تلاش مین ادھر اُدھر حیران و پریشان دوڑتی پھرتی تھین ایسی حالت تباہ مین اُسوقت اُنہون نے دور سے دیکھا کہ ایک جگہ پر خلقت کثیر ایک عمدہ سایہ مین شادان و فرحان کھڑی ہوئی عیش و عشرت کر رہی ہے اُن مخدومہ نے کسی آدمی سے پوچھا کہ یہ کون بالنصیب لوگ ہین جو ایسے وقت مین زیر سایہ کھڑے ہوئے بہار اُڑا رہے ہین اُس آدمی نے جواب دیا کہ یہ گروہ مریدان حضرت سید احمد صاحب کا ہے اگر تم بھی اُنمین داخل ہونا چاہتی ہو تو حضرت کی بیعت سے مشرف ہو جاؤ ورنہ اس عیش و عشرت مین داخل ہونے پاؤگی - یہہ خواب دیکھکر وہ مخدومہ بدحواس ہو کر بیدار ہوئین اور اسیوقت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو بلا کر یہ خواب اُنکو سنایا اور کہا کہ اسیدم سید صاحب کو بلاؤ غرض اسیوقت سید صاحب رونق افروز ہوئے اور ان مخدومہ نے اپنے انکار پر معذرت کر کے بکمال صدق آپکے ہاتھ پر بیعت کی اور بیعت کے ساتوین روز ساتھ خاتمۂ خیر کے راہی آخرت ہوئین - انا للہ و انا الیہ راجعون ؂

اب تیاری سفر مدینۂ منورہ کی ہونے لگی ایک سو بیس اونٹ معرفت احمد پاشا حاکم مکہ معظمہ کے کرایہ

کے ہمراہ ہو گئے تھے حضرت ملک عرب مین پہنچے تھے وہان کے اور نذرانہ وغیرہ ساتھ لیکر سارا قافلہ مدینہ منورہ کو روانہ ہوا سبب یہ ہے کہ حضرت ملک عرب مین پہنچے تھے وہان
ہر خاص و عام مین مشہور ہو رہا تھا کہ ایک سید زادہ بڑا مالدار ملک ہندوستان سے آیا ہے اُسکے ساتھ سات سو
پچاس آدمیونکا قافلہ ہے انکا خرچ خوراک وغیرہ کُل اُسکے ذمہ ہے اسواسطے عرب کے لٹیرے اور راہزن اس گھات
مین تھے کہ راہ مین مکہ اور مدینہ کے اُسکو لوٹینگے اور حُصلہ اقوام بدو اور قطاع الطریق مین مُدت سے اس لُوٹ کی
تیاریان ہو رہی تھین۔ یہ خبر سنکر بوقت روانگی مدینہ منورہ کے حضرت نے بتوکل مولا اپنے ساتھ والون کو حکم دیدیا
تھا کہ کوئی آدمی سوائے قلم تراش کے کوئی ہتیار اپنے ساتھ نہ لیجائے۔ اگر لٹیرے ہمپر حملہ کرینگے بھی تو جو کچھ ہمارے
پاس موجود ہے اس راہ مین فدا کردینگے۔ خیر مکہ معظمہ سے روانہ ہو کر اول منزل وادی فاطمہ مین ہوئی اس
وادی مین مرقد مبارک حضرت ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کا ہے قریب آدھی رات کے حضرت مع چند رفیقون
کے واسطے زیارت کے وہان تشریف لیگئے۔ صاحب مخزن احمدی لکھتے ہین کہ ہمکو مرقد مبارک پر خوشہ تازہ
انگور کے غیب سے عنایت ہو گئے۔ حالانکہ اسوقت انگور کی فصل بھی نتھی۔ دوسرا مقام جحفہ مین ہوا جہان
مابین اہل قافلہ اور شتربانون کے کچھ فساد ہو کر نوبت مار پیٹ کی بھی پہنچگئی تھی مگر حضرت نے فریقین مین صلح
و آشتی کراکے رفع فساد کرا دیا ورنہ نوبت کشت و خون کی پہنچ جاتی + نصف راہ طے ہونے کے بعد یہ قافلہ محاذی
اُس پہاڑ کے پہنچا جہان سعد نام سردار قطاع الطریق اور راہزنون کا رہتا ہے جو مُدت دراز سے اس قافلہ
کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ یہان رات بھر ڈاکہ پڑنیکا ڈر رہا مگر اس قافلہ کا قافلہ سالار تو ایسا شخص تھا جسکی کفالت
اور وکالت کا وعدہ مقلب القلوب کیے چکا تھا پھر یہان کس راہزن اور لٹیرے کا حوصلہ تھا جو اسطرف مونہہ کرے
بوقت آدھی رات کے بجائے ڈاکہ زنی کے سعد ڈکیتون کا سردار اپنے بہت سے دوستون کو ساتھ لیکر حضرت
کی زیارت کے واسطے حاضر ہوا اور بعد مصافحہ اور معانقہ کے بہت دیر تک مؤدب آپکے سامنے بیٹھا رہا۔ جب رخصت
ہونے لگا تو آپنے چند تحفے اُسکو عنایت کئے۔ اُسکے چلے جانے کے بعد سارا قافلہ مطمئن ہو کر سو رہا۔ وہان سے
دو منزل چلنے کے بعد وادی صفرا مین حضرت شیخ عبد الرحیم یمنی اور حضرت ابو عبیدہ ابن الحارث ابن عم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو غزوہ بدر مین زخمی ہو کر اس مقام پر شہید ہوے تھے زیارت سے مشرف
ہوے۔ یہان ایک قیام بھی ہوا۔ یہان سے روانہ ہو کر ایک ایسی جگہ پر مقام ہوا جہان سے مدینہ منورہ
فقط تین کوس رہجاتا ہے اُس روز سید صاحب کو کسیقدر بخار اور درد سر لاحق ہو گیا تھا ایسے نازک وقت
مین کہ سردار قافلہ کے ہوش و حواس بجانہ تھے چارون طرف سے رہزنون نے اس قافلہ پر حملہ کیا اور قریب تھا کہ لوٹ
اور قتال شروع ہو اُسوقت سردار شتربانان ہمراہی قافلہ نے جو رئیس رہزنونکا رشتہ دار تھا آگے بڑھکر سالار
رہزنون سے ملاقات کی اور بعد سلام اور معانقہ و مصافحہ کے رئیس ساربانون نے اُس سے کہا کہ اس قافلہ پر

حملہ نکرو کیونکہ اس قافلہ مین سوائے سامان خوراک اور پوشاک کے اور کچھ مال و اسباب نہین ہے اور نیز احمد پاشا نائب سلطان روم نے اس قافلہ کو میرے سپرد کر کے امن و امان سے پہنچانیکی ضمانت مجھ سے لی ہے اگر تمکو لوٹنا منظور ہے تو ہمارے پیچھے ایک قافلہ مغربی لوگون کا آتا ہے جنکے پاس مال و اسباب و نقد بیشمار ہے - یہ حال سنکر سردار قطاع الطریق وہین سے لوٹ گیا - اُس رات کو اثنائے راہ مین سید صاحب نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ حضرت بعیت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت خاتون قیامت اور حسنین رضی اللہ عنہم اجمعین کے آنکی عیادت کے واسطے تشریف لائے اور ہر ایک بزرگ نے حضرت سید صاحب کے سینۂ مبارک پر اپنا اپنا ہاتھ رکھکر تسلی اور تشفی کی اور بہت سی بشارتین آپکو دین - خیر اُسی رات کو بوقت نصف شب مدینہ منورہ مین پہنچکر ایک مناخہ مین متصل عیدگاہ کے باہر شہر کے مقام ہوا اور فجر کو دروازہ کھلنے کے ساتھ ہی داخل شہر مدینہ ہوے اور اُسیوقت مسجد نبوی مین نماز اشراق ادا کی اور مرقد مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوے - چند مکان کرایہ لیکر ایک مکان مین حضرت مسکن گزین ہوے اور باقی مکانات کو اہل قافلہ پر تقسیم کیا پچیس ۲۵ روز تک وہان مکانات متبرکہ کی زیارت مین مصروف رہے اور اس عرصے مین بہت سے اہل مدینہ بھی آپکی بعیت سے مشرف ہوے چنانچہ منجملہ اُنکے ایک خواجہ الماس صاحب غوث مدینۂ طیبہ اور سرتاج اولیا مسجد نبوی کے تھے اُنکے ذریعہ سے سید صاحب کو بہت دفعہ مرقد مبارک کی داخلی بھی اسطرح پر حاصل ہوئی کہ دو دو گھڑی تک سید صاحب مرقد مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مراقب بیٹھے رہے جب سید صاحب مدینہ منورہ مین رونق افروز تھے اُسوقت مولوی معین الدین صاحب پھلتی جو بسبب بیماری کے مع اپنے فرزند مولوی وحید الدین صاحب کے مکۂ معظمہ مین رہ گئے تھے انتقال کر گئے اور اُسی انتقال کے روز سید عمر معروف بہ عبدالرسول نے جو اولیائے مکہ اور معتقدان سید صاحب سے تھے مولوی وحید الدین صاحب کو بشارت دی تھی کہ تم خداوند تعالیٰ کا شکر کرو کہ بہ برکت بعیت سید صاحب کے تمہارے والد کی مغفرت ہوگئی اور یہ ذکر مغفرت تمہارے والد کا مین نے ملاءِ اعلیٰ مین سنا ہے - اور ادھر مدینۂ منورہ مین بہ روز وفات مولوی معین الدین صاحب کے سید صاحب نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ آج مولوی معین الدین صاحب کا انتقال ہوگیا اور اُنکا ذکر ملاءِ اعلیٰ مین ہو رہا ہے - جب مدینہ سے سید صاحب کا قافلہ مکہ معظمہ مین آیا تو عند المقابلہ معلوم ہوا کہ جس روز سید صاحب نے اُنکی وفات کی خبر دی تھی ٹھیک اُسی دن اُنکا انتقال ہوا تھا - پچیس ۲۵ روز کے قیام کے بعد موسم سرما نے زور کیا اور حضرت کے اہل قافلہ کے پاس سرمائی کپڑے موجود نہ تھے اس سبب سے کسی قدر تکلیف ہونے لگی مگر باانیہمہ کوئی آدمی مدینہ چھوڑنے پر راضی نتھا

۲۶ تاریخ ماہ ربیع الاول ۱۲۳۸ ہجری کو سید صاحب نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر خواب میں دیکھا اُسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا کہ اے احمد اب تو جلد مکہ کو روانہ ہو جا کیونکہ تیرے اہل قافلہ کو شدت سرما سے بہت تکلیف ہوتی ہے اس خواب کو دیکھکر حضرت نے واپسی مکہ معظمہ کی تیاری شروع کردی اور تین روز میں سب سامان ضروری سفر کا مہیا کر کے ۲۹ تاریخ ربیع الاول ۱۲۳۸ ہجری کو مدینہ طیبہ سے کوچ کر کے ذو الحلیفہ میں پہونچکر احرام عمرہ کا باندھا اور آخرکار بعد طے کرنے گیارہ منزلون کے بخیریت تمام مکہ معظمہ میں واپس آئے۔ جب دوسرے روز رمضان کا چاند دیکھا تو حضرت سید صاحب مثل رمضان اول کے ادائے صوم و صلوٰۃ اور عمرہ و طواف و اعتکاف مین مشغول ہوئے۔

جب پندرہ روز شوال کے بھی گذر گئے اُسوقت واسطے مراجعت وطن مالوفہ کے آپکو الہام ہوا سو اس پندرہ روز بقیہ شوال مین اسباب ضروری سفر دریائی کا مہیا کر کے یکم ذیقعد ۱۲۳۸ ہجری کو بعد ادائے نماز مغرب اُس شہر مقدس سے بادل محزون جانب وطن روانہ ہوئے اور رات بھر چلکر صبح کو جدہ مین پہونچے۔

اس چودہ مہینے کے قیام ملک حجاز مین آپکی ذات مقدس سے اہل عرب اور روم اور مصر اور شام اور بلغار وغیرہ کو بہت فائدہ پہونچا جسکا کسی قدر ذکر ہم اوپر بھی کر چکے ہین۔ خاص مکہ معظمہ مین علاوہ اُن بزرگان مذکورہ بالا کے شیخ مصطفےٰ امام حنفی مصلی اور شیخ شمس الدین شطا مصری واعظ بیت الحرام بھی آپکی بیعت سے مشرف ہوئے تھے مولوی عبد الحی صاحب نے بموجب حکم حضرت کے صراط المستقیم کا عربی ترجمہ کر کے ان لوگون کو دیا تھا شیخ محمد علی ہندی مدرس مکہ اور حافظ مغربی شیخ احمد ابن ادریس وزیر شاہ مغربی جنکو صحیح بخاری مع قسطلانی حفظ تھی اور عمر بن عبد الرسول مشہور محدث حنفیہ اور شیخ بخارا می مدرس مدینہ منورہ اور ہزارہا عالم اور عامی جو اطراف و جوانب سے حج کو آئے ہوئے تھے آپکی بیعت سے مشرف ہوئے اور اس ذریعہ سے ہر اسلامی ملک مین آپکے خلیفے تعینات ہوکر تبلیغ احکام آلٰہی کی بخوبی ہوئے۔ اسیطرح جدہ اور حدیبیہ اور مخا وغیرہ مین ہزارہا خلقت نے آپسے فیض پایا اور خاصکر مخا کے بہت سے زیدیہ اپنے عقائد باطلہ سے تائب ہوکر راہ راست پر آگئے + جدہ مین وقت واپسی چھ روز قیام رہا اس عرصہ مین جہازون وغیرہ کا بندوبست کر کے ساتوین روز جدہ سے روانہ ہوئے اور سات روز کی دریائی مسافت طے کرنیکے بعد مخا مین پہونچے بغرض ہدایت فرقہ زیدیہ کے پندرہ روز تک قیام رہا۔ بہت معتبر راویون کا بیان ہے کہ اس سفر مین بہت سے جنون اور شاہ جنات کو مثل اپنے جد امجد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپنے ہدایت کی اور لاکھون جن آپکی بیعت سے فیضیاب ہوئے۔ چنانچہ نواب وزیر الدولہ مرحوم اس قصہ کو بہت مختصر کر کے اسطرح پر تحریر کرتے ہین کہ قصہ بیعت کرنے شاہ جنات اور جنون کا اور ہزارہا جنات کا

آپکے سفر اور حضر مین آپکے ساتھ رہنے کا بہت طول طویل ہے اُسکی گنجایش اس کتاب مین نہین ہے
ہرکسے را خواہش ہا در دوست ؛ جن و انسان ہمہ مسخر اوست ؛ ان ایام مین موسم برسات کا اور سمندر بہت
گرم تھا - آخر بعد قیام پندرہ روز کے مخا سے روانہ ہو کر چودہ روز مین بمبئی پہونچگئے جب جہاز اس سرعت
سے ایسے خراب موسم مین داخل بمبئی ہوا تو تمامی اہل جہاز اور تجاران کہتے تھے کہ چالیس برس سے ادھر
ایسے موسم مین کوئی جہاز اس سرعت سے نہین آیا - ساکنان بمبئی بھی مدت سے آپکی تشریف آوری کے
منتظر تھے مثل کلکتہ کے یہان بھی ہزارہا مخلوق آپکی بیعت سے مشرف ہوئے چونکہ یہان آپکو زیادہ قیام
کرنا منظور نہ تھا اسواسطے علماء شہر بمبئی سے چند خلیفے واسطے ترویج ہدایت کے مقرر کرکے بمبئی سے پھر جہازون
پر سوار ہو کر بعد طے کرنے سفر ایک مہینے کے کلکتہ مین پہونچگئے - پھر دو مہینے سے زیادہ دوبارہ کلکتہ مین مقام
رہا اور مثل سابق ہزارہا خلقت اس دفعہ بھی آپسے فیضیاب ہوئی ایک شخص سید حمزہ نام جو برہما کے
ملک سے سونا اور جواہرات لیکر کلکتہ مین آیا ہوا تھا آپکی بیعت سے مشرف ہوا اور سند خلافت اور ایک نقل
صراط المستقیم کی ساتھ لیگیا اور اپنے ملک مین جاکر ہزارون خلقت کو راہ راست پر لایا - بوقت واپسی جب
سید صاحب کلکتہ مین مقیم تھے مولوی راشد نام ایک شخص بوجہ اپنے علم و فضل کے سید صاحب
کی طرف سے بالکل بے اعتقاد تھا ایکروز مولوی نعمت اشرف صاحب مولوی راشد صاحب کا ہاتھ پکڑکر انکو
سید صاحب کے پاس لے آئے سید صاحب اُسوقت ایک دعوت مین کھانا کھا رہے تھے سید صاحب نے
حسب عادت خود ان دونو مولویون کو اسلام علیکم کرکے کھانے کی تواضع کی اور مولوی راشد کا ہاتھ پکڑکر فرمایا
کہ ہاتھ دھو کر شریک ہوجاؤ بمجرد پکڑنے ہاتھ سید صاحب کے مفتی راشد صاحب بیہوش ہوکر گر پڑے اور جب
ہوش مین آئے تو اپنے انکار سے توبہ کرکے بڑی حسن عقیدت سے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اور
مفتی راشد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ بمجرد پکڑنے ہاتھ سید صاحب کے تمامی علوم خبیثہ یعنی منطق اور فلسفہ
جو مانع نزول انوار الٰہی کے تھے میرے دل سے محو ہو کر ہدایت الٰہی متوجہ میرے حال کی ہوگئی تھی - مولوی
راشد صاحب کو سید صاحب اپنا ایک پیراہن بھی دے آئے تھے جب بعد تشریف بری سید صاحب
کے عہدہ مفتی عدالت عالیہ کلکتہ کا خالی ہوا تو مفتی راشد نے وہ پیراہن اپنے دونون ہاتھون پر رکھکر بارگاہ
الٰہی مین دعا کی کہ بہ برکت اس پیراہن کے میری دعا قبول کر اور عہدہ مفتی عدالت عالیہ کا میرے نام مقرر
ہوجائے چنانچہ یہ دعا اُسی دم قبول ہو کر مفتی صاحب بلائے گئے اور سند تقرری اس عہدہ جلیلہ کی انکو
مرحمت ہوئی - بعد قیام دو مہینے کے کلکتہ سے کشتیون پر سوار ہو کر براہ دریائے گنگ مثل سفر اول ہر ایک
شہر و قصبہ لب دریائے گنگ پر حسب ضرورت موقع قیام کرکے ہدایت کرتے ہوئے ۲۹ شعبان المعظم سنہ ۱۲۳۹ ہجری

کو بعد غیر حاضری دو سال اور گیارہ مہینے کے پھر اپنے وطن مالوفہ مین بخیر و عافیت مراجعت فرما ہوئے — چنانچہ ایک بزرگ نے آپکی واپسی کی تہنیت مین ایک قصیدہ کہا ہے جسکو واسطے ملاحظہ ناظرین کے درج ذیل کرتا ہون

قصیدہ

ہوگیا اس نور سے پُر گنبد چرخ اخضر | جسکے لمعان سے ہے کند فرشتون کی نظر
نہ اُسے روشنی شمس و قمر سے نسبت | نہ ملے برق اُسے اور نہ کوئی اختر
جلوۂ طور کہون یا کہ شب قدر کا نور | یا ترقی پہ ہوئی روشنی تازہ سحر
جسطرف دیکھئے وہ نور نظر آتا ہے | عقل اول بھی جسے دیکھ کے رہ جا ششدر
آسمان پہ جو نظر کی تو بسان فانوس | مشتعل روشنئ عرش سے تھا اُسکا گھر
کرکے مین غور جو پھر روئے زمین کو دیکھا | تھی وہ خورشید سے بھی نور مین زیادہ انور
تھا عجب طور کا کچھ روئے زمین پر جلوہ | عرش پر جسکی تجلی کا پہونچتا تھا اثر
شرق سے غرب تلک نور سے تھا مالامال | عرش سے فرش تلک برق سے تھا روشن تر
کیا عجب ہے کہ اگر ہند کے نظارہ کو | حور جنت سے چلے آئے نکل کر باہر
اس ترقی پہ غرض دیکھ کے مین خطۂ ہند | سجدۂ شکر ادا مینے کیا خوش ہوکر
تھی عجب طرح کی دلکو میرے اُس دم فرحت | جسم ہرگز نہ سماتا تھا قبا کے اندر
تھا نہ دل سے مین تفتیش سبب کے درپے | کسکے انوار سے یارب ہے زمین رشک قمر
کسکا باعث ہے جو یون ملک مین ہے آبادی | کیا خوشی ہے کہ جو یون عیش و طرب ہے گھر گھر
شکل فردوس جو سرسبز ہوا ہے خطہ | یارب اس بھید سے کچھ مجھکو بھی تو آگہ کر
یک بیک غیب سے آئی یہ ندائے ہاتف | گوش سے پنبۂ غفلت کو ذرا باہر کر
اب تلک پہونچا نہین مژدۂ جانبخش تجھے | جس سے شادان ہین ملک خوش ہین ہر ایک جن و بشر
آیا ہے قافلہ حج کرکے وہ اس ملک کے بیچ | جسمین ہر ایک ہے ولی عارف نیکو منظر
اُنکے انوار سے روشن ہے زمین تا بفلک | اُنکی ہمت سے ہوئی دین کو تزئینت و فر
ہے ہر ایک شخص وہان آمر امر معروف | قامع بدعت و ناہی اصول منکر
ماحئ کفر زدل قاتل کفار زجان ہے | قاطع رسم زبون تابع حکم داور
اُنمین ہر ایک ہے فرید اور وحید آوان | حافظ و عالم و عادل سخی و نیک نظر
ظاہر آراستہ بملت بیضا سے بنی | باطن اس طور کا پاکیزہ ہو جیسا گوہر

کدورت و کاوش نہ کسی میں نہ ریا و کینہ
نہ حسد دل میں تکبر نہ کسی کے اندر

کیا کرون قافلہ سالار کا اسکے میں بیان
جسکے اوصاف ہیں تحریر و بیان سے باہر

عادل و عالم و عابد شہِ والا ہمت
اشجع و افصح و ابلغ سخی و نیک نظر

عاقل و فاضل و ساحم زکی و عالی طبع
زاہد و متقی و صابر و زیبا منظر

ترک تجرید و توکل میں فرید دوران
حلم اور خلق دیانت میں وحید اکبر

معدن لطف و حیا مجمع جود و ہمت
مخزنِ عفت و الفت شرف نوع بشر

بحر جود و کرم گلشن عرفانِ نبی
مشعل راہِ طریقت بحقیقت رہبر

صدق میں ثانی اثنین[a] کی مانند قوی
جد اور جہد میں اسلام کے ثانی عمر

شرم میں حضرت عثمان سا جون بحر حیا
اور صفِ جنگ میں ہم طرز علی صفدر

طور اور طرز میں سب طینت اصحابِ نبی
قاف سے راہِ شریعت میں ہے مستحکم تر
یعنی کوہ قاف ۱۲

وعظ میں اسکے یہ تاثیر کہ پڑھلین کلمہ
لات و عزیٰ و منات اور ہبل بھی فرفر

سید صفدر و عالی نسب و زینتِ دین
زیب اسلام و امام حق و عاجز پرور

سید احمد و عالی حسب و فخر زمان
رہبر راہِ شریعت خلف پیغمبر

ہوتا معصوم اگر بعد نبی کے کوئی
ہوتی اس عصر میں عصمت بھی اسکے اندر

سینۂ صاف سے اسکے ہے خجل آئینہ
نور ایمان سے ہے قلبِ مصفےٰ گوہر

حق میں گمراہون کے تاثیر جو کچھ ہے اسکی
جوششِ خون میں کرے کام نہ ایسا نشتر

ہو جو صحبت سے تیری تخلیہ تحلیہ
لاکھ چلون سے بھی باطن میں نہو اتنا اثر

اسم اعظم کو جو پڑھ کر کرے وہ کوہ پہ دم
ہون طلا چھنے میں کہسار کے سارے پتھر

خار کو ہاتھ لگا وے تو وہ ہو گلدستہ
رشک الماس ہو گر ہاتھ میں لیلے کنکر

رنگ میں گوکہ رہے سرخ بسان یاقوت
سرد ہو یخ کی طرح ہاتھ میں اسکے اخگر

اسکی نظرون سے گرے مشک تو ہو پشک کم
کوئلہ ہاتھ میں اسکے ہو مثالِ عنبر

ناخدا جوئے حقیقت کا یہ ہے کشتیبان
بحرِ ذخار طریقت کا حقیقی معبر

علم کو اسکے مگر علم لدنی کہیئے
جو کہ آتا ہے اسے ہے وہ کسے مستحضر

آب پاشی سے تیری قوت بازو کے بزور
پھر کے سرسبز ہوا خشک شریعت کا شجر

فیض سے تیرے نمازی ہوئی خلقت یہانتک
پڑھے بیمار بھی ہزیان میں سورہ کوثر

[a] یعنی صدیق اکبر ۱۲

جسطرف دیکھئے تعمیر مساجد ہوگی
آتی ہر سمت سے ہے بانگِ مؤذن کی صدا
اسقدر عصر مین تیرے ہوئی افراط نماز
قلع بدعات ہوئی فیض سے تیرے ایسی
دیکھئے جسکو سو کرتا ہے کلام اللہ یاد
تیری تائید سے ایک خلق ہوئی ہے تائب
ایک قدم دھرنے کی جاگہ بھی نہین ہان ملتی
مستحاضہ بھی نہا کرکے پڑھے پانچون وقت
جھٹ نہا دھو کے تہجّد کے لیے ہے تیار
جو ملا تجھ سے ہوا راہِ خدا مین مصروف
تیری صحبت کے سوا ہو نہ کسی کا طالب
نعل بالنعل ہے کچھ فرق نہین ہے تجھ مین
تجھ سے باطن کے قوانین ہوے ایسے درست
منکشف تجھ پہ ہر ایک شئے کی ہے کیفیت
نہ ہدایہ مین وہ حلّت نہ وقایہ مین نشان
نہ ہے سلّم مین پتا اور نہ توضیح مین کچھ
نام کتاب ۱۲ — نام کتاب
کچھ نہین تیری شجاعت تو بیانکی محتاج
رستم و گیو تجھے دیکھ بروزِ ہیجا
دیکھے اکوان بھی گر خواب مین تیری صورت
پیش جا کچھ نہ ترے سامنے فرعون کی عون
تیری دہشت سے اٹھے گور مین نمرود کے دود
ملے ہامان کو ہرگز نہ کہین جائے امان
اسطرح توڑیگا تو حصنِ حصین کفار
زہرۂ شیر ژیان خوف سے ہو جا پانی
قاش لیمون کی طرح ملکے کرے افشردہ

ہے ہر ایک شخص کی تحقیق مسائل پہ نظر
جسکو سنئیے یہی کہتا ہے کہ اللہ اکبر
لاکھون تیار ہوے ملک مین چھوٹے ممبر
ہند سے رسمِ بری اٹھ گئین صدہا یکسر
باندھی ہر شخص نے تہذیب ہدایت پہ کمر
تیری تنبیہ سے لاکھون ہوے فاسق اطہر
جو کہ چھوٹی ٹھٹھی مسجد تھی پڑی صاف کھنڈر
مین سرا مین بھی آیا ہو کہین اسکے گر
اپنے شوہر سے ہوئی ہے جو کوئی ہم بستر
جو پھرا تجھ سے جماعت سے ہوا وہ باہر
جسکو باطن کی ہوئی راہ کی ذرہ بھی خبر
دیکھا پچھلون سے تجھے جس نے مطابق کرکر
جیسے کاتب کوئی لکھنے کو بناوے مسطر
نہ فتاوی مین وہ حجّت نہ کتب کے اندر
دُرِّ مختار مین اسکا نہ سراجی مین اثر
نام کتاب ۱۲ — نام کتاب در علم فرائض ۱۲
خالی ہے فقہ کا اس علم سے سارا دفتر
صاف چہرہ سے عیان ہے تری شانِ حیدر
ہو نہ رہ ڈھیلی نکل جاے گلے سے بکتر
پھینک دے تیغ و سپر خوف سے کانپے تھر تھر
شید جمشید کا ہو جون خطِ ناقص ابتر
شدّتِ خوف سے شدّاد کا ہو رنگ اصفر
کھینچے تو غصّے سے گر قتل پہ اسکے خنجر
جدِّ امجد نے ترے جو کہ اکھاڑا خیبر
کھینچکر تیغ کو جب وار کرے تو اُسپر
پکڑے جسکا تو صفِ جنگ مین سر اور مغفر

[illegible] ۱۲

ہین در مسجد اقصی تیرے طاق ابرو بلا
کلمہ پڑھتے ہین اُنہین دیکھ کے کافر اکثر

ہے یقین دیکھے جو گر شب تجھے روز مصاف
گر پڑے اُلٹا ہی میدان مین کھا کر چکر

جب کرے لشکر کفار پہ تو عزم جہاد
نصرت و فتح تیرے سر پہ ہو مانند چھتر

جو نہ کمبخت تیری وعظ و نصیحت مانے
ہے بہائم سے بھی رتبہ مین وہ احمق کمتر

کافرون کا ہو تیرے سامنے یون تپلا حال
جسطرح تند ہوا چلنے سے بھاگین مچھر

خاک پا سے تیرے اکسیر کو ہے کیا نسبت
آدمی کو تو فرشتہ کرے وہ مس کو زر

فیض سے تیرے ہوا دم مین وحید دوران
جسنے دروازہ پہ تیرے کیا اگر بستر

رکن دین مولوی عبد الحی و شاہ اسمٰعیل
فیض سے تیرے ہوے کاملون کے سر دفتر

تیری صحبت نے ملایک کی کری خاصیت
گو کہ ظاہر مین نظر آتے ہین ہمشکل بشر

حق مین کفارون کے ضیغم کی طرح خونخوار
مومنون کے ہے وہ شفقت مین پدر سے بہتر

فخر ابنا ر زمان قبلۂ ارباب صفا
کعبۂ اہل یقین داد رس ہر مضطر

ذات سے تیری یتیمون کو بہت تقویت
زن بیوہ کے تو حق مین ہے وہ سحاب ممطر

تھا غضب ظلم کہ بیوہ نکرے عقد نکاح
کھوئی یہ رسم زبون رحمت حق ہو تجھ پر

جسمین راضی ہو خدا ہے وہی انکو منظور
آبرو کا نہ اُنھین خوف نہ کچھ جی کا ڈر

جو مسلمان کرے اُنسے ذرا سا بھی سلوک
اُسکے بدلے مین نہ کوئی کرے اُنسے بہتر

کیون منافق نہو صورت کو تیری دیکھ کے غش
ٹھہرے کس طور سے خورشید کے آگے شپر

حق تعالی کرے اقبال تیرا روز افزون
تیرے انصاف سے آباد ہون ساتون کشور

تجھپہ ہر لحظے بلاریب ہے امداد خدا
جلوہ گر ذات سے تیرے ہے عجائب منظر

چاہ بیژن مین گرے یا چہ بابل مین پڑے
کھاوے دشمن تیرا اسطور کی بیڈھب ٹھوکر

مونہہ مین دشمن کے تیرے قند ہو حنظل کا اثر
ہو محبون کے دہن مین تیرے حنظل شکر

نوشدارو بھی اگر کھاوے بامید شفا +
مونہہ مین دشمن کے تیرے ہووے بجا کنکر

یون کہا غیب سے ہاتف نے یہ سچ ہے منظور
فکر تاریخ مین جب نیچے کیا مین نے سر

اور گھر آنے کی تاریخ مین یہ بیت پڑھی
تہنیت دیکے مجھے اور تبسم کر کر

حاجیان حرم کعبہ بہ آوان مجید
آئے حج کر کے بڑی دھوم سے اپنے گھر

ہو محسن بھی تیرے الطاف سے ممنون سدا
رہے جمعیت باطن سے نہایت خوشتر

وطن میں پہونچکر کچھ عرصہ تک تو مرمّت مکانات میں جو آپکی ایام غیر حاضری میں ٹوٹ پھوٹ گئے تھے آپ مصروف رہے اُس سے فارغ ہو کر سفرِ جہاد کی تیاری کرنے لگے اور مولانا محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبدالحی صاحب وغیرہ علماء کو واسطے بیان کرنے مضامین ترغیبِ ہجرت اور جہاد کے اطراف ہندوستان مین روانہ کر دیا گیا اسوقت سید صاحب کے مکان پر بجائے مراقبہ اور مشاہدہ اور توجہ دہی کے فضیلت ہجرت اور جہاد کا بیان اور تلوار و بندوق کی صفائی اور قواعد و چاندماری اور گھوڑ دوڑ ہوا کرتی تھی اب بجائے صوفی و درویش ہر شخص سپاہی بنگیا تسبیح کی عوض ہاتھ میں تلوار اور فراخ جُبّہ کی جگہ چُست انگرکھا اور ہتھیار سر بند لباس ہوگیا جن لوگون نے آپکے تابعین کو پہلے بصورت درویشانہ اور اب بلباس و وضع سپاہیانہ دیکھا تو اُنکو سخت حیرت تھی - ان دنون مین جو کوئی تحفہ تحائف آپکے لیئے لیکر آتا تو اکثر ہتیار یا گھوڑے ہوتے تھے - انہی دنون مین شیخ فرزند علی صاحب غازی پور جمنیا سے دو نہایت عمدہ گھوڑے اور بہت سے وردی کے کپڑے اور چالیس جلد قرآن مجید تحفۃً لیکر آئے - اور سب سے عجیب تحفہ جو شیخ صاحب موصوف لیکر آئے وہ امجد نام اُنکا ایک نوجوان بیٹا تھا جسکو اُنہون نے مثل حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے راہ خدا مین نذر کر کے سید صاحب کے حوالہ کر دیا اور عرض کیا کہ اسکو اپنے ساتھ جہاد مین لیجائے اور تیغ کفار سے اسکی قربانی کرائیے - اسوقت ہر شہر و قصبہ و گانو واقعہ برٹش انڈیا (یعنی انگریزی عملداری واقع ہند) میں علانیہ سکھون پر جہاد کرنیکا وعظ ہوتا تھا - مگر براہ دُور اندیشی معرفت شیخ غلام علی صاحب رئیس اعظم الہ آباد کے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اضلاع شمالی و مغربی کو بھی اس تیاری جہاد سکھون کی اطلاع دی گئی تھی جسکے جواب مین صاحب ممدوح نے یہ تحریر فرمایا کہ جب تک انگریزی عملداری مین کسی فتنہ و فساد کا اندیشہ نہو ہم ایسی تیاری کے مانع نہین اسکے بعد جب سید صاحب ملک یاغستان مین پہونچکر سکھون سے جہاد مین مصروف تھے اُسوقت ایک ہنڈوی سات ہزار روپیہ کی جو بذریعہ ساہوکاران دہلی مرسلہ مولوی محمد اسحٰق صاحب بنام سید صاحب روانہ ہوئی تھی ملک پنجاب مین وصول نہ ہونے پر اُس سات ہزار روپیہ کی واپسی کا دعوٰی عدالت دیوانی مین دائر ہو کر ڈگری ہوا اور پھر ہنگام اپیل عدالت عالیہ دیوانی (ہائی کورٹ) آگرہ مین بھی حکم ڈگری بحق مدّعی بحال رہا +

مولوی مرتضٰی خانصاحب لکھتے ہین کہ جب سید صاحب حج کو تشریف لیگئے تو اُنکی غیبت مین مراقبہ وحدانیت مین مجھکو بہت خلجان ہوا کرتا تھا الحاد کی نوبت پہنچنے والی تھی اور سب سے زیادہ مشکل یہ تھی کہ اُسکے ترک کرنیکا بھی مجھے اختیار نرہا تھا - رامپور وغیرہ کے سب صوفیون اور درویشون سے اُس خلجان کا علاج پوچھتا پھرتا تھا کسی سے اُس درد کی دوا نہ بن آئی - ایک باکمال درویش نے مجھ سے یہ کہا کہ خانصاحب

سوائے سید صاحب کے اِس خلجان کا علاج کسی سے نہو سکیگا کیونکہ اسوقت ساری دُنیا کے صُوفی اور درویش مثل ستارون کے ہین اور سید صاحب مثل آفتاب کے سو جسوقت آفتاب طلوع ہوتا ہے سب ستارے چھپ جاتے ہین تمکو چاہیے کہ سید صاحب کی خدمت مین جاؤ مین لاچار ہوکر سید صاحب کی تلاش مین کانپور تک گیا وہان جاکر مجھے معلوم ہوا کہ سید صاحب حج سے تشریف لے آئے تب مین بریلی آپکی خدمت مین حاضر ہوا سید صاحب مجھکو دُور سے دیکھکر کھڑے ہو گئے اور فرمایا آؤ پٹھان بھائی آؤ جب مین نزدیک گیا تو مجھ کو سینۂ مبارک سے لگایا۔ بس میرا آپکے سینۂ انوار خزینہ سے ملنا تھا کہ وُہ خلجان فورًا جاتا رہا ٭

اِسوقت تقریبًا دو ہزار شمشیر زن آپکے پاس جمع ہو گئے تھے جنکو آپنے تین جماعت کرکے ٹونک کو روانہ کر دیا۔ مولوی عبدالحی صاحب اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وغیرہ خلفا بھی اپنی اپنی خدمت ترغیب جہاد اور ہجرت پوری کرکے آپکی خدمت مین حاضر ہو گئے تھے۔ اب آپ بارادۂ جہاد بریلی سے طرف ٹونک کے روانہ ہوئے۔ اِن دنون مین بیعت بھی ہجرت اور جہاد پر ہوا کرتی تھی اگر لوگون کو خطوط لکھے جاتے تو اُن مین بھی یہی مضمون ترغیب ہجرت اور جہاد کا ہوتا تھا۔ راہ مین بھی اسی ترغیب کا وعظ فرماتے ہوے آپ ٹونک مین پہونچے ٭

صاحب مقالات طریقت لکھتے ہین کہ اِن ایّام مین آپکے علمِ لدُنّی کی یہ کیفیت تھی کہ مولانا محمد اسمٰعیل اور مولوی عبدالحی صاحب جیسے فاضل اجل اپنے شبہات علمی آپ سے حل کیا کرتے تھے۔ ایکدن آپنے مولوی وحیدالدین صاحب سے فرمایا کہ تم مجھ سے کوئی علمی بات نہین پوچھتے۔ اُنہون نے عرض کی کہ جو مجھکو مشکل ہوتی ہے اپنے اُستاد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سے دریافت کر لیتا ہون اور میرا کیا حوصلہ اور لیاقت جو آپ سے پوچھون۔ آپنے باصرار تمام ارشاد فرمایا کہ کچھ تو دریافت کرو۔ اُسوقت مجبوری مولوی وحیدالدین صاحب نے عرض کی کہ غسل کے مقدمہ مین دو حدیثین آپسمین معارض آئی ہین پہلی حدیث اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ (یعنی انزال سے غسل واجب ہوتا ہے) اور دوسری حدیث اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَوَجَبَ الْغُسْلُ (یعنی جب مرد کی شرمگاہ عورت کی شرمگاہ مین داخل ہوئی تو غسل واجب ہوگیا) اِن دونو حدیثون مین توفیق کسطرح ہے۔ سید صاحب نے فرمایا کہ انکی توفیق تو بہت آسان ہے کیونکہ پہلی حدیث خواب سے تعلّق رکھتی ہے یعنی جب خواب مین انزال ہو تب غسل واجب ہوتا ہے نہ صرف دخول دیکھنے سے۔ اور دُوسری حدیث بیداری سے تعلّق رکھتی ہے اور دونو حدیثون کا مطلب صحیح ہے۔ پھر مولوی وحیدالدین صاحب نے پوچھا کہ اَلرُّکْنُ الْاَسْوَدُ یَمِیْنُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ یُصَافِحُ بِهَا عِبَادَهٗ کَمَا یُصَافِحُ اَحَدُکُمْ اَخَاهُ (یعنی حجر اسود مثل اللہ تعالیٰ کے دہنے ہاتھ کے زمین پر ہے اُس ہاتھ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندون سے مصافحہ کرتا ہے جیسے کوئی تم مین سے

اپنے بھائی سے مصافحہ کرتا ہے) اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث متشابہات سے ہے ید اور وجہہ قرآن و حدیث مین آیا ہے ویسے ہی یہ بھی ہے۔ اور دوسری بات انہین یہ ہے کہ کعبہ عوام کے واسطے ثواب کی جگہ ہے جیسکہ فرمایا ہے مَثَابَةً لِّلنَّاسِ (یعنی ثواب کی جگہ واسطے لوگون کے) سو وہان اور طواف کرنے سے گناہ دور ہوتے ہین اور ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اور خواص کو ایک نسبت خاص ہے جو عوام کو نصیب نہین۔ پس اُس نسبت کو اسطرح پر سمجھنا چاہیئے کہ جب مرید مرشد کے روبرو بیٹھتا ہے اور مرشد کے انوار اور برکات حسب استعداد مرید کے مرید پر اثر کرتے ہین تو مرید کا باطن انوار سے مالامال ہو کر ذوق و شوق سے بیقرار ہو جاتا ہے پس مرید بیساختہ چاہتا ہے کہ مرشد پر فدا ہو جائے اور قدم چومے مرشد اسکا شوق و ذوق دیکھ کر اپنا ہاتھ بڑھا دیتا ہے تاکہ وہ بیقرار دست بوسی کر کے اپنی تسکین کر لے۔ اسی طرح پر ارباب نسبت جب طواف مین مشغول ہوتے ہین تو انکا باطن شوق و ذوق سے نہایت بیقرار ہو جاتا ہے وہ لوگ اسوقت حجر اسود کا بوسہ لیکر اپنی تسکین کر لیتے ہین÷

یہ بھی ایک صحیح روایت ہے کہ جب آپ سکھون سے جہاد کرنیکو تشریف لیجاتے تھے کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ اتنی دور سکھون پر جہاد کرنیکو کیون جاتے ہو انگریز جو اس ملک پر حاکم ہین وہ دین اسلام سے کیا منکر نہین ہین گھر کے گھر مین انسے جہاد کر کے ملک ہندوستان لے لو یہان لاکھون آدمی آپکا شریک اور مددگار ہو جاویگا کیونکہ سیکڑون کوس سفر کر کے سکھون کے ملک سے پار ہو کر افغانستان مین جانا اور وہان برسون رہکر سکھون سے لڑنا یہ ایک ایسا امر محال ہے جسکو ہم لوگ نہین کر سکتے۔ سید صاحب نے جواب دیا کہ کسیکا ملک چھین کر ہم بادشاہت کرنا نہین چاہتے نہ انگریزون کا نہ سکھون کا ملک لینا ہمارا مقصد ہے بلکہ سکھون سے جہاد کرنیکی صرف یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارے برادران اسلام پر ظلم کرتے اور اذان وغیرہ فرائض مذہبی ادا کرنیکے مزاحم ہوتے ہین۔ اگر سکھ اب یا ہمارے غلبہ کے بعد ان حرکات مستوجب جہاد سے باز آجائینگے تو ہمکو انسے لڑنے کی ضرورت نہ رہیگی۔ اور سرکار انگریزی گو منکر اسلام ہے مگر مسلمانون پر کچھ ظلم اور تعدی نہین کرتی اور نہ انکو کسی فرض مذہبی اور عبادت لازمی سے روکتی ہے ہم انکے ملک مین علانیہ وعظ کہتے اور ترویج مذہب کرتے ہین وہ کبھی مانع اور مزاحم نہین ہوتی بلکہ اگر ہم پر کوئی زیادتی کرتا ہے تو اسکو سزا دینے کو تیار ہین ہمارا اصل کام اشاعت توحید الٰہی و احیاء سنن سید المرسلین ہے سو ہم بلا روک ٹوک اس ملک مین کرتے ہین پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کرین اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون بلاسبب گراوین۔ یہ جواب باصواب سنکر سائل خاموش ہو گیا اور اصلی غرض جہاد کی سمجھ لی÷

صاحب مقالات طریقت لکھتے ہین کہ جن ایام مین آپ ٹونک مین تشریف رکھتے تھے ایک روز

گھوڑے پر سوار ہوکر کہین کو تشریف لیجاتے تھے بہت سے مرید اور خادم بھی ہمراہ رکاب تھے اُسوقت ایکا گذر ہندو گوالون کے محلے مین سے ہوا وہ گوالے اپنے مکانون سے نکلکر بہ ارادۂ زیارت حضرت کے باہر کھڑے ہوگئے اُن لوگونکا نصیب جو چمکا تو آپکی نظر ہدایت اثر اُن لوگون پر پڑگئی۔ اُسیوقت وہ سب لوگ مع زن و فرزند مسلمان ہوکر آپکی بیعت سے مشرف ہوگئے اور دولت کونین پر فائض ہوگئے +

در مسجد اقصٰی تری طاق ابرو + کلمہ پڑھتے ہین اُنہین دیکھکے کافر اکثر +

نواب وزیرالدولہ مرحوم لکھتے ہین کہ سید صاحب بارہا فرمایا کرتے تھے کہ فیض ایمانی جو خلقت کو مجھ سے پہنچا ہے روز بروز ترقی پر رہیگا اور انشاء اللہ تعالٰی ہندوستان اور خراسان چرک شرک اور پلیدی بدعت سے میرے ہاتھ سے یکسر پاک و صاف ہوکر انوار اسلام سے منور اور دیانت و امانت سے مالامال ہوکر رشک افزائے زمن بنجاوینگے +

سید محمد یعقوب آپکے بھانجے سے روایت ہے کہ بروقت روانگی مُلک خراسان آپ اپنی ہمشیر یعنی والدۂ سید محمد یعقوب سے رخصت ہونے گئے تو آپنے اُنسے فرمایا کہ اے میری بہن مینے تمکو خدا کے سپرد کیا اور یہ یاد رکھنا کہ جب تک ہند کا شرک اور ایران کا رفض اور چین کا کفر اور افغانستان کا نفاق میرے ہاتھ سے محو ہوکر ہر مُردہ سنّت زندہ نہولیگی اللہ رب العزّت مجھکو نہین اُٹھائیگا اگر قبل از ظہور ان واقعات کے کوئی شخص میری موت کی خبر تمکو دے اور تصدیق خبر پر حلف بھی کرے کہ **سید احمد** میرے روبرو مرگیا یا مارا گیا تو تم اُسکے قول پر ہرگز اعتبار نکرنا کیونکہ میرے ربنے مجھ سے وعدہ واثق کیا ہے کہ ان چیزون کو میرے ہاتھ پر پورا کرکے مجھکو ماریگا +

آپکے سفر جہاد سے پہلے (غالبًا سفر حج مین) بارہا آپکو یہ الہام ربّانی ہوا تھا کہ ملک پنجاب آپکے ہاتھون پر فتح ہوکر پشاور سے تا دریائے ستلج مثل مُلک ہندوستان کے رشک افزائے چمن ہوجائیگا۔ چنانچہ ان متواتر وعدہائے فتح سے آپکا ہر ایک مرید واقف تھا +

نواب وزیرالدولہ مرحوم یہ بھی روایت کرتے ہین کہ جب **سید صاحب** بہ ارادۂ جہاد ٹونک سے روانہ ہوئے تو اُسوقت ایک شخص **عبدالحمید خان** نام رسالدار رامپوری جو تمام لشکر ٹونک مین بدمعاش اور شریر برادر شیطان کرکے مشہور تھا سواری مین چلتے وقت **سید صاحب** سے دوچار ہوگیا اُسوقت جو کچھ اُسکے بخت خفتہ بیدار ہوئے تو سید صاحب نے تبسّمانہ اُسی حالت سواری مین ہاتھ پھیلا کر اُسکو اور اُسکے ایک ہم مشرب رفیق کو فرمایا کہ اُٹھو خانصاحب بیعت کرلو۔ اُن دونون نے اُسیوقت اپنے ہاتھ پھیلا کر آپسے بیعت کرلی پس الفاظ بیعت کا ختم ہونا تھا کہ ان دونو بدمعاشون کا حال اُسی گھڑی بدل گیا

اب وہی حمید خان سرگروہِ اوباشان سر آمد متقیان و پرہیزگاران بنگیا اور اُسکی معصیت طاعت سے اور سرکشی صوم و صلوٰۃ سے بدلگئی۔ طغیان و ہذیان کی جگہ مناجات برزبان اور بجاے خندہ زنی گریان اور بجاے ہزل و جدل تسبیح گویان ہوگیا اور بعوض مجلس جُہلا و فساق صحبت اہل صلاح و تقویٰ و علماءِ اہل حق و یقین کا جویان ہوا یہانتک جاذبۂ عشق الٰہی کی نوبت پہنچی کہ ملازمت سرکار ٹونک چھوڑکر مُلکِ خراسان کو چلاگیا اور وہان بمقابلۂ دُرّانیان دادِ شجاعت دیکر شہید ہوا +

وُہی نواب مرحوم تحریر کرتے ہین کہ ٹونک سے اجمیر تک مین ہمراہ رکاب سید صاحب کے تھا اس سفر مین بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ جب فقط مین اور بعض خاص خُدام حضرت کے ساتھ ہوتے تھے تو مین دیکھا کرتا تھا کہ کبھی آپ ایک طرف مخاطب ہوکر سلام علیک کرتے اور کبھی سلام کا جواب دیتے یا کسی سے کچھ ارشاد کرتے یا کسی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ ظاہرا یہ سلام یا سوال و جواب رجال الغیب یا ارواح یا جنّون سے ہوتا تھا کیونکہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ایک گروہ رجال الغیب کا خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ سفر اور حضر مین میرے ساتھ رہتا ہے اور اس گروہ کا عجیب حال ہے کہ جب کسی ملک یا شہر مین ارادہ انتشار اور ترویج ہدایت باریتعالیٰ کا ہوتا ہے تو یہ جماعۂ قدسیہ بہت کثرت کے ساتھ وہان جمع ہوجاتی ہے اور جس ملک مین اللہ رب العزت کو ہدایت کم کرنا مقصود ہوتا ہے تو یہ جماعہ قدسیہ وہان بہت کم جمع ہوتی ہے۔ اور یہ بھی آپ فرماتے تھے کہ دوسرا حال اس جماعہ قدسیہ کا یہ ہے کہ ہمارے مقام کے وقت یہ جماعت ہمارے لشکر سے تھوڑے سے فاصلہ پر اُترتی ہے اور جب ارادۂ الٰہی ہمارے کسی طرف کوچ کرنیکا ہوتا ہے تو یہ جماعت اُسی طرف کو چلنے لگجاتی ہے تب اُنکی روانگی کو دیکھکر مین بھی خود بخود اُس طرف کو چل پڑتا ہون۔ اور یہی وجہ تھی کہ آپ بعض جگہ مہینون تک ٹھیرے رہتے تھے اور پھر یک بیک چلدیتے تھے ؎ یک ذرہ نیست ہیچ جا اختیار ما + در دستِ دیگریست سکون و قرار ما +

اُسی سفر کے ضمن مین صاحب مقالاتِ طریقت لکھتے ہین کہ ایکروز سید صاحب اپنے لشکر سے نکلکر قضائے حاجت کے لئے جنگل کو جارہے تھے اُسوقت آپنے دیکھا کہ ایک سوار اپنے گھوڑے کا زین پوش بچھائے ہوے اُسپر بیٹھا ہوا یہ شعر پڑھ رہا ہے شعر اے صبا گہتے از کوے فُلانے بمن آر + زار و بیمار منم راحت جانے بمن آر + حضرت نے اُس سے پوچھا کہ میان سوار اسکے معنی بھی جانتے ہو۔ اُسنے عرض کیا کہ نہین تب آپنے فرمایا کہ ہم تمکو اسکے معنی سمجھاتے ہین یہ فرماکر اُسکے پاس بیٹھ گئے اور اُسکو اپنی چھاتی سے لگایا اور تھوڑی دیر متوجہ رہے تب وہ اُسیوقت عشقِ الٰہی مین مستغرق و از خود رفتہ ہوکر حقیقی راحت کو پہنچ گیا

صاحب مقالات طریقت یہ بھی لکھتے ہین کہ مفتی الٰہی بخش ساکن کاندھلہ جنہون نے ساتوان دفتر مثنوی مولانا روم کا لکھا ہے فرمایا کرتے تھے کہ ساٹھ برس سے جو ہمنے پیسا تھا (یعنی پڑھا تھا) وہ سب دیا تھا اب سید صاحب کی بدولت کل میدہ ہوگیا۔ یہ مفتی صاحب باوصف اسقدر علم اور فضل کے کہ اس دیار مین آپکا ثانی نہ تھا سید صاحب کی نعلین برداری کو اپنا شرف جانتے تھے۔ صاحب مقالات موصوف یہ بھی لکھتے ہین کہ جیسی شوکت اور منزلت خدا تعالیٰ نے اگلے بڑے بڑے بزرگون کو عنایت کی تھی وہ سب سید صاحب کی ذات بابرکات مین جمع تھی ع آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ٭ سید صاحب اجمیر سے چلکر دہلی پہنچے اور وہان سے سہارنپور وغیرہ میان دوآب کے شہرون مین گشت کرتے ہوئے براہ پانی پت و کرنال تھانیسر ۱۲۴۱ھ ہجری مطابق ۱۸۲۶ء عیسوی مین بارادۂ جہاد اقوام سکھ یاغستان کو روانہ ہوگئے ٭

ایک سیاح پانی پتی کا بیان ہے کہ جب آپ پانی پت مین پہنچے تو مین مرض گٹھیا مین مبتلا ہوکر مدت سے پڑا ہو رہا تھا اپنے بستر پر سے اُٹھ نہین سکتا تھا جب میرے کچھ نصیب چمکے تو سید صاحب سے دوچار ہوگیا اُسوقت آپنے فرمایا کہ اے جوان اُٹھ اور ہمارے ساتھ جہاد کے واسطے چل مین فوراً اُسی وقت اچھا ہوگیا گویا کبھی مریض ہی نہین ہوا تھا اور آپکے ساتھ ہولیا اور بہت سے معرکون مین شریک جہاد رہا۔

مولوی نجم الاسلام صاحب پانی پتی روایت کرتے ہین کہ ایک روز سید صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی بصیرت عنایت کی ہے کہ مین دیکھ کر کہہ سکتا ہون کہ یہ بہشتی ہے یا دوزخی اُسوقت مولوی صاحب موصوف نے پوچھا کہ حضرت مین کس فریق مین ہون آپنے فرمایا کہ تم تو شہید ہوگے چنانچہ موجب اسی پیشین گوئی کے بایام غدر ۱۸۵۷ء عیسوی بعارضۂ اسہال مولوی صاحب کو شہادت نصیب ہوئی اور وَالْمَبْطُوْنُ شَہِیْدٌ کی بشارت مین داخل ہوے ٭

حصۂ دوم

مین آپکے سپاہیانہ اور بہادرانہ کارروائیون کے شروع کرنے سے پہلے آپکی پُرزور تاثیرات کا سبب اور عجائب تعلیمات کے نکات کا کسیقدر یہان بیان کرتا ہون کیونکہ آپکی درویشانہ زندگی کے صدہا واقعات کا یا پلٹ اور تاثیر منقلب ماہیت کو دیکھکر ناظرین کو عجب حیرت ہوئی ہوگی کہ یہ دلکش اور دلربا علم آپنے کس مدرسہ مین سیکھا ہوگا سو اے ناظرین باتمکین تمپر مخفی نرہے کہ اس علم کو علم لدنی کہتے ہین ظاہری تعلیم کو اسمین کچھ دخل نہین اسکا معلم خود خالق ارض و سما ہوتا ہے۔ مثل حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ اور انکے حواریین اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے خلفا اور بہت سے انبیاء سابقین اسی مدرسہ سے تعلیم پاکر پہلے

دنیا مین آچکے ہین جنہون نے لکھو کہا اور کروڑ ہا خلقت کے ابائی دین بُت پرستی کو ایکدم مین چھوڑ اکر موحّد اور خدا پرست بنا دیا تھا - یہ بھی ایک قاعدہ قدیم ہے کہ جس سینہ مین یہ علم آتا ہے وہ سینہ پہلے سے علم ظاہری خصوصًا علم حکمت (یعنی فلسفہ و منطق) سے پاک و صاف ہوتا ہے - اُنکے دلائل منطقیہ طور پر نہین ہوتے - اِس مدرسہ کے متعلمون کی تعلیم کا نرالا ڈھنگ ہوتا ہے اسیواسطے اُنکا ہر ایک لفظ دلنشین مثل تیر دلدوز دلون کو چھید کر دار سے پار ہو جاتا ہے - اِس مدرسہ کی تعلیم یافتون کی زبردست تاثیر کو دیکھکر ہمیشہ دنیا کے لوگ اُنکو ساحر کہتے رہے ہین - اِن بزرگون کا رنگ ڈھنگ سیدھا سادا اور ہر عمل و فعل تکلّف اور تصنّع سے خالی ہوتا ہے - انکے کلام مین اکثر سیدھی مثالین شامل ہوتی ہین جس سے سامعین جلد سمجھ سکتے ہین ایثار یعنی ہمدردی اور خیر خواہی خلائق اُنکے رگ و پے مین سمائی ہوتی ہے - دُنیا و لفریب سے بے رغبت کرنا اور محبت الٰہی کو دلون مین جمانا انکا سب سے اوّل کام ہوتا ہے - سب مورّخ اس بات پر متفق ہین کہ سید صاحب کی زبردست تاثیر اور نصائح دلربا کا یہ رنگ تھا کہ آپکی زبانِ مبارک سے صرف یہ کلمہ سنکر کہ اللہ سے ڈرو" روتے روتے کلیجہ مونہہ کو آجاتا تھا - بڑے بڑے بدکار اور فاسقون کی اُسیوقت کایا پلٹ ہو جاتی تھی - اسی زبردست تاثیر کے سبب سے آپکے مخالف اور اشقیا (باتباع قاعدہ قدیم) آپکو جادوگر کہتے تھے اور آپکے روبرو آنے سے ڈرتے تھے اور کہتے کہ جو کوئی آپکے سامنے جائیگا وہ مسحور ہوکر گرویدہ ہو جائیگا +

مولوی عبدالاحد ابوسعد لکھتے ہین کہ حضرت سید احمد صاحب قدس سرہ کے ہاتھ پر چالیس ہزار سے زیادہ ہندو وغیرہ کفار مسلمان ہوے اور تیس ۳۰ لاکھ مسلمانون نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی اور جو سلسلہ بیعت بذریعہ آپکے خلیفون اور خلیفون کے اسوقت تک تمام روئے زمین پر جاری ہے اُس سلسلہ مین تو کروڑون آدمی آپکی بیعت مین داخل ہوکر اُس بشارت مغفرت کے مستحق ہو چکے ہین +

جب یہ مقدس لوگ تعلیم یافتہ اُس مدرسہ وہبی کے تشریف لاتے ہین تو اُنکے ساتھ آسمان سے برکت نازل ہوکر انسانون کے دلون مین داخل ہو جاتی ہے اُسوقت خود بخود ہر سعادتمند واسطے طلب حق کے جوش ہوتا ہے اور ہر واعظ اور ناصح کے کہنے کو تہِ دل سے سنتا ہے اور ہمت اعمال شاقہ کی اُنکے دلون مین پیدا ہو جاتی ہے - انکی تشریف آوری سے پہلے گو ہزارون عالم موجود ہوتے ہین مگر اپنے علمون کو مثل افسانہ کے سیکھکر بلبل ہزار داستان کی طرح سے چہکتے پھرتے ہین پھر وہی عالم ان بزرگون کی تشریف آوری کے وقت اپنے علمون کی اصل حقیقت پر آگاہ اور ہوشیار ہوکر عمل کو ضمیمہ علم کا اور اخلاص کو نتیجہ فہم کا کرکے سخن آرائی اور تکلف سے بیزار ہو جاتے ہین اور بہت سے زاہد خلوت گزین اور درویشان چلہ نشین انکی تشریف آوری کے وقت اپنے مقاصد مکنونہ پر آگاہ ہوکر اصلاح نفس امّارہ اور حصول رضائے الٰہی کو مدِ نظر کر لیتے ہین اور نام و نشان اور حُبِّ جاہ کو اُسوقت پس پشت

پھینکدیتے ہین۔ اور اِن مُقدسون کے ظہور سے قبل گو واعظان چرب زبان ممبرون پر چڑھکر بہتیری فریاد و فغان کرتے رہتے ہین مگر اثر اُنکا لوگون کے دلون پر جیسا چاہیئے نہین ہوتا اور اُنکے کلام کو افسانہ سے زیادہ نہین سُنتے جب نزول برکت کا زمانہ آتا ہے طلب حق کا ہر کس و ناکس کے دلون مین ولولہ پیدا ہوتا ہے اُسوقت ہر آدمی اُنکے وعظ و نصیحت کو القاءِ سمع اور حضور دل سے سنتا ہے اور ہر محفل مین حق طلبی کا چرچا شروع ہوجاتا ہے صرف اشقیاءِ ازلی ہی اس سعادت سے محروم رہجاتے ہین چنانچہ اس انتشار برکت کو حدیث شریف مین بلفظِ امانت تعبیر فرمایا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْكِتَابِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ (تحقیق امانت یعنی برکت لوگون کے تہ دل مین اُترتی ہے اُسوقت قرآن مجید اور حدیث شریف کے اصل مطلب کو سمجھنے لگتے ہین اسیطرح وقت تشریف آوری سید صاحب کے بھی وہ برکت مصرحہ حدیث نازل ہوئی تب مولوی محمد اسمٰعیل شہید کو تقویت الایمان وغیرہ کتابین لکھنے کی سمجھ پیدا ہوئی اور کتاب و سنّت کو لوگ سمجھنے لگے۔ چنانچہ اُسی برکت کا اثر اسوقت تک اکثر دلون پر برابر چلا آتا ہے اور بعض دل اُس سے خالی ہوتے جاتے ہین ؛

سید صاحب کی تعلیمات بھی مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت سیدھی سادی تھین جنسے عالم و جاہل دونو برابر مستفید ہوتے تھے۔ قرآن و حدیث پر عمل کرنا۔ دنیا سے بے رغبت ہونا۔ اللہ سے محبت پیدا کرنا توحید اور اتباعِ سنّت پر قائم ہونا۔ شرک و بدعت سے بچنا شکر و توکل و تقویٰ مین کامل ہونا۔ آپکی تعلیمات کا خلاصہ اور لُبِ لباب ہے۔ تنبیہ الغافلین مین آپ فرماتے ہین کہ تمام مسلمانون کی خدمت مین عموماً اور جن لوگون نے میرے ہاتھ پر یا میرے خلیفون کے ہاتھ پر اس سلسلہ مین بیعت کی ہے خصوصاً میری یہ عرض ہے کہ اس ناپاک دنیا کی حقیقت کو سمجھ کر اسکے گرد نہ بھٹکین اور ایک ذرہ بھر اُسکی محبت کو اپنے دل مین جگہ ندین اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو ہر حال مین مقدم رکھین اور یہ بھی جان لین کہ اللہ تعالیٰ کی محبت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلنے سے حاصل ہوتی ہے پس اول کلمہ لا الٰہ الا اللہ کو (یعنی سوائے خدا کے کوئی دُوسرا لائق عبادت کے نہین ہے سمجھکر یہ اعتقاد رکھین کہ اولاد وہی بخشتا ہے اور مُرادین وہی پوری کرتا ہے غرض ہر قسم کا نفع و نقصان اُسکے ہاتھ مین ہے سوائے اُسکے کسیکو کچھ بھی اختیار اور تصرف نہین ہے اور محمد رسول اللہ (یعنی محمد اللہ کے سچے رسول ہین سمجھکر کوئی بات یا کام خواہ دینی ہو یا دنیوی خلاف ارشاد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار نکرین ہر امر مین حضرت کے اتباع کو مقدم جانین ؛

مقدمہ صراط المستقیم مین لکھا ہے یہ بات یاد رکھنا چاہیئے کہ ثمرہ شریعت اور طریقت کا اور بنیاد حقیقت اور معرفت کی صرف اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنا ہے چنانچہ حدیث مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا

یعنی اللہ اور اُسکے رسول کی محبت تمام دنیا اور ما فیہا سے بڑھکر ہوے اور آیۂ کریمۂ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ - (یعنی ایمان والے اللہ کی محبت مین خوب ہین) اُسی محبت اور عشق آلہی کا بیان ہے - اگرچہ اِس مسئلہ محبت آلہی پر تمامی صوفیہ کرام بلکہ ساری خلقت متفق ہے لیکن اسمین ایک نکتہ ایسا باریک ہے کہ اِس زمانے کے لوگ اُس نکتہ کو نہین سمجھتے اور وہ نکتہ ایک تمیز اور فرق ہے درمیان حُبِّ عشقی اور حُبِّ ایمانی کے - اِسی ناواقفی کے سبب سے بعض عوام صوفیہ انبیاء علیہم السلام کے حالات کو ساتھ احوال اہلِ عشق اور مواجید کے مطابق نہ پاکر مفت کی سردردی اُٹھاتے ہین اگرچہ یہ دونو طریق یعنی طریق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور راہ اہلِ عشق و مواجید اللہ کی راہون مین سے ہین مگر ان دونو کے حصول کے طریقے اور موئدات اور آثار و ثمرات علیحدہ علیحدہ ہین جیسکہ ایک یونانی حکیمون کا علاج اور ایک ڈاکٹر کا علاج ہے دونو حصول صحت کے طریقے ہین مگر اُنکی نسخے اور مسہلات اور طرق استعمال اور آثار صحت علیحدہ علیحدہ ہین - سو تفصیل اور تمیز ان دونو محبتون کی اسطرح پر ہے کہ مراد عشق اور حُبِّ نفسانی سے ایک قلق اور شورش ہے کہ بسبب نملنے شئے مطلوب اور محبوب کے انسان کے باطن مین پیدا ہوکر تمام قوائے باطنیہ مین سرایت کرجاتی ہے اور انتہا اُسکا ملنا شئے مطلوب اور وصال محبوب کا ہے اور یہ عشق اوّل قلب مین جو مقام تمامی کیفیات نفسانی کا ہے جگہ پکڑ کر پھر سارے باطن مین پھیل جاتا ہے اور آدمی کو دیوانہ اور مجنون بنا دیتا ہے اور جب شئے محبوب ملجاتی ہے تو شعلۂ فراق ٹھنڈا ہوکر کیفیت عشقی زائل ہوجاتی ہے - اور حُبِّ ایمانی یعنی حُبِّ عقلی سے یہ مراد ہے کہ کوئی آدمی کسی شئے کے فوائد اور منافع اور اُسکی طرف اپنے محتاج ہونے پر آگاہ ہوکر اُس شئے کے حاصل کرنیکا شوق اُسکے دل مین پیدا ہوا اور یہ شوق یہانتک بڑھتا ہے کہ تمامی تکلیفین اور مشقتین جو اُسکے حاصل ہونے مین پیش آتی ہین اُنپر آسان ہوجاتی ہین اس سبب سے کہ ہمت کی چُست باندھکر ہر قسم کے حیلے اُسکے حاصل کرنیکے واسطے کرتا ہے اور اختیاراً نہ اضطراراً اسکی طلب مین اپنے کو مٹا دیتا ہے (اور یہ حُب اول عقل مین جو خزانہ معلومات کا ہے جگہ پکڑتی ہے اور جیسے پانی درختون کی جڑ اور شاخون اور پتون اور پھلون مین سرایت کرتا ہے ویسے ہی یہ حُب تمام قوائے باطنیہ مین پھیل جاتی ہے تب جو فکر اور تدبیر عقل مین آتی ہے اُسکے حاصل کرنیکے واسطے کرتا ہے اور طرح بطرح کے ارادے اور ہمتین اُسکی طلب کے واسطے قلب سے اُٹھتی ہین اور ہر قسم کی مشقتین اور ترک مالوفات اُسکے واسطے گوارا کرتا ہے اور نتیجہ حُبِّ عشقی کا زائل ہونا عقل و شعور کا ہے سوائے محبوب کے اور ثمرہ حب ایمانی کا فنا ہونا ہمت اور ارادہ کا ہے کہ وہ جو کچھ کہتا ہے محبوب سے کہتا ہے اور جو کچھ سنتا ہے محبوب سے سنتا ہے اور سوائے حصول رضامندی محبوب کے ہر ایک چیز اُسکو فضول نظر آتی ہے اور چونکہ حب عقلی کا جاے قرار عقل ہے اسواسطے کسی معارض کو اُسمین گنجایش نہین ہے - اور حُبِّ عشقی بمجرد وصال محبوب کے زائل ہوجاتی ہے مگر حُبِّ ایمانی یعنی حُبِّ عقلی وصال

محبوب سے بڑھ کر ہزار گنی ہو جاتی ہے کیونکہ حُبِ عشقی بوجہ نہ ملنے محبوب کے تھی اُسکے ملنے پر زائل ہو جاتی ہے اور حبِ ایمانی بوجہ جاننے فوائد اور منافع اور کمالات محبوب کے اور اپنی احتیاج کے طرف اُسکے تھی اور یہ مطلب مثال مین اور زیادہ تر واضح ہو جاتا ہے کیونکہ بوقت شروع محبت کے صرف علم الیقین تھا اب مثال پر اُن کمالات محبوب کا عین الیقین ہو گیا۔ جب یہ فرق درمیان ان دونو محبتون کے ذہن نشین ہو گیا تو جاننا چاہیے کہ اللہ تعالی نے بعض بندون کو ان دونو محبتون مین سے ایک محبت کے واسطے روزِ ازل سے پسند کیا ہے سو وہی برگزیدہ ازلی ان محبتون کے آثار اور ثمرات اور نتائج سے بہرہ اندوز ہوتے ہین ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ۔ حُبِ ایمانی کے مقامات اور نتائج اور ثمرات کا انتہا نبوت تک ہے اسواسطے اُسکو سلوک راہ نبوت کہتے ہین۔ اور حُبِ عشقی اور اُسکے احوال اور مقامات اور نتائج اور ثمرات کا انتہا حقائق اشیاء قدرت الٰہی مین مُضمحل ہو کر اُسکی معرفت کا حاصل کرنا ہے اسواسطے اُسکو سلوک راہ ولایت کہتے ہین۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ ائمہ طریقت اور پیشوایان حقیقت پہلے قرآن اور حدیث کو تحصیل کر کے اُسکے نتائج اور ثمرات سے متصف ہو کر سلوک راہ نبوت مین پکے ہو جایا کرتے تھے تب اُسکے بعد سلوک راہ ولایت اور عشق کو شروع کرتے تھے ۔

حُبِ عشقی کا بیان

تمہید اسباب تحصیل حُبِ عشقی کی تصویر اسطرح کھینچی ہے کہ آگ جو سب عناصر سے لطیف اور صاف ہے اور جسکا کرہ سب عناصر کے اوپر ہے سارے اجزائے لطیفہ زمین کے جسکو بخار کہتے ہین بلکہ اُس بخار کو اپنے کرہ مین جو سب کے اوپر ہے جذب کرنا چاہتی ہے تاکہ اُس بخار کو اپنے اندر فنا کرکے آثار اور احکام مین ہمرنگ اپنے بنا لے مگر غبار جو تہ بتہ ہوکر مابین کرہ آتش اور خاک کے جمع ہوا ہے اُس بخار کو کرہ نار کی طرف چڑھنے مین روک کرتا ہے تو اس سبب سے بخار اور نار مین مزاحمت اور تعرض واقع ہو کر کڑک اور بجلی حادث ہو جاتی ہے یہانتک کہ اجزائے ناریہ بسبب اپنی شدت اور حدت کے روک کرنیوالی چیزون کو پاش پاش کرکے زمین کی طرف پھینک دیتے ہین یا مابین زمین اور آسمان کے پریشان کر دیتے ہین تاکہ اجزائے لطیفہ ناریہ کو اپنی طرف کھینچ کر لیجائے اور اپنے مین فنا کر لے اسی طرح لفظ مبارک اللہ کا کہ تجلی حق جل و علا کی ہے جب حلق اور زبان اور دماغ و گوش ذاکر کو بذریعہ ذکر جہری کے جو واسطے رفع کرنے وسوسون اور اطمینان خاطر اور رقیق کرنے روح کے صوفیون کے ہان مقرر ہے نور اور سکینہ اور لذتون سے مالامال کرتا ہے اور نیز ذکر سری سے جو واسطے حصول لذات و حلاوت کے اُنکے یہان مقرر ہے بذریعہ خلوت نشینی اور سکوت اور نفرت مخالطت اور ترک کلام ساتھ اُن لوگون کے ذاکر کے وہم اور خیال کو اضمحلال اور پژمردگی حاصل ہوتی ہے تب تنہا اسی لفظ مبارک اللہ سے یا ساتھ ملانے نفی یا کسی دوسری صفت کو طالب اس لفظ مبارک کے مفہوم کا تصور کرکے اُسطرف اپنی طبیعت کو منتقل کرتا ہے اور وہ مفہوم تجلی حضرت حق کی ہے جو سب تجلیون سے زیادہ لطیف اور سب تجلیون سے برتر اور اقرب حضرت حق کے ہے اور چونکہ یہ تجلی یعنی مفہوم اس لفظ مبارک

اللہ کا کہ بسیط محض اور مجرّد بحت ہے اسطرح پر اُسکے ذہن مین قرار پکڑتی ہے کہ بصر بصیرت اُسکی ہر وقت بجانب اُس مفہوم کے لگی رہتی ہے اور اُسکی تمامی قوت دراکہ مثل آنکھ کے اُس مفہوم پر ٹکٹکی لگائے رہتی ہے اور اُسکے ماسوا کی طرف ہرگز التفات نہین کرتی ہیں اسیکا نام اُنکے یہان فکر ہے - پس جب طالب اپنی ہمت سے اس مفہوم مین استغراق قوی حاصل کرتا ہے اور وہ تجلّی اُسکی جان کا پیوند ہو جاتی ہے تو اُسوقت سب سے زیادہ لطیف اجزائے سالک سے کہ وہ روحِ الٰہی ہے اُس مفہوم یعنی تجلّی کے ساتھ مل جاتی ہے تو وہ تجلّی روح کی اصل کی طرف اُسکو کھینچتی ہے - اور روحِ الٰہی جو عالم پاک سے ہے اور جسکی شان مین قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ (یعنی روح رب کا ایک حکم ہے) آیا ہے بسبب بند ہو جانیکے اس جسم خاکی مین اپنی اصل کو بھول گئی ہے اور اُسکے آئینۂ ادراک نے زنگ پکڑ لیا ہے پس جب بسبب نور اس تجلّی کے اُسکے زنگ خوردہ ادراک کو صیقل اور صفائی ہوتی ہے اور عکس کمالات حق کا اپنے اندر دیکھنے لگتی ہے جیسکہ آیا ہے إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ (یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو ہمشکل اپنی تجلّی کے بنایا ہے) تب اپنے اصلی وطن فراموش کردہ کو یاد کر کے اپنے اصل کی طرف ملنا چاہتی ہے اور حظیرۃ القدس کی طرف چڑھنے کا ارادہ کرتی ہے مگر غبار بشریت اُسکے حظیرۃ القدس کو چڑھنے کا مانع ہوتا ہے اُسوقت درمیان روح اور نفس کے مزاحمت واقع ہوتی ہے اس سبب سے شورش اور گرمی اُسکی روحِ طبعی مین پیدا ہو کر طالب دیوانہ اور مستانہ بنجاتا ہے اور عقل اور فکر برباد ہو جاتی ہے اور ایسی حالت مین اکثر وقت قانون شریعت اور ادب سے بھی باہر ہو جاتا ہے اور مجلسون اور مکانون سے اُسکو وحشت پیدا ہو جاتی ہے اور آہ و فغان اور زردیِ رنگ اور اشکباری اُسکو شروع ہو جاتی ہے پس اس کیفیت کا نام عشق ہے اور چونکہ یہ کیفیت روح حیوانی کو حاصل ہوتی ہے اسواسطے اسکا نام حُبّ نفسانی اور عشق رکھا گیا ❊

مؤیدات حُبّ عشقی

عُمدہ مؤیدات حُبّ عشقی کی ریاضت یعنی کم سونا اور کم بولنا اور لوگون سے کم ملنا ہے کیونکہ روح حیوانی کو ریاضت سے رقت اور لطافت حاصل ہوتی ہے اور نیز مؤیدات حُبّ عشقی سے اچھی آوازون اور شوق آمیز قصص اور اشعارِ عشق انگیز کا سننا ہے اور نیز اُسکے مؤیدات سے ہے کہ جن چیزون سے روح طبعی مین کثافت پیدا ہوتی ہے اُنکو ترک کرنا جیسے کثرتِ منام و مداومت بر اغذیۂ کثیفہ ❊

آثار حُبّ عشقی — یہ حُب بالذات یہ چاہتی ہے کہ حجاب بشری کو توڑ کر روحِ الٰہی اپنی اصل تک پہنچ جائے پس اس سبب سے روح طبعی مین شورش اور فراق پیدا ہو کر پھر نہ وہ قانون شرع کی اور نہ قانون ادب کی پابند رہتی ہے اور نہ طالب رضائے حق کی - اور اسکا یہ مطلب نہین ہے کہ ارباب عشق اور مواجید قانون شرع اور ادب کے پابند نہین رہتے اور نہ طالب رضائے مولا اور نہ تابع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلکہ اس بیان سے

مقصد یہ ہے کہ یہ حُب صرف مشاہدہ جمال ذوالجلال مین اپنا اضمحلال چاہتی ہے اور یہ اضمحلال جسطرح پہ حاصل ہو اُسمین خصوصیت کسی قانون اور طریق کی اُسکو نہین رہتی اگر اِس طالب کو گمان حصول اپنے مطلب کا استماع مزامیر اور عشق مجازی اور شغل برزخ اور ترک اذکار اور عبادت مین ہو تو اُسی کی طرف میلان اِسکی طبیعت کا ہوگا اگرچہ بوجہ دینداری وہ اپنے تئین زبردستی ان امور ممنوعہ سے روکے رکھے اِسی حب کے آثار مین سے ہے تفرد اور قطع تعلق کرنا ماسوائے محبوب سے اور تنگدل اور بیزار ہونا کاروبار و اشتغال دنیا سے اور پست حوصلہ ہونا انتظام اور ترتیب امور متفرقہ مثل سیاست مدنی و منزلی و امامت جماعات و اقامت اعیاد و جمعات و ایفائے حقوق اہل قرابت سے اور نفرت کرنا نکاح سے - اور اسی کے آثار مین سے ہے شدت سے تعلق قلب کا ساتھ مرشد کے کیونکہ متعلق اِس عشق کا وہی مرشد ہے چنانچہ بعض بزرگان صاحب اِس عشق نے کہا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ میرے مرشد کے سوا کسی دوسری کسوت اور ہیئت مین تجلی فرمائے تو مین کبھی اُسکی طرف التفات نہین کرونگا - اور اسی کے آثار مین سے ہے کہ علوم اور دیانات ظاہری کی کچھ پروا نہ رکھنا اور نیز اُس علاقہ پر جو ظاہر اور باطن شریعت مین ہے کچھ التفات نہ کرنا +

ثمرات حب عشقی جب بسبب حدت اور شدت کیفیت عشقیہ اور کمال جذب روح الٰہی کے غبار شہادت اور مثال کا سالک پر منکشف ہو جاتا ہے اور پردہ نورانیہ اور ظلمانیہ پھٹ جاتے ہین تو حسب وعدہ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (یعنی جو کوئی میری راہون کی تلاش کرتا ہے مین اُسکو اپنی راہین کھلا دیتا ہون) فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ (یعنی مجھکو یاد کرو مین تمکو یاد کرونگا) مشاہدہ جمال لایزال حضرت ذوالجلال کا ہاتھ آتا ہے اور بفحوائے حدیث اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِيْ (مین اپنے بندہ کے گمان کے نزدیک ہون اور مین اُسکے ساتھ ہوتا ہون جب وہ مجھکو یاد کرتا ہے) بعوض قلق اور اضطراب کے کہ جدائی مین اُٹھایا تھا خلعت مکالمہ اور خوشی اور سرور اُسکو حاصل ہوتا ہے اور اُسکی وحشت اُنست سے بدل جاتی ہے اور مقامات فنا اور بقا کے پردۂ خفا سے ظاہر ہو جاتے ہین اُسوقت دریائے وحدت مین ڈوبکر اُسکی عجیب حالت ہو جاتی ہے اور کلمہ اَنَا الْحَقّ (یعنی مین خود خدا ہون) اور لَيْسَ فِيْ جُبَّتِيْ سِوَى اللّٰهِ (یعنی میرے جبہ مین سوائے اللہ کے اور کوئی نہین ہے) کہنے لگتا ہے - چنانچہ اُسکی مثال یہ ہے کہ جب ایک لوہے کے ٹکڑے کو آگ مین ڈالتے ہین اور آگ چارون طرف سے اُسپر احاطہ کرتی ہے تو اجزائے لطیفہ آگ کے نفوذ کرکے لوہے مین اثر کرکے اُسکو اپنا ہمشکل اور ہمرنگ اور ہم صفات بنا لیتے ہین تب جلانا اور پھونکنا آگ کی خاصیت مین سے ہے اِس لوہے کو حاصل ہو جاتا ہے اور ظاہر مین بھی وہ لوہا آگ کے اتصال سے سرخ ہو کر مثل آگ کے نظر آتا ہے اگرچہ در حقیقت وہ لوہا ہے کہ لوہا ہی ہے لیکن بسبب ہجوم آگ کے صرف آثار اور احکام آگ کے اُسکو حاصل ہو گئے ہین

تو وہ آثار و احکام ابھی تک بھی آگ ہی کے ہین لیکن اگر اسوقت لوہے کو زبان ہوتی تو وہ ضرور پکار اُٹھتا کہ مین وہ آگ ہون جس سے کاروبار طباخون اور لہارون اور سنارون وغیرہ ارباب صنائع کے انجام پاتے ہین پس اسیطرح پر جذب کوشش رحمانی نفس کاملہ اس طالب کو بحر احدیت کی طرف کھینچتی ہے تو پھر یہ مشت خاک مثل پارۂ آہن اپنی اصلیت کو فراموش کرکے کلمۂ اَنَا الْحَق وغیرہ کہنے لگتا ہے۔ کیا تمنے قرآن مین نہین پڑھا کہ خضر علیہ السلام نے کہا تھا وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ (یعنی کشتی کا توڑنا وغیرہ مینے خود نہین کیا) اور جیسکہ حدیث قدسی مین آیا ہے کہ مین اُسوقت اپنے بندے کا کان ہوجاتا ہون کہ سُنتا ہے مجھ سے اور مین اُسکی آنکھ ہوجاتا ہون کہ دیکھتا ہے مجھ سے اور مین اُسکا ہاتھ ہوجاتا ہون کہ پکڑتا ہے مجھ سے اور مین اُسکا پاؤں ہوجاتا ہون کہ چلتا ہے مجھ سے اور مین اُسکی زبان ہوجاتا ہون کہ بولتا ہے مجھ سے مگر یہ بات بہت باریک اور مسئلہ نہایت نازک ہے اِسکے پیچھے پڑنا نہین چاہئے لیکن جب کسی سالک پر یہ باتین ظاہر ہون تو اُس سے انکار بھی نکرے کیونکہ جب وادیِ مقدس مین آگ نے کہا تھا اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ (یعنی مین رب جہانونکا ہون) اگر نفس کاملہ اس اشرف موجودات کا کہ نمونہ ذات الٰہی کا ہے کلمۂ انا الحق کہے تو جائے تعجب نہین ہے ✤

اِس مقام پر پہونچکر ایسے بزرگون سے خرق عادات اور قبول دعوات اور دفع بلیّات بہت ظاہر ہوتے ہین چنانچہ حدیث قدسی مین آیا ہے کہ اگر بندہ (ایسے حال مین) مجھسے کچھ مانگیگا تو مین اُسکو عنایت کرونگا اور اگر وہ پناہ چاہیگا تو مین اُسکو پناہ دونگا۔ اور ایسے بزرگون کے دشمنون پر غضب الٰہی اور وبال نازل ہوتا ہے چنانچہ حدیث قدسی مین آیا ہے کہ جو کوئی میرے دوست سے مخالفت کریگا تو گویا وہ میرے ساتھ جنگ کرتا ہے۔ اور ایسے بزرگون کے ساتھ یہانتک نوبت پہونچتی ہے کہ تمام جملہ موجوات کا صرف بوجۂ ذات واحد باری تعالیٰ کے اُنپر کھلجاتا ہے جیسکہ آیت کریمہ مین ہے هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ؕ اِس مقام کے لوازمات مین سے ہے دوم وحدت وجود کا مارنا اور لب معارف الٰہیہ پر کھولنا ✤ **(بیان سلوک راہ نبوت یا حب ایمانی)**

تمہید۔ اسباب تحصیل حب ایمانی کے حسب ذیل ہین۔ سو جاننا چاہئے کہ آدمی اپنی اصل پیدایش مین چند چیزون پر مفطور ہے سو اُن چیزونکا حاصل کرنا اور اُسکے خلاف سے بچنا آدمی کے اندر امانت رکھا گیا ہے سو اول اور عمدہ اُن فطرتی چیزون کی محبت اور تعظیم منعم کی ہے اور منعم اُسکو کہتے ہین کہ جو کھانے پینے اور پہننے اوڑھنے کو بلا بدل دیا کرے اور ہر طرح سے انعام اور اکرام اور سلوک کیا کرے پس ایسے شخص سے طبعاً ہر آدمی محبت رکھا کرتا ہے اور اُسکے واسطے جان دینے کو تیار ہوتا ہے پس خداوند تعالیٰ جو منعم حقیقی ہے اُسکو

اسکے ماسوا پر ترجیح دینا اور اُسکی نعمتون کا شکر ادا کرنا اور اُسکی رضا جوئی مین مشقتون کا اُٹھانا اور اپنے آرام کی چیزون
کو اُسکی رضامندی کے واسطے ترک کر دینا اور اپنے تئین اُسکے غلامون مین شمار کرنا اور اپنی ذات کو اُسکے مقابلہ
مین ناچیز محض جاننا اور اپنی زبان سے اُسکی حمد و ثنا کرنا اور اپنے اعضا کو اُسکی خدمت مین لگانا اور اپنی گردن
کو بطور شکر بمقابلہ اُسکے احسانون کے جھکانا اور اُسکے احسانون کو قولاً اور فعلاً ظاہر کرنا اور اپنے مرغوبات کو
اُسکی فرمانبرداری مین اُٹھانا اور اپنے ارادون کو واسطے تعمیل احکامات منعم کے محکم اور مضبوط کرنا اور اُسکے
نام پاک اور اُسکے کلام مجید اور اُسکے گھر شریف اور دوسرے شعائر کی تعظیم کرنا - دوسرے اُن فطرتی چیزون
مین سے ایک محبت جواد کی ہے اور جواد اُسے کہتے ہین جو امور نافع کو بلا غرض اور بلا عوض لوگون مین
پھیلائے پس سوائے خداوند تعالیٰ کے اور کوئی جواد مطلق نہین ہے کیونکہ سوائے اُسکے ہر کسیکو امور نافع کے
جاری کرنے مین ضرور کوئی نہ کوئی دینی یا دُنیوی غرض ہوتی ہے - تیسرے اُن فطرتی چیزون مین سے محبت
اور تعظیم صمد کی ہے - اور صمد اُسکو کہتے ہین جو نرادھار (محتاج ہونیوالا سہارے کا) اور بے نیاز ہو اور اُسکے غیر سب
اُسکے محتاج ہون - سو بے نیاز بھی سوائے خداوند تعالیٰ کے کوئی نہین ہے - غرض ان ہر اقسام فطرتی محبت
سے یہ ہے کہ آدمی جس کسی کے اندر صفات منعم اور جواد اور صمد کی پاتا ہے بہ تقاضائے فطرت طبعاً اُسکو دوست
رکھتا ہے اور جب اپنے معبود کے منعم اور جواد اور صمد ہونے پر آگاہ ہوتا ہے اور پردۂ غفلت اُس سے اُٹھ جاتا ہے
تو پھر اُسکی محبت جوش مارتی ہے - چوتھے اُن فطرتی چیزون مین سے ایک محبت اور تعظیم اہل کمال کی ہے
سو کمال بھی سب اللہ پر ختم ہین - اب یاد رکھنا چاہیئے کہ عذاب اُخروی سے آدمی کا نجات پانا اور مدارج عُلیا
کا حاصل کرنا بلا تحصیل محبت اُس منعم حقیقی اور صمد و جواد تحقیقی کے نہین ہو سکتا - سو اللہ رب العزت نے اپنی
محبت کو ذریعہ حصول نجات اور ترقی درجات کا قرار دیکر معرفت اپنے رسولون کے بذریعہ انزال کتب ہمکو
مُطلع کر دیا اور سُبحان اللہ یعنی اللہ پاک ہے اور اللہ اکبر یعنی اللہ بہت بڑا ہے یہ دونو کلمے مُخبر (خبر دینے والا) اُسکے صمدیت اور
نرادھار ہونے کے ہین اور الحمد للہ یعنی سب تعریف واسطے اللہ کے ہے مُخبر اُسکے انعامات کا ہے اور لا الٰہ
الّا اللہ یعنی سوائے خدا کے کوئی لائق عبادت کے نہین ہے جو مُظہر (ظاہر کرنیوالا) اُسکے اکیلا معبود ہونے پر ہے ہمکو تعلیم کر دیا
اور آیات الٰہی جو عالم مین پھیلی ہوئی ہین اور عجائبات جو اجرام علوی اور اجسام عنصری مین موجود ہین خصوصاً
انسانون مین کہ اُنکے ایجاد مین کیا کیا تبدلات اور تغیرات واقع ہوتے ہین یعنی پہلے ماکے پیٹ مین نطفہ
کا قرار پکڑنا اور پھر اُس نطفے سے لہو بنکر جم جانا اور پھر اُس لہو سے ایک گوشت کا لوتھڑا بنجانا اور پھر اُس لوتھڑے
سے ایک تصویر انسانی کا پیدا ہونا اور اُسمین ایک قسم کا رنگ گورہ یا کالا اور اعضائے مناسب اور قوتین
متخالف ظاہر ہونا اور اُسمین جان کا پڑنا اور تا ولادت اُسکو پیٹ کے اندر غذاء مناسب پہنچانا اور روز بروز اُسکو

بڑھانا اور پھر وقت مقررہ پر تین پردے چیر کر اُسکو باہر لانا اور پھر صغر سنی مین پھر اُسکے بعد جوانی مین اور پھر بڑھاپے
مین اُسکو پالنا اور غذا مناسب ہر وقت کے اُسکو پہنچانا جیسے پیدا ہونے سے پہلے ماکی چھاتیون مین دودھ
کا تیار رکھنا پھر اُسکو بڑھانا اور قوت اور ضعف مناسب ہر وقت کے اُسکو عطا کرنا اور اُسپر سے بلاؤنکا ٹالنا
اور اُسکی مشکلون کو حل کرنا اور عاجزون اور بیقرارون اور مظلومون کی دعاؤنکو قبول کرنا اور اُنکی ہدایت
کے واسطے پیغمبرونکا بھیجنا اور کتابونکا اُتارنا اُسکے منعم حقیقی اور جواد اور صمد تحقیقی ہونے پر دلیل قاطع ہین
اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ محبت اُس منعم اور جواد کی اور تعظیم اُس صمد کی اگرچہ امور قلبیہ سے ہے لیکن اقوال
محبت انگیز اور افعال تعظیم آمیز اُس محبت کو دوبالا کر دیتے ہین پس مرد سلیم الفطرۃ جو روز ازل مین اہل سعادت
مین لکھا گیا ہے جب دیکھتا ہے کہ منعم حقیقی میرا نہایت مرتبۂ صمدیت مین اور اعلیٰ مناصب جود مین واقع
ہے اور کامل صفتون سے موصوف اور ہر قسم کے نقصان اور زوال سے پاک ہے اور یہ شخص ہر ساعت
ہر کام مین اُسکی طرف محتاج ہے اور اُسکی نعمتین باوجود کمال استغنائی اور صمدیت کے مثل باران ہر گھڑی
اُس پر برس رہی ہین تو اُس فطرتی محبت کو جو اُسکے اندر امانت ہے ایک جنبش پیدا ہوتی ہے اور سینہ
اُسکا بھر جاتا ہے اور اُس منعم کی محبت اُسکے تہ دل مین پیدا ہوتی ہے تب فعلاً و قولاً اُسکی تعظیم اور ادائے شکر
کرتا ہے اور واسطے حصول اُسکی رضا کے مال خرچ کرتا ہے اور تسبیح و تحمید و تکبیر و تہلیل کو نہایت خضوع اور
تعظیم سے کہتا ہے اور قرآن مجید کو ساتھ کمال تعظیم اور تدبر اور سمجھنے معنی کے پڑھتا ہے اور لذتین اور حلاوتین
اُن ذکرون کی اور خصوصاً قرآن مجید کی اُسکے قلب اور عقل کو مالا مال کر دیتی ہین اور شیرینی الفاظ اور لذت
مضامین اُسکے دلکو شکار کر لیتی ہین اور اُسکا ہوش اور عقل روشن ہو جاتے ہین اور خیالات منتشرہ اور
وساوس پراگندہ اور آرزوئین باطلہ اور قصد گناہ اور محبت غیر اللہ اُسکے دل سے ملیا میٹ ہو جاتی ہے
اور اُسکی عقل اور قلب لگاؤ حیوانی سے پاک ہو جاتا ہے سو یہ کرسالکان راہ نبوت کا ہے اور اُسکو ذکر ایمانی
کہتے ہین پس اس ذکر سے اُس نور کو جو اُسکے اندر امانت رکھا گیا ہے بہت چمک دمک پیدا ہوتی ہے
اور اُلفت اور تعظیم جدید و لذیذ دل ذاکر سے مثل فوارہ جوش مارتی ہے تو مضمون تہلیل (یعنی لا آلہ الا اللہ)
کہ جس سے وحدانیت اور یکتائی باریتعالی کی ثابت ہے ساتھ فضائل ذاتیہ باریتعالی کے دل ذاکر مین قرار پکڑتا
ہے یہانتک کہ ہر موجودات اور کائنات کو جو عالم مین موجود ہین سب کو اُسکی قدرت کاملہ سے بلا واسطہ دیگر
خیال کرتا ہے اور ہر انعام کو جو اُسکو یا دوسرونکو پہونچتے ہین سب کو آثار تربیت بالغہ اُسکے کا بلا حجاب خیال
کرتا ہے اور ہر کمال کو جو موجودات مین چمکتا ہے عکس جمال لایزال اُسکے کا سمجھتا ہے اور ہر نقصان کو بیگانگی
جلال اُسکے سے دور اعتقاد کرتا ہے پس ساعت بساعت بحر عجائب قدرت اُسکی مین غوطہ مار کر سوائے

یادحیرت کے اور کچھ نہین پاتا اور اُسکے انعامات کو دیکھکر سوائے مضمون عجز وخجالت بوجہ عدم ادائے شکر اُسکی نعمتون
کے اور کچھ ہاتھ نہین آتا سو یہ فکر ہے سالکان طریق نبوت کا اور اسکو فکر یا مراقبۂ ایمانی کہتے ہین اور جب
یہ فکر اپنے کمال کو پہونچتا ہے تو الذت شدید نہایت تعظیم کے ساتھ اُسکے تہ دل سے اُٹھتی ہے اور اُسکے تمام
قوائے باطنیہ کو مضمحل کردیتی ہے - اگر اوپر کو دیکھتا ہے تو تمامی آیات عظمت اور انعام اُسکے پاتا ہے اور اگر
نیچے دیکھتا ہے تو سوائے آثار انعام اور عظمت اُسکے کے اور کچھ نہین دیکھتا اور اپنے تئین بمقابلہ ایسے انعامات
کے سراسر قاصر اور ناشکرا جانکر دریائے شرمندگی مین ڈوب جاتا ہے بلکہ اپنے اعضا اور جوارح کو بھی اُسکے انعامات
سے خیال کرکے اُنکی محبت اُسکے دل مین پیدا ہوتی ہے بموجب بیت کے **بیت** نازم بچشم خود کہ جمال
تو دیدہ است + اُفتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است + ہردم ہزار بوسہ زنم دست خویش را + کو دامنت
گرفتہ بسویم کشیدہ است + اور جسوقت اسم مبارک اللہ کا اُسکی زبان سے نکلتا ہے تو تمام باطن اُسکا
عظمت اور حلاوت اُس اسم عظیم سے مثل بید نسیم سحری سے کانپنے لگتا ہے اور اُسکے ہر بُن مُو سے ندائے عجز
واحتیاج خود وآوازہ استغنائی اور بے نیازی اُس ذات پاک کا مثل فوارہ جوش مارتا ہے پس اس اُلفت کو حبّ ایمانی کہتے ہین

مؤیدات حُبِّ ایمانی - سو اوّل اور افضل مؤیدات حُبِّ ایمانی کے اجتبائے اور قبولیت ازلی ہے۔
جسمین استعداد ازلی نہوگی وُہ کبھی اس محبت کی تحصیل کا ارادہ ہی نکریگا دوسرے اتباع شریعت پر نہایت
بڑے استحکام سے دلی جزم کرکے نہایت سرگرمی سے سُنّت پر چلنے کی رغبت اور بدعت سے کمال نفرت اُسکی
تہ دل مین پیدا ہوجائے اور اپنے ظاہر و باطن کو کتاب اللہ اور سُنّت رسول اللہ کا پورا پورا متبع کردے اور
اللہ ربّ العزت کی رضاجوئی پر کمر ہمت چُست باندھے اسطرح پر کہ اپنا جان ومال اُسکی رضاجوئی مین صرف
کردینا اور اپنا کُل مال ومتاع تعمیل احکامات آلٰہی مین وقف کردینا اُسکی عالی ہمت کے سامنے ایک جَو کی
برابر بھی وزن نہ لاوے اور اُسکی خوشنودی کی تحصیل مین ہر عائق ومانع کو ایک ذرّہ کے برابر بھی نہ جانے
اور اُسکے قلب کو اتباع شریعت پر استحکام کُلّی حاصل ہو- اس مقام پر کچھ کثرت عبادت و وِرد و وظائف
وغیرہ مراد نہین ہے بلکہ اصل غرض یہ کہ عقائد شرعیہ پر اُسکے قلب کو طمانیت کلی حاصل ہو اور اوامر شرعی
کی تہ دل سے محبت اور رغبت اور تعظیم اُسکے اندر پیدا ہوجائے اور رضاجوئی حضرت حق مین کسیکی موافقت
اور مخالفت کی کچھ پروا نکرے - تیسرے جانب حق تعالیٰ کو اپنے نفس پر ترجیح دینا جیسے کوئی خوش خوراک اور
چٹورہ آدمی عین شدت بھوک کی حالت مین اپنا خوش ذائقہ اور لذیذ کھانا محض خدا کے واسطے کسی اور بھوکے
کو ایثار کرکے آپ بھوکھا رہنا گوارا کرے اور اسیطرح سخت پیاس کے وقت خود پیاسا مرنا اختیار کرکے اپنے
سرد پانی کا پیالہ خالصاً لوجہ اللہ کسی دوسرے پیاسے کو دیدینا - اور اسیطرح باوجود کثرت رغبت طرفین اور عدم مانع

کے کسی معشوقہ صاحب جمال سے محض بخوفِ الٰہی ترکِ زنا اور مصاحبت کرنا وعلیٰ ہذا القیاس - چوتھے کسی
بھاری موقع پر کوئی فعل بتائید شرع یا زندہ کرنے کسی سُنّت مردہ کے یا مٹانے کسی بدعت کے کرنا یا اعانت
کرنا کسی مظلوم بیکس کا یا لوگون کے اندر صلح اور آشتی کرا کے کسی فساد کو دور کرا دینا یا کسی مذہبی مقدمہ مین ثابت قدم
رہنا یا کسی مقبول خدا کی اعانت کرنا یا کسی ایسے کام مین سعی کرنا جس سے نفع عام ظاہر ہو یا کسی طریقۂ حقہ کی اشاعت
کرنا جیسے تعلیمات احمدیہ +

آثارِ حُبِّ ایمانی - رضاجوئی حضرت حق مین ہمت اور عزیمت کا فنا ہو جانا اور خلقت کو طرف اطاعت
اور فرمانبرداری رب العزت کی دعوت کرنا - اور نتیجہ اُنکے استغراق ہمت اور فناءِ ارادہ کا یہ نکلتا ہے کہ علاقے حُب اور
بغض ماسوی اللہ کے اُنکے دل سے باطل و محو ہو جاتے ہین اور اُنکو پورا توکل ذات باریتعالیٰ پر حاصل ہو جاتا ہے
اور یہ نہ سمجھو کہ مراد اس توکل سے ترک اسباب ظاہری ہے سو یہ ہرگز نہین بلکہ اسباب ظاہری پر اعتماد نکرنا توکل
کی اصل ہے بموجب اس بیت کے **بیت** گفت پیغمبر باواز بلند + بر توکل زانوئے اشتر ببند + دوسرے بلاؤن
اور مصیبتون کے سہنے پر اپنے اندر شجاعت پانا اور یہ بات جنس صبر سے نہین ہے بلکہ صبر سے بہت اعلیٰ ہے کیونکہ
سالک حُبِّ ایمانی کا کام ہمیشہ شکر در شکر ہے اُسکی نوبت کبھی صبر تک نہین پہونچتی بلکہ یہ سالک ہر بلا اور مصیبت
کو بمقابلہ اُسکے ہزار ہا انعام کے از قسم تربیت و تادیب سمجھتا ہے - تیسرے اچھے کھانے پینے اور پہننے اور دیگر حظوظ
نفسانیہ کے ترک کو اپنے کمالات سے نہین سمجھنا اور قصداً اُنکو ترک نہین کرنا اور اگر کسی غرض دینی یا رضاجوئی
مولا مین اُنکے ترک کی نوبت آپڑے تو اُسوقت کمال جرأت سے اُنکے ترک کرنیکو اپنے کمالات سے سمجھتا ہے
ورنہ لذیذ کھانون اور نفیس کپڑون اور دیگر حظوظ نفسانیہ سے صاحب اِس حُب کو ترقی ہوتی ہے + چوتھے
نماز اور دعا اور مناجات مین لذت اور حلاوت کا پانا - پانچوین فوائد متعدیہ کو اپنے نفس کی تکمیل پر ترجیح دینا جیسے
اصلاح مین الناس اور انتظام سیاست منزلی و مُدنی اور خدمت خلق اللہ اور اُنکی تعلیم اور تربیت مین مشقتون
کا برداشت کرنا - چھٹے تقویٰ مین یکتا ہونا اور تقوے سے مراد یہ ہے کہ اپنے نفس کو امرِ الٰہی اور احکام شریعت
کا تابعدار کرنا اور لغو وسوسے جو وضو اور طہارت وغیرہ مین لوگ کرتے ہین تقویٰ مین شامل نہین - اور تقویٰ
کے بھی تین درجے ہین ایک کو اذعان عقلی کہتے ہین یعنی گو مرتکب نواہی کا ہو جاتا ہے مگر اُنکو بُرا جانتا ہے اور
یہ سب سے ضعیف درجہ تقویٰ کا ہے اور جسمین یہ بھی نہو وہ مسلمان ہی نہین - دوسرا اذعان افعالی ہے یعنی
مرتکب نواہی کا تو نہین ہوتا مگر اُنکی خواہش اپنے اندر پاتا ہے - تیسرا اذعان قلبی ہے - یعنی نہ مرتکب نواہی
کا ہوتا ہے اور نہ اُنکی خواہش اپنے اندر پاتا ہے بلکہ نواہی کو دیکھ کر اُسکے بدن مین رعشہ اور دل مین خوف اور دماغ
مین بیہوشی ہو جاتی ہے یہ سب سے اعلیٰ درجہ تقویٰ کا ہے + **ثمراتِ حُبِّ ایمانی** - جب اعلیٰ درجہ کی محبتِ الٰہی

اپنے کمال کو پہونچتی ہے تو رضا جوئی منعم حقیقی کی اُسکے ظاہر اور باطن اور جوارح وقوی کو ساتھ انوار وآثار کے روشن کردیتی ہے توشکر اور توکل اور تقوی اُسکے دل مین جگہ پکڑ لیتا ہے اور توحید افعالی کہ خلاصہ ایمان بالقدر کا ہے اُسکے ذہن نشین ہوجاتی ہے - اور یہ کیفیت اُسپر یہانتک غالب ہوتی ہے کہ تمامی مال و اموال اپنے کو اپنے مِلک سے نہین جانتا بلکہ اپنی عبادت کو بھی محض اُسکے فضل سے جانکر اُسپر بھی کبھی نازان نہین ہوتا اور ساتھ ربوبیت رب الارباب کے سینہ اُسکا کھل جاتا ہے اور آثار محبت الٰہی کے اُسپر ظاہر و باہر ہوجاتے ہین اور تمامی عقائد شرک و بدعت اور الحاد اور کج راہون اور بد طریقون اور افراط تفریط سے اللہ رب العزت اُسکو محفوظ رکھکر طریقۂ محمدی اور دین حنیفی خود تعلیم کردیتا ہے اور انوار رضامندی الٰہی کے اُسپر جلوہ گر ہوجاتے ہین اور پھر خداوند تعالیٰ اُسکو اپنی حمایت اور ولایت مین لیکر خود اُسکی تربیت کرتا ہے ایسے بزرگون کو شرع مین شہید اور حواریین کہتے ہین - ایسے بزرگ اپنی طلب حاجت مین محض دعا اور توجہ بغیب پر عمل کرتے ہین اور اس فرقے سے اہل خدمات مثل اقطاب اور اوتاد کے مقرر ہوتے ہین اور جب یہ بزرگ بعد انکشاف مدعولہ کے کسی چیز کے واسطے دعا کرتے ہین تو ہمیشہ اُنکی دعا تیر بہ ہدف ہوتی ہے - شہید اور حواریین سے بڑھکر مقام ایمان حقیقی کا ہے بعض بزرگوار اُسپر مفطور ہوتے ہین ایسے بزرگون کو صِدّیق کہتے ہین اور یہ فرقہ رضا اور غیر رضا حق کے افعال و اقوال مخصوصہ مین اور صحت اور بطلان عقائد خاصّہ مین اور محمودیت و مذمومیت اخلاق اور ملکات شخصیہ مین اور صلاح اور فساد اور انتظام واجب الحفظ وقائع اور معاملات جزئیہ مین اپنے نور جبلی سے خود معلوم کرلیتے ہین اور طریق اُنکے اخذ کا ایک شعبہ شعب وحی سے ہے کہ اُسکو وحی باطنی کہتے ہین پس رضا حق اُنکی رضا مین اور اتباع حق اُنکے اتباع مین اور غصّہ حق اُنکے غصہ مین منحصر ہوجاتا ہے اور ان دونو یعنی شہید اور صدیق سے بڑھکر مقام نیابت عن اللہ ہے اُنکو مفہمین بھی کہتے ہین اور ان تینون سے برتر مقام موسوم بہ حجۃ اللہ ہے اور ان کُل سے بڑھکر مقام ریاست ادوار و اطوار ہے اور اُنکو فاتحین و خاتمین بھی کہتے ہین اور یہ تینون آخری مقام بالذّات انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہین یا باتباع اُنکے بعض کامل شخصون کو بھی ظلّی اُن مقامات کا عطا ہوتا ہے اسواسطے ان تینون آخرالذکر مقامون کی پوری تفصیل اور تشریح اور اُنکے اسرار مکنونہ لکھنے سے قلم عاجز اور ذہن قاصر ہے +

اور یہہ واضح رہے کہ کشف اور شہود جو مزاولت اعمال اور اشغال سے سلوک راہ ولایت مین حاصل ہوتا ہے اُسمین کافر اور مؤمن اور مشرک و موحّد اور بدعتی و متبع سُنّت سب شریک ہین یعنی جو شخص مزاولت اُن اعمال اور اشغال کی کرتا ہے اُسکو کشف حاصل ہوجاتا ہے جیسے ہندو جوگی وغیرہ ان کشف اور شہود مین اول درجہ کے اُستاد ہوتے ہین لیکن جیسے ان طلسماتی نظارون سے جو کشف اور شہود مین حاصل ہوتے ہین مؤمن کا

ایمان اور عزم اتباع سنت کا بڑھتا ہے ویسے ہی کافر کا کفر اور ملحد کا الحاد اور مشرک کا شرک اور بدعتی کی بدعت بھی اُس سے دہ چند ہو جاتی ہے۔ پس صرف اُس کشف وشہود کو وہ کمال جو انسان سے مطلوب ہے سمجھنا سراسر غلطی ہے۔ اِسی غلطی مین بہت سے مشرک اور بدعتی صوفی پڑکر تباہ ہو گئے۔ طالب کا اول سبق اور پہلی منزل تہذیب اخلاق ہے کیونکہ سب سے زیادہ مانع نزول فیض رحمانی اور عنایات یزدانی کا نفس کے اندر موجود ہونا رذائل اخلاق مثل بخل اور حسد وغیرہ کے ہے سو طالب حق کو چاہیئے کہ اِن سب رذائل دہ گانہ کو اپنے دل سے بالکل دور کرے تا کہ کچھ اُنکا اثر باقی نرہے۔ ؎ خواہی کہ شود دل تو چون آئینہ + دہ چیز برون کن ز درون سینہ + حرص و طمع و بخل و حرام و غیبت + کذب و حسد و کبر و ریا و کینہ + صراط المستقیم مین ان دہ گانہ رذائل کو بطور بیماری کے قائم کرکے ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ علاج بیان کئے ہین۔ جب سالک کے قلب سے یہ رذائل مذکورہ ہمیشہ کے واسطے یکقلم دور ہو جاوین گے تو فضائل دہ گانہ یعنی صبر شکر قناعت وغیرہ بجائے اُنکے متمکن ہو جاوینگے ؎ خواہی کہ شوی بمنزل قرب مقیم + دہ چیز بر نفس خویش فرما تعلیم + صبر و شکر و قناعت و صدق و یقین + عفت و جود و توکل و شجاعت و تسلیم + اور یہ خوب یاد رکھو کہ جب تک کوئی طالب ان رذائل دہ گانہ یعنی بخل اور حسد وغیرہ سے بالکل پاک ہو کر فضائل دہ گانہ یعنی صبر و شکر و قناعت وغیرہ سے متصف نہوگا انعام حق اُسپر کبھی نازل نہو گا خواہ مثالی جنت اور دوزخ اور عرش اور کرسی اور کشف قبور وغیرہ اور ارواح اور ملایک کو دیکھتا پھرے کیونکہ یہ طلسماتی نظارے محض ثمرہ مزاولت اعمال اور اشغال کا ہے تقرب الٰہی سے اُنکو کچھ بھی تعلق نہین ہے + پس جس شخص پر باوجود طے کرنے مراتب سلوک کے آثار عنایت الٰہی کے ظاہر نہون تو ضرور کوئی نہ کوئی رذیلہ ان دسون رذائل مذکورۂ بالا سے اُسکے اندر موجود ہوگا اسواسطے سالک راہ حق کو چاہیئے کہ جسطرح اشغال اور مراقبے واسطے حصول معرفت الٰہی کے کرتا ہے اُسی طرح مراقبے ان رذائل کے دفعیہ کے واسطے بھی کرتا جاے مگر رذائل کا معلوم کرنا اور اُسکے دفعیہ کا تدارک بدون جاننے قرآن و حدیث کے ممکن نہین ہے اسواسطے سالک راہ حق کو لازم ہے کہ پہلے کسیقدر قرآن و حدیث با معنی پڑھ لیوے اور اسطرح پر حقیقت فضائل اور رذائل سے آگاہ ہو کر پھر اُس یاد داشت پر جو طریقہ نقشبندیہ مین مقرر ہے یعنی ہر گھڑی ملاحظہ ذات حضرت حق کا خیال رکھے۔ جب اس ملاحظہ مین پختہ ہو جائے تو اُسکے بعد ملاحظہ تعظیم اوامر شرعیہ اور اُنپر چلنے کا ارادہ اور عزم اور اہتمام نواہی شرعیہ کا اور اُنسے بچنے کا قصد اُس ملاحظۂ اول کے ساتھ ملا کر ہر دم اور ہر جگہ خلوت اور جلوت اور کوچہ و بازار اور مسجد اور خانقاہ مین اور کھانے پینے اور بول و براز اور ملاقات دوستون اور روزگار و معاش کے وقت غرض ہر حال مین اس خیال کو اپنے دل مین قائم کرکے ذرا میلان طرف نواہی شرعیہ کے اُسکے دل مین نگذرے اور اہتمام اوامر شرعیہ پر اُسکے دل کو چستی اور چالاکی اور فرحت اور شادمانی ہر وقت ہوتی رہے اور امر شرعیہ مین بھی خاصکر نماز اور تلاوت و تہجد

کا سب سے زیادہ لحاظ رکھے اور ہر حال مین اُسکے دل کا تعلق نماز کے ساتھ رہے پس جب وقت نماز کا پہونچے یا اذان سنے پھر اُسکی طرف سے غفلت نکرے اور کسی کام کو تہیۂ نماز پر مقدم نہ رکھے جیسے کہ جب کسیکا محبوب اور معشوق آجاتا ہے تو اُسوقت کسی دوسرے کام مین مشغول نہین ہوتا گو ہزارون کام اُسوقت فوت ہو جائین پس حسب فحوائے حدیث قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ یعنی نماز میرے آنکھون کی ٹھنڈک ہے نماز کو موجب راحت اصلی کا سمجھ کر کسی دنیوی کام کو اُسپر مقدم نکرے - پس اسی طرح دوسرے ارکان مثل روزہ اور زکوۃ اور حج اور جہاد کا بھی مثل نماز کے اہتمام کرتا ہے - جب ایک مدت تک اسطرح پر لحاظ رکھے گا تب اُسکی کل عادات عبادات ہو جاوینگی مثلاً کھانا نہ کھاویگا جب تک اُسمین ارادہ اور نیت موجب رضامندی حق کا نہو اور نہ سوئیگا جب تک اُسکا دل گواہی نہ دیگا کہ اسوقت سونا باعث رضامندی خدا کا ہے وعلیٰ ہذا القیاس ؛

چونکہ مامورات اور منہیات شرعی بہت ہین اُنسے واقف ہونیکے واسطے یا تو قرآن مجید کو حفظ کرلے اور اگر حفظ نہو سکے تو مہارت کامل اُسکی تلاوت کی پیدا کرے اور اُسکے ترجمے پر واقف ہوکر بہت تدبر اور تفکر سے تلاوت قرآن مجید کی کیا کرے اور یہ سمجھے کہ تلاوت قرآن مجید کی بہترین عبادات اور سب سے زیادہ وسیلہ حصول تقرب بارگاہ ایزدی کا مثل اسکے ہے کہ گویا وقت تلاوت کے اللہ رب العزت سے بات چیت کر رہا ہے صرف غفلت ایک حجاب اکبر ہے جب وہ حجاب غفلت کا اُٹھ گیا تو اُسکے ساتھ واصل ہوا - بلا سمجھنے معانی کے قرآن مجید پڑھنا یا بجائے قرآن مجید کے وظیفے یا اشغال کرنا یا تسبیح کھٹکانا نادانی سے خالی نہین ہے ؛

اعمال مین چارون مذہبون مروجہ مین سے کسی مذہب کا اتباع کرنا بہتر اور خوب ہے لیکن علوم نبوی کو کسی ایک مجتہد مین منحصر نجانے بلکہ یون سمجھے کہ علم نبوی تمام دنیا مین پھیل کر حسب مقتضائے وقت ہر ایک مجتہد کو پہنچا مگر جب بعد زمانۂ مجتہدین کے بخاری اور مسلم وغیرہ کتب حدیث جمع ہوئین اُسوقت جمعیت علوم نبوی کی ظاہر ہوئی پس جس مسئلہ مین حدیث صحیح صریح غیر منسوخ پائی جاے اُس حدیث پر بلا تامل عمل کرے اور ایسے حال مین کسی مجتہد کا اتباع نکرے اور اہل حدیث کو اپنا پیشوا تصور کرکے دل سے اُنکے ساتھ محبت رکھے اور اُنکی تعظیم کو لازم اور ضروری جانے کیونکہ اہل حدیث حاملان علم نبوی کے ہین اور بوجہ اس خدمت کے اُنکو ایک قسم کی مصاحبت ساتھ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہوکر مقبول نظر اُس جناب رسالت مآب کے ہوے ہین ؛

ہر مسلمان کو دو چیزون سے پرہیز کرنا لازم ہے ایک تکبر سے کہ آدمی اپنے تئین دوسرون سے بہتر اور بلند تر تصور کرے اور یہ خصلت کبر کی ایسی بُری ہے کہ آدمی کو کفر تک پہونچا کر بہنون کا بھائی بند بنا دیتی ہے - دوسرے مسلمانون کی جماعت مین فساد اور خرابی ڈلوا دینا - سوا اس رذیلہ خصلت پر اس زمانہ کے بہت سے مولویون کا

عمل ہورہا ہے جو ذرا ذرا سے فروعی اختلاف پر مسلمانون کی اہانت اور غیبت کرکے انکو مسجدون سے نکلواتے اور ہر وعظ مین اس فساد اور جھگڑے کے شرارے چھوڑتے رہتے ہین ایسے مولوی بدترین خلایق کے ہین - حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نہ خبر دون مین تمکو ایک ایسے عمل کی جو روزے اور صدقے اور نماز سے افضل ہے صحابہ نے عرض کیا کہ کیا ہے وہ یارسول اللہ آپنے فرمایا کہ لوگون مین سے فساد کو رفع کراکر صلح کرا دینا سب سے افضل عمل ہے اور مسلمانون مین فساد ڈلوانا ایمان کو بے زینت کرنا ہے +

اور یہ بھی یاد رہے کہ راہ نبوت اور راہ ولایت مین دراصل کچھ تباین اور تخالف نہین ہے مگر اسکو سمجھنا چاہئے کہ راہ نبوت اصل جڑ اور بنیاد اور پیوند جان سالک طریق رحمانی کی ہے اور حُبّ عشقی اور راہ ولایت قبیل حالات اور ارادات سے ہے سو حُبّ ایمانی اور سلوک راہ نبوت بمنزلۂ بنیاد مکان بلکہ مثل اینٹ اور لکڑی وغیرہ مادۂ عمارت کے سمجھنا چاہئے اور حُبّ عشقی اور طریق ولایت اور اُسکے ثمرات شور انگیز کو مثل گل بوٹے دلکش کے تصور کرنا چاہئے کہ بعد تیاری عمارت کے اُسپر نقش کئے جاتے ہین نہ کہ عمارت سے پہلے مگر اب جاہل فقرا اور نادان سالکین زمانۂ حال نے ثانی کو بجائے اول مقرر کرکے سلوک راہ نبوت کو بالکل ہاتھ سے دیدیا اور شروع ہی سے تحصیل راہ ولایت اور حُبّ عشقی مین پڑکر برباد ہو گئے حالانکہ آمِن ثُمَّ جَاہِدْ (یعنی پہلے ایمان لا پھر مجاہدہ کر) حدیث مشہور ہے +

جو کچھ حالات سلوک سے اوپر بیان ہوے اُسکے دو طریق ہین ایک طریقہ کو طریقۂ اصحاب الیمین کہتے ہین سو اُسکی تفصیل یہ ہے کہ مرد مسلمان اپنے اقوال اور افعال کو شرع سے مطابق کرکے بقدر ضرورت اور فرصت کے تخلیہ اور تحلیہ سے حاصل کرکے امیدوار اجر جزیل کا ہے اور حظوظ نفسانیہ مباحہ اور لذات جسمانیہ جائزہ سے فائدہ اُٹھائے اور جسقدر چاہے مال جمع کرے مگر اُسمین سے حق اللہ اور حق العباد ادا کرتا ہے پس سعی اُسکی مشکور اور وہ بقدر اپنے اعمال کے ماجور ہوگا - دوسرے طریقہ سابقین کا ہے اور یہ لوگ قدر ضروری تخلیہ اور تحلیہ پر اکتفا نہین کرتے بلکہ ماسوی اللہ سے قطع تعلق کرکے بڑی عالی ہمت رکھتے ہین یہانتک کہ اپنے مال وعیال وجوارح واعضا اور مساعی اور اعمال سے بھی قطع تعلق کرکے ان سب کو از آن منعم حقیقی اپنے کا جانتے ہین اور اپنے مال کو اپنے مالک کا مال جانکر اُسکی مرضی کی جگہ پر خرچ کرتے ہین اگر اُنکے سب اعمال کسی کافر متمرد کو دیدیے جائین یا بلا سبب ضبط ہو جائین تو وہ اُسکی کچھ پروا نہین کرتے اور اُنکے دل سے رحمت ربانی وخیر خواہی جمہور انام مثل فوارہ کے جوش مارتی ہے جیسے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کا قول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نقل کرتے ہین کہ وہ ایک شب کو اپنی مناجات مین رو رو کر عرض کررہے تھے

چہ بُوَد ے کہ دوزخ زمن پُرشدے + مگر دیگران را رہائی شدے +

جو کوئی ان مقامات اور حالات اور فضائل سے جو اوپر مذکور ہوئے متصف ہو یا صرف ان حالات کو پڑھکر کچھ فائدہ اٹھائے تو تعظیم و تکریم عاطلین اور غافلین ان فضائل سے بھی کوتاہی نکرین بلکہ حسب حال ہر ایک مسلمان کی تعظیم کیا کرے کیونکہ کوئی مسلمان خدا تعالیٰ کا نام پاک لینے سے قاصر نہین ہے۔ پس فقط اس نام پاک کی جہت سے اُسکی تعظیم تکریم کرنی ضرور ہے اور سوائے اسکے حال آغاز اور انجام اپنے کا بھی ملاحظہ کرے کہ ہر ایک آدمی اول پیدایش مین بے عقل اور ناکارہ محض تھا اور اپنا انجام بھی کسیکو معلوم نہین کہ کیا ہوگا اور نیز اُسکی رحمت عام اور قدرت کاملہ ملاحظہ کرے کہ جسکو چاہے ایک لمحہ مین قطب کر دیوے اور جس کافر کو چاہے ایک دم مین مسلمان کر کے ولی اور مقبول بنا دیوے ؀

جو کچھ تہذیب اخلاق اور تخلی رذائل اور تحلی بفضائل و اصلاح اعمال و عبادات سے اوپر بیان ہوا اُس شخص صاحب عالی ہمت کے واسطے ہے جو طالب رضائے حق ہو کر قبولیت اور عزت و اعتبار بارگاہ الٰہی مین حاصل کرے لیکن مدار نجات کا صرف لا الٰہ الا اللہ ہے کہ اُسکا صدق دل اور درست اعتقاد سے اقرار کرے اور کفر سے محترز ہو گو گناہ کبیرہ اُس سے صادر ہو جاتے ہون لیکن جس کسی نے صدق دل سے کلمہ کہا ہے وہ ضرور نجات پائیگا اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جو کوئی دل سے معتقد اور مُصدّق مضمون کلمہ کا ہوگا لابُد وہ گناہ کو گناہ سمجھیگا اور اُس سے بیزار اور پشیمان ہوگا گو گناہ کو ترک نکرے بلکہ مرتکب اُسکا ہر روز سو بار ہوا کرے مگر خداوند تعالیٰ کو رحیم جانکر گناہ کرنے پر دلیر نہو جائے کہ یہ سب سے زیادہ خراب صورت ارتکاب گناہ کی ہے ؀

قواعد حصول سلوک راہ ولایت

بیان اشتغال طریقۂ قادریہ جنکو سید صاحب نے کسی قدر تغیر تبدل کر کے موجب سہولت سلوک اور سرعت حصول مطلب کر دیا ہے (ذکر) اوّل قبلہ رو مثل نماز کے بیٹھکر ذکر یک ضربی اسطرح پر شروع کرے کہ لفظ مبارک اللہ کا بہت اونچی آواز سے وسط سینہ سے نکالکر اپنے منہ کے سامنے ضرب کرے اور وقت تلفّظ کرنے اس لفظ کے ایسا خیال کرے کہ ہمراہ اس لفظ مبارک کے ایک نور اُسکے منہ سے باہر نکلا بعد تمام ہونے ضرب مذکور کے ایک آواز دراز بطور آواز گھڑیال کے خیال مین جائے پس اس پچھلی خیالی آواز کو زیادہ کھینچتا جائے اور اُسکے ساتھ ہی اُس خیالی نور کو بھی بڑھا کر شکل نورانی چادر کے اپنے موہنہ کے سامنے سے سر پر لے آئے کہ تمام بدن پر سر سے پاؤن تک وہ چادر نورانی چھا جائے پھر اُس خیالی آواز سے سکوت اور خاموشی اختیار کر کے ایسا سمجھے کہ وہ چادر نورانی اُسکے موہنہ سے داخل ہو کر وسط سینہ مین جمع ہو گئی اور پھر چند بار تکرار کرنے سے نوبتہ ہو کر سمائے تمام جسم کے وہی نور قایم ہو گیا۔ اور اس سکوت مین اپنا لحاظ ذات بحت کی طرف متوجہ کرے اور اسکی مشق بار بار کرتا جائے یہانتک کہ قابو مین آجائے۔ جب ذکر ایک ضربی مین مزاولت ہو جائے

تو بطریق مذکور ذکر دو ضربی شروع کرے اور اُسکا طریق یہ ہے کہ بطور نماز کے قبلہ رو بیٹھکر لفظ مبارک اللہ کا وسط سینہ سے نکالکر بہت زور کے ساتھ داہنے زانو مین ضرب کرے اور مثل سابق اُسکے پیچھے ایک آواز خیال کرکے آہستگی سے اُسکو داہنے مونڈھے تک لیجاکر وسط سینہ تک پہونچا دیوے اور خیال کرے کہ ایک نور ہمراہ اس لفظ کے نکل کر زانو اور پہلو اور شانہ اور دست راست کو تمام نور کر گیا یعنی یہ سب اعضا باطل ہو کر بجائے اُنکے نور قایم ہو گیا پھر تھوڑی دیر سکوت کرنے سے جب یہ خیالی نور خوب قائم ہو جائے تو اس لفظ مبارک کو ہمراہ اُس نور کے وسط سینہ سے تا بشانہ راست لیجا کر اپنے قلب پر بہت زور سے ضرب کرکے خیال کرے کہ جو نور جانب اعضائے راست پر محیط ہوا تھا قلب مین اُتر گیا پھر تھوڑے سکوت کے بعد یہ خیال کرے کہ وہ نور جو قلب مین اُتر گیا تھا اُسکے سارے بدن پر چھا گیا + اسکے بعد ذکر سہ ضربی ہے کہ چار زانو بیٹھکر بقاعدۂ مذکورۂ بالا ایک ضرب داہنے اور ایک ضرب بائین اور تیسری ضرب قلب پر مارے - اسکے بعد ذکر چہار ضربی ہے کہ بطریق مذکورۂ بالا چار زانو بیٹھ کر ایک ضرب جانب راست دوسری جانب چپ تیسری ضرب جانب قلب اور چوتھی اپنے منہ کے روبرو مارے اور ان ضربون کے ساتھ یہ ملاحظہ کرنا چاہئے کہ نور ہمراہ ان لفظون کے نکلکر نیچے کی طرف سے بڑھتا ہوا اُس شخص کے سارے بدن کو اپنے مین غرق کر گیا بلکہ بجائے بدن کے یہ شخص نور ہی نور ہو گیا - غایت اس ذکر کی یہ ہے کہ اثر ذکر اسم ذات باری تعالی کا تمام بدن پر اجمالاً و تفصیلاً محیط ہو کر بشریت تمام بدن سے عموماً اور اعضائے مذکورہ سے خصوصاً خارج ہو جائے اور فنائے جسمانی کی ایک تمہید قائم ہو جائے کہ حبس سینے ذکر ہمراہ فکر کے مخلوط ہو کر ذکر سے فکر مین انتقال کرنیکو اقرب و آسان ہو جائے - پس جب آثار اذکار چارگانہ کے ظاہر ہو جاوین تو فکر یعنی مراقبہ مین مشغول ہو جائے +

(فکر) سب سے اوّل مراقبہ وحدانیت کا ہے اور طریق اُسکا یہ ہے کہ وحدانیت حق تبارک و تعالی کی کہ وہ لاشریک لہٗ ہے ہر جگہ لحاظ کرے کہ ہر دم ہر مکان مین وہی ذات پاک یگانہ ہے مگر ہر چیز کو نفی کرکے بجائے اُسکے صرف وجود حق تعالی کا نہ سمجھے اور نہ وجود حق تعالی کو عین اُن چیزونکا خیال کرے بلکہ اُسکے وجود کو یگانہ غیر تمام اشیا کا ہر جگہ تصور کرے یعنی نہ اُس چیز کو بالکل نفی کرے اور نہ عین حق جانے بلکہ حق تعالی کو مثل لفظ ہست اور لفظ ہستی کے خیال کرے کہ نہ کوئی چیز اُس لفظ سے خالی ہے اور نہ یہ لفظ عین کسی چیز کا ہے - پس جب مراقبہ وحدانیت مین مشق ہو جائے تو مراقبہ صمدیت کا شروع کرے - اُس مراقبہ کی ابتدا اجمالاً یہ ملاحظہ کرے کہ ہر چیز اُسکی طرف محتاج ہے اور وہ کسی شیئے کا محتاج نہین بلکہ ہر شئے سے مستغنی ہے اور اُسکی انتہا یہ ہے کہ اپنی احتیاج امور معاش اور معاد مین شرح وار نہایت محبت اور الفت اور نہایت تفرع اور عجز سے ملی ہوئی اسطرح خیال کرے کہ مین ہر چیز مین اُسکا محتاج ہون اور میرا کوئی کام بدون

اُسکی عنایت کے سرانجام نہین پاتا اور یہانتک اس خیال کو بڑھائے کہ اُسکو ایک محبت اور الفت اور راہ جناب کبریائی مین اسطرح پر ثابت ہوجائے کہ جان ومال وآبرو وعزت اُسکی مرضی کی جگہ بلکہ اُسکے نام پر لُٹا دینا اُسپر آسان ہوجائے اور اُسکو موجب کمال افتخار اور عزت کا خیال کرے - اس مراقبے مین معنی آیت اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (یعنی تجھی کو عبادت کرتے ہین ہم اور تجھی سے مدد چاہتے ہین ہم) کے خوب ثابت اور متحقق ہوجاتے ہین - اور اس مراقبے کے ثمرات سے ہے کہ باوجود کثرت افعال و اقوال کے اِس مراقبہ کرنے والے کو انکشاف توحید باریتعالی کا ہوکر صرف ایک ہی فاعل اور ایک ہی مؤثر کہ وہ ذات فاعل حقیقی کی ہے ہر فعل اور ہر جنبش اور سکون مین ظاہر ہوجاتی ہے - اِسکے بعد مراقبہ شغل دورہ کا کرے اور ارکان اُس شغل کے چار اسم صفات باری تعالی کے ہین یعنی سمیع و بصیر و قدیر و علیم - ان ہر ایک کے ساتھ اسم ذات یعنی لفظ مبارک اللہ کو بھی ملالیوے پس بطور مراقبے کے بیٹھکر خاطر کو جمع اور دل کو حاضر کرکے اپنے خیال مین کہے کہ اللہ سمیع ہے اور اُسکو ناف سے کہ لطیفہ نفس کا ہے وسط سینہ تک کہ مقام لطیفہ سر کا ہے لائے اور ایسا جانے کہ اُسکی سمع جمع ہوکر ہمراہ ذکر مذکور کے ناف سے وسط سینہ تک پہونچیگی - اور اگر ناف سے وسط سینہ تک روح کا لیجانا مشکل ہوجائے تو ایسا خیال کرے کہ روح درمیان ان دونو اسم یعنی اللہ اور سمیع کے اسطرح پر ہے کہ لفظ اللہ اوپر سمیع نیچے اُسکے ہے پس اس تدبیر سے انتقال سمع کا ان اسمون کے ہمراہ آسانی سے ہوجائیگا - اسکے بعد روح کو اللہ اور بصیر کے ہمراہ بطریق مذکورہ بالا لطیفہ اخفی تک کہ مقام اُسکا سر مین محاذی تالو کے ہے پہونچائے - اُسکے بعد اللہ اور قدیر کے ساتھ لطیفہ اخفی سے چہارم آسمان تک روح کو لیجائے - اِسکے بعد اللہ اور علیم کے ہمراہ آسمان چہارم سے عرش معلّی تک پہونچادے - اور چاہیے کہ آسمان چہارم اور عرش معلی پر روح کو بقدر آدھی گھڑی یا ایک گھڑی کے جسقدر ممکن ہو ٹھیرائے رکھے اور وہان دائین بائین روح کو دورہ کرائے اور یہ بھی یاد رہے کہ کبھی کبھی روح کو ان مقامون پر ٹھیرنا دشوار ہوجاتا ہے اور مثل کسی سنگین چیز کے نیچے کو گرنے لگتی ہے سو اُسکا علاج یہ ہے کہ بروقت چڑھنے روح کے جو آسمانون مین سوراخ ہوگیا تھا اُسکو اپنے خیال سے بند کرتا جاے تاکہ روح وہان ٹھیر سکے پھر اُن مقامات عالی سے ترتیب وار لطیفہ نفس تک اُترآئے اور آہستہ آہستہ اُسمین مشق پیدا کرکے اُسکو بڑھاتا جائے تاکہ اُسکے آثار ظاہر ہوجائین اور اُسکے آثار مین سے ہے کہ روح ذاکر مین نورانیت پیدا ہوجائے اور ملاقات ساتھ ارواح انبیا اور اولیا اور ملائکہ کے ہونے لگے اور سیر جنت و دوزخ اور سدرۃ المنتہی و بیت المعمور اور لوح محفوظ اور کشف وہانکے وقائع کا نصیب ہوجائے - اور اِس واسطے وہان روح کو ٹھیرانا اور ادھر اُدھر پھرانا چاہیے - اور وہانکے عجائب کو دیکھنا مختلف طور پر ہے ہر آدمی بقدر اپنی استعداد اور حال کے دیکھتا ہے اور ہر وقت ملاقات ارواح اور ملائکہ کی بات چیت بھی اُنس سے ہوتی ہے - اور بعد مشق اس مراقبے کے روح کو لطافت اور قرب اور اُنسیت ذات باری تعالی سے

ہوجاتی ہے اور جسم سے بیگانگی حاصل ہوکر اُسمین نورانیت پیدا ہوجاتی ہے جس سے اب اگلی منزل شغل نفی
مین مدد ہوکر وہ آسان تر ہوجاویگی - ہرچند روح بشری قابل چڑھنے عالم قدس اور آسمانون کے نہین ہے
لیکن ذکر الٰہی اُسکا رہبر ہوکر جہان روح کے جانے کی طاقت نہین ہے وہانتک اُسکو پہونچا دیتا ہے - اِسکے
بعد شغل نفی شروع کرے حسب فحوائے آیت کریمہ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (یعنی اللہ نور ہے آسمانون
اور زمین کا) مثل وجود و ہستی باری تعالیٰ کے جیسا کہ مراقبہ وحدانیت مین بیان ہوا اُسیطرح پر انوار الٰہی کو بھی
ہر مکان مین موجود سمجھے کیونکہ اُسکے وجود کو انوار بھی لازم ہین جہان اُسکا وجود ہے وہان انوار الٰہی کا ہونا
بھی ثابت ہے گو کہ انوار ہر جگہ موجود ہین لیکن قوت درّاکہ انسان کی بسبب خیالات اشیاء کثیفہ ظلمانیہ
کے کہ وہ اجسام فلکی اور عنصری ہین اُسکے معلوم کرنے سے محروم ہے اسواسطے اُن خیالات مذکورہ سے
پاک و صاف ہونا چاہئے تاکہ اُسکو انوار الٰہی معلوم ہون پس جب اُسکا آئینہ اور اک زنگ خیالات مذکورہ
سے صاف ہوگا تو پھر انوار الٰہی ہر جگہ موجود ہین اور طریقہ اُنکے پاک اور صاف کرنیکا یہ ہے کہ پہلے شغل
نفی کرے اور اپنے خیالات سے اشیاء کے نیست کرنیکو نفی کہتے ہین اگرچہ فی الحقیقت نہ کوئی شئے ہے
اور نہوگی اس سبب سے نیست کو نیست جاننا ایک خیال باطل ہے کیونکہ جو کچھ موجود ہے وہ سب اُس مالک
حقیقی کی ایجاد سے موجود ہے اسلئے باوجود اُسکے پاک ہونے کے ایک ربط خاص ہر ایک چیز موجودہ کے
ساتھ اُسکو حاصل ہے پس اِس صورت مین نفی وجود اُن اشیاء کی فی الواقع ممکن نہین ہے مگر اس مشق نفی سے
محض اپنی قوت دراکہ کا صاف کرنا ہے گو نفی کرنا تمام عالم کا ایک دشوار بات ہے مگر ان سب سے زیادہ دشوار
اپنے وجود کی نفی کرنا ہے اسواسطے اول تمام عالم کی نفی کرکے پھر اپنے بدن کی نفی کرے اور بدن مین جس
عضو کی نفی کرنا دشوار ہو اُسی عضو سے اسطرح پر نفی شروع کرے کہ کلمہ لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا فَاعِلَ اِلَّا
اللّٰهُ کے معنی سمجھکر ساتھ قوت خیالی کے اُس جگہ ضرب مارے تو فورًا اُسکی نفی ہوجاویگی اور جب شغل نفی کی
مزاولت خوب ہوجائے تو اُسکے بعد شغل یادداشت شروع کرے اور اُس شغل کی حقیقت یہ ہے کہ ہروقت
بیٹھنے اُٹھنے اور کھانے پینے اور کام کاج کے وقت اپنا التفات طرف اُس ذات بیچون و بیچگون کے رکھے
یہانتک کہ کوئی امر مانع اُسکے التفات کا نہو اور بعد ملکہ یادداشت کے حق یادداشت کو اُسکے ساتھ ملا لیوے
اُسکے بعد شغل نفی النفی اور فناء الفناء کا شروع کرے بعد اتمام نفی کے دو صورت پیش آتی ہین کبھی توحید
صفاتی اُسپر کھلجاتی ہے اور گاہے انوار رنگا رنگ اُسکو نظر آنے لگتے ہین اور یہی صورت حصول راہ مقصد
طالب کی ہے اور وہ انوار ذات بحت حق جل و علا کے ہین اور جس کسیکو بعنایت الٰہی یہ سب پردے طے
ہوجائین تو بمقام معرفت ذات بحت کے پہنچ جاتا ہے اور وہان پہونچکر حالات عمدہ اور اطوار مختلفہ اُسکو پیش

آتے ہین چنانچہ اسکا نام سیر فی اللہ اور حسب منطوق کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ وہان پہونچکر جدے جدے تماشے قدرت الٰہی کے اُسپر جلوہ گر ہوتے رہتے ہین +

اشغال طریقۂ چشتیہ +

جنکو سید صاحب نے بطرز جدید موجب قوت اثر و سرعت ظہور فوائد بہ ازمنۂ قلیلہ اور آسان کر دیا ہے +

(ذکر) باوضو دوزانو بطور نماز کے بیٹھکر اول فاتحہ بنام اکابر اُس طریق کے یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما کے کرکے بتوسط ان بزرگون کے جناب باری مین نہایت عجز اور زاری کے ساتھ دعا کشود کار خود کرکے ذکر دو ضربی شروع کرے اور طریقہ اُسکا یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ کا دو بار متصل کہے اور بہت زور سے اُسکو سینہ سے نکالکر شدت اور مد کے ساتھ کہے اور آخر کو اول سے زیادہ جہر اور شدت اور مد اور قوت مین زیادہ کرے - پہلے لفظ اللہ کے ساتھ خیال کرے اور ایک نور اُسکے سینہ سے نکلکر اُسکے لب پر پہنچکر ٹھیر گیا اور دوسرے لفظ کے ساتھ ایک اور نور نکلا اور دونو نور جمع ہوکر اور اُسکے مونہہ سے نکلکر اُسکے سر پر جا پہنچے پھر یہ خیال کرے کہ وہ نور اُسکے سر پر ایک ہاتھ اونچا ٹھیرا ہوا ہے - اسوقت اِس ذکر کو حضوری دل سے بار بار کہے اور حضوری کے واسطے یہ خیال کافی ہوگا کہ یہ اسم مبارک اُس ذات پاک کا ہے اور وہ اپنے اسم کے ساتھ ہر دم اور ہر جگہ موجود ہے - پس یہ ذکر اتنی کثرت سے کرے کہ گویا وہ نور مثل چتر کے اُسکے سر پر قایم ہوگیا اور پھر وہ نور تو بتو ہوکر اُسکے بدن پر پہنچا اور اُسکا تمام بدن اُسمین گم ہوگیا - جب ذکر دو ضربی مین مشق ہوجائے تو دوسرا ذکر اِلَّا اللہ کا بطور مذکورۂ بالا ساتھ قوت اور شدت اور جہر کے کرے مگر اتنا فرق ہے کہ اس کلمہ اِلَّا اللہ کو پیچھے کی طرف درمیان دوزانو کے ضرب کرے اور جیسے ذکر اول مین نور کو اوپر کی طرف خیال کیا تھا اسمین نیچے کی طرف خیال کرے اور پھر اِسکو بھی نیچے سے اوپر لیجائے تا کہ دونو نور بمنزلہ ایک ستون نورانی کے کہ اُسمین اُسکا سارا بدن گم ہوگیا ثابت ہوجائے - جب اِس دوسرے ذکر مین مشق کامل ہوجائے تو تیسرا ذکر آہستگی اور ملائمت سے شروع کرے - اس ذکر مین بلا شدت اور جہر کے لفظ مبارک اللہ کا بار بار کہکر یہ خیال کرے کہ اُس نور مین جو بجائے اُسکے بدن کے قائم ہورہا ہے اس ذکر خفی سے بطور جھاڑو کے گردش ہورہی ہے تا کہ اگر اُس نور مین کچھ کدورت ہو تو صیقل ہوکر صاف ہوجاے اور چمکنے دمکنے لگے - پس جب اِس صیقل سے وہ نور اسقدر صاف ہوجائے کہ اُسکی شعاعین ہر طرف سے دُور دُور پڑنے لگین اور اُسکی صفائی اُسکے قابو مین آجائے تو پھر چوتھا ذکر شروع کرے - اور چوتھا ذکر نفی اور اثبات کا ہے اور اُسکو ساتھ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے اسطرح کرے کہ پہلے لفظ لَا کو اپنے خیال مین کھینچکر محیط زمین و آسمان کا کرے اور یہ تمام دو ذکر کے لفظ اللہ کو اپنے اندر تمام کرے اور شروع مین لفظ لا کو اپنے مونہہ کے سامنے بہت وسیع اور پھیلا ہوا خیال کرکے عرش مجید تک پہنچا دے اور پھر

اُسکو اسطرحپر متحرک تصور کرے کہ تمام عالم کو جنبش اور حرکت دیتا ہوا بطور دائرہ کے ہوکر پھر اپنے مقام مین پہنچا پھر ساتھ لفظ اِلّا اللہ کے بجانب فوق بالائے عرش مجید کے ضرب کرے اور بوقت کہنے لفظ لاالٰہ کے نفی معبودیت ہر چیز کی اور نیز نفی اپنے وجود اور تمامی کائنات کی اپنے خیال مین مضبوط و مستحکم تصور کرے اور بوقت ضرب الّا اللہ کے اشارہ بذات بحت باریتعالی کے کرے کہ حسب اشارہ آیہ کریمۂ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی (یعنی رحمٰن طرف عرش کے متوجہ ہوا) اس ذکر کو بار بار کرنے سے نور اُس ذات بحت کا بالائے عرش مجید سے بہت کثرت کے ساتھ مثل دریائے زخار کے جوش مارتا ہوا آکر تمام عالم کے محیط ہوجائیگا بلکہ جسطرح ذکر اول مین فقط جسم ذاکر کا گم ہوا تھا اسمین تمام عالم گم ہوجائیگا - پس جب اِس ذکر مین مشق کامل ہوجاے تواب طرف منزل مقصود کے انتقال کرنیکا ارادہ کرے اور طریق انتقال کا یہ ہے کہ اِس ذکر کو چھوڑکر اُسی نور مین جو عرش سے نکلکر تمام عالم کا محیط ہوا ہے اسطرحپر مراقبہ کرے کہ وہ نفی جو نور آمدہ عرش سے ہوئی تھی اِسکے قابو مین آجاسے مگر پہلے بدون لحاظ اُس نور کے نفی اپنے جسم اور نفی تمام کائنات کی اُسپر آسان ہوجائے گوکہ نفی اُس نور سے علیحدہ نہین ہوتی لیکن طالب کو چاہئے کہ نفی کو اپنا اصلی مقصد سمجھکر شغل نفی کو مستحکم اور مضبوط کرلے کیونکہ بعد مستحکم ہوجانے شغل نفی کے یا توحید صفاتی اُسپر ظاہر ہوجاویگی یا انوار آلہی اُسپر ظاہر ہوجائینگے اور اُن انوار کا ظاہر ہونا ہی منزل مقصود تک پہنچنا ہے پس یکے بعد دیگرے اُن پردہائے نور کو طے کرتا ہوا پردہ بے رنگی تک پہنچ جاوے اور جب پردہ اخیر سے پار ہوگا تو وہی وصول ذات بحت باری تعالی کا ہے جس سے منتہائے سلوک کا متحقق ہوجائیگا +

واسطے کھلنے حالات آسمانون اور ملاقات ارواح اور فرشتون اور سیر دوزخ اور جنت اور معلوم کرنے وہانکے حقائق اور مطلع ہونے لوح محفوظ پر یاحیُّ یاقیُّوم کا ذکر اسطرح پر کرتے ہین کہ لفظ یاحیّ کو درمیان سینہ سے اپنے لب تک لاتے ہین اور اپنی روح کو اُسکے نیچے چھپان کرکے پھر لفظ یاقیوم کو سینہ سے نکالتے ہین اور چونکہ اس لفظ اخیر کا تلفظ متصل پہلے لفظ کے واقع ہوگا تو ضرور ہے کہ اثر اِن دونو اسم مبارک کا جمع ہوکر قوت پکڑے پس اِن دونو لفظون کے بیچ مین روح کو رکھکر عرش تک پہنچادے اور وہان پہونچکر تھوڑا توقف کرکے اِدھر اُدھر اور سیر کرے اور جب چاہے ساتھ مدد ذکر خیالی یاحی کے تہیہ انتقال کا اُس جگہ سے کرے اور بمصاحبت یاقیوم کے تدریجاً اپنے مکان پر واپس پہنچ جائے +

واسطے کشف قبور کے سُبُّوحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ مقرر ہے اور طریقہ اُسکا یہ ہے کہ ساتھ اسم سبوح کے ناف سے لطیفہ اخفی تک پہنچ جائے اور ساتھ اسم قدوس کے بالائے عرش مجید کے پہونچکر ساتھ اسم رب الملائکۃ والروح کے وہانسے انتقال کر آئے اور بطور ضرب کے دلپر مار کر دل کے اوپر کے دروازے سے اخل

ہوکر نیچے کے دروازہ سے نکالکر قبر کی طرف متوجہ ہو۔ اور اگر ایکبار مین یہ مدعا حاصل نہو تو ساتھ حضوری اور توجہ اور التجا و زاری کے کوشش کرتا رہے امید ہے کہ بفضل آلہی کشف قبور کا مطلب حاصل ہوجائیگا ناواقف لوگ اس کشف قبور کو سبب قرب آلہی کا جانتے ہین اور فی الحقیقت وہ موجب دوری کا ہے

اشغال طریقہ نقشبندیہ جنکو سید صاحب نے آسان اور سہل الحصول کر دیا ہے

طالب کو پہلے قیام لطائف ششگانہ کے معلوم کرنے چاہئین۔ سو لطیفہ قلب زیر پستان چپ اور لطیفہ روح زیر پستان راست اور لطیفہ سر ان دونو لطیفون کے بیچ مین وسط سینہ پر اور لطیفہ نفس عین ناف مین اور لطیفہ خفی پیشانی پر جہان ماتھا ختم ہوکر بال شروع ہوے اور لطیفہ اخفیٰ تالو کی جگہ جہان بچون کے سر مین حرکت ہوتی ہے واقع ہین۔ اس ترتیب سے ان لطیفون کو ایک دوسرے کے بعد ذاکر کرے اور انکا ذکر اسقدر ہونا چاہئے کہ طالب خود اُس ذکر کو معلوم کر سکے اور سکھلانے والے کو چاہئے کہ اپنے لطیفون کو ذاکر کرکے ہمت تمام طالب پر القا کرے اور نہایت عجز و زاری سے اُنکے ذاکر ہونے کی خداوند تعالیٰ سے دعا کرے اوّل ایک حرکت مثل حرکت نبض کے مقام لطیفہ پر محسوس ہونے لگیگی اُسی حرکت کو اللہ اللہ کی آواز خیال کرے۔ اوّل ہر لطیفہ کو جداگانہ ذاکر کرکے پھر ایکبارگی کُل کو ذاکر کرے کہ سب کا ذکر ایک ہی وقت مین معلوم ہونے لگے اور اُسمین ایسی مشق ہو جاوے کہ جب چاہے بلا تکلف اُنکو ذاکر کر لے۔ چونکہ ہر ایک لطیفے کے واسطے ایک نور مقرر ہے پس وہ نور بذاکر پر ظاہر ہونے لگیگا۔ پس جب ذکر لطائف مین مشق ہوجائے تو حبس نفس کے ساتھ نفی اور اثبات کا شغل شروع کرے اور طریقہ اس شغل کا یہ ہے کہ مؤدب دوزانو رو بقبلہ بیٹھکر اپنے دم کو بند کرے اور زبان کو تالو سے لگاکر لفظ لا کو لطیفہ نفس (مقام ناف) سے کھینچے اور لطیفہ سر اور لطیفہ خفی پر تھوڑا توقف کرکے لطیفہ اخفیٰ پر جا پہنچے اور الٰہ کو لطیفہ اخفیٰ سے کھینچکر لطیفہ روح پر متوجہ ہو اور الا اللہ کو لطیفہ قلب مین ضرب کرے۔ مگر ان حرکات خیالیہ مین حرکت ظاہری کسی عضو پر مثل سر اور مونہہ اور لب اور زبان کی نہونے پاوے اور اس شغل کو بعد طاق عمل مین لایا کرے جیسے ایکبار ذکر کرکے پھر نفس کو چھوڑ دے اور بعد اطمینان اور قرار نفس کے دوسری بار یہی عمل کرے اور جسقدر تحمل حبس نفس کا زیادہ ہوتا جائے اُسیقدر عدد ذکر کو بڑھاتا جائے یہانتک کہ ایک حبس مین اکیس بار تک پہنچ جاوے اور جب اسکی مزاولت ہوجائیگی تو پھر سینکڑون تک نوبت پہنچیگی۔ اس شغل سے ایک قسم کی گرمی اور صفائی اُسکے لطائف مین پیدا ہوجائیگی۔ جب یہ شغل اپنے کمال کو پہنچ جائیگا تو ایک شعلہ جوالہ طالب کو معلوم ہونے لگیگا کہ جو سارے لطائف کو احاطہ کرکے مثل خط آتشین کے پھیل جائیگا۔ بعد مزاولت نفی اور اثبات کے سلطان الذکر شروع کرے۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ ہر ایک ٹکڑا جسم انسانی کا ایک علیحدہ علیحدہ چیز ہے جیسے کہ ہر ایک ٹکڑے کے علیحدہ علیحدہ نام مقرر ہین اور قرآن مجید مین

مین وارد ہے وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ وَلٰکِنۡ لَّا تَفۡقَهُوۡنَ تَسۡبِیۡحَهُمۡ (یعنی ہر ایک چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے مگر تم انکی تسبیح کو نہین سمجھتے) سو حسب فحوائے اس آیت کے ہر ایک عضو جسم انسانی کا ذکر الٰہی مین مصروف ہے لیکن بوجہ پردۂ غفلت کے انسان اُنکے ذکر کو سمجھ نہین سکتا پس اس سلطان الذکر مین ہر ایک عضو کے ذکر پر طالب آگاہ ہو جاتا ہے اُسوقت سارے اجزائے بدن کو ایک ایک علیحدہ لطیفہ خیال کر کے شل لطائف کے ذاکر کرے اور تلقین کرنیوالے کو بھی چاہئے کہ خود اپنے سلطان الذکر کو جاری کر کے شل لطائف شششگانہ کے طالب پر القا کرے اور اس ذکر کے آثار سے یہ ہے کہ طالب کے تمام بدن مین ایک حرکت نمایان معلوم ہونے لگیگی یہانتک کہ اُسکے ہاتھ پانو اور دوسرے اعضا بدون اُسکے ارادے کے اپنی جگہ سے منتقل ہونے شروع ہونگے اور کبھی شل رعشہ کے تمام بدن مین حرکت ظاہر ہو جائیگی اور گاہے چیونٹیان سی پھرتی ہوئی اُسکے بدن پر معلوم ہونگی اور تمام بدن مین ایک قسم کی خنکی اور خشکی محسوس ہوگی اور ایسا معلوم ہونے لگیگا کہ اُسکے تمام بدن کی آلایش نکلکر نہایت ہلکا اور سُبک ہوگیا اور تمام بدن اور در و دیوار وخس وخار اور سنگ وخاشاک سے آواز ذکر جہری کی بلا اشتباہ اُسکے کانون مین پہنچنے لگیگی اور اگر طالب کا درجہ زیادہ بڑھ گیا تو اُسکے ہمنشین بھی اُس ذکر کو سُن سکینگے اور کبھی ایک نور بھی اُسکو معلوم ہونے لگیگا جب سلطان الذکر قابو مین آجائے تو شغل نفی کو شروع کرے اور شغل نفی کے ساتھ شغل یادداشت کو بھی ملالے۔ اُسکے بعد شغل نفی النفی عمل مین لائے یہانتک پہونچنے کے بعد سالک پر یا تو توحید صفاتی ظاہر ہو جائیگی اور یا نورانیت کے پردے کھل جائینگے۔ اور نورانیت کے پردونکا ظاہر ہونا یہی طریق مطلب تک پہنچنے کا ہے۔ جب یہ نورانی پردے ظاہر ہون تو مراقبۂ صمدیت کی مزاولت کرے اور سب پردون کو طے کرتا ہوا پردۂ بےرنگی تک پہنچ جائے اور پردہ بےرنگی تک پہنچا وہی حصول معرفت ذات بحت کی ہے۔ اسوقت سلوک متعارف ختم ہوکر سیر فی اللہ پیش آتی ہے جسمین عجیب وغریب معاملات ظاہر ہوتے ہین +

اس طریق مین کشف ارواح اور ملائکہ اور سیر زمین وآسمان اور جنت ونار اور اطلاع بر لوح کے واسطے وہی شغل دورہ کرتے ہین جو اوپر مذکور ہوا اور واسطے کشف وقائع آیندہ کے سب سے آسان طریق یہ ہے کہ وقت تہجد کے دو رکعت نماز بہ نیت کھلنے واقعۂ مطلوب کے پڑھے اور ہر رکعت مین تین بار سورۂ فاتحہ اور تین بار آیۃ الکرسی اور پندرہ بار سورۂ اخلاص پڑھے بعد سلام کے سر کو سجدے مین رکھکر نہایت خشوع وخضوع وعجز وزاری سے ایکسو بار یاخبیر اخبرنی کہے اور پھر سجدے سے سر اُٹھاکر بہت عاجزی سے اُس واقعہ کے کھلنے کی دعا کرکے سو رہے امید واثق ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ خواب مین یا صراحۃً یا کنایۃً اُسپر حال اُس واقعہ کا کھل جائیگا +

اصطلاحات طریقۂ مجددیہ ۔ اِس طریقہ مین مقام لطیفہ قلب کا زیر پستان چپ اور لطیفہ روح کا زیر

پستان راست اور لطیفہ سر بقدر دو انگشت بالائے پستان چپ مائل بوسط سینہ اور مقام لطیفہ خفی بقدر دو انگشت بالائے پستان راست مائل بوسط سینہ اور لطیفہ اخفی درمیان سینہ اور لطیفہ نفس کے بجائے شروع پیشانی کے واقع ہے - اول لطائف کو ذاکر کرے اور طریقہ اُسکا یہ ہے کہ طالب مؤدب باوضو ساتھ خضوع اور خشوع اور التجا تمام کے روبرو مرشد کے بیٹھے اور اپنی خاطر جمع اور خیالات کو دور کر کے زبان اور دوسرے کل اعضا کو حرکت سے باز رکھے اور دل سے اسم مبارک اللہ کا کہے اُسوقت مرشد کو چاہئیے کہ اپنے لطائف کو ذاکر کر کے ساتھ ہمت تمام کے القا لطائف طالب مین کرے پس جب لطائف شششگانہ جاری ہو جاوین تو واسطے حصول سلطان الذکر کے لطیفہ نفس پر بہت توجہ کرے صرف لطیفہ نفس پر کثرت سے توجہ کرنے پر سلطان الذکر حاصل ہو جاویگا +

جب سلطان الذکر مین کمال حاصل ہو جائے تو ذکر لا الہ الا اللہ کو نفی اور اثبات کے واسطے عمل مین لائے - اول نفی تمام عالم کی کر کے پھر اپنے بدن کی نفی اسطرح پر کرے کہ لفظ لا کو ناف سے کھینچکر دماغ تک پہونچاوے اور جہان جہان سے لفظ لا گذرتا جاوے اُسی جگہ نفی خیال کرتا جاوے اور لفظ الٰہ کو لطیفہ روح مین پہنچا کر لفظ الا اللہ کو قلب مین ضرب کرے اور مقام لطیفہ روح اور اُسکے اطراف کو ہمراہ لفظ اللہ کے نفی کرے اور ساتھ لفظ الا اللہ کے مقام لطیفہ قلب اور تمامی بدن کو نفی کر کے اثبات ذات حضرت حق کا ملاحظہ کرے اور یہ نفی اور اثبات محض ساتھ قوت خیالیہ کے عمل مین لائے اور زبان سے کچھ تلفظ نکرے اس شغل کی مزاولت سے نفی اپنے جسم بلکہ نفی تمام عالم کی اُسکی قوت خیالیہ مین ہردم قایم رہیگی - اُسکے بعد نفی النفی اور فناء الفنا کی مشق کرے - اسکے بعد مراقبہ احدیت سے شغل دوائر کا شروع کرے اور طریقہ اُسکا یہ ہے کہ وحدانیت ذات مقدس حق تعالی کی ملاحظہ کرے اور اس ملاحظہ کو قلب سے اُٹھا کر عرش مجید تک پہونچا دے تاکہ اُسکا اثر ظاہر ہو اور اثر اُسکا ظاہر ہونا ایک نور کا ہے کہ قلب کے اوپر سے ظاہر ہو کر ایک ستون نور کا بنکر عرش مجید تک پہنچ جاتا ہے اور اسکی شعاعین تمام عالم کو گھیر لیتی ہین اور چونکہ اس نور نے نہایت وسیع اور فراخ ہو کر تمام عالم امکان کو گھیر لیا ہے اسواسطے اسکا نام دائرہ امکان ہے اور دوائر سیر قلبی کا یہ پہلا دائرہ ہے اور دوسرا دائرہ ولایت قلبی کا موسوم بہ ولایت صغری ہے اور اس دائرہ مین مراقبہ اقربیت کا لیا جاتا ہے اس دائرہ مین تحت قلب کا بھی کھلجاتا ہے اور تمام قلب مثل آفتاب کے درخشان ہو جاتا ہے کہ چارون طرف سے اُسکے انوار چمکتے دمکتے ہین اور یہ دائرہ موجودات ممکنہ سے تجاوز کر کے حد لامکان تک پہونچکر غیر متناہی ہو جاتا ہے صرف اصل قلب باقی رہ جاتا ہے - اسکے بعد تیسرا دائرہ موسوم

کبریٰ کے اول دائرے مین مراقبہ معیت ذات پاک باریتعالیٰ کا کرتے ہین اور اُسکا شروع یہ ہے کہ ہر وقت
خداوند تعالیٰ کو اپنے ہمراہ اور قریب خیال کرتے ہین اور اپنے تئین اُس سے دور اور غائب نہین جانتے بلکہ
ہر کام مین شریک اور شامل تصور کرتے ہین جیساکہ آیۂ کریمۂ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (یعنی اللہ ہمارے ساتھ ہے) مین
معیت باری تعالیٰ کی ثابت ہے پس علامت کمال رسوخ معیت کی یہ ہے کہ خلوت اور جلوت مین ہر دم
اُسکو اپنے ساتھ جانے اور تنہائی مین معصیت کرنے پر اُس سے شرم کرے اور جب مراقبۂ معیت مین پختہ
ہو جائے تو یہی علامت ولایت کبریٰ کی ہے اور نور اس دائرے کا پہلے دائرے سے زیادہ ہوتا ہے
اسکے بعد مراقبہ یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗ (یعنی دوست رکھتا ہے وہ اُنکو اور وہ دوست رکھتے ہین اُسکو) کا ہے - اس
مراقبہ مین اپنی محبت اللہ سے اور اُسکی محبت اپنے ساتھ خیال کرے - اور اس مراقبۂ محبت مین بھی دو دائرے
اور ایک قوس یعنی نصف دائرہ ہے کیونکہ محبت کے بھی تین مرتبے ہین - اوّل مرتبہ ابتدائے محبت کا بمنزلہ
شروع آشنائی کے ہے کہ ابتدائے محبت مین مُحب نفع اور فائدہ اپنا اور نیز رضا اور خوشنودی محبوب کی دونو
خیال کرتا ہے سو محبت اللہ کا یہ دائرہ اول ہے اور جب محبت ترقی کر جاتی ہے اور مُحب کو اضمحلال اور
فنا ہونا شروع ہوتا ہے تو یہان سے دوسرے دائرے محبت کا شروع ہے اس دائرہ مین نفع اور فائدہ
محبوب کو اپنے فائدے پر ترجیح دینے لگتا ہے مگر یہ ترجیح عقل اور علم سے نہین ہوتی کہ نفع اور نقصان کا موازنہ
کرکے اور سمجھ بوجھ کر ترجیح دی گئی ہو بلکہ اس سے مراد وہ ترجیح ہے کہ محب کے تہِ دل سے مثل فوارہ جوش مارتی
ہے - اور جب فنا اور اضمحلال اپنے کمال کو پہنچا اور کوئی نشان جانب محب سے باقی نہین رہا تو یہان پر
دوسرا دائرہ بھی تمام ہوا اور قوس یعنی نصف دائرہ کا شروع ہوا اس نصف دائرہ مین پہنچکر محب فناء الفنا
ہو کر نسیًا منسیًا ہو جاتا ہے - اِسکی تکمیل کے بعد مراقبہ اسم الظاہر حق تعالیٰ کا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ایک
اسم الظاہر اور ایک اسم الباطن ہے اور اُسکے ہر نام کے بیشمار مظاہر ہین منجملہ اُسکے مظاہر کے تمام عالم اور
اجسام اور افعال اور احکام مین جو تکوین اور تشریع مین ظاہر ہوتے ہین اور کارخانہ رزاقیت ایک مظہر
اُسکے مظاہر کا ہے اور علیٰ ہذا القیاس کارخانہ ہدایت اور ارسال رسل اور انزال کتب اور توفیق کلمۂ پند آمیز کہنے
کی جو ایک عام مسلمان سے صادر ہوتی ہے ایک دوسرا مظہر ہے اور اسی طرح ایک مظہر اضلال یعنی گمراہ کرنیکا
ہے جو پیدائش ابلیس لعین سے لیکر تا سرود سرائی یعنی گانے بجانے تک ہے سو یہ سب مظاہر اُسکے اسم الظاہر
کے ملاحظہ کرکے طرف اصل مسمّٰی اس اسم مبارک کے کہ وہ ذات پاک اُسکی ہے مراقبہ کرے - اِسکے بعد اسم الباطن
کا مراقبہ کرے اور تفصیل اُسکی یہ ہے کہ تمام ظاہری چیزون کا ایک باطن بھی ہے جیسے انتظام سلطنت کا ایک
ظاہری چیز ہے اور باطن اُسکا تدبیر اور عقل بادشاہ کی ہے اسی واسطے اس مراقبہ کو ولایت علیا موسوم کرتے

ہین کیونکہ یہ ولایت ملاء اعلیٰ کی ہے آور مراد ملاء اعلیٰ سے ملائکہ مدبرات الامر اور القا کرنے والے احکام آلہی کے ہین کہ جو حکم اُس درگاہ عالی سے نازل ہوتا ہے اول اُسکو لوگون کے دلون مین القا کرتے ہین اُسکے بعد وہ حکم دنیا مین ظاہر ہوتا ہے اِس سبب سے وہ فرشتے گویا باطن تمام عوالم اجسام کے ہین اور اُنکا تعلّق اسم الباطن سے زیادہ تر ہے اور نیز مورد فیض اس مراقبے کے تینون عناصر باطنی بھی ہین یعنی آگ اور ہوا اور پانی کیونکہ یہ تینون عناصر بھی جسد انسانی مین باطن ہین اور چوتھا عنصر یعنی خاک اُسمین ظاہر ہے۔ پس جب یہ مراقبہ اپنے کمال کو پہنچتا ہے تو تجلیات اسم باطن کی اِس سیر مین ظاہر ہو جاتی ہین اسکے بعد سیر تجلی ذاتی دائمی کی ہے کہ وہی انتہا سلوک متعارف کا ہے +

جب طالبان نافہم بمقام معرفت ذات بحت کے پہنچتے ہین اور سلوک متعارف ختم ہو جاتا ہے تو وہ سمجھتے ہین کہ ہم لوگ ہم پایہ اور ہم مقام اولیاء عظام کے ہو گئے اور یہ صریح غلط فہمی ہے کیونکہ مقام معرفت تک پہنچ جانا بوجہ کسب اشغال اور مشق افعال کے ایک کافر اور بدعتی اور مُلحد کو بھی ممکن ہے چنانچہ ہندو جوگی اور ساکنان جلبش قدیم سے ان فنون کے اُستاد اور مشاق ہین اور علم مقناطیس حیوانی جسکا در یورپ مین بڑا زور ہے انہین اشغال کا ایک شعبہ ہے پس اسمین شک نہین کہ ان اشغال کی جو کوئی مشق کریگا اُسپر وہ مقامات متعارفہ سلوک کے کھلجاوینگے لیکن رد اور قبول ایک دوسری چیز ہے - مردودان بارگاہ الٰہی کا وہانتک پہونچنا بمنزلہ اسکے ہے کہ جیسے کوئی قزاق سعی اور کوشش کرکے دربار شاہی تک پہنچ جاوے مگر قریب ہے کہ اگر اپنے فعل قزاقی سے تائب نہوگا تو گرفتار غضب سلطانی ہو جائیگا اور یہ بھی یاد رہے کہ مقام معرفت ذات تک پہنچنا سلوک مین بمنزلۂ ابجد خوانی کے ہے کچھ کمال کی بات نہین ہے اگرچہ مقبول لوگون کو مقام معرفت ذات تک پہنچنے مین اور ترقیان بھی ہو جاتی ہین - جب سالک بمرتبۂ مشاہدہ جمال لایزال کے پہنچتا ہے تو اُسکو لازم ہے کہ ہر امر و نہی مین اتباع شرع شریف کو لازمہ اپنے ایمان کا جانے اور یہ اتباع شریعت دل اور جوارح دونو سے کرے - مثلاً ادب قرآن مجید کا اسقدر کرے کہ کبھی بے وضو اُسکو نہ چھوے اور جب مصحف مجید کو ہاتھ مین لے تو کسی دوسرے کام مین متوجہ نہو اور عظمت قرآن مجید کی دل سے جانکر قدر اس نعمت عظمیٰ کی پہچانے کہ مجھ ناچیز اور کمینے کے ہاتھ مین ایسی معظم اور مطہر چیز محض بفضل آلہی پہنچی ہے ورنہ مجھکو لیاقت ایسی نعمت عظمیٰ کے حاصل ہونے کی کہان تھی اور ایسے تصور سے مارے خوشی کے سینہ اُسکا مالامال ہو جائے اور اگر ایسا خیال خود بخود اُسکے ذہن مین آئے تو بہتر ہے ورنہ بتکلف ایسا خیال اپنے دل مین پیدا کرے - اوا سیطرح عظمت نماز اور زکوٰۃ اور روزہ اور حج اور جہاد اور تمامی شعائر شرعی کی اعتقاد کرنی چاہیے اور نیز مال کو اُسکی راہ مین خرچ کرنا اور طریقہ ایثار

کو اختیار کرنا اور نوافل کا مثل تہجد وغیرہ کے اہتمام کرنا اور اسی طرح سے منہیات سے بچنے کا بھی اہتمام کرے مثلاً اگر وسوسہ زنا کا اُسکے خیال مین گذرے تو اُس سے ایسا متنفر ہو کہ گویا گندگی کا ٹوکرا اُسکے کھانے کے واسطے اُسکے سامنے رکھا گیا۔ اور اسیطرح انبیاء و اولیا بلکہ تمامی مسلمانون کی تعظیم مین کوشش کہ وہ سب اُسکے شافع اور ساعی ہون اور ہر مسلمان کی خاطرداری اور تواضع اور ادب دل سے کیا کرے۔ اس مقام پر پہنچکر وجہ اللہ کا مراقبہ کیا جاتا ہے یعنی متوجہ ہونا اللہ رب العزت کا اپنے بندے کی طرف جیسکہ قرآن مجید مین آیا ہے اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ (یعنی جدھر تم مونہہ کرو وہین اللہ موجود ہے) مثلاً بندہ اپنی آنکھ اور بینائی پر غور کرے تو بالیقین اُسکو معلوم ہو جائیگا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے حال پر متوجہ ہو کر میری طرف توجہ کی تو یہ نعمت عظمیٰ بینائی چشم کی بلا استحقاق و بلا درخواست و بلا شفاعت مجھکو عنایت ہوئی پس اسی طرح پر اور ہزارون نعمتون کو خیال کرے بلکہ جسقدر چیزین عالم مین موجود ہین اُنمین غور کرنے سے معلوم ہو جائیگا کہ ہر ایک شئے اُسی کے واسطے ایک نعمت ہے اور ہر چیز افلاک سے لیکر خس خاشاک تک اسکے ساتھ ایک خصوصیت رکھتی ہے پس اسیطرح پر اللہ تعالیٰ کی نعمتون مین غور کرکے ہر دم اُنکو پیش نظر اپنے رکھے۔ پس جب اسطرح پر رحمت الٰہی بلا غرض بندہ کی طرف متوجہ ہے تو اسیطرح بندہ کو چاہئے کہ طرف خداوند تعالیٰ کے محض واسطے حصول رضا کے بلا تمنا کسی مرتبہ عزت اور جاہ اور اعتبار کے اور بلا توقع حصول ثواب جنت و نجات عذاب نار کے اُسکی طرف متوجہ ہو چنانچہ طریق اس مراقبہ کا یہ ہے کہ کسی شان الٰہی پر متوجہ ہو کر ہر دم اُس شان پر ٹکٹکی لگائے رکھے اور زبان حال و قال سے اُس شان کے کھلنے کا ملتجی رہے پس جب یہ مراقبہ وجہ اللہ کا بخوبی سرانجام کو پہنچیگا تو وہ بندہ مقبول بارگاہ الٰہی ہو کر ایک نور مقدس ازلی جو ہر مومن کے حصے مین آیا ہے اُسکو مرحمت ہو جائیگا اور وہی نور تخم عقل کا ہے اور عقل اس تخم کا شجر ہے اور ایمان اس شجر کا ثمر ہے چنانچہ کریمہ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا مین اس نور ازلی کی طرف اشارہ ہے۔ پس اس مراقبۂ وجہ اللہ کے کرنیوالیکو وہ نور پہلے پہل دور سے مثل ستارہ کے چمکتا ہوا دکھائی دینے لگتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ نزدیک ہوتا جاتا ہے آخر کو پیشانی پر بمقام سجدہ پہنچکر تمام بدن مین پھیل جاتا ہے اور جیسے آدمی نور بینائی سے سب ظاہری چیزون کو دیکھتا ہے ویسے ہی اس نور ازلی سے مرضی نامرضی خداوند تعالیٰ کو معلوم کرنے لگتا ہے۔ پس جب یہ طالب قصد کسی کام کا کرتا ہے یا کسی طرف متوجہ ہوتا ہے تو ہر ایک قسم کا تغیر اُس تجلی مین بطور اظہار رضامندی یا نارضامندی حق تعالیٰ کے پیدا ہو جاتا ہے اور بعض کم درجہ بندگون کا نور قلب سے تجاوز نہین کرتا وہ لوگ جب قصد کسی کام کا کرتے ہین پس اگر رضامندی الٰہی اس کام سے متعلق ہے تو اُسوقت ایک قسم کی بشاشت اور انشراح اُنکے دلمین اور رغبت طرف اُس کام کے خود بخود اُنکے اندر پیدا ہو جاتی ہے اور اگر نارضامندی الٰہی اُس کام مین شامل ہے تو ایک قسم کا انقباض و نفرت

اُس کام کی طرف سے اُنکے دل مین لاحق ہوجاتی ہے اور یہ دریافت رضایا نارضا باری تعالیٰ کی کچھ اجتہاد یا قیاس سے نہین ہوتی بلکہ بمنزلۂ چشم ظاہری کے یہ شناخت اُنکو حاصل ہوجاتی ہے - اِس مقام کے لوازم سے ہے خلعت مکالمہ سے سرفراز ہونا اور کسی خدمت ولایت کا اُسکے تفویض ہونا ۔

اب بعد بیان کرنے سلوک راہ ولایت کے طریق حصول توبہ راہ نبوت کا بیان کرکے تعلیمات احمدیہ کو ختم کئے دیتا ہون (**طریق توبہ**) جو شخص طالب راہ نبوت کا ہو اُسکو بعد تہذیب اخلاق و ادائے عبادات پہلی چیز جو ضروری ہے وہ حاصل کرنا توبہ کا ہے تفصیل اُسکی یہ ہے کہ طالب راہ نبوت کو چاہیے کہ منہیات شرعیہ کو خواہ قبیل اعتقادات سے ہون خواہ قسم افعال و اقوال سے خواہ اخلاق و ملکات سے خواہ جنس افراط تفریط عبادات سے ہون اِن سب کو قرآن و حدیث سے تنقیح اور تفتیش کرکے ٹھیک کرلے اور اسکے بعد خلوت مین بیٹھکر غور کرے کہ ناخوشی ایسے منعم حقیقی اور بے نیاز تحقیقی کی میرے حق مین کہ سر سے پاؤن تک احتیاجون سے بھرا ہوا ہون کسقدر بُری اور قبیح ہوگی اور اس خیال کو اپنے ذہن مین ایسا مستحکم کرے کہ عظمت ناخوشی اُس منعم حقیقی کی اُسکے ذہن مین جگہ پکڑ لیوے کہ جب اُسکی ناخوشی کا تصور کرے تو تمام اُسکے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جائین اور بُرائی منہیات شرعی کی اُسکے قلب اور عقل کو گھیر لے اور اُسکے باطن مین خوف اور دہشت پیدا ہوجاے پس جب اس مراقبہ مین مزاولت پیدا ہوجائے تو پھر عظمت قرآن مجید کی خیال کرے کہ یہ (یعنی قرآن مجید) ایک صفت صفات ازلیہ ربانیہ سے ہے اُسکو اس عالم امکان مین کسیطرح بھی مناسبت نہ تھی مگر اُس رب العزت نے محض اپنی عنایت سے عربی زبان کے لباس مین اُسکو نازل فرماکر اپنے اور اپنے بندون کے درمیان ایک واسطہ ٹھیرا دیا ہے - القصہ عظمت اِس کلام پاک کی بھی اُسکے ذہن مین ایسی مستحکم ہوجاے کہ جسوقت اپنی نظر مصحف مجید پر ڈالے تو مارے عظمت کے اُسکی آنکھین چندھیا جائین اور سینہ اُسکا پاش پاش ہوجائے پس جب عظمت اِس کلام پاک کی بھی کما حقہ جگہ پکڑ لے تو اُسوقت قصد توبہ کا کرے اور کسی مبارک دن مثل جمعہ یا عرفہ کے مصحف مجید کو ساتھ لیکر کسی خالی مکان مین داخل ہو اور جناب باری تعالیٰ مین بہت عاجزی سے عرض کرے کہ بارخدایا مین ہر طرح سے عاجز ہون اور تو ہر چیز پر قادر ہے توبہ کہ قدم اول راہ نبوت کا ہے مجھکو عنایت فرما اور میری بے لیاقتی پر نظر نکر کیونکہ لیاقت دُنیا بھی تیرے ہی ہاتھ مین ہے بموجب بیت ؎

تو کرساقی شوی در دتنگ ظرفی نمی ماند + بقدر بحر باشد وسعت آغوش ساحلہا + اُسکے بعد صلوٰۃ التسبیح بہ نیت ساقط ہونے گناہ اور حصول توبہ کے نہایت خضوع اور خشوع اور حضوری قلب سے ادا کرے بعد ادائے نماز وہی انعامات حق اور نتائج قبیحہ اللہ کی ناخوشی اور غضب کے اور اپنی کمال بیزاری منہیات شرعیہ سے اپنے دل مین حاضر کرے اگر اُسوقت عظمت اور خوف آلٰہی اُسپر ظاہر اور غالب ہوکر اُسکے خیال اور قلب اور وہم اور ظاہر و

باطن کو گھیر لے تو بہتر ورنہ پھر کسی دن بقاعدۂ مذکورہ بالا عمل کرے اور جبدن وہ حالت پیدا ہو جائیگی تو اسی اثنا مین عظمت کلام مجید کی اور اُسی کو ایک واسطہ درمیانی اپنے اور درمیان الرّب العزّت کے ایسے حیثیت طور پر لاحظہ کرے کہ سینہ اُسکا اس خیال سے بھر جائے اُسوقت تعظیم قلبی کے ساتھ ایک نظر مصحف مجید پر ڈالکر کہے کہ بار خدایا مینے اس تیرے کلام پاک کو تیرے حضور مین اپنا شفیع کیا اور ساتھ اس حبل متین کے مینے اپنے کو مضبوط باندھا پھر سارے گناہون سے توبہ کرکے اور قرآن مجید کو ایک توسّل قرار دیکر زبان سے عرض کرے بار خدایا تیری عنایت پر توکل اور بھروسا کرکے اتباع شریعت کو ہر حال مین مینے اپنے اوپر لازم کرلیا اور جانب شرع کو اپنے نفس اور جان اور مال اور آبرو اور فرزند و عیال اور استاد اور پیر اور آقا غرض تمامی مخلوقات پر مینے ترجیح دی۔ اے بار خدایا مین عاجز محض ہون تیری عنایت پر توکّل کرکے التزام اس امرِ عظیم کا مینے اپنے اوپر کرلیا ہے پس تو محض اپنے کرم عمیم سے اس عہد کو مجھ سے پورا کرا۔ بعدازان اس مچلکہ اور اقرار کا ہمیشہ خیال رکھنا ضرور ہے کہ ایسے شہنشاہ عالیجاہ سے مینے عہد باندھا ہے مبادا اسرِ مُو اسمین فرق ہو کر داغ نقضِ عہد کا دائمًا میری پیشانی پر لگجائے اسکے بعد اگر ممکن ہو تو اس توبہ کو کسی ایسے بزرگ کے ہاتھ پر جو اتّباع قرآن و حدیث اور اجتناب بدعات مین اُس زمانہ مین مشہور ہو ظاہر کرے لیکن ہر حال مین قرآن مجید کو مرشد حقیقی اور اُس بزرگ کو شیخ ظاہری خیال کیا کرے۔ جب طالب راہ نبوّت کو رسوخ کامل مقام توبہ مین حاصل ہو جائے تو ذکر ایمانی اور مراقبہ ایمانی کی جیسے اوپر مذکور ہوا مزاولت پیدا کرے اور اس ذکر سے کچھ کثرت ذکر یا مجاہدہ نفس یا ضبط اوقات مراد نہین ہے مگر وہ حالت جو اوپر مذکور ہوئی اُسمین پیدا ہو جایا کرے اور ایکبارگی ایسی کثرت بھی نکرے جس سے طبیعت ملول ہو جائے بلکہ بتدریج نفس کو اُسکا عادی بنائے پس اسیطرح پر کچھ وقت ذکر مین اور کچھ وقت فکر مین صرف کیا کرے اور اُسکے عمدہ مؤیدات سے خلق اللہ کی خدمت کرنا ہے خصوصًا یتیمون اور مسکینون اور مفلسون اور مریضون اور محتاجون کی اور جب ایمانی اپنے کمال کو پہنچیگی تو منزل فنا ارادہ کو جو اظہر علامت اس طریق کی ہے پہنچ جائیگا اور فناء ارادہ کی بھی اس طریق مین دو قسم ہین ایک وہ جو مبادی سلوک راہِ نبوّت مین حاصل ہوتی ہے اُسکا مطلب تو یہ ہے کہ اپنے ارادہ کو حق تعالیٰ کے ارادہ کا تابع کردے دوسرے جو انتہائے سلوک مین نصیب سالکین ہوتی ہے اُسکا مطلب یہ ہے کہ برائے انتظار ورود امر از جانب مولائے خود اپنے ارادہ کو معطّل کردے اور ان بزرگون پر رحمت ربانیہ اور حکمت یزدانیہ منکشف ہو جاتی ہے اور جو حکم مولا کی طرف سے صادر ہوتا ہے اُسکو چستی اور چالاکی سے عمل مین لاتے ہین اور جب فناء ارادہ اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو ایسے بزرگ زمرۂ محدّثین اور شہدا مین داخل ہو جاتے ہین۔ اسکے بعد مراقبہ عظمت اختیار کرے اور معیت اور قرب علمی کو پیش نظر اپنے رکھے۔ پس ہر حرکت اور سکون کو جو اُس سے یا اُسکے غیر سے صادر ہو خیال

خیال کرے کہ حق تبارک و تعالی اُسکو جانتا اور دیکھتا ہے اور اپنے تئین خلوت اور جلوت بلکہ ساری حالتون مین تنہا نہ جانے اور اُسکا خیال ایسا ہو جائے کہ گویا اُسکے ہمراہ ہر وقت ایک ایسا شخص موجود ہے جو علاقہ پدری و علاقہ تربیت اور ولایت اور علاقہ سلطانی و آقائی و آبائی و استادی و پیری و نیز علاقہ محبت اُسکے ساتھ رکھتا ہے اور محض قرب جودی پر اکتفا نکرے بلکہ یہ بھی ذہن نشین کرے کہ وہ شخص دیکھکر اور سنکر اطاعت مطیع کی اور اخلاص مخلص کا قبول فرماتا ہے اور اُسپر تحسین و آفرین کرتا ہے اور قرب و وجاہت دنیا مین اور ثواب جزیل عقبی مین عطا فرماتا ہے اور گناہ گناہگار کے دیکھکر اُسپر لعنت و نفرین کرتا ہے اور ذلت و خواری دنیا مین اور عذاب شدید عقبی مین کرتا ہے اور نکتہ گیری اور نکتہ نوازی اُسکی شان ہے اور یہ دھیان اسقدر اُسپر غالب آجائے کہ حال اُسکا مانند اُس شخص کے ہو جائے کہ جسکو کسی نے پکڑکر دریائے ذخار کے اوپر لٹکا رکھا ہے ۔ پس جب وہ شخص دریا کو دیکھتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ مین گرا اور غرق ہوا اور جب آسمان کو دیکھتا ہے تو وہانتک اپنا پہنچنا محال نظر آتا ہے پس ثبات اور حیات اپنی سوا اُس شخص کے کہ جسنے اُسکو لٹکا رکھا ہے کسیکے ہاتھ مین نہین دیکھتا ہے پس تہ دل سے جانتا ہے کہ جبتک وہ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے ہے امواج بحر ذخار اور گرداب دریا مجھکو کچھ ضرر نہین پہنچا سکتی اور جب اُسنے میرا ہاتھ چھوڑا تو میرا ایک چینونٹی اور مکھی اور ایک چھوٹی سی موج دریا اور ایک ہلکا سا جھونکا میری ہلاکت کے لئے کافی ہے ۔ یہی واسطے بزرگان اس طریق نے سلاطین جبابرہ سے باوجود قلت اپنے مددگارون کے کھلم کھلا مقابلہ کیا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا مقابلہ فرعون جیسے زبردست بادشاہ سے مشہور ہے اور اس جزو زمان مین جب مقدمہ خادمان سید صاحب عدالت انبالہ وغیرہ مین پیش ہوا تو وہ مسلمان ملزم بھی بلا خوف ایسی بہادری اور جرأت سے حاکم عدالت کو جواب دیتے رہے کہ جنکو سنکر سامعین حواس باختہ ہوئے جاتے تھے ۔ پس جب مراقبہ عظمت کا اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو توکل کی اصل اور روح اُنکے ہاتھ آجاتی ہے اور بعض بزرگ اس مقام پر پہنچکر اہل خدمات سے مقرر ہو جاتے ہین ۔

ہمنے یہانتک سلوک راہ نبوت اور سلوک راہ ولایت کا ایک لب لباب آپکی تعلیمات عجیبہ سے منتخب کرکے لکھدیا ہے جسکو زیادہ شوق ہو وہ صراط المستقیم آپکے اصلی ملفوظات کا ملاحظہ کرے ۔

حصۂ سوم

اب ہم آپکی درویشانہ تعلیمات کو بیان کرنیکے بعد آپکی سپاہیانہ اور بہادرانہ کارروائیون کا ذکر شروع کرتا ہون ناظرین نے اس سوانح کے شروع (صفحہ ۳) مین پڑھا ہوگا کہ اس سفر جہاد سے سات برس پہلے جب آپنے بمقام رامپور چند نوآمد ولائتیون کی زبانی کئی مسلمان عورتون کو سکھون کا زبردستی کافر کرکے اپنی جورو بنا لینے

کا حال سنا تھا اسیوقت بوجہ حمیت اسلامی اور دردِ ایمانی آپکا خون جوش مار رہا تھا اور آپ دل سے چاہتے
تھے کہ کسیطرح مسلمانانِ پنجاب کو سکھون کے ہاتھون سے نجات حاصل ہو اب بعد ادائے حج جب کسی قدر
مسلمان آپکے ساتھ مرنے جینے کو تیار ہوگئے تو آپنے محض فی سبیل اللہ ایک زبردست قوم سکھون سے جنسے اسوقت
سرکار انگریزی بھی جھینپتی تھی جہاد کرنے اور مسلمانانِ پنجاب کے واسطے اپنی جان دینے کا ارادہ کیا اسوقت
آپکے ساتھ قریب بیس بارہ ہزار ہندوستانی کے جان نثار ہوگئے تھے جنہون نے آپکے پسینے پر اپنا خون بہانے کا
عہد واثق آپکے ساتھ کرلیا تھا ۱۲۴۱ھ ہجری کے شروع مین آپ براہ تھانیسر رجاٹ سے ولادت جامع کتاب ہذا
مالیر کوٹلہ - ممدوٹ - بہاولپور - حیدرآباد سندھ - شکارپور - جاگن - خان گڈھ - درۂ ڈھاڈر - درہ بولن -
پشین - قندہار - کابل پھر براہ درۂ خیبر داخل پنجاب ہو کر پشاور آئے اور پشاور سے ہشت نگر واقع ملک یوسف زئی
مین پہنچکر کچھ عرصہ تک موضع خویشگی مین ٹھیرے پھر نوشہرہ کو تشریف لیگئے - مؤرخون نے جو آپکے ہمراہ رکاب
تھے آپکے اس دور و دراز سفر کے ہر ایک مقام کا حال اور ہر ایک مقام پر ہزارہا خلقت کا آپکے ہاتھ پر بیعت
کرکے آپکی اطاعت کرنا بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن جنگلی اقوام
مین سے جو آپکی راہ مین پڑی تھین لاکھون خلقت آپکے ساتھ سر دینے کو تیار ہوگئی تھی - جب آپ
اس ملک یوسف زئی مین پہنچے تو تمام ملک کے مرد اور عورت مثل پروانہ کے آپ پر فدا ہونے لگے جس
شتر پر آپ سوار ہوکر وہان پہنچے تھے ہزارہا عورتین اُسکے زین پوش کے جھالر کے تار تبرکاً لیگئین اور جب
تار باقی نرہے تو اُس اونٹ کی پشم کے بال تبرکاً خلائق لیگئے اور کوئی اونٹ کے پاؤن کے نیچے کی خاک
اپنے سر اور آنکھون کو ملتا تھا - پہلا مقام ہشت نگر مین ہوا جہان تین تین غازیون مین ایک ایک تاملوٹ
غلہ بطور رسد تقسیم ہوا - باوجود اس عسرت کے پھر بھی ہر شخص نہایت شادان و فرحان تھا سید صاحب نے
جماعت مجاہدین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم لوگ کھانے پینے کی نسبت کچھ تشویش اور فکر نکرو وہ پیدا کرنیوالا خزانۂ
غیب سے تمکو برابر روزی پہنچائیگا - بوقت شب شعار مقرر ہوکر ہر ایک سردار کو اُس سے اطلاع دیگئی سب غازی
بلا امتیاز مراتب مثل پروانہ آپکے گرد اگرد بستر کرکے سو رہے بوقت تہجد سارے لشکر نے اٹھکر نماز پڑھی
اور حضرت کی دعا مین شریک ہوے بعد طلوع آفتاب سردار سید محمد خان برادر خورد امیر دوست محمد خان
بہت سے آدمیون کے ساتھ آپکی بیعت سے مشرف ہوا ÷

جب آپکے ارادے اور جمعیت لشکر کی خبر دربار لاہور کو پہنچی تو سردار بدھ سنگھ مع دس ہزار لشکر کے
آپکے مقابلہ کے واسطے بھیجا گیا - اس سردار نے بمقام اکوڑہ جو نوشہرہ سے بقدر سات آٹھ کوس کے ہے اپنا
لشکرگاہ کیا - لشکر مجاہدین اور لشکر سکھون کے بیچ مین دریائے لنڈہ حائل تھا ÷

سید صاحب نے جدال و قتال شروع کرنے سے پہلے ایک اعلام نامہ تحریری دربار لاہور کو حسب قاعدۂ شریعت اس مضمون کا بھیجدیا (۱) یا تو تم اسلام قبول کرو اُسوقت ہمارے برابر ہو جاؤ گے اور ہم بجائے جنگ و جدال کے ہر طرح سے تمہاری اعانت کرینگے جبراً کسی کو داخل اسلام کرنیکا حکم نہیں ہے۔ اگر بخوشی خود تمکو اسلام منظور نہو تو (۲) دوسری شرط یہ ہے کہ تم اپنے دین و مذہب پر قائم رہکر ہماری اطاعت اختیار کرکے جزیہ دینا قبول کرو اس حالت مین بھی جب تک تم مطیع رہوگے ہم تمہارے جان و مال کی حفاظت مثل اپنے جان و مال کے کرینگے (۳) اور اگر یہ دونو امر مذکورۂ بالا تمکو منظور نہون تو پھر جنگ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ گو ہم اسوقت تعداد مین تھوڑے ہین مگر ملک یاغستان اور سارا ہندوستان راہ خدا مین جان دینے کو تیار ہے۔ اور ہم لوگ موت شہادت کو ایسا دوست رکھتے ہین جیسے تم شراب کو۔ دربار لاہور نے براہ نخوت اس اعلام کا کچھ جواب نہین دیا بلکہ قاصد آرندۂ اعلام نامہ کو دربار سے نکلوادیا۔ اس سبب سے اب جنگ کی تیاری شروع ہوئی*

سردار بدھ سنگھ نے شمشیر نامی ایک مسلمان کو بطمع زر اپنا جاسوس مقرر کرکے سید صاحب کے لشکر مین واسطے جاسوسی اور لانے خبرون کے بھیجدیا۔ قندہاریون کی ایک جماعت نے جو قریب دو سو آدمی کے آپکے لشکر مین تھی اُس جاسوس کو گرفتار کرکے سید صاحب کے حضور مین حاضر کیا۔ جب سید صاحب نے بوقت شب تنہائی مین اُسکو لیجا کر پوچھا تو اُسنے صاف صاف کہدیا کہ مجھکو سردار بدھ سنگھ نے جاسوس مقرر کرکے بھیجا ہے مگر اب مین اپنی بُری نیت سے تائب ہو کر حضور کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہون اور اسوقت سے بجائے جاسوسی لشکر اسلام کے مین لشکر کفار کی خبرین حضور مین لایا کرونگا۔ چونکہ آپکے مزاج مین رحم بھرا ہوا تھا آپنے اُسکو معاف کرکے معرفت اللہ بخش خان جمعدار کے بوقت شب طرف لشکر سردار بدھ سنگھ کے صحیح سلامت واپس بھجوادیا۔ دوسرے دن صبح کو امیر خان سردار قوم خٹک رئیس اکوڑہ سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا پہلے اُسنے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی پھر عرض کیا کہ خواص خان پسر فیروز خان میرا بھتیجا جو مدت سے مجھسے مخالف ہے سردار بدھ سنگھ کو ترغیب دیکر چڑھا لایا ہے سردار مذکور اکوڑہ مین مقیم ہے اور اُسکا ارادہ ہے کہ ملک سمہ مین اگر لشکر اسلام سے جدال و قتال شروع کرے سو سردار بدھ سنگھ کا ملک سمہ مین بڑھ آنا خوب نہین ہے بلکہ مصلحت وقت یہ ہے کہ اگر بندگان عالی کے نزدیک مناسب ہو تو لشکر اسلام پیش قدمی کرکے دریائے لنڈہ سے پار اُتر کر اُسکے آگے بڑھنے کو مانع ہو۔ اس مصلحت کو سید صاحب نے پسند کرکے ہشت نگر سے کوچ کیا اور موضع خویشگی مین جو جانب اکوڑہ ہے پہنچ کر قیام فرمایا۔ لیکن خویشگی ایک چھوٹا سا گانو تھا وہان ایک دو وقت کی رسد کا بہم پہنچنا بھی دشوار تھا۔ بہا

بسبب نملنے رسد کے اُس شام کو نوبت فاقہ لشکر کی پہونچگئی تب آپنے فضل آلٰہی پر بھروسا کرکے واسطے پہونچانے روزی مومنین کے جناب باری ہین دُعا کی دُعا کو ختم ہوئے تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ بوقت اذان عشا کے ایک اجنبی آدمی نے سید صاحب کے حضور مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ ایک کشتی آٹے سے بھری ہوئی کنارہ دریا پر موجود ہے آپ اپنے آدمی بھیجکر آٹے کو منگوا لیجیے۔ آپنے چند آدمی آٹا لانے کے واسطے بھیجدئے اور بقیہ آدمیون کے ساتھ نماز عشا جماعت کے ساتھ پڑھی۔ قریب پندرہ من پختہ آٹا کشتی سے آیا سید صاحب نے اُس آٹے مین سے تھوڑا سا آٹا اُٹھا کر دعا برکت کرکے پھر اُس آٹے کو انبار آرد مین ڈال دیا اور تقسیم کرنیکا حکم دیا۔ گو بمقابلہ ایسے لشکر کثیر کے آٹا بہت کم تھا مگر بہ برکت دعا حضرت کے سارے لشکر کو بقدر حاجت پہنچ گیا سبنے خوب سیر ہوکر کھایا ؛

اسوقت آپکا لشکر آٹھ جماعتون یا پلٹنون مین منقسم تھا۔ جماعت اول خاص حضرت امیر المؤمنین کی تھی جسکے نائب سردار مولوی محمد یوسف پھلتی تھے اور یہ جماعت ہمیشہ ریٹ ونگ یعنی لشکر کا میمنہ بناکرتی تھی۔ جماعت دوم مولانا محمد اسمٰعیل کی تھی یہ جماعت ہمیشہ اڈوانس گارڈ یعنی مقدمۃ الجیش رہتی تھی جماعت سوم سید محمد یعقوب کی تھی کہ نائب سردار اس جماعت کے شیخ بڈھن تھے اور یہ جماعت ہمیشہ لفٹ ونگ یعنی لشکر کا میسرہ رہتی تھی۔ جماعت چہارم اللہ بخش خانصاحب کی تھی یہ جماعت ہمیشہ ریئر گارڈ یعنی ساقۃ العسکر رہتی تھی۔ پانچوین جماعت کے سردار مُلا لال محمد قندہاری تھے۔ چھٹی جماعت کے سردار مُلا قطب الدین ننگرہاری۔ ساتوین جماعت کے سردار میرزا احمد بیگ پنجابی۔ آٹھوین جماعت کے سردار جعفر خان قندہاری۔ یہہ چارون جماعتین آخر الذکر قلب لشکر مین تعینات رہتی تھین۔ ان جماعتون کے سوا ایک گروہ مجاہدین بطور ڈپو یعنی فاضل مُعین لشکر کا رہتا تھا جنکا کام خیمے کھڑے کرنا اور اور متفرق کام تھے۔ سید صاحب مع وزراء خود قلب لشکر مین چلا کرتے تھے۔ خویشگی سے کوچ کرکے لشکر نوشہرہ مین پہنچا بمجرد پہنچنے لشکر اسلام کے نوشہرہ مین جاسوسون نے یہ خبر حضور مین پہنچائی کہ سردار بدھ سنگھ مع لشکر کفار اکوڑہ مین داخل ہوگیا اور لشکر اسلام پر حملہ کی تیاریان کر رہا ہے۔ اُسوقت سید صاحب نے حکم دیا کہ کوئی آدمی کمر نہ کھولے بلکہ ہر شخص مسلح رہے اور قبل از غروب آفتاب ہر آدمی اپنے کھانے پینے سے فارغ ہوجاوے۔ بوقت ظہر سید صاحب نے اپنے مشیرون سے مشورہ کرکے سب جماعتون مین سے جوان اور تندرست اور چست چالاک اور شجاع آدمیون کو منتخب کرکے ایک سریہ تیار کیا۔ اللہ بخش جمعدار کو اس سریہ کا امیر مقرر کرکے اپنی دستار مبارک اُنکے سر پر بندھوادی اور فرمایا کہ تم تھوڑے سے آدمیون کو بطور طلایہ ساتھ لیکر دریا سے عبور کرکے اُس کنارہ دریا پر قیام گاہ مقرر کرآؤ چنانچہ جمعدار مذکور بعد عبور قیام گاہ لشکر مقرر کرکے پھر نوشہرہ کو لوٹ آیا اور لشکر آہستہ آہستہ پار اترنے لگا۔ جب سب آدمی سریہ کے عبور

کر چکے تو جمعدار مذکور بھی حضرت سے آخری رخصت حاصل کر کے شریک سریہ ہو گیا حضرت نے جمعدار سریہ کو
یہ بھی فرما دیا کہ جب تم آگے بڑھنے لگو تو ہر ایک آدمی کو گیارہ گیارہ بار سورۂ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ پڑھنے کا حکم دو۔
کل آدمی اس سریہ کے قریب نو سو کے تھے اور لشکر سردار بدھ سنگھ اس سے دس گنا یعنی نو ہزار سے بھی زیادہ تھا
جب یہ سریہ لشکر اسلام سے جدا ہونے لگا تو ہر ایک آدمی موت شہادت کا دل سے خواہان تھا ہر آدمی نے
اپنے اپنے ساتھیون سے اپنے قصور معاف کرا کے یہ وصیت کی تھی کہ زندگی ہے تو یہان ورنہ میدان
محشر مین پھر ملاقات ہو گی ۔ قریب آدھی رات کے یہ سریہ کنارۂ دریا سے جانب اکوڑہ روانہ ہوا اُس تاریک شب
مین ملکی آدمی اُسکے رہبر تھے ۔ واقع ۲۰ جمادی الاولی ۱۲۴۲ھ ہجری مطابق ۲۱ ڈسمبر ۱۸۲۶ء یہہ پہلی جنگ سکھون
سے ہوئی ۔ دو تین گھڑی رات باقی رہے یہ سریہ لشکرگاہ دشمن پر بمقام اکوڑہ پہنچ گیا اور وہان جا کر دیکھا کہ
سکھون نے اپنے لشکر کے چارون طرف خاربندی کر رکھی ہے جب یہ سارا سریہ خاربندی دشمن تک جا پہنچا تو دفعتہ
سارے لشکر نے باوازِ بلند تکبیر کہکے ایکبارگی خاربندی کے اندر حملہ کیا ۔ دشمن سراسر غافل تھے آواز تکبیر نے انکو خواب
غفلت سے جگایا جب حملہ آور لشکر خاربندی کے اندر داخل ہوا تو سب سے پہلے ایک سنتری نے بندوق چلائی جس سے
شیخ باقر علی عظیم آبادی سب سے اول شربت شہادت نوش کر کے زمین پر گر پڑے اُسوقت سب غازی سکھون
کے قتل مین مصروف ہوئے ۔ ملکی لوگ جو ساتھ گئے تھے لوٹ پر ٹوٹ پڑے ۔ ہر ایک غازی نے بقدر ہمت و جرأت
خود داد شجاعت دیکر صدہا سکھون کو واصل جہنم کیا چنانچہ **عبد المجید خان** جہان آبادی کے ہاتھ سے
چودہ کافر مارے گئے چودھوین وار پر انکی تلوار بھی ٹوٹ گئی مگر انہون نے پھرتی کر کے مولوی **احمد الدین**
سے جو دو تلوارین باندھے ہوئے تھے ایک تلوار لیکر اُس سے پھر قطع برید شروع کی چنانچہ اس دوسری تلوار سے
بھی انہون نے بہت سے کافرون کو مارا **عبد اللہ یا ہدایت اللہ** مخنث نے جسکا قصہ اوپر بیان ہو چکا ہے
سات آٹھ کافرون کو تہ تیغ کیا **اللہ بخش خان** و **شمشیر خان** و **غلام رسول خان** و **حمید خان**
شیخ ہمدانی و **علی حسن** و **شیخ بدھن** و **شیخ رمضان** نے بڑی داد شجاعت کی دی ۔ یہ سب
شجاعان لشکر اسلام مثل شیر جسطرف حملہ کرتے تھے خون کی ندیان بہا دیتے تھے ۔ انکی آواز تکبیر سے
کافرون کو غش آ جاتا تھا لشکر کفار مین بھگی پڑ گئی غازیون نے لشکر کفار کے توپخانہ پر بھی قبضہ کر لیا ۔ گولا انداز کے
ہاتھ سے جلتی ہوئی مہتابی چھین لی ۔ اس ہڑبڑاہٹ مین خود سردار بدھ سنگھ پھرتی کر کے اپنے خیمے سے
نکلکر بھاگ گیا ۔ اُسوقت ملکی لوگ کفار کا مال لیکر بھاگ رہے تھے جس سے ترتیب جنگ مجاہدین ابتر
ہو گئی تھی ۔ سردار بدھ سنگھ نے موضع اکوڑہ مین پہنچکر نقارہ بجوانا شروع کیا ۔ جسکی آواز پر پراگندہ لشکر سکھون
کا جمع ہو گیا ۔ تب سکھون کی قواعددان پلٹنون نے جمع ہو کر چند باڑھین حملہ آورون پر ایسی ماریں کہ جنسے

اکثر شجاع تلوار بازیش رو مجاہدیون کے شہید ہوگئے - اس موقع پر اللہ بخش خان جمعدار نے چاہا تھا کہ خاربندی سے باہر نکلجائین مگر دوسرے تشنگان شہادت نے انکو للکارا اور شرم دلائی وہ اسی دم معہ پچاس ساٹھ آدمیون کے مثل زخمی شیر کے پھر لوٹ پڑا اسوقت دونو لشکرون مین دست بدست جنگ شمشیر بازی و نیزہ بازی کی شروع ہوئی - اللہ بخش جمعدار نے پھر پیٹھہ نہ موڑی بلکہ مع اپنے ہمراہیون کے اُس میدان مین کام آیا - اس عرصہ مین صبح نمود ہونی شروع ہوگئی تھی اسوقت بابا اکبر خان کے لشکر مجاہدین خاربندی کفار سے باہر نکل آیا لشکر کفار نے خاربندی سے باہر قدم رکھکر تعاقب کا ارادہ نہین کیا بلکہ اپنی جان کا بچنا غنیمت سمجھا - لشکر مجاہدیون نے بقدر دو میل خاربندی کفار سے ہٹکر اذان اور اقامت سے نماز صبح کی ادا کی اور ایک گھڑی دن چڑھے کے قریب یہ سریہ مظفر و منصور کنارہ دریاے لنڈہ پر آپہونچا جسکے دوسرے کنارہ پر سید صاحب اسکی خیر مقدم کے منتظر کھڑے تھے - اسی دم کیفیت جنگ اور حال شہدا من وعن سید صاحب کے حضور مین عرض ہوا حضرت نے شہدا کے واسطے دعائے خیر کرکے مجروحین کی مرہم پٹی اور تیمارداری کا حکم دیا - سردار بدھ سنگھ اسی دن مارے خوف کے اکوڑہ کو چھوڑکر تین کوس پیچھے ہٹ کر سیدو نام ایک بستی مین جا اُترا +

اس پہلی جنگ مین حسب مندرجہ ذیل ۳۷ نفر ہندوستانی مجاہدین شہید اور قریب ۲۵ - آدمیون کے مجروح ہوے اور لشکر سکھون مین سات سو آدمی جان سے مارے گئے اور اسیقدر زخمی ہوے - نامی شہداء اکوڑہ کے یہ ہین - [1] اللہ بخش خان مورانوی امیر سریہ - [2] شیخ باقر علی قاسم غلہ - [3] عبد المجید خان جہان آبادی - [4] شمشیر خان جمعدار مورانوی - [5] شیخ بڈھن - [6] شیخ رمضانی مورانوی - [7] شیخ ہمدانی خالص پوری [8] علی حسن گنتوری - [9] غلام حیدر خان خالص پوری - [10] غلام رسول خان خالص پوری - [11] خدا بخش خان میمنی [12] شادل خان خیرآبادی - [13] کریم بخش بڈھانوی - [14] میانجی احسان اللہ بڈھانوی - [15] شیخ معظم جگدیس پوری [16] دین محمد کورہرستانوی بیسواڑہ - [17] عباد اللہ میو - [18] قاضی طیب - [19] امام خان خیرآبادی - [20] اولاد علی ماڈھوی [21] ہمایون بیگ لکھنوی - [22] امام الدین خان رام پوری - [23] باز خان خالص پوری - [24] سید محمد لہاروی - [25] محمد کمال خورم پوری - [26] ہیم خان حسین پوری بڈھانوی - [27] سید عبد الرحمن سیاملی - [28] شیخ مخدوم مسجد فتحپوری دہلوی - [29] غلام نبی خان گوالیاری - [30] عبد الرزاق دیوبندی - [31] جواہر خان لکھنوی - [32] منور خان ملیح آبادی - [33] عبد الجبار مورانوی - [34] حیات خان بریلوی - [35] برکت اللہ بنگالی - [36] سید عبد الرحمن سندھی - [37] حسن خان سندھی -

اس جنگ سے سردار بدھ سنگھ اسقدر ہراسان ہوا تھا کہ اُسنے جانب لاہور بھاگ جانا چاہا تھا مگر قلعدار اٹک نے اُسکو منع کیا اور کہا کہ تمہارے بھاگ جانے پر لشکر خلیفہ خیرآباد اور اٹک تک پہنچکر اس ملک کو اپنے قبض و تصرف مین کر لیگا +

ایک مذہبی ناتجربہ کار گروہ کی پہلی جنگ بمقابلہ وہ کوئی قواعد دان فوج سکھون کے ایسی ہوئی کہ جسکا تہلکہ لاہور تک پڑگیا۔ مسلمانون کے دل بڑھ گئے۔ بڑی بڑی امیدین قائم ہوگئین۔ اگرچہ مسلمانون کے بڑے بڑے نامی شجاع اس جنگ مین کام آئے مگر بہر حال مسلمانونکا شہرہ اس جنگ نے تمام ملک مین پھیلادیا۔ ملکی سردار جوق جوق آکر مبارکباد دینے لگے۔ ہندوستان کو اس فتح نمایان کی نوید لکھ کر روانہ کی گئی۔ اس جنگ کے دو روز بعد **خادی خان** سردار قلعہ ہنڈ نے آکر حضرت سے بیعت کی اور سب لشکر کو مع حضرت کے ہنڈ کو لیگیا۔ ہنڈ ایک بادشاہی وقت کا پرانا قلعہ دریاے **اباسین** کے کنارہ پر نہایت بارونق اور پرفضا مقام تھا اسی جگہ قیام گاہ لشکر مجاہدین کا مقرر ہوا اسوقت تعداد لشکر مجاہدین کی قریب پانچہزار آدمیون کے تھی +

اسی مقام پر اباسین کے دوسرے کنارہ پر بفاصلہ تین چار کوس کے حضرو نامی بازار واقع تھا جسمین نہایت مالدار مہاجن دوکانداری کرتے تھے۔ یہ بازار حضرو سکھون کے قبضہ مین تھا۔ حضرو کے قریب سکھون کی ایک گڑھی تھی جسمین ایک توپ رکھی ہوئی تھی۔ اُسی سے اس گھاٹ اور بازار کی نگرانی کیجاتی تھی۔ **خادے خان** اور دوسرے سرداران اُس نواح نے سید صاحب سے عرض کیا کہ بازار حضرو ہر قسم کے مال و اسباب سے بھرا ہوا ہے اور سکھون کا ایک مرکز ہے اگر بوقت شب اُس بازار پر ایک سریہ بھیجا جاے تو بہت مال غنیمت مسلمانون کے ہاتھ آئے۔ سید صاحب نے اُنکے جواب مین فرمایا کہ بمقام اکوڑہ بہت سے غازی شہید اور مجروح ہو گئے اور ہمارے ساتھی ابھی تک اس ملک کی راہ و رسم و نشیب و فراز سے بھی واقف نہین ہین۔ اگر تمکو یہ کام کرنا منظور ہے تو تم خود کر سکتے ہو۔ اُن لوگون نے حضرت کی زبان مبارک سے اشارۂ اجازت پاکر عرض کیا کہ ہمارا مطلب یہ نہین ہے کہ ہندوستانی مجاہدین کی مدد ہمکو ملے آپ ہمارے واسطے دعا فرمائین ہم اس کام کو خود انجام دے لینگے۔ اس گفتگو کے بعد ملکیون نے شبخون حضرو کی تیاری شروع کی۔ ہندوستانی مجاہدین مین سے ایک آدمی بھی اُنکا شریک نہین ہوا مگر قندہاریون مین سے کہ وہ بھی لالچی افغان تھے چھیالیس آدمی حضرت سے اجازت طلب کرکے شریک ہوگئے مگر حضرت سید صاحب نے اس شرط پر قندہاریون کو اجازت بخشی تھی کہ اگر اُس بازار اور قریہ مین کوئی مسلمان ہو اور وہ ابھی تک دعوت جہاد سے ناواقف ہو تو اُسکے جان و مال کو گزند نہ پہنچانا +

جب ایک تہائی رات گذر گئی اس ملکی سریہ نے بذریعہ کشتیون اور جالون اور شناس کے اباسین سے پار اُتر کر قریب آدھی رات کے بازار حضرو پر شبخون مارا اور خوب مال لوٹا۔ جب **سید صاحب** نماز صبح سے فارغ ہوے اُسوقت ایک آدمی مع ایک عمدہ گھوڑے سرخ رنگ کے **سید صاحب** کے حضور مین حاضر ہوا اور مبارکباد فتح حضرو اور گڈھی کی دیکر کہا کہ قندہاریون نے بعد تسخیر کرنے بازار حضرو کے

شبخون حضرو

گڑھی اور دشمن کی توپ پر بھی قبضہ کرلیا ہے اور یہ گھوڑا اُسی مالِ غنیمت مین سے بطور ہدیہ حضور کے پاس بھیجا ہے سید صاحب نے اس ہدیہ کو قبول فرماکر پھر اُسی لانے والے کو واپس عنایت کردیا۔ جب صبح روشن ہوئی تو دیکھا گیا کہ بازار حضرو کی طرف سے ولایتی لوگ بہت سا مال سرون پر رکھے ہوے چلے آتے ہین اور اُنکے پیچھے قندھاریون کی جماعت بھی جو شریک اس حملہ کی ہوئی تھی بھاگتی اور بندوقین سرکرتی ہوئی چلی آتی ہے پھر دیکھا کہ اُن قندھاریون کے تعاقب مین پندرہ سولہ سکھون کے سوار بندوقین چلاتے ہوے بڑے جوش وخروش سے آرہے ہین۔ اباسین سے تھوڑے فاصلہ پر قندھاریون نے ایک چھوٹی سی نہر کے کنارون کی آڑ پاکر اُن دشمن کے سوارون کو روکنا چاہا وہ سوار مخالفین تھوڑی دیر رُکے تھے کہ اس عرصہ مین قریب پانسو سوار اور پیادون دشمن کے جابجا سے جمع ہوکر اپنے پندرہ سوارون کی مدد کو آن پہنچے۔ اس پچھلی کمکی فوج کے ساتھ دو شاہین بھی تھین مگر اس فوج نے اُن قندھاریون اور پندرہ سوارون کو اپنے حال میں چھوڑ کر اُن ملکیون پر جو مال مغروقہ لیکر آگے بڑھ گئے تھے شاہین چلانا شروع کیا ملکی لوگ شاہین کی گولیون سے پراگندہ اور بیقرار ہوکر کوئی شناس پر اور کوئی گھاس کے گٹھے پر سوار ہوکر مع مال مغروقہ پار ہونے لگے۔ اسوقت سوائے ۴۶ نفر قندھاریون کے دفع دشمن کی طرف کوئی بھی متوجہ نہ تھا ملکی لوگ حسب عادت قدیمہ خود مال مغروقہ لیکر بھاگنے لگے ملکیون کے آگے دریاے قہار اباسین اور پیچھے دشمن کی شاہین تھین۔ یہان ملکیون کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ اس افراتفری مین بہت ملکی لوگ مع حواس ہوکر مع مال مغروقہ کے اباسین کی نذر ہوے۔ سید صاحب نے جب یہ کیفیت دیکھی تو سردار خادیخان کو بُلاکر حکم دیا کہ جلد اپنے آدمیون کو زیر حکم انورشاہ کے قندھاریون کی مدد کے واسطے روانہ کرو۔ اُسوقت وہ چند قندھاری پانسو دشمنون کا مقابلہ کررہے تھے۔ خادے خانکے آدمیون کے ساتھ قریب پچاس نفر ہندوستانی بھی بلاحکم واجازت سید صاحب کے اباسین سے پار اُتر گئے۔ جب خادیخان کے آدمی عبور کرگئے تو سید صاحب نے ہندوستانی فوج کو حکم دیا کہ سب لوگ کمر باندھکر اباسین کے اس کنارہ پر جاکر کھڑے ہوجاؤ۔ اب اُن پچاس ہندوستانیون نے جو خادے خان کے آدمیون کے ساتھ قندھاریون کی امداد کو گئے تھے اپنی بھرمار شروع کی اور ایک لمحہ مین اپنی بھرمار کے زور سے پانسو کافرون کو شکست فاش دیکر پیچھے ہٹادیا بلکہ چند میل تک اُنکا تعاقب کرکے اُنکو حضرو کی دیوارون کے اندر داخل کردیا برکت اللہ بنگالی اور حیات خان دو آدمی اس حملہ مین شہید ہوگئے اور چند آدمی خفیف سے زخمی ہوے مگر کفار کے سینکڑون آدمی ان چند لمحون مین دارالبوار کو پہنچے۔ اِن دونو واقعون یعنی اکوڑہ اور حضرو کے بعد سید صاحب کو معلوم ہوگیا کہ اس ملک کے آدمی طامع اور خودرائے ہین۔ اپنی طمع اور خودرائی سے جنگ کو بے ربط

زینت کرکے ہندوستانیون کے گلے ڈالدیتے ہین۔ اِن دونو سریون بین اگرچہ لاکھون روپیہ کا مال ولائتیون کے ہاتھ آیا مگر حسب قاعدۂ شریعت کے تقسیم نہین ہوا جسکے ہاتھ آیا اپنے گھر کو لیگیا۔ حضرو کے وقوعہ کے بعد سردار خادے خان نے چاہا تھا کہ سب مال جمع ہوکر حسب قاعدہ شریعت کے تقسیم ہو مگر ملکی قابض مال مقابلہ کو کھڑے ہوگئے اور کسیکی نہین سُنی اسواسطے باتفاق جملہ علماء و رؤسائے ہندوستانی اور ولائتیون کے ۱۲ تاریخ جمادی الثانی ۱۲۴۲ ہجری کو سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت اور خلافت حقّہ کی کی گئی تاکہ امام برحق آیندہ کو انتظام جہاد اور تقسیم غنائم اور اقامت جمعہ اور دیگر احکام شریعت اور نصب قاضی اور محتسب وغیرہ کا کرکے خلافت حقّہ کو جاری کرے اور اس صورت مین سب مسلمانون پر اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری فرض اور واجب ہوجاوے اور اُسکے حکم کی نافرمانی کرنیوالا خاطی اور جہنمی اور باغی قرار دیا جائے۔ تمامی ہندوستانی اور ملکی علماء اور روساء نے انکی امامت پر تجدید بیعت کی اور نماز جمعہ قایم ہوکر خطبہ مین آپکا نام پڑھا گیا۔ سردار یار محمد خان اور سلطان محمد خان اور سردار پیر محمد خان حاکمان پشاور نے بذریعۂ خطوط آپکی امامت کو دل وجان سے قبول کرلیا۔ اسی تاریخ کو ایک خط مع تشریح و بیان کُل واقعات گذشتہ کے تحریر ہوکر بنصب امام برحق کے علماء ہندوستان کو بھی خبر دی گئی جب یہ خط ہندوستان مین پہنچا تو علماے ہندوستان نے بھی آپکی امامت کو تسلیم کرلیا۔ سرداران پشاور کی قبولیت اور تسلیم کو لوگ دغا اور دھوکہ دہی سمجھتے تھے اور سید صاحب سے کہتے تھے کہ یہ لوگ دغاباز ہین ضرور کوئی دغابازی کرکے اپنی قدیمی چال دھوکہ بازی کو کسی بھاری موقع پر اظہار کرینگے۔ اُسکے جواب مین سید صاحب کہتے تھے کہ دل ہر کسیکا الله ربُّ العزت کے ہاتھ مین ہے اگر وُہ لوگ دغا کرینگے تو اُسکا ثمرہ خدا سے پائینگے۔ اس واقعۂ نصب امام کی خبر دربار لاہور مین بھی پہنچی جس سے ایک قسم کی ہیبت سکھون پر غالب ہوگئی۔ آگے آنیوالے واقعات اس بات پر شاہد ہین کہ دربار لاہور نے سرداران پشاور سے سازش کرکے سید صاحب کی ذات مقدس کا دفعیہ کسی حیلۂ بے ایمانی سے کرنا چاہا تھا +

اس واقعۂ بیعت امامت کے بعد ہر سہ سرداران پشاور نے مع لشکر کثیر اور توپ کے موضع سرمائی مین قریب نوشہرہ کے پہنچکر سید صاحب کو خبر دی کہ ہم مع اسقدر سامان حرب اور ضرب کے آپکی تائید اور نصرت کے واسطے حاضر ہین آپ مع لشکر مجاہدین تشریف لاکر سکھون سے جنگ شروع کیجئے۔ یہ خبر سُنکر سید صاحب نے سردار اشرف خان اور سردار خادیخان کو مع پانسو آدمیون کے سرداران پشاور کی ملاقات کے واسطے نوشہرہ کو روانہ کردیا۔ جب یہ دونو سردار مرسلہ سید صاحب سرداران پشاور سے ملاقات کرکے ہنڈ کو واپس آئے اسوقت ایک خط سردار بدھ سنگھ سکھون کے جنرل کا سید صاحب کے حضور مین پہنچا جسمین بعد اظہار بڑے لمبے چوڑے القاب کے یہ درخواست تھی کہ شبخون سے جیسیکہ اکوڑہ اور حضرو پر ہوا کچھ فائدہ نہین ہے اگر آپ اصل سید

ورنہ بہادر ہین تو میدان مین ہم سے جنگ کر کے فیصلہ کر لین جسکے جواب مین سید صاحب نے اپنی نیت اور ارادہ اور
مافی الضمیر سے اُس سردار کو بذریعہ اپنے خط کے آگاہ کیا چنانچہ وہ اصل خط سید صاحب کا بنام سردار بدہ سنگھ
ضمیمہ کتاب ہذا مین درج ہے ؛

ان ایام مین بھی لشکر مجاہدین پر بسبب نہونے خرچ کے بلا کی تنگی تھی اکثر فاقے مست رہتے تھے درختون
کے پتون اور گھاس پات پر اُنکی گذران تھی ؛

چڑھائی فوج سکھان بعد شبخون حضرو اور پسپا ہو جانا فوج سکھ کا بلا مقابلہ

خضرو کے شبخون کے بعد دو تین ہزار فوج سکھون کی کنارہ دریا اباسین پر محاذی ہنڈ کے جمع ہو گئی اور
براہ دھوکہ بازی دو تین توپ اور چھہ سات شاہین کو اس لشکر نے اپنے عقب مین چھپا کر رکھا تھا تا کہ نادان حملہ آور
پر یک بیک اُنکو سر کر کے بدلا لین - جب خبر آمد لشکر کفار کی سید صاحب کو پہنچی تو آپنے اپنے آدمی بھیجکر اول سب
کشتیون کو اپنے قبضہ مین کر لیا اور سردار اشرف خان نے سید صاحب کے حضور مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ اگر
آپ اجازت دین تو ہم ملکی فوج سے ان دشمنون پر حملہ کر کے اُنکو پسپا کر دین - آپ تبرکاً چند ہندوستانی
مجاہدین ہمارے ساتھ کر دین تا کہ ببرکت اُنکے وجود مقدس کے ہمکو غلبہ اور نصرت حاصل ہو سید صاحب نے
سردار مذکور کی درخواست کو قبول کر کے بجائے چند آدمیون کے بہت سے آدمی اُنکے ساتھ کر دیے - جب یہ حملہ آور
لشکر کنارہ دریائے اباسین پر دشمنون کے مقابل ہوا تو اُنہون نے اپنی مخفی اتواپ اور شاہین کو سامنے
کر کے گولہ باری شروع کی ملکی لوگ توپون کی آواز سنکر کافور ہو گئے - ہر چند سردار اشرف خان نے اُنکو فرار
سے روکنا چاہا مگر کوئی تخویف یا تدبیر اُنکو فرار سے نہ روک سکی - جب یہ کیفیت ہوئی تو آخر کار ہندوستانی
مجاہدون نے اباسین سے عبور کر کے دشمنون پر حملہ کرنا چاہا ابھی مجاہدین کی کشتیان اور خیک (مشک) دریا
کی منجھدھار مین پہنچی تھین کہ دشمنون پر مجاہدین کی ایسی ہیبت غالب ہوئی کہ وہ فوراً بے سر و سامان ہو کر وہان
سے فرار ہو گئے اور نوبت مقابلہ کی نہین پہنچی ؛ اس فتح کے بعد سید صاحب مع لشکر مجاہدین سرداران سمہ کے بجانب لشکر
سرداران پشاور نوشہرہ کو تشریف لیگئے اسوقت تقریباً بیس ہزار فوج مع آٹھ ضرب اتواپ و سرداران پشاور کے

ملحق ہونا سید صاحب کا لشکر سرداران پشاور سے

دریائے لنڈہ کے اُس پار خیمہ زن تھے سید صاحب بھی دریائے لنڈہ سے عبور کر کے شامل لشکر سرداران
پشاور کے ہو گئے - اس مرتبہ سرداران پشاور بڑی تواضع اور مدارات سید صاحب کی کرتے تھے - ہر روز
قسم قسم کے میوے اور کھانے سید صاحب کے واسطے بھیجتے تھے اور وہین سیدو کے میدان مین سکھون سے
جنگ کی تیاریان ہو رہی تھین اسوقت مع افواج سرداران پشاور و سرداران سمہ اور مجاہدین کے قریب
ایک لاکھ فوج کے سید صاحب کے زیر حکم تھی مسلمانون مین بڑا جوش پیدا ہو رہا تھا سکھون کی چھاتیان
کانپ رہی تھین - صبح کو ایک جنگ عظیم ہونے والی تھی اُس جنگ عظیم کی شب کو بذریعہ نذر محمد اور

ولی محمد کشمیری اقوام شیعہ کے جو سردار یار محمد خان کے نوکر اور سید صاحب کے واسطے کھانا لانے پر مقرر تھے
کھچڑی اور گنڈیریون مین زہر ہلاہل کھلایا گیا - تقدیر سے اُس شب کو خلاف عادت خود اُس زہر آمیز کھانے مین
سے سید صاحب نے ایک لقمہ بھی کسیکو نہین دیا سب کا سب آپ نوش جان فرما گئے - زہر اگرچہ قاتل تھا مگر اللہ رب العزت
نے سید صاحب کی ذات مقدس کو اُسکی قوی تاثیر سے محفوظ رکھا لیکن پھر بھی شب کو آپ سخت علیل ہو گئے
علی الصباح دونو لشکر صف آرائی کرکے سیدو کے میدان مین مقابل ہوے - سردار یار محمد خان نے سید صاحب
کی سواری کے واسطے ایک لنگڑا ہاتھی بھیجا جسکے مہاوت وغیرہ آپکے در دولت پر حاضر ہو کر آپکے سوار ہونے کے سخت
متقاضی ہوے - جب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سید صاحب کی خوابگاہ مین تشریف لیگئے تو دیکھا کہ
سید صاحب بیہوش پڑے ہین اور قے خود بخود آپکو جاری ہے جس سے زہر بتدریج خارج ہو رہا ہے - مولوی
محمد اسمٰعیل صاحب نے سید صاحب سے عرض کیا کہ جنگ شروع ہو گئی اور آپکی سواری کے واسطے ہاتھی در
دولت پر حاضر ہے آپنے اُس تنگ حالت مین بھی یہی فرمایا کہ مجھکو ہاتھی پر سوار کرکے میدان جنگ مین پہنچادو
چنانچہ چند آدمیون کے سہارے سے اُسی حالت مین آپ ہاتھی پر سوار ہوے اور میدان جنگ مین پہنچے - صرف
چند آدمی آپکی علالت سے واقف تھے آپکے ہاتھی کو میدان جنگ مین مسلمان دیکھکر دلیر ہو گئے اور کفار پر حملے
شروع ہوئے - سکھون کے سنگھر یعنی خاربندی کے اندر تک حملہ کرتے ہوے سرداران سمہ پہنچگئے اُسوقت بظاہر
درانیون (سرداران پشاور) کی فوج بھی دامن کوہ مین مسلمانون کی مدد پر حاضر تھی اور تفنگ زنی اور توپون
کی بھرمار کر رہی تھی مگر بندوق اور توپون مین خالی بارود بھری جاتی تھی گولے اور گولیان نہین ڈالی جاتی تھین
شاہزادہ گدڑی شاہ نام ایک بڑا شجاع آدمی حملہ کرتا ہوا سکھون کے خیمون تک پہنچ گیا اور وہین کام آیا - سمہ
کے سردار بھی اُسوقت بڑی شجاعت اور بہادری سے حملہ پر حملہ کر رہے تھے ہر طرف سے آثار فتح مسلمانون کے
نمایان تھے - جب جنگ خوب گرم ہوئی تو دو سوار سرداران پشاور کے لشکر سے نکل کر بے روک ٹوک
سکھون کے لشکر مین چلے گئے اور وہان کے سپہ سالار سے ملاقی ہو کر جیسے گئے تھے ویسے ہی بے گزند
واپس چلے آئے اور سرداران پشاور کے پاس جاکر کچھ اُنسے سرگوشی کی - اُسوقت سرداران پشاور میدان
جنگ سے مع لشکر و اتواپ خود فرار ہو گئے - جب سرداران سمہ نے درانیون کو بھاگتے دیکھا وہ بھی دل شکستہ
ہو کر بھاگنے لگے اب ساری جنگ بیچارے ہندوستانیون کے سر آپڑی وہ اُسوقت اپنے مقدور بھر خوب
دل توڑ کر لڑے - جب سکھون کو حسب اشارہ درانیون کے سید صاحب کا ہاتھی معلوم ہو گیا تو اُنھون
نے اُس لنگڑے ہاتھی کو اپنی کُل توپون کا نشانہ بنالیا صدہا گولے شین شین کرتے ہوے ہاتھی مذکور
کے آس پاس جاتے تھے مہاوت بھی جو غالباً رازدار دغابازی کے تھے ہاتھی کو میدان جنگ سے نہ ہٹاتے

تھے اُسوقت مجبور لوگون نے سید صاحب کو ہاتھی سے اُتار کر گھوڑے پر چڑھالیا - اِس دغا بازی کے سبب سے لشکر اسلام تتر بتر ہوگیا اور میدان جنگ سکھون کے ہاتھ رہا سید صاحب پر برابر بیہوشی اور غشی جاری تھی اُسوقت بصلاح سردار فتح خان کے سید صاحب کو موضع چنڈلئی مین لیگئے کچھ عرصہ تک آپ اُس گانو مین مقیم رہے - زہر کھانے کی تاریخ سے آٹھوین روز آپکو ہوش آیا اُسوقت آپنے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے سب حال دریافت فرمایا مولانا ممدوح نے کل کیفیت زہر خورانی اور دغا سردار یار محمد خان اور فرار سرداران سمہ اور ابتری لشکر مجاہدین کی مفصل آپ سے عرض کی - آپنے ارشاد فرمایا کہ سب مجاہدین کو ایک جا جمع کرلو اور جو کچھ مجھپر گذرا وہ بسبب مواخذہ بعض میری خطاؤن کے تھا جو اللہ تعالیٰ نے اس ذریعہ سے اُن خطاؤن سے مجھکو پاک کردیا تم سب مجاہدین کو تسلی دیکر کہو کہ اس تکلیف کے بعد اللہ رب العزت بہت راحت دیگا اور جن لوگون نے مجھکو زہر دیا وہ بھی حکمت سے خالی نہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس ذریعہ سے میرے جد امجد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت کو مجھ پر جاری کرادیا - اُسکے بعد سید صاحب نے جناب باری مین بہت الحاح اور زاری سے دعا کی - موضع چنڈلئی سے آخوند میر آپکو موضع مکدرسی مین لیگئے اسی جگہ پر ولی محمد اور نذر محمد کشمیری جنہون نے آپکو زہر دیا تھا گرفتار ہوکر آپکے سامنے لائے گئے مگر آپنے براہ حلم وتحمّل بزرگانہ کے اُنسے کچھ مواخذہ نہین کیا بلکہ جب دُوسرے لوگ اُنکے قتل پر مستعد ہوے تو آپنے مخفی طور پر بوقت شب اُنکو فرار کرادیا ؛

سردار یار محمد خان وغیرہ کی اس دغا بازی کے بعد باتفاق تمامی علماء ورؤسائے ہندوستانی اور ولایتون کے ایک فتویٰ اوپر ثبوت نفاق سرداران مذکور کے بدلائل شرعی تحریر ہوکر اُسپر مُہرین ثبت ہوئین اور ایسے منافقون کا خون بحل کیا گیا - اس لڑائی کے بعد بھی بوجہ تنگی خرچ غازیون پر سوائے بے خانمانی کے فاقہ کشی کی سخت تکلیف تھی - سردی کا موسم تھا ملک مین برف پڑرہی تھی غازیون کے پاس نہ رہنے کو مکان تھا نہ اوڑھنے کو کپڑا اور نہ کھانے کو کوئی چیز تھی اکثر چار چار فاقے کڑاکے کے پڑکر کسی دن کسی گاؤن مین دعوت ہوگئی یا کسی درخت کی پتیان اُبالکر اور نمک ملاکر کھوکھ کو دبا دیا مگر اسپر بھی بوجہ جوش ایمانی ہر ایک غازی نہایت شادان اور فرحان اور صابر وشاکر تھا - بعض دن فی غازی ایک ایک مُٹھی جوار کی ملتی جسکو پیسکر بطور نشاستہ پانی مین جوش کرکے اور نمک ملاکر پی لیتے اور اُسکو دُنیا کی ہزارون نعمتون سے بہتر سمجھ کر شکر اور حمد باری تعالیٰ زائد از حد کرتے تھے سید صاحب نے لشکر کی یہ کیفیت تنگی گذران کی دیکھ کر واسطے فراخی رزق مؤمنین کے دعا کی جسکی برکت کے سبب جب آپ مع لشکر موضع لنڈا کئی مین پہنچے تو اُس ملک کے لوگون نے کھانے اور کپڑے وغیرہ سے حتی المقدور خود مجاہدین کی خوب تواضع کی اور گھر گھر سے بھیجے مجاہدین کو تقسیم کردیا گیا یہان سے چلکر آپنے ملک بُنیر اور سوات کا خوب دورہ کیا قریب تمام کے یہ دونو ملک آپکے حلقۂ بیعت مین داخل ہوگئے

اسی سفر مین بمقام گوٹ گرام مولوی محمد یوسف پھلتی کا انتقال ہوا - جب یہ خبر انتقال آپکو پہنچی آپ مسجد مین تھے آپنے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھکر اور آسمان کی طرف نگاہ کر کے فرمایا کہ دُنیا ایک بڑی مصیبت کی جگہ ہے جو یہان سے ثابت قدم گیا وہی مراد کو پہنچا - پھر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی طرف مخاطب ہو کر آپنے فرمایا کہ یوسف جی اس لشکر کے قطب تھے آج یہ لشکر قطب سے خالی ہو گیا - پھر فرمایا کہ یوسف جی بڑے قانع اور متوکل اور زاہد اور مستقل مزاج اور مستقل حال تھے سید صاحب نے خود اُنکے جنازہ کی نماز پڑھائی اور اپنے دست مبارک سے قبر مین اُتارا - اُسوقت تک ہندوستان کے قافلے سندھ قندہار کابل کا لمبا چکر کھا کر دقتون مین پہنچتے تھے سید صاحب اسوقت تک اس دورہ سیر مین تھے کہ بہت سے قافلے ہندوستان سے پہنچگئے چنانچہ مولوی قلندر اور قاضی احمد اللہ اور مولوی عبدالحی صاحب اور میان مقیم رامپوری کے قافلے مع خرچ ضروری کے یکے بعد دیگرے پہنچگئے - جب مولوی عبدالحی صاحب کے آنے کی خبر آپکو پہنچی اور اُنکو لانے کے واسطے ایک منزل تک آپنے اپنا جھپان (محافہ) بھیجدیا اور لب دریا تک اُنکا استقبال کر کے اُنکو لائے اور اپنے پاس ایک ہی مکان مین اُنکو اُتارا - اس دورہ سیر سے فارغ ہو کر قبل از عید الضحیٰ سنہ ۱۲۴۳ ہجری آپ مع لشکر مجاہدین پنجتار مین لوٹ آئے اور پنجتار کو اپنا ہیڈ کوارٹر (یعنی لشکرگاہ) بنایا - اسوقت لشکر مجاہدین پر بہت فراخی تھی کسی کو ایک ایک تا ملوٹ غلہ روزانہ ملتا تھا جس سے آدمی خوب سیر ہو کر کھا لیوے - بروز بقر عید فی نفر ایک ایک سیر گوشت تقسیم ہوا کپڑا دھونے کے واسطے صابون بھی سرکار سے ملتا تھا لیکن تقدیر سے بوجہ آمد موسم خشکی کے چکیان بند ہو گئی تھین لوگ اپنا اپنا آٹا اپنے اپنے ہاتھ سے بخوشی تمام پیس لیتے تھے اور اپنے واسطے لکڑیان جنگل سے آپ لے آتے تھے اور اپنے کپڑے اپنے ہاتھ سے دھو لیتے + اسوقت بہت سے پنجابی آدمی تنخواہدار نوکر بھی تھے جنکو پانچ پانچ روپے ماہوار اور کھانا سرکار سے ملتا تھا - مجاہدین کی آپسمین بہت محبت اور ارتباط اور ہمدردی اور اُخوت اسلامی تھی ایک دوسرے پر جان دینے کو حاضر تھا - بیمارون کی گندگی اور قے وغیرہ اپنے ہاتھون سے صاف کرتے کسی شخص کو کسی کام سے کچھ عار نہ تھی ہر شخص کو پوری نفس کشی حاصل ہو چکی تھی بڑے بڑے متبحر مولوی مخدوم زبان اپنے ناخواندے اور جاہل ساتھیون کی خدمت کو اپنا فخر اور کمال سمجھتے تھے کبر و منی کی بیخکنی ہو گئی تھی فحش گوئی اور بدزبانی کا نام نہ رہا تھا اصل تہذیب اور اخوت اسلامی کا پورا پورا ظہور ہو رہا تھا - ایکروز مولوی الٰہی بخش رام پوری چکی پیس رہے تھے کہ سید صاحب بھی اُسوقت وہان تشریف لے آئے اور اُنکے ساتھ پیسنے کو بیٹھ گئے اور ایک سیر سے زیادہ گیہون اُنکے ساتھ پسوائے - جب غازی لوگ پہاڑ پر لکڑیان لانے کو جاتے تو بارہا سید صاحب بھی اُنکے ساتھ جا کر اور گٹھا لکڑیونکا اپنے سر پر رکھ کر لاتے تھے +

ان دنون مین چارون طرف سے آپکو عرضی پر عرضی خوانین اور سرداران ملک کی اس مضامین کی آرہی

تعین کہ آپ مع لشکر مجاہدین یہان تشریف لاکر بمقابلہ سکھون یا قومی دشمنون کے ہمکو مدد دو - اس عرصہ مین، یک
وکیل حبیب اللہ خان رئیس پکھلی کا مع ایک عرضی کے پہنچا جسمین لکھا تھا کہ ایک گڑھی پر سکھون نے حملہ
کرکے میرے بیٹے کو محصور کرلیا ہے اُسکی مخلصی کے واسطے ایک سریہ مجاہدین اسطرف روانہ کرین - اسواسطے اب بھیجنا
ایک سریہ مجاہدین کا واسطے مدد مظلوم اور محصور مسلمانون کے ضرور ہوا - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو اس
سریہ کا امیر مقرر کرکے میان محمد مقیم رام پوری کو مع ایک سو نفر نوآمدہ رام پور اور کچھ بعض تجربہ کار پرانے آدمیون
کو بجانب پکھلی روانہ کردیا - یہ سریہ بخیریت تمام پکھلی پہنچا - سردار ہری سنگھ نلوہ ناظم پکھلی اور چھچھ ہزارہ نے خبر آمد
لشکر مجاہدین کی سُنکر پھول سنگھ نام اپنے کسی افسر کو مع دو تین ہزار فوج کے واسطے مقابلہ مجاہدین کے موضع ڈمگلہ
مین بھیجدیا - جب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو خبر آمد لشکر کفار کی بمقام ڈمگلہ مین معلوم ہوئی تو آپنے خوانین
پکھلی سے مشورہ کرکے ایک شبخون کی تیاری کی منجملہ سو آدمیون اہل سریہ کے پچاس نفر مجاہدین مع ڈیڑھ ہزار
ملکیون کے زیر حکم میان محمد مقیم کے بوقت شب ڈمگلہ کو روانہ کئے گئے اور مولوی خیر الدین شیرکوٹی میان
محمد مقیم کے نائب مقرر کئے گئے اور شعار اس شبخون کا عبدالصمد تجویز ہوا - جاے قیام لشکر مجاہدین سے
ڈمگلہ صرف ایک میل ہوگا ڈمگلہ تک پہنچنے مین اُن ڈیڑھ ہزار ملکیون مین سے صرف قریب تین سو آدمیون کے باقی رہ گئے
اور باقی سب کافور ہوگئے اور لشکر پھول سنگھ مع ملکی آدمیون کے قریب چھ ہزار کے تخمینہ کیا گیا تھا - حسب دستور سکھون کے لشکر کے
گرد سنگھر یعنی خار بندی ہوئی میان مقیم نے وہان پہنچنے کے ساتھ ہی قلعہ بندی کے اندر کود کر باواز بلند تکبیر کہی جس سے کفار کے
دل ہل گئے - پھر بندوق اور قرابینون کی بھرمار اس پھرتی اور سرعت سے شروع کی کہ کفارون کو مشکل سے
نقارہ بجانے کی مُہلت ملی نقارہ کی آواز پر کافر دو صف ہوکر دونو طرف سے بندوقین سر کرنے لگے میان
مقیم اور اُسکے کل پچاس نفر ہمراہیون نے چار حملے پے درپے کرکے چھ ہزار کافرون کو خار بندی سے باہر
نکال دیا - جب لشکر کفار سب مال و اسباب چھوڑکر خار بندی سے باہر ہوگیا تو ملکیون نے کافرونکا مال
لے لیکر بھاگنا شروع کیا - کافرون نے ڈمگلہ کے گانو مین جاکر دم لیا اور واسطے دریافت کرنے تعداد اور کیفیت
حملہ آورون کے چند چھپر کے گھرون مین آگ لگادی جنکی روشنی سے وہ معلوم کرگئے کہ غازی بہت تھوڑے
اور ملکی مال اسباب لے لیکر بھاگ رہے ہین - دشمن قریب تھے کہ خار بندی کے چارون طرف سے حملہ کرین یہ
کیفیت دیکھکر بمشورہ مولوی خیر الدین میان محمد مقیم اپنے زخمیون کو اُٹھاکر فوراً خار بندی سے باہر ہوگئے
کفار باوجود اسقدر کثرت لشکر کے مجاہدین کی بھرمار سے ایسے شکستہ دل اور ہیبت زدہ ہوگئے تھے کہ
مجاہدین کی واپسی مین کوئی بھی مانع اور مزاحم نہین ہوا - اس سریہ کے چھ سات آدمی شہید اور اسی قدر
زخمی ہوے کفار کے تین سو آدمی مردار ہونے کی خبر سُنی گئی - جب یہ سریہ بعد فتح ڈمگلہ کے خوشی بخوشی

واپس چلا آتا تھا راہ مین انہون نے بندوقون کی آواز سُنکر معلوم کیا کہ قیام گاہ پر باہین مولوی محمد اسمٰعیل اور کفار کے جنگ ہورہی ہے - یہ لوگ جلدی جلدی قدم اُٹھا کر قیام گاہ کو واپس آئے مگر انکے وہان پہونچنے سے پہلے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے کفار کو ایک یادگار سبق دیکر پسپا کردیا تھا - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے سریہ مین دو روز پہلے سے فاقہ تھا مگر اس شبخون کی شام کو کچھ غلہ میسر آگیا تھا کہ بعد روانہ کرنے سریہ ڈمگلہ کے بقیہ مجاہدین مین سے کوئی کھانا پکا رہا تھا اور کوئی کھا رہا تھا اور کوئی دوسرے روز کے واسطے خمیر کر رہا تھا اُسوقت بہ بہانہ روندگشت ایک سکھون کا لشکر گڑھی شنگار سے جو قیامگاہ مجاہدین سے تھوڑے فاصلہ پر تھی باہر نکلا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب امیر لشکر کو جنکی نگاہ اسی گڑھی کی طرف تھی یہ گمان ہوا کہ دشمن مقابلہ کو آتے ہین آپنے جھٹ پٹ اپنے لوگون کی کمربندی کرا کے ایکدو باڑھ مار کر اُنپر حملہ کردیا اور فرمایا کہ یارو جانے نہ دو کفار نے بھاگنا شروع کیا اُسوقت ایک شخص نے لشکر کفار کے عقب مین سے اپنے ساتھیون کو پکار کر کہا کہ یہ تو تھوڑے سے آدمی ہین تم کیون بھاگتے ہو یہ پکار سُنکر لشکر کفار پھر لوٹ آیا اور مقابلہ شروع ہوا اُسوقت مولانا محمد اسمٰعیل کے ہمراہ صرف بارہ آدمی تھے باقی آدمی لشکر کے نگران تھے مگر یہ بارہ آدمی جنکے سردار محمد اسمٰعیل غازی تھے مثل دیوار سیسہ کے وہین جم گئے اور پھر مار شروع کی اُسوقت ایک کافر تلوار کھینچکر مولانا پر حملہ آور ہوا آپنے قبل از ضرب شمشیر اُسکو گولی سے مردار کردیا - جب آپ دوسری بار بندوق بھر رہے تھے اُسوقت دوسرے کافر نے تلوار سے آپکے قتل کا ارادہ کیا اُسکو بھی آپنے گولی سے دارالبوار کو پہنچادیا پھر آپ تیسری بندوق بھر کر پیالہ مین رنجک ڈال رہے تھے اُسوقت ایک کافر کی گولی آپکی اُنگلی پر لگی اُس گولی کے صدمہ سے آپکا ہاتھ پیالہ بندوق سے جدا ہوگیا اُس حالت مین آپنے وہ بندوق تو چلادی مگر جب آپنے چوتھی بار بندوق بھرنیکا ارادہ کیا تو اُس مجروح اُنگلی سے اتنا خون بہنا شروع ہوا کہ جس سے باروت بھی تر ہوگئی اور ہاتھ مین طاقت بندوق بھرنے کی بھی نرہی - اُس حالت بے بسی مین ایک کافر نے ننگی تلوار سے مولانا پر حملہ کیا مولانا نے براہ ہوشیاری اُسکے ڈرانے کے واسطے خالی بندوق اُسکے سامنے کردی جسکے خوف سے وہ فوراً پسپا ہوگیا اور مولانا اُسکی ضرب سے بچ گئے - اسکے بعد کفار کے پاؤن اُکھڑ گئے - مولانا محمد اسمٰعیل صاحب بارہا اُس اُنگلی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ قبول کرلے تو یہ انگشت شہادت میری کی ہے ورنہ بہت سے زخم لگتے ہین اور اُنمین کچھ ثواب نہین ہوتا - اس شب مین ایک سَو نفر سکھ ان بارہ آدمیون کے ہاتھ سے مردار ہوئے اور میدان مسلمانون کے ہاتھ رہا - اسی شب کو سردار حبیب اللہ خان کا لڑکا جو سکھون کے محاصرے مین محصور تھا کسی حیلہ سے صحیح سالم محاصرہ سے باہر نکل آیا - بعد مخلصی پسر سردار حبیب اللہ خان جسکے چھڑانے کے واسطے یہ سریہ گیا تھا اب اس ملک مین مجاہدین کی مدد کی ضرورت نرہی اسواسطے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اگے

شبخون ثانی

سے مظفر اور منصور ہوکر پنجتار کو لوٹ آئے۔ مولانا صاحب ابھی تک پنجتار تک نہ پہنچے تھے کہ راہ مین خبر آمد قافلہ سید احمد علی صاحب ہمشیرہ زادہ سید صاحب اور مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی اور قافلہ مولوی خرم علی صاحب بلہوری اور مولوی محمد علی صاحب رامپوری اور مولوی محبوب علی صاحب دہلوی وغیرہ کی جنمین چھ سو نئے آدمی ہونگے سُنی اور یہ بھی سُنا کہ مولوی محبوب علی صاحب ایک فساد عظیم برپا کرکے مع بہت سے آدمیون کے ہندوستان کو واپس بھی چلے گئے۔ پنجتار مین پہنچکر مولوی محبوب علی صاحب کی واپسی کا حال اسطرحپر سنا گیا کہ جب مولوی محبوب علی صاحب مع دیگر قافلون کے بسبب سدراہ ہونے درانیون کے مقام کندومین ٹھیرے ہوے تھے تو سید صاحب ہمیشہ خط پر خط بھیجکر اُنکی تسلی کرتے رہتے تھے کہ میں جلد راہ امن کی تجویز کرکے تمکو بلا لیتا ہون۔ اِس عرصہ مین مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی بطور عاکمانہ گھاٹ والون پر جبر اور تعدی کرکے مع اپنے قافلہ کے سید صاحب تک پہنچگئے۔ مولوی محبوب علی صاحب جو بڑے تیز مزاج اور خودراے آدمی تھے دُرانیون کے سدراہ ہونے کی وجہ سے خفا ہوکر بلا دیکھے بھالے نشیب و فراز زمانہ کے مقام کندوسے سید صاحب کو لکھنے لگے کہ سکھون کا پیچھا چھوڑ کر پہلے ان کلمہ گو کافرون یعنی دُرانیون سے جنگ و پیکار شروع کرو۔ خیر مولوی صاحب بھی مع دیگر قافلون کے بخیریت تمام پنجتار مین پہنچگئے۔ لیکن مولوی محبوب علی صاحب جو راہ کی سختیون اور درانیون کی روک سے افروختہ ہورہے تھے پنجتار مین پہنچکر بھی وہ برافروختگی رفع نہوئی بلکہ نفس اور شیطان کی شراکت اور ترغیب سے روز بروز اُسکا شعلہ بڑھتا گیا۔ پنجتار مین پہنچکر مولوی محبوب علی صاحب مجاہدین کی جماعت مین شریک نہین ہوے بلکہ اپنا خیمہ لشکر سے الگ کھڑا کرکے اُسمین رہنے لگے اور بے تحقیق و تفتیش دیوانون کی مانند خود سید صاحب پر اُنہون نے اعتراضات شروع کردیئے۔ اول اعتراض اُنکا یہ تھا کہ سید صاحب کا علیحدہ باورچی خانہ کیون ہے اُسکے جواب مین سید صاحب نے فرمایا کہ یہ علیحدہ باورچی خانہ مہمانون کے واسطے ہے جو لگاتار روزانہ چلے آتے ہین کچھ میری ذات کے واسطے نہین ہے مگر مین حسب قاعدہ سنت نبوی مہمانون کی خاطر داری اور تواضع کے واسطے اُنکے ساتھ شریک طعام ہوتا ہون اور صرف وہی غلہ اور بکری و مُرغی وغیرہ جو لوگ خاص میری ذات کے واسطے تحفہ اور ہدیہ بھیجتے ہین اُسمین پکتا ہے کچھ بیت المال سے اُسمین صرف نہین ہوتا۔ مولوی محبوب علی نے کہا کہ وہ سب تحائف بھی مجاہدین پر برابر تقسیم ہونے چاہئین تب سید صاحب نے فرمایا کہ بہت بہتر مین انتظام اس کام کا آپکے سپرد کرتا ہون اس کام کو آپ بطور خود جیسے مناسب تصور کرین انجام دین اور بجاے میرے مہمانون کے ساتھ آپ ہی شریک طعام ہوکر اُنکی خاطر اور تواضع کیا کرین کیونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے

تاکید فرمایا ہے کہ ایمان والے آدمی کو ضرور ہے کہ اپنے مہمان کی تواضع اور تکریم کرے (فلیکرم ضیفہ)
پس جب اس اعتراض مین مولوی صاحب کو لاجواب ہوگئے تو انہون نے آپکی امامت مین قدح کرنا شروع
کیا اُسکے جواب مین سید صاحب نے فرمایا کہ اگر آپکے نزدیک مین لایق اس کام کے نہین ہون تو
خود آپ کہ سید اور عالم اور مہاجر جامع جمیع صفات ہین اس بارگران کو اختیار کرین آپ امام اور مین آپکا تابعدار
ہون مجھکو کچھ سرداری اور ریاست کرنی مطلوب نہین ہے بلکہ اس کام کا انصرام منظور ہے اب آپہی
اس کام کو انصرام کرین۔ جب مولوی مذکور کا یہ اعتراض بھی کچھ نہ چلا تو انہون نے نفس اور شیطان
کی نیابت اختیار کرکے درپردہ اور علانیہ غازیون کو بہکانا شروع کیا کہ تمہارے اوپر حقوق زوجہ اور بچون
اور والدین وغیرہ کے ہین تم اُن سب حقدارون کے حقوق تلف کرکے یہان کیون بیٹھے ہو جب لوگون نے
کہا کہ جہاد کے واسطے بیٹھے ہین تو مولوی صاحب نے کہا کہ جہاد کہان ہے اور کسدن تم نے کون سے کافر کو قتل
کیا اور کونسے ملک مین تمہارا عمل دخل ہوا صبح سے شام تک تم لوگ کھانے پکانے کی فکر مین رہتے ہو
جہاد کا نام لینا ایک دیوانہ پن ہے۔ بعض لوگ اس حیلے سے یہان عیش کرتے ہین اور تمہاری دنیا اور
آخرت دونو خراب ہین۔ بہت سے کچے لوگ اُنکے بہکانے مین آگئے اور ہر جماعت مین اسکا چرچا شروع ہوا جو
لوگ صاحب استقامت تھے اُنکو یہ لغو بیانی سراسر ناگوار گذری اُنہون نے اِسکی فریاد مولوی محمد حسن صاحب
رامپوری سے کی۔ مولوی محمد حسن صاحب نے اول سید صاحب سے اجازت لیکر ایکروز بعد نماز جب سارا
قافلہ حاضر تھا مولوی محبوب علی سے پوچھا کہ تم یہانکے لوگون کو کس دلیل سے خارج از جہاد سمجھتے ہو اور یہانکے
رہنے کو کسواسطے بے فائدہ اور لغو قرار دیتے ہو۔ مولوی محبوب علی نے کہا کہ تمکو کس کافر سے جنگ درپیش
ہے۔ مولوی محمد حسن صاحب نے فرمایا کہ جنگ کا نام جہاد نہین ہے جنگ کو قتال کہتے ہین اور وہ گاہے
ماہے پیش آتی ہے اور جہاد کہ اعلائے کلمۃ اللہ مین کوشش کرنا ہے مُدت دراز تک باقی رہتا ہے
یہ صرف آپکی غلط فہمی ہے کہ قتال کا نام جہاد رکھا ہے اور اُن کوششون کو جو واسطے اعلائے کلمۃ اللہ کے
لوگ کر رہے ہین آپ بیفائدہ اور عبث قرار دیتے ہو مین آپسے پوچھتا ہون کہ آپ اسوقت جہاد کا انکار کرکے
دہلی اپنے وطن مالوفہ کو تشریف لیجاتے ہو شاید بتقدیر الٰہی ہمکو کسی دن کفار سے مقابلہ اور قتال کہ جسکو
آپ جہاد کہتے ہو پیش ہوجائے تو آپ اُسوقت اپنی کونسی کرامت سے اُڑکر اس راہ دور ودراز کو طے کرکے
داخل جہاد ہوجاؤگے۔ مولوی محبوب علی صاحب اس تقریر کو سُنکر لاجواب ہوگئے مگر نفس امارہ اور شیطان
نے اُنکو ایسا دل برداشتہ کر رکھا تھا کہ اُنکو اس تقریر سے سوائے ساکت ہوجانے کے اور کچھ فائدہ نہین ہوا
او مثل نائب شیطان بہت سے آدمیون کو بہکا کر پھر دہلی کے پلاؤ قورمہ پر ہاتھ مارنے کو ہندوستان اسپر

ہو گئے افسوس ہے کہ اُسوقت تک مولوی محمد اسمٰعیل صاحب جنگ پکھلی سے واپس نہ آئے تھے ورنہ مولوی محبوب علی صاحب کو مشکل سے دوبارہ دہلی کے کھانون کے لائق رکھتے ؛

مولوی محبوب علی کے اغوا سے جو کار و بار جہاد کو صدمہ پہنچا ویسا صدمہ اس لشکر کو آجتک کسی سکھ یا دُرانی کے ہاتھ سے نہ پہنچا تھا۔ مولوی محبوب علی کے فتنہ کے بعد مُدت تک ہندوستان سے قافلون کا آنا بند ہو گیا اکثر معاونین جہاد سُست ہو گئے۔ جب بہت سے خطوط مولوی محبوب علی صاحب کی تکذیب مین لشکر مجاہدین سے ہندوستان مین آئے تب مدتون کے بعد مولوی محمد اسحٰق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب معاونین جہاد کی سعی سے یہ فتنہ محبوبی رفع ہو کر دوبارہ انگی خرچ اور قافلون کی دوبارہ شروع ہوئی ؛

ان دنون کے واقعات قابل تحریر مین سے ایک واقعۂ جانگاہ وفات مولانا عبد الحی صاحب کا ہے جو بمقام خہر در شعبان سنہ ۱۲۴۳ ہجری روز یکشنبہ کو واقع ہوا۔ سارے لشکر کو انکی وفات کا سخت صدمہ ہوا کلمۂ آخری مولوی صاحب مرحوم کی زبان پر یہ تھا الحقنی برفیق الاعلیٰ ؛

انہین ایام مین مولوی محمد علی صاحب اور مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عنایت علی صاحب کو ہدایت کے واسطے سید صاحب نے بجانب ہندوستان روانہ فرمایا اسکا مفصل ذکر اُن بزرگون کے سوانح مین تحریر ہوگا ؛

انھین ایام مین سید صاحب کا نکاح اُس کاشغر والی بی بی سے ہوا جسکو سلیمان شاہ بادشاہ ولایت کاشغر نے آپکے نکاح کے واسطے بھیجا تھا۔ یہ بی بی ہاجرہ آپکی دختر کی والدہ ہے اور بعد واقعۂ بالاکوٹ کے یہ بی بی ٹونک کو چلی آئی تھی اور سنہ ۱۲۷۱ ہجری مین بمقام ٹونک انکا انتقال ہوا ؛

سرداران پشاور کی آتش عداوت باشتعال سکھان روز بروز بڑھتی گئی یہانتک کہ سرداران مذکور چار ہزار فوج اور دو توپ لیکر دریائے لنڈہ سے عبور کر کے بمقام اتمان زئی مجاہدین پر حملہ کرنیکے واسطے آن پہنچے ان ایام مین سید صاحب بمقام خہر مقیم تھے۔ بصلاح ارباب بہرام خان و ارباب جمعہ خان و دیگر خوانین و سرداران سمہ و سوات کے دُرانیون کے مقابلہ کی تیاریان شروع ہوئین۔ قریب ایکہزار مجاہدین اور ملکیون کی فوج دُرانیون کے مقابلہ کے واسطے روانہ کی گئی سید صاحب اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بھی بذات خود اس لشکر کے ساتھ تھے آپنے قریب اتمان زئی کے پہنچکر بذریعۂ چند ملکی جاسوسون کے حال لشکر گاہ اور قوت اور ہوشیاری اور غفلت دُرانیون کا دریافت کر کے اپنے لشکر کو دو حصے کر دیا۔ ایک حصہ فوج کا ہمراہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے کر کے اُنکو حکم دیا کہ دشمن کے میمنہ کی طرف سے شبخون مارو۔ دوسرے حصہ فوج کو آپنے اپنے ہمراہ رکھکر دشمن کے میسرہ پر اتمان زئی گانون کی طرف سے حملہ کی تیاریان کین اور نیز دونو لشکرون کو یہ حکم دیا کہ جو شخص

جنگ اتمان زئی

درانیون مین سے ہتیار سے تمہارا مقابلہ کرے اُسکو قتل کردو اور جو کوئی امان طلب کرے اُسکو چھوڑ دو اور جو بھاگ جاے اُسکا تعاقب نکرو۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بڑی دانائی سے اپنے سریہ کو لیکر دشمن کے میمنہ پر بقدر فاصلہ ایک گولی کی مار کے پہنچگئے وہانسے صرف سوارون کو ایکدوسرے کے پیچھے کرکے اپنے ساتھ لیئے ہوے آپ آگے بڑھے۔ جب آپ مین دشمن کے لشکر پہ پہنچ گئے اُسنوقت سنتھری نے اُنکو للکارا آپنے کچھ جواب نہین دیا دوسری بار للکارا پھر بھی آپ نے کچھ جواب نہین دیا تیسری للکار کا جواب نہ پانے پر سنتھری نے اپنی بندوق کو سر کرکے شور مچایا اور اپنے لشکر کیطرف بھاگا اُسوقت مولانا نے مع اپنے ساتھیون کے بآواز بلند تکبیر کہکر حملہ کیا اور توپون پر جا پہنچے گولا انداز نے مہتابی روشن کرکے چاہا کہ توپ چلائے مولانا نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور ڈانٹ کر فرمایا کہ توپ کو دُرّانیون کے لشکر کی طرف پھیر دو اُسنے مارے خوف کے آپکے حکم کی تعمیل کی۔ اسکے بعد آپنے دوسری توپ پر بھی قبضہ کرلیا اور گولا انداز کو تلوار سے مردار کردیا۔ جب دشمن کے لشکر مین بھگی شروع ہوئی تو کانون کی طرف سے سید صاحب بھی مع اپنے لشکر کے آن پہنچے دونو طرف سے مبارکباد فتح کی آوازین بلند ہوئین اور سجدات شکر ادا کیئے گئے۔ اِس عرصے مین صبح صادق نمودار ہوگئی دُرانیون نے اپنے لشکرگاہ سے بھاگ کر ایک مستحکم ٹیلے پر مورچال بناکر پناہ پکڑی ادہر سے بھی ایک بلند جگہ پر مورچال تیار کرکے اُسمین توپین لگادی گئین۔ آدھے لشکر نے سید صاحب کے ساتھ جماعت سے نماز ادا کی اور آدھا لشکر دشمن کے مقابل رہا بعد ادائے نماز کے یہ حصہ لشکر کا دشمن کے مقابلہ پر قائم ہوگیا اور باقی آدھے لشکر نے اپنی نماز ادا کرلی اُسدن صبح سے شام تک یہ جنگ رہی۔ رات کے حملے مین یا دنکو سید صاحب کی طرف کا ایک آدمی بھی مجروح یا مقتول نہین ہوا اگر توپ کے گولون سے دشمن کی طرف کا بہت نقصان ہوا۔ نماز ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا بھی نوبت بہ نوبت جماعت ادا ہوئین۔ شام کے وقت کچھ کمکی فوج اور شاہین دشمن کی مدد کو پہنچ گئین مگر توپون نے سب کو ٹھنڈا کردیا اور کسیکی چلنے ندی لیکن افسوس کہ سردار عالم خان رئیس آتمان زئی اور اہل خیبر جنہون نے سید صاحب کی مدد کا عہد وپیمان کیا تھا دُرانیون سے ملگئے اب سید صاحب کو منظور ہوا کہ اسی رات کو فوج مجاہدین براہ چلالہ اپنے مقام کو ایسے طور پر واپس چلی جائے کہ دشمنون کو اطلاع نہونے پائے سید صاحب نے سردار عالم خان منافق رئیس آتمان زئی کو طلب کرکے فرمایا کہ سعید خان برادر یار محمد خان جو دوآبہ سے دُرانیون کی مدد کو آتا ہے اُسپر شبخون بھیجنا چاہئے اور یہان درانیون کے مورچال کے عقب سے بھی ایک شبخون کی تیاری کرنی چاہئے تم کچھ اپنے آدمی بھی ان دونو سردارون کی رہبری کے واسطے ساتھ کردو۔ عالم خان جو درانیون سے ملا ہوا تھا فوراً درانیون کے پاس گیا اور کہا کہ آجکی رات سید بادشاہ کے دو شبخون آوینگے تم ہوشیار ہوجاؤ اِدھر اپنے مورچال سے بوقت

شب سید صاحب نے اپنی فوج براہ جلالہ واپس کرنی شروع کر دی - صرف الجہ رام نام ایک راجپوت ہندو جو
مولوی احمد اللہ صاحب کے ساتھ بیسوارہ سے جا کر شریک لشکر اسلام تھا مورچال مین باقی رہ گیا جو صبح تک
تنہا دو نو توپون کو چلاتا رہا بوقت صبح راجہ رام بھی بمقام جلالہ اپنے لشکر سے آملا اُدھر درانی مارے خوف
شب خون کے اپنے مورچال کو چھوڑ کر رات کو بھاگ گئے اور دوپہر تک واپس نہ آئے اس عرصہ مین
لشکر اسلام مظفر و منصور بہت دور نکل گیا تھا گانو والے اگرچہ لشکر اسلام کی روانگی سے واقف تھے مگر
یہ سمجھتے تھے کہ بعد شبخون وہ پھر یہان واپس آوینگے اسواسطے اُنہون نے بھی مارے ڈر کے درانیون سے اسلامی
مورچال کے خالی ہونے کی اطلاع نہین کی - اِس جنگ آتمان زئی مین جان و مال سے درانیون کا بہت
نقصان ہوا مگر بفضل الٰہی لشکر اسلام کا ایک بال بھی بیکا نہین ہوا اور درانیون کو ایسا سبق ملگیا جسنے
مدت تک اُنکو شرارت سے باز رکھا +

اِس جنگ کے بعد بصلاح مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سید صاحب نے میان نظام الدین چشتی کو
بجمعیت نو دس آدمیون کے ایک نامہ بنام امیر بخارا دیکر بخارا کو روانہ کیا اور ایک قرآن مجید مطلا بطور ہدیہ
اپنے نامہ کے ساتھ امیر بخارا کے پاس بھیجا اس خط کی نقل بھی ضمیمہ کتاب ہذا مین درج ہے +

غرہ ماہ شعبان ۱۲۴۳ ہجری روز جمعہ کو قریب دو ہزار کے علما اور کئی سو خوانین اور ہزار ہا رعایا نے
جمع ہو کر جملہ احکامات شرع محمدی پر چلنے کا تحریری عہد کر لیا سبقت کرنیوالا اور نمبر اول ان معاہدین
مین سردار فتح خان رئیس پنجتار کا تھا - جا بجا قاضی اور محتسب وغیرہ مقرر کئے گئے تمام اُن ممالک مین جنکے
باشندون نے یہ عہد کیا تھا کوئی مرد عورت بے نمازی نرہا اور تمام تنازعے اور مقدمے ازروے شرع محمدی کے قاضیون
کے حکم سے فیصل ہونے لگے - تھوڑے ہی دنون مین یہ ملک رشک عرب ہو گیا - چوری چکاری زناکاری اور
قتل خون وغیرہ جرائم کا نام نرہا شریعت پر چلنے کی برکت سے لوگون کے دلون مین ایسا ایمان اور اخلاص
پیدا ہوا کہ اُنہون نے خود بخود لشکر اسلام کو اپنی پیداوار کا عشر (دسوان حصہ) دینا قبول کر لیا - سردار خادیخان
رئیس ہنڈ اِن برکات سے محروم تھا بلکہ اجرائے احکام شریعت سے اُسکو بہانتک نفرت اور عداوت پیدا ہوئی
کہ اُسنے درخواست کر کے سکھون کا لشکر اپنے ملک مین بُلا لیا +

حسب الطلب سردار خادیخان کے انٹورا صاحب فرانسیس ایک جنرل فوج سکھونکا مع فوج کثیر کے
پہلے حضرو مین پہنچا پھر خادیخان ایک گھوڑا اور باز اور چند سگ معمولی نذرانے لیکر حضرو مین اُسکے پاس
حاضر ہوا اور دیگر خوانین سمہ کی شکایت کر کے درخواست کی کہ حضور عبور دریاے اباسین کر کے ملک سمہ
مین رونق افروز ہون اُسوقت سب سرداران سمہ اطاعت اختیار کرینگے - انٹورا صاحب دریاے اباسین سے

[illegible]

عبور کرکے اول ہنڈ ریاست خادیخان مین آیا اور وہان سے پنجتار تک آنیکا قصد کیا - انٹورا صاحب کے ساتھ قریب
دس پندرہ ہزار فوج اور انواب اور شاہین تھین - جب سید صاحب کو اُسکے آمد کی خبر پہنچی تو آپنے اُن دونو پہاڑون
کے بیچ مین جہانسے پنجتار مین آنیکی راہ تھی ایک دیوار طویل بقدر قد آدم تیار کرا کے اُسمین مورچے اور بُرج بنوائے
اس دیوار کی تیاری مین مثل خندق مدینہ کے مجاہدین اور خود سید صاحب اپنے ہاتھون سے کام کیا کرتے تھے -
جب یہ دیوار تیار ہوگئی تو جابجا ہندوستانی اور قندہاری آدمیون کے چوکی پہرے وغیرہ اُسپر مقرر کیئے گئے - ایک
رات کو نو سو سواران طلایہ نے خبر دی کہ لشکر کفار درہ کوہ تک آپہنچا - سکھون کی آمد کی علامت آگ کے شعلے اور
دھوان ہوتا تھا - جس جس قدر وہ بڑھتے تھے گانو اور بستیون کو پھونکتے اور مسجدون اور مدرسون کو گراتے
چلے آتے تھے - چنگیز خان ہلاکو اور تیمور لنگ وغیرہ بڑا نے ظالمون کی راہ کی علامت بھی مورخون نے یہی آگ
اور دھوان لکھی ہے - اور ہماری مہذب سرکار نے بھی ملک افغانستان کے واسطے وہی چنگیز خانی قاعدہ آتشزنی کا اختیار
کر رکھا ہے اللّٰہم زد فزد +

اُسوقت مجاہدین کی تعداد مع قندہاریون کے قریب نو سو آدمیون کے تھی مولوی محمد اسمعیل صاحب نے آیہ بیعت الرضوان
پڑھکر اُسکا بیان بڑی فصاحت و بلاغت سے کرکے ہر کسی کو اُسی قسم کی بیعت جان نثاری کرنیکی ترغیب دی چنانچہ اُسی وقت
ہزارہا آدمیون نے سید صاحب کے ہاتھہ پر بیعت کی کہ جب تک ہمارے تن مین جان ہے مقابلہ کفار سے منہ نہ پھیرینگے - اُس بیعت
کے بعد آپنے سر برہنہ ہوکر اپنا ضعف و بیچارگی جناب باری مین ظاہر کرکے بڑی تضرع اور الحاح اور زاری سے ثابت قدمی
اور استقامت اور نصرت الٰہی کو طلب کیا - اُسوقت ہر کوئی اپنے اپنے دوستون سے اپنی تقصیرین معاف کراکے مرنے پر مستعد
ہوگیا - اُسدن سید صاحب بھی عمدہ جنگی لباس اور ہر قسم کے اسلحہ سے آراستہ و پیراستہ ہوئے آپکے لشکر کے
تین نشان تھے پہلے نشان کا نام صبغۃ اللہ تھا اُسپر ریشم زرد و سفید سے وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ تا آخر پارہ
نہایت خوشخط حرفون سے لکھا ہوا تھا - یہ نشان دادا ابو الحسن نصیر آبادی کے پاس رہتا تھا - اور دوسرا نشان
جسکا نام مطیع اللہ تھا اُسپر رکوع اخیر سورۂ بقر کا تا آخر سورہ لکھا ہوا تھا اور یہ نشان ابراہیم کے پاس رہتا تھا تیسرا
نشان فتح احد تھا - اُسپر رکوع اخیر سورۂ صف کا لکھا ہوا تھا وہ محمد نام ایک عرب کے پاس رہتا تھا - جب لشکر
کفار موضع تالی کے پنجتار کے محاذی پہاڑی پر پہنچا اُسوقت انٹورا صاحب نے دوربین سے لشکر اسلام کا جائزہ
لینا شروع کیا - لشکر اسلام کو دیکھکر اُسکے دلمین ہیبت پیدا ہوگئی چنانچہ اُسیوقت خادیخان کو بلاکر کہا کہ
تو نے از راہ فریب اور دغا بازی کے ہمسے بیان کیا تھا کہ پنجتار مین تھوڑے آدمی ہین اب تو دیکھ کہ سامنے کا سارا
وسیع میدان سوار اور پیادون اور نشانون سے بھرا ہوا ہے اب یہ کہان سے آگئے یہ کہکر محض بخوف مہاراجہ رنجیت سنگھ
انٹورا صاحب طوعاً و کرہاً مع فوج خود پہاڑ سے نیچے اُتر کر پہلے نئی دیوار کے قریب پہنچا اور اُس دیوار کو گرانا شروع

کیا - مرزا احمد بیگ نے جو اُس دیوار کی نگرانی پر متعین تھے پہاڑ پر چڑھکر لشکر اسلام کو اس حملہ کی اطلاع دی سید صاحب نے اس حملہ کفار سے مطلع ہوکر سوارون کو آگے بڑھایا اور مرزا حسین بیگ گولہ انداز و افسر شاہین کو حکم دیا کہ شاہین چلانا شروع کرو تا کہ کفار آگے نہ بڑھنے پائین - دیوار پر حملہ کرنیوالے چند سکھ شاہین کے گولون سے مُردار ہو گئے - اُسوقت تمامی لشکر اسلام نے بڑے وقار سے اور انتظام سے آگے بڑھنا شروع کیا - انٹورا صاحب نے یہ یورش اور جوش لشکر اسلام کا دیکھکر اُسی دم پسپا ہونا شروع کیا - غازیون نے انتہاے درہ تک اُنکا تعاقب کیا اور اپنی چالاکی بھرمار سے بہت سے بھاگتے ہوے دشمنون کو واصل جہنم کیا سید صاحب نے یہ نصرت الٰہی دیکھکر سجدۂ شکر ادا کیا اور انٹورا صاحب کے دل پر ایسی ہیبت غالب ہوئی کہ وہ فوراً دریائے اباسین سے عبور کرکے لاہور کو بھاگ گیا ؛

خادیخان رئیس ہنڈ کی منافقی اور دغابازی اور مخالفت لشکر اسلام کی حد سے گذر گئی تھی اس شخص نے سب سے پہلے سید صاحب کے ہاتھ پر امامت اور اطاعت کی بیعت کرکے پھر امام وقت اور خلیفۂ برحق سے بغاوت اختیار کی اور اسی مخالفت کے سبب سے احکام شریعت محمدی کو خلاف اور رؤسا اُس دیار کے اپنے ملک مین جاری نہین ہونے دیا اور جہانتک اُسکا زور چلا بہت خلایق کو امام وقت سے برگشتہ کردیا - انٹورا صاحب کو واسطے مقابلہ مجاہدین اور امام برحق کے حضرو سے لیکر آیا اُن لوگون کے جو سید صاحب کے مطیع اور فرمانبردار تھے صدہا گانو جلوا دیئے اور مساجد اور مدرسون اور خانقاہون کو اپنی آنکھون کے سامنے کفار کے ہاتھ سے تباہ کرادیا اور واسطے مقابلہ مجاہدین کے درۂ پنجتار تک انٹورا کے ساتھ آیا - اسواسطے باتفاق رائے جملہ علماء و رؤسا یہ فتویٰ شرعی تجویز ہوا کہ اس منافق اور باغی کو سب سے پہلے سبق دیا جاے تا کہ دوسرونکو عبرت ہو اور پھر کوئی مدعی اسلام ایسی حرکت کرنے پر جرأت نکرے اس فتوے سے ایسے منافق اور باغی کا قتل اور غارت مال جایز بلکہ واجب ٹھیرایا گیا - اِس تجویز کے بعد ایک لشکر اسلام اس منافق کی تعزیر اور تادیب کے واسطے تیار ہوا - امیر اس لشکر کے شیر خدا مولوی محمد اسمعیل غازی مقرر ہوے - مولوی صاحب موصوف براہ موضع بازار و گدھی امان زئی پہلے ترکی نام ایک موضع مین جو ہنڈ دار الریاست خادیخان سے سات کوس ہے پہنچے - اس مقام پر قلعہ ہنڈ مین داخل ہونیکے واسطے سیڑھیان تیار کرائی گئین - اس تیاری کی خبر خادیخان کو بھی اکثر پہنچا کرتی تھی مگر وہ مغرور اور متکبر یہ کہا کرتا تھا کہ وہ فقیر میرا کیا کرسکتے ہین جب مین اُنکو آتے سنونگا راہ مین جاکر تہ تیغ کردونگا - ایک شام کو اندھیری رات مین پنجتار جانے کا بہانہ کرکے یہ لشکر موضع ترکی سے چلکر اور راہ مین سے چکر کھاکر ہنڈ کو روانہ ہوگیا - اس لشکر مین قریب سات سو آدمیون کے تھے تقدیر الٰہی سے راہ بھول بھلا کر آخر قریب طلوع صبح کے دہم صفر ۱۲۴۵ ہجری کو یہ لشکر قریب قلعہ ہنڈ

مہم بر خادیخان رئیس ہنڈ

کے پہنچایا۔ راستہ مین آدھے سے زیادہ لشکر راہ بھولکر مولانا صاحب سے جدا ہو گیا تھا۔ مولانا نے قریب قلعۂ
ہنڈ کے پہنچکر دیکھا کہ طلوع صبح صادق کا شروع ہو گیا اب حاجت سیڑھیون سے حملہ کرنیکی نہین ہی
اسواسطے آپنے فوراً پچیس ۲۵ آدمی عمدہ قرابین چی اور تفنگچیون کو سب سے اول روانہ کرکے حکم دیا کہ بیابان
سے نزدیک دروازۂ قلعہ کے جا کر مخفی ہو جاؤ اسوقت اہل قلعہ پانی لانے اور پیشاب کے واسطے دروازۂ قلعہ
کا کھولکر باہر آوینگے تم پھر دکھلانے دروازہ کے ایک باڑھ مارکر دروازہ کے اندر گھس جانا اور دروازہ پر قبضہ کرکے
پھر بار شروع کر دینا مگر جو باہر نکلنا چاہے اُسکو نہ روکنا۔ پس جب دروازہ قلعہ کا کھلا یہ گروہ اول مجاہدین
کا ایک باڑھ مارکر قلعہ کے اندر گھس گیا۔ پہلی باڑھ کی آواز سنکر مولانا صاحب بھی یورش کرکے مع سارے
لشکر کے داخل قلعہ ہو گئے۔ اسوقت صرف ایک سو پچاس آدمی آپکے ساتھ تھے۔ چند دشمن جو مقابلہ
پیش آئے مارے گئے باقی افتان وخیزان خالی ہاتھ بھاگ گئے۔ مولانا نے دروازۂ قلعہ کا پورا بندوبست
کرکے باقی لشکر کو اُس منافق کی خوابگاہ اور محلسرا پر روانہ کیا۔ قرابین اور بندوقون کی باڑھ ۔ ۔ ۔ اسکو خواب
استراحت سے جگا کر اس خرابی مارسے مطلع کیا اُسوقت اُسنے اُٹھکر اپنے لشکر کو کمربندی اور مقابلہ کرنیکا حکم دیا
مگر بے سود کیونکہ اُسوقت تک اُسکی فوج نہتی یعنی خالی ہاتھ ہوکر قریب تمام کے شہر کے باہر بھاگ چکی تھی
اور تمامی ہتھیار اور قلعہ مسلمانون کے ہاتھ آچکا تھا آخر اس حیص وبیص اور اضطراب مین کوٹھے پر پھرتا ہوا
یہ منافق بھی مسلمانون کی گولی سے دار البوار کو پہنچا۔ مجاہدین نے اُسکے مال ومنال اور نقد وجنس پر دست
درازی نہین کی مگر تھوڑے اونٹ اور ہتھیار وغیرہ جو سامان حرب وضرب کے وہان پائے گئے۔ ۔ ب نماز یون
کے تصرف مین آئے۔ مولانا نے اُس منافق کے جنازہ کی نماز پڑھنے سے انکار کیا مگر ملکی مُلّانون نے بلا حکم دینا
بوقت شب اُسپر نماز پڑھکر چپکے سے اُسکو دفن کر دیا۔ خادیخان کے مرنیکے بعد اُس ملک مین مجاہدین کی مخالفت
روز بروز پڑھنے لگی یہانتک کہ راہ آمد ورفت پنجتار اور ہنڈ کی بند ہو گئی ڈاک بھی بڑی مشکل سے آتی جاتی
تھی۔ مولوی صاحب ممدوح بعد فتح ہنڈ کے بدستور قلعۂ ہنڈ پر قابض رہے اگرچہ بیرون قلعہ ایک کوس
تک بلا جماعت آدمیون کا جانا بھی دشوار تھا اسواسطے خود سید صاحب بھی مع فتح خان وغیرہ دیگر رؤسا
اُس ملک کے بمقام زیدہ جو قلعۂ ہنڈ سے دو کوس ہے تشریف لیگئے۔ امیر خان برادر خادیخان ازراہ نفاق
ایک طرف سید صاحب سے عرض کرتا تھا کہ مجھکو قلعۂ ہنڈ مرحمت ہو جائے مین احکامات شریعت کو
قبول کرکے ہمیشہ آپکی اطاعت اور فرمانبرداری مین رہونگا چنانچہ اُسکی چاپلوسی اور دھوکہ مین خود سید
صاحب بھی آگئے تھے کہ ایک فرمان بنام مولانا محمد اسمٰعیل صاحب واسطے دخل ہانی امیر خان مذکور بر
قلعۂ ہنڈ تحریر کرکے آپنے بھیجدیا تھا مگر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے اُسکا ضرر بیان کرکے اُس حکم کو پھیر

منسوخ کرایا اور ایک طرف یہی امیر خان برادر خادیخان یار محمد خان رئیس المنافقین حاکم پشاور کو بوعدہ ادائے بارہ
ہزار روپیہ رشوت کے اپنی کمک کے واسطے بلاتا تھا - یار محمد خان مذکور نے جو سید صاحب کا جانی دشمن تھا
اس موقع کو غنیمت جانکر تین سو سوار مع چار سردارون موضع ہریانہ دارالریاست امیر خان برادر خادیخان
کو بھیجدیئے - سُنا ہے کہ سلطان محمد خان برادر یار محمد خان نے یار محمد خان کو سید صاحب کے مقابل پہنچنے
سے منع کر کے سمجھایا تھا کہ سید صاحب وہ شخص ہے کہ جسکے مقابل سے ونٹورا سا نامی جنرل پنجاب کا باوجود
موجودگی پندرہ ہزار فوج کے کترا کر بھاگ آیا اور پھر کبھی اُسطرف مونہہ نہین کرتا - مگر یار محمد خان نے اس
نصیحت کو نہین سنا اور دانستہ بیگانی بلا کو آپ خرید لیا جسکے بُرے نتیجے مین اُسنے جان و مال و آبرو سب
برباد کر دی - ان دنون مین (جبکہ دُرانی سوار ہریانہ مین مقیم تھے) مابین لشکر امیر خان اور مجاہدین کے
چند بار چھیڑ چھاڑ ہوئی مگر ہمیشہ لشکر مجاہدین کو غلبہ رہا اور مخالفین ہر بار سخت نقصان اُٹھا کر بے نیل مرام
پسپا ہو گئے - اسوقت تک دُرانیون کا لشکر جو قلعہ ہریانہ مین مقیم تھا مجاہدین کی چھیڑ چھاڑ اور ہر بار کا تماشا
دیکھا کرتا تھا کبھی شریک معرکہ نہین ہوا - اس عرصہ مین خود سردار یار محمد خان مع لشکر عظیم اور چھ ضرب توپ
اور چند شاہین اور دو ہاتھیون اور بہت سے اونٹون وغیرہ سامان حرب و ضرب کے موضع ہریانہ مین پہنچ گیا
اور اپنی سلامتی سے ہریانہ مین داخل ہونے کی خوشی مین بہت سی توپین سر کرا کے ملک مین اپنی آمد کا
ولولہ ڈلوا دیا چنانچہ ملکی لوگ توپون کی آوازین سُنکر ہیبت زدہ اور ہراسان ہو گئے جو مخالف تھے وہ فوراً
درانیون سے جا ملے اور جو موافق تھے وہ بھی توپون کے خوف سے مجاہدین کی اعانت سے پہلو تہی کر کے پہاڑون
پر بھاگ گئے یا اپنے گھرون مین چھپ کر بیٹھ رہے - اسوقت صرف فتح خان پنجتاری اور ارسلا خان زیدہ
والا اور کچھ مومنین ملک سمہ مجاہدین کے شریک تھے - یار محمد خان کے ہریانہ مین پہنچنے پر سید صاحب
نے فوراً مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو مع سارے لشکر کے قلعہ ہنڈ سے اپنے پاس زیدہ مین طلب کر کے حضرت
مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی کو مع دو سو آدمیون کے واسطے حفاظت قلعہ ہنڈ کے چھوڑ دیا جب
لشکر اسلام کی بین آدمی یعنی فوج کلان زیدہ مین جمع ہوئی تو مخالفون نے بوقت شب قلعہ ہنڈ کے قریب
ایک پہاڑی پر مورچال بنانے شروع کی کہ کل کو یہان سے قلعہ ہنڈ مین گولہ باری کرینگے - مولوی مظہر علی
صاحب قلعہ دار قلعہ ہنڈ کو جاسوسون کی زبانی حال اس کارروائی منافقین کا معلوم ہو گیا اُنہون نے
اسی وقت ایک جماعت بندوقچیون کی ساتھ لیکر مورچہ بندی کرنیوالون کو جا دبایا اور چند باڑھین پھیر کے
مار کر بہتون کو داخل جہنم کر دیا اور جو باقی رہے تھے وہ سب سامان مورچال کا وہین چھوڑ کر فرار ہو گئے اور
ایسی ہیبت اُنپر غالب ہوئی کہ پھر اردگرد ہنڈ کے مورچہ بندی کرنیکا اُنکو حوصلہ نہوا ٭

جنگ زیدہ

۵ تاریخ ربیع الاول ۱۲۴۲ ہجری روز دوشنبہ کو لشکر یار محمد خان مع اتواپ شاہین وغیرہ سامان حرب و ضرب کے مقابل زیدہ کے پہنچگیا۔ ادھر لشکر اسلام بھی اُنکے مقابلہ کے واسطے آمادہ وطیار ہوگیا اور قریب تھا کہ اُسی دم جنگ شروع ہوجائے مگر دشمنون نے اپنے مورچال وغیرہ کی تیاری کی غرض سے وہ دن صلح کے پیام بھیج بھیج کر ضایع کرادیا۔ جب شام تک اُنکے مورچال تیار ہوگئے تو رات کو صاف جواب دیدیا کہ ہم صلح ہرگز نہین کرینگے بلکہ جو سید صاحب کی طرف سے صلح کا پیام لائیگا ہم اُسکا سر قلم کردینگے۔ یہ جواب نخوت آمیز سُنکر سید صاحب کی بھی حمیت ربانی اور غیرت حقانی جوش مین آئی اُسیوقت ایک لشکر جرار ہمراہ مولانا محمد اسماعیل صاحب کے تیار کرکے شبخون مارنے کے واسطے اُنپر روانہ کردیا۔ اِس لشکر کی تیاری مین ایسی سرعت ہوئی کہ یار محمد خان کا قاصد جو نخوت آمیز جواب دیکر گیا تھا اور یہ لشکر غالباً آگے پیچھے ایک ہی ساتھ یار محمد خان کے لشکرگاہ مین پہنچے ہونگے۔ اُس لشکر مین چھ سو چیدہ آدمیون کی جماعت تھی۔ صرف دو تین سو آدمی کمربند سید صاحب کے پاس رہ گئے تھے اسوقت رات کا ایک بجا تھا۔ مولوی صاحب شیر خدا نے زیدہ سے باہر ہوکر مقدمات جنگ اور وضع رفتار وغیرہ ہر ایک کو سمجھادی۔ ہندوستانی بندوقچیون اور قرابین چیون کی ایک جماعت علیحدہ کرکے سب سے آگے روانہ کردی ولاتیون کو سب سے پیچھے رکھا۔ جب یہ لشکر قریب دشمن کے پہنچا ایک طلایہ سوار دشمن کا دکھائی دیا اور مجاہدین کو آتے دیکھکر اپنے لشکر کی طرف بڑھا۔ مجاہدین نے تیز قدمی کرکے دشمن کے سوارونکا تعاقب کرکے جب اُنکو گولی کی زد پر خیال کیا تو تکبیر کہکر اُنپر ایک باڑھ ماری جسمین بہت سے سوار مردار ہوئے اور باقی سراسیمہ طرف اپنے لشکر کے بھاگ گئے جنکے لشکر مین پہونچنے پر گولہ انداز جو کنارہ لشکر پر تھے ہوشیار ہوکر اتواپ اور شاہین سے مقابل ہوئے مگر مجاہدین نے جرات اور پھرتی کرکے بڑی دلاوری کے ساتھ سب سے پہلے دشمن کی توپون کو چھین لیا۔ توپون پر قبضہ ہونیکے بعد مجاہدین نے آگے بڑھکر پھر مار شروع کی۔ پے درپے چند باڑھ سر ہونے کے بعد دشمن کے لشکر مین بھگی پڑگئی۔ مجاہدین نے دشمن کے گولہ اندازون کو پکڑکر اُنھین کے ہاتھ سے بھاگتے ہوئے لشکر پر گولہ باری شروع کرائی۔ تھوڑی دیر مین سارے لشکرگاہ دشمن پر مومنین کا قبضہ ہوگیا۔ پلاؤ کی دیگین پکی ہوئی تیاری تھین حسب اجازت مولانا کے مجاہدین نے نوش جان فرمائین۔ دو تین جوان عورتین بھی یار محمد خان کے خیمہ مین پائی گئین معلوم ہوا کہ کسی گانو ملحقہ سے واسطے بدکاری کے اُنکو پکڑ لائے تھے اُنکو اُسی دم رخصت کیا گیا۔ ملکی مخالفون کو توپون اور شاہین کی آواز سے فتح مخالفین کا گمان ہوا وہ سب نقارے بجاتے اور خوشی کرتے ہوئے طرف لشکرگاہ دشمن کے مبارکباد دینے کو بڑھے مگر لشکر اسلام نے توپ اور شاہین کی باڑھ سے اُنکی تواضع کرکے اُنکو ثابت کرادیا کہ میدان جنگ مجاہدین کے ہاتھ مین ہے اور درانی شکست کھاکر فرار ہوگئے۔ اس رات کو دشمنون پر ایسی آفت

آئی کہ ایک تنکا بھی اپنے ساتھ لیجانے نہین پائے یہانتک کہ اُنکے پاؤن جوتے بھی وہین چھوٹ گئے مجاہدین نے صرف توپ اور شاہین اور اونٹ اور ہاتھی اور گھوڑے اور خیمے وغیرہ سامان حرب وضرب لیا باقی لاکھون روپیہ کا مال ملکی لٹیرے لوٹ کر لیگئے جب سید صاحب کو اس فتح کی خبر پہنچی سجدات شکر باری تعالی بجالاکر مظفر و منصور مع سارے لشکر کے پنجتار اپنے رشید کوٹرم کو لوٹ آئے جس جس گانو مین سید صاحب گئے گانو کی عورتون نے مبارکباد کی دف بجا کر سید صاحب سے انعام لیا۔ اِس جنگ مین خود یار محمد خان ایسا سخت زخمی ہوا تھا کہ پشاور کو بھاگتا ہوا امین موضع ہریان اور دوڈھیر کے بڑی ذلت اور خواری کے ساتھ مر گیا اور قریب تین سو درانی مع بہت سے نامی سردارون کے مارے گئے۔ سید صاحب نے پنجتار مین پہنچکر سارے ملکی اور مجاہدین کو جمع کرکے لوٹ کی برائیان سنائین اور فرمایا کہ عین معرکۂ جنگ مین لوٹ کھسوٹ کرنے سے انتظام جنگ خراب ہو جاتا ہے اور لٹیرون کے اعمال صالح حبط ہو جاتے ہین اور مال غنیمت کا چور دن قیامت کے اُس چوری کے مال کو لیکر دوزخ مین داخل ہوگا۔ اِس وعظ کی تاثیر سے ڈیڑھ سو گھوڑے اور بہت سے ڈیرے اور خیمے اور ظروف وغیرہ لٹیرون نے واپس کرکے سید صاحب کے حضور مین حاضر کردیے کہ وہ سب مال بعد نکالنے خمس نذر اللہ کے حسب قاعدۂ شریعت سوار کو دو حصے اور پیادہ کو ایک حصہ کرکے تقسیم ہوگیا۔ اُدھر مولوی مظہر علی صاحب نے امیر خان برادر خادے خان اور دوسرے منافقون کے قلعون پر حملہ کرکے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا تھا وہ بھی اسی قاعدے پر تقسیم ہوگیا۔ اس جنگ زیدہ مین مجاہدین کی طرف سے صرف چار آدمی درجۂ شہادت کو پہنچے اور سات آدمی زخمی ہوئے تھے۔ اِس وقوعہ کے بعد بہت سے منافق مثل امیر خان خٹک وغیرہ غضب الٰہی مین گرفتار ہو کر فنا ہوگئے جس سے معلوم ہوا کہ منافقون کی ہلاکت اور تباہی کا یہ سال تھا +

سلطان محمد خان برادر یار محمد خان مغضوب نے اس وقوعہ کے بعد اسپ موسوم لیلی و مروارید جسکو مدت سے مہاراجہ رنجیت سنگھ طلب کر رہا تھا اور یہ سردار اُنکے دینے سے انکار کرتا تھا اب سید صاحب سے خائف ہو کر مہاراجہ رنجیت سنگھ کو نذر کرکے طالب اعانت ہوا +

بعد جنگ زیدہ کے تمام ساکنین پشاور و اطراف پشاور نے متفق ہو کر سید صاحب کو پشاور مین طلب کیا۔ اسوقت پشاور کا یہ حال تھا کہ اگر سید صاحب وہان تشریف لیجاتے تو بے روک ٹوک اُس شہر پر آپکا قبضہ ہو جاتا مگر سید صاحب کو منظور نہین تھا کہ بلا ارسال اعلان نامہ شرعی کے دھوکہ بازی سے اُس شہر پر قابض ہو جائین اسواسطے واقع ۲ ربیع الاول سنہ ۱۲۴۵ ہجری باتفاق سارے جملہ علماء و رؤساے ایک اعلام نامہ شرعی بنام سلطان محمد خان حاکم پشاور اور اُسکے نقول بنام ساکنان پشاور و اطراف پشاور کے روانہ کی گئین۔ یہ اعلام نامہ بخط فارسی بہت طول طویل ہے جسکو مین یہان درج کرنا

نہین جانتا مگر اسکا ایک فقرہ جو مجھکو نہایت پسند ہوا بعینہ نقل کرتا ہون - یہ فقرہ صفحہ ۱۶۲ منظورۃ السعدا مؤلفہ مولوی جعفر علی نقوی مین درج ہے سید صاحب لکھتے ہین نہ باکسے از امرائے مسلمین منازعت داریم و نہ باکسے از رؤسائے مؤمنین مخالفت - با کفار لئام مقابلہ داریم نہ با اعیان اسلام - مصرف با درازمویان (یہان اقوام سکھ جو سر پر بہت لمبے بال رکھتے ہین مراد ہے) جویان مقابلہ ایم نہ با کلمہ گویان و اسلام جویان و نہ با سرکار انگریزی کہ او مسلمانان رعایائے خود را برائے ادائے فرائض مذہبی شان آزادی بخشیدہ است +

بایام جنگ زیدہ میان نظام الدین چشتی مع ہمراہیان خود بخیریت تمام سفارت بخارا سے واپس آگئے انہون نے بیان کیا کہ وہ نامہ مشمولہ ترغیب جہاد وغیرہ جو بنام شاہ بخارا ہمارے ساتھ تھا اپنی راہ مین ہمنے شاہ کٹور حاکم کاشغر اور حاکم فیض آباد و محمد مراد بیگ حاکم قندہار وغیرہ اور بہت سے رئیسون کو بھی دکھلایا ارادۂ اعانت مجاہدین کیا ہے چنانچہ ہر رئیس نے اس نوید قیام جہاد کو سنکر بہت خوشی ظاہر کی اور بروقت طلب اپنی شرکت اور اعانت کا وعدہ کیا اور جب ہم بخارا مین پہنچے تو شاہ بخارا نے بھی اُس نامۂ فیض شمامہ کو پڑھکر خوشی کے نقارے بجوائے اور نہایت اخلاق اور تعظیم و تکریم سے پیش آیا آخر کو شاہ بخارا کے امیرون اور مشیرون نے براہ حسد شاہ موصوف کو ورغلا کر یہ دھوکا دیا کہ یہ سفیر در اصل مرسلہ نصاری (انگریز) حکام ہندوستان کے ہین اور براہ دھوکہ بازی امیر المومنین سید صاحب اور جہاد کا نام لیکر یہان کے خبر اخبار لینے کو آئے ہین انکو جلد رخصت کر دینا چاہئے - تب شاہ بخارا نے ایک اسپ ترکی اور کچھ دینار و دو عمدہ یابو بطور ہدیہ دیکر مع جواب نامہ اس سفارت کو رخصت کر دیا +

ان ایام مین عبدالحمید خان رسالدار رامپوری جسکا ذکر خیر بمقام ٹونک اوپر ہو چکا ہے ہندوستان سے پہنچا - سید صاحب نے بھی عبدالحمید خان مذکور کو ایک خلعت فاخرہ عنایت کرکے اپنے یہان رسالدار مقرر کر دیا - انہی دنون مین حسب الطلب خان زمان خان رئیس کنکری کے کچھ سوار مع رسالدار مذکور اور چند شاہین اور پیادے ساتھ لیکر سید صاحب موضع تربیلا پر جسپر سکھ قابض تھے بذات خود حملہ کرنیکو تشریف لیگئے اور آسانی سے ایک ہی حملہ مین تربیلا پر قابض ہو گئے مگر اس قبضہ کے بعد ہری سنگھ نلوہ ایک نامی جنرل فوج مہاراجہ رنجیت سنگھ کا جو اُس وقت پانچہزار فوج کے ساتھ علاقۂ سکندرپور مین تعینات تھا باستماع اس خبر کے اپنی کل فوج کے ساتھ تربیلا پر چڑھ آیا کچھ عرصہ تک تو غازیون نے اپنے لشکر عظیم کا بہت استقامت اور دلاوری سے مقابلہ کیا لیکن آخر کو تربیلا چھوڑ دینا پڑا تربیلا سے آگے سید صاحب سید اکبر شاہ کے ستھانہ مین مہمان ہوئے اور وہان سے چلکر پائندہ خان رئیس امب اور عشرہ سے بھی حضرت

امیرالمؤمنین کی ملاقات ہوئی سید صاحب ابھی تک انہین اطراف مین تھے کہ سلطان محمد خان حاکم پشاور
اپنی والدہ کے اِس طعنہ سے کہ تو ایسا بڑا صاحب فوج اور خزانہ ہوکر سید صاحب ایک فقیر سے اپنے بھائی کے
قتل کا بدلہ کیون نہین لیتا مع ایک فوج عظیم کے جسکے افسر کیول صاحب نام ایک فرنگی تھے قلعہ ہنڈ پر چڑھ آیا
قلعہ ہنڈ مین اُسوقت صرف پچاس یا ساٹھ غازی موجود تھے جنہون نے بہت دلاوری اور بہادری سے ایک
ہفتہ تک قلعہ کے اندر محصور ہوکر دشمن کا مقابلہ کیا جب سلطان محمد خان حملون سے قلعہ کو خالی نکرا سکے تو
اہل قلعہ پر رسد اور پانی بند کرادیا پس جب اہل قلعہ کے پاس رسد نرہی تو سلطان محمد خان نے معرفت کیول صاحب
کے اہل قلعہ سے صلح کا پیام ڈالا اور بضمانت و ذمہ داری کیول صاحب موصوف کے یہ شرط صلح کی ٹھیری کہ غازی
خالی ہاتھ قلعہ سے باہر ہوجائین اور جہان چاہین چلے جائین کوئی اُنسے مزاحم نہوگا۔ جب اِس عہد و پیمان کے
بعد غازی قلعہ سے باہر ہوے تو سلطان محمد خان نے عہد شکنی کر کے اُن سب کو گرفتار کرلیا اور کہا کہ اپنے بھائی
یار محمد خان کی قبر پر لیجا کر تم سب کو ذبح کرونگا۔ اِس بدعہدی اور بے ایمانی پر کیول صاحب جو غالباً کوئی
انگلشمین تھا ناراض ہوکر سلطان محمد خان کی نوکری سے علیحدہ ہوگیا +

جب سید صاحب کو یہ خبر وحشت اثر پہنچی تو اسی وقت آپ پنجتار کو لوٹ آئے اور تیاری حملہ پشاور کی
شروع کی مگر جب سلطان محمد خان کو اس تیاری حملۂ پشاور کی خبر پہنچی تو وہ فوراً قلعہ ہنڈ کو خالی کرکے
پشاور کی طرف بھاگا اور قیدی غازیون کو بھی ساتھ لیگیا راہ مین بمقام ہشت نگر قیدی غازی جو ایک
مکان مین قید تھے رات کو نقب لگا کر فرار ہوگئے اور بخیریت تمام پنجتار پہنچگئے۔ جب قلعہ ہنڈ خالی ہوگیا
تو سکھون نے حسب درخواست امیر خان برادر خادے خان کے اُسپر قبضہ کرلیا۔ اسوقت بھی ملک سمہ
کا معاملہ دگرگون ہوگیا تھا اور ملکیون نے چارون طرف سے باغواے سرداران پشاور راہ مخالفت آغاز
کردی تھی اِس سبب سے سید صاحب نے ناراض ہوکر چاہا تھا کہ اول مولوی محمد اسمٰعیل کو طرف ملک کشمیر
کے بھیجکر اُس ملک مین انتظام قیام لشکر اسلام کا کرین اور وہین سے کاروبار جہاد کا شروع کرین جب مولوی
محمد اسمٰعیل صاحب مع ایک جماعت مجاہدین کے تیار ہوکر براہ پکھلی کشمیر کو روانہ ہوے تو پاینده خان
حاکم امب و عشرہ نے جسکے ملک مین سے یہ راہ جاتی تھی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو آگے جانے نہین دیا
اس سبب سے مولوی اسمٰعیل صاحب پھر پنجتار کو لوٹ آئے تب سید صاحب نے پاینده خان کو لکھکر بھیجا تمام اُسکے
ملک سے کشمیر جانیکی راہ مانگی مگر براہ شرارت اُسنے بڑے زور شور سے انکار کیا اور لکھا کہ اگر آپ اسطرف
آئین تو حرب و ضرب سے تیار ہوکر آئین۔ پاینده خان کا یہ متمردانہ جواب پہنچنے کے بعد ملکیون کی زبانی معلوم ہوا
کہ پاینده خان اپنے ملک مین جنگ کی تیاری کر رہا ہے اسواسطے سید صاحب کو بھی ضرور ہوا کہ ایک

اسلام واسطے تادیب پایندہ خان کے اُس طرف روانہ کرین - اسوقت سید صاحب نے اپنے حرم محترم کو موضع کھار ؟
مین چھوڑ کر اس مہم کا مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو امیر مقرر کر کے بجانب آنب روانہ کردیا اور مولانا ممدوح کو وصیت
کر دی کہ اپنی طرف سے ابتدا جنگ کی نکرین اگر پایندہ خان مقابل ہو تو پھر سیف و سنان سے جواب دینے کا اختیار ہے
یہ لشکر دو حصے ہو کر ایک دستہ زیر حکم سید احمد علی ہمشیرہ زادہ سید صاحب کے عشرہ کو گیا اور ایک دستہ ہمراہ
مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے فرو سہ مین پہنچا - اور خود سید صاحب بھی پنجتار سے روانہ ہو کر اُسی نواح مین لوگون
کو واسطے تائید لشکر اسلام کے آمادہ کرتے تھے - پایندہ خان نے جب چارون طرف سے اپنے تئین لشکر اسلام کے
محاصرے مین دیکھا تو ایک عرضی بحضور سید صاحب اور ایک خط بحضور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مشعر اظہار
انقیاد اور فرمانبرداری اپنی کے تحریر کر کے درخواست صلح کی کی - مولانا ممدوح اس عرضی کو پڑھکر بہت خوش ہوے
اور فرمایا کہ ہمارا مطلب پایندہ خان سے صرف یہی تھا ہمکو اُس سے جنگ کرنا ہرگز منظور نہین ہے اور اُسی وقت
مولانا سید احمد علی صاحب کو بھی جو عشرہ والے دستہ کے سردار تھے تاکیداً لکھدیا کہ آپ بلا حکم ثانی پایندہ خان
پر حملہ نکرین جب لشکر اسلام حملہ سے رُک گیا پایندہ خان نے دستہ اسلام متعینہ آنب کو غافل پاکر خود اُن پر حملہ
کرنا چاہا مگر صلح کے انتظار مین اسلامی فوج کچھ غافل نہین ہو گئی تھی اُسنے پایندہ خان کے لشکر کو آتے دیکھکر
وہ سبق دیا کہ اُنکو خائب اور خاسر ہو کر پسپا ہونا پڑا اور اُدھر سے بندوقون اور جزائلون کی آواز سنکر دستہ متعینہ
عشرہ بھی آکر شامل ہو گیا اس دستہ دوم کے پہنچنے تک پایندہ خان براہ گھاٹ چتربائی دریاے اباسین
عبور کر کے فرار ہو گیا - اسکے فرار ہونیکے بعد قلعہ آنب بھی مسلمانون کے ہاتھ مین آگیا اس جنگ آنب مین چھ
غازی شہید ہوئے - اُسی دم مژدہ اس فتح کا سید صاحب کی خدمت مین پہنچایا گیا - اسی جگہ یعنی
قلعہ آنب مین سید صاحب نے اپنے حرم محترم کو بھی بُلا لیا تھا - اِس ملک مین بھی احکام شریعت جاری
ہو کر جابجا قاضی اور محتسب مقرر ہو گئے تھے اور ترک نماز اور میدان مین ننگے نہانے پر (جبکہ پہلے سے
ولایتی نہایا کرتے تھے) تعزیر مقرر ہو گئی تھی - دفتر وغیرہ سب آنب مین آگیا تھا - اسوقت سید صاحب کے
دفتر مین نو دس محرر تھے - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اور مولوی محمد حسن صاحب رام پوری سید صاحب
کے وزیر تھے - سید صاحب کی مُہر جسپر اِسْمُهٗ اَحْمَدُ کُھدا ہوا تھا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے ہاتھ مین اور
لگا ہے گا ہے منشی محمدی صاحب میر منشی کے ہاتھ مین رہتی تھی - ہر نامہ اور مراسلہ کے خاتمہ پر سید صاحب
کی مُہر ثبت ہوا کرتی تھی - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی مہر جسپر وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِسْمٰعِيلَ کندہ تھا
منشی فضل الرحمٰن صاحب کے پاس رہتی تھی - اِن ایام مین سید صاحب نے مولوی نظام الدین صاحب چشتی
کو اپنی طرف سے خلیفہ مقرر کر کے واسطے ہدایت ملک کشمیر کے بجانب کشمیر روانہ کیا ملک کاغان مین جو

کشمیر سے ملحق ہے بہت لوگ داخل بیعت ہوئے سید ضامن شاہ وغیرہ چند سرداران ملک کاغان بذات خود
بھی واسطے حصول قدمبوسی سید صاحب کے آپ کو آئے تھے - کشمیر مین بھی یہ دعوت جہاد بڑی گرمجوشی
سے قبول کی گئی بلکہ بہت سی عرضیان مسلمانان کشمیر کی اس مضمون کی سید صاحب کے حضور مین پہنچی تھین
کہ دیوان کرپارام صوبہ دار کشمیر معزول ہو کر لاہور کو بُلایا گیا ہے اسوقت کشمیر خالی ہے آپ جلد تشریف
لا کر دخل کر لین اور ہم سب مسلمان دل وجان سے مجاہدین کی اعانت کرینگے - ان عرضیون کے پہنچنے پر بجانب
کشمیر جانیکا سید صاحب کا ارادہ بھی ہو گیا تھا مگر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے یہ عذر پیش کیا کہ کشمیر یہان سے
دس بارہ منزل ہے جب اسقدر لشکر کثیر اُسطرف کو جائیگا تو غالبًا وہان پہنچنے سے پہلے دربار لاہور تک اسکی
خبر پہنچ جائیگی اگر کشمیر کے مسلمان جو سمہ کے ولاتیون سے خود غرضی اور بیوفائی اور دغابازی مین کم مشہور
نہین ہین عین موقع پر دغا دین تو پھر اس نادیدہ ملک مین سخت مشکل ہوگی ؛

ان ایام مین سید صاحب کو منظور ہوا کہ غازی نکلتے نہین بلکہ دریائے اباسین کے اُس پار جو سکھون کا
ملک اور قلعے ہین اُنپر حملے کئے جائین اسیواسطے ایک لشکر تیار ہو کر مولوی محمد اسمٰعیل غازی اس لشکر
کے امیر مقرر ہوئے یہ لشکر تین گذرگاہون سے عبور کر کے بمقام پھولڑہ جمع ہوا - مولوی محمد حسن رام پوری
اور سید احمد علی صاحب ہمشیرہ زادہ سید صاحب بھی ماتحت مولوی محمد اسمٰعیل اس لشکر مین سردار تھے
مسلمان رعایا راجہ رنجیت سنگھ جو ملحق کنارہ دریائے اباسین کے رہتی تھی خود بخود سید صاحب کی
خدمت مین حاضر ہو کر احکامات شریعت پر چلنا قبول کر کے اطاعت امام المجاہدین اور اعانت لشکر اسلام کا وعدہ
کر کے خود لشکر اسلام کو اپنے ملک مین بلانا چاہتی تھی - ایسے لوگون کو امان نامے مہری سید صاحب اس
مضمون کے عنایت ہوگئے تھے کہ فلان رئیس فلان دیہ کا اینجانب کے حضور مین حاضر ہو کر احکام شریعت
پر چلنا قبول کر کے خدمت دین اور رفاقت مجاہدین بذمہ خود اختیار کر گیا اور اسقدر نقد و اسباب واسطے
خزانہ بیت المال کے پہنچائیگا بشرط ایفاء وعدہ بروقت حملہ لشکر اسلام اُسپر اور اُسکے گاؤن پر کوئی غازی دست درازی
نکرے اور اُسکے مال و اسباب کو مسلمانون کا مال تصور کرے - جب مین آدمی یعنی فوج کلان اس حملہ آور
لشکر کی پھولڑہ مین پہنچی تو اتفاق سے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب راہ مین ایک گڑھی کفار کے فتح کرنے پر مصروف
ہوگئے - صرف مولوی محمد حسن صاحب اور سید احمد علی صاحب اس لشکر کے ساتھ تھے یہ دونو سردار فن جنگ
سے ایسے واقف نہ تھے جیسے انکے امیر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اس کام مین برق تھے - اس فوج کا لشکرگاہ
بوجہ ناتجربہ کاری سرداران ہمراہی کے بڑی بےموقع جگہ پر ہوا تھا - فجر کو جبکہ یہ فوج ادائے نماز صبح مشغول تھی
لشکر کفار نے یورش کر کے ایک نباری کو تین تین سوارون نے جا گھیرا - اس گھبراہٹ مین غازیون کی صف

واقعہ [illegible]

ہوکر بھر بار کا بھی کچھ موقع نہونے پایا جسمین چند غازی اور مولوی محمد حسن صاحب ورسید احمد علی صاحب دو اور سردار بھی شہید ہو گئے۔ سکھون کے پاس بڑے لمبے لمبے نیزے تھے جسکا جواب غازی تلوار سے نہین دیسکتے تھے۔ اس عرصہ مین دوسرے کنارہ لشکر سے ایک جماعت چالیس پچاس قرابین چیون کی ایک آزمودہ کار افسر کے ماتحت صف بندی کرکے باقاعدہ حملہ آور ہوے جسنے چند بار ہٹون مین سکھون کا دو چند نقصان کرکے انکو پسپا کردیا۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب گڈھی شنکلی اور گڈھی چھپری کو سکھون کے ہاتھ سے چھین کر بعد عہد و پیمان مسلمان سردارون کے سپرد کر آئے اور پھر اس کل لشکر کو ساتھ لیکر آنب کو لوٹ گئے ؛

اندنونمین سردار وزیر سنگھ جمعدار خسر پورہ راجہ رنجیت سنگھ صاحب اور حکیم عزیز الدین صاحب راجہ رنجیت سنگھ صاحب کی طرف سے سفیر مقرر ہوکر سید صاحب کے پاس یہ پیام صلح لیکر آئے تھے کہ دریائے اباسین کے اس کنارہ کا ملک جو سید صاحب کے قبضہ مین ہے اُسکو راجہ رنجیت سنگھ صاحب کی طرف سے انعام تصور کرکے بلا مزاحمت احدے اُسکو اپنے قبض و تصرف مین رکھین اور بے دغدغہ احکام شریعت کو اس ملک مین جاری کرین لیکن قصد اس جانب دریائے اباسین کے نکرین اور سید صاحب فقیر ہین اور مین امیر ہون سو امیرون پر فقیرون کی خدمت کرنا اور فقراء کو دعاگوئی امرا کی ضرور ہے۔ اگر سید صاحب اس سے زیادہ قصد ملک گیری کا کرینگے تو مثل دنیا دارون کے حریص سمجھے جائینگے اور پھر اسطرف سے بھی تیاری جنگ کی کرکے اُنکی بیخکنی کی جائیگی۔ اگر سید صاحب اسقدر پر قانع رہین تو انکی بھلائی اور ہماری خوشنودی ہے اور زیادہ طلبی مین دونو طرف کا نقصان ہے اور یہ بھی لکھا کہ بعد ملاحظہ ان شرائط کے اپنا سفیر مع جواب نامہ کے ارسال فرمائین ؛

یہ دونو سفیر جب انب مین پہنچے اور سید صاحب کی زیارت سے مشرف ہوے اور آپکے کلمات ہدایت آمیز روزانہ سُننے لگے تو قطع نظر حکیم عزیز الدین کے سردار وزیر سنگھ بھی مسلمان ہوگیا مگر سید صاحب نے اُسکو اجازت دیدی کہ تا وقت مصلحت و موقع اپنے اسلام کو مخفی رکھکر خیر خواہی اسلام کی کرتا رہے۔ ان ایام مین راجہ شیر سنگھ اور جنرل انٹورا صاحب فرانسیس واسطے لینے جواب سید صاحب کے مع بارہ ہزار لشکر کے دریائے لنڈہ کے کنارہ پر پہنچکر مقیم تھے اُسوقت سردار فتح خان رئیس پنجتار کو اندیشہ ہوا کہ مبادا یہ لشکر کفار پنجتار پر یورش کرے اُسنے سید صاحب کو اسکی اطلاع کرکے واسطے حفاظت پنجتار کے کچھ فوج طلب کی سید صاحب نے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو مع لشکر مجاہدین کے پنجتار کی حفاظت کے واسطے ارسال کردیا۔ مولوی خیر الدین شیرکوٹی اور حاجی بہادر شاہخان مع آٹھ آدمیون کے واسطے سفارت دربار لاہور کے تجویز ہوکر مع جواب نامہ راجہ رنجیت سنگھ

کے ہمراہ سردار وزیر سنگھ اور حکیم عزیز الدین صاحب کے روانہ کئے گئے - یہ سفارت اسلام کی اول لشکر انٹورا صاحب مین بھیجی گئی جہان بمجرد پہنچنے اس سفارت کے نقد اور جنس بعنوان رسد اور خرچ روزمرہ اس سفارت کا سرکار خالصہ سے مقرر ہوگیا - ایک مُلا کے گھر پر جو مردان خاص سید صاحب سے تھا یہ سفارت فروکش ہوئی دوسرے دن مولوی خیر الدین صاحب و حاجی بہادر شاہ خان صاحب بمعیت سردار وزیر سنگھ انٹورا صاحب کی ملاقات کو بلائے گئے یہ دونو صاحب مسلح اُسکے خیمہ مین داخل ہوے اُسوقت اُس خیمہ مین ایک انٹورا صاحب اور ایک اور جنرل فرانسیس کرسیون پر بیٹھے تھے - یہ لوگ السلام علی من اتبع الہدی کہکر میز کے نزدیک قالین پر بیٹھ گئے سردار وزیر سنگھ دروازہ خیمہ پر کھڑے رہے اسوقت انٹورا صاحب نے اخبار نویس اور حکیم عزیز الدین صاحب کو طلب کرکے ان سفیرون کو پاس بٹھلا دیا پھر انٹورا صاحب نے ان سفیرون کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ تم دونو مین مولوی کون ہے - حاجی بہادر شاہ خان صاحب نے مولوی خیر الدین صاحب کی طرف اشارہ کیا تب انٹورا صاحب نے مولوی خیر الدین صاحب سے کہا کہ مین آپسے کچھ علمی گفتگو کرنا چاہتا ہون - مولوی خیر الدین صاحب نے ازراہ دور اندیشی کے فرمایا کہ اگر گفتگو دینی کرنی منظور ہو تو پھر آپ جواب سخت سے رنجیدہ خاطر نہون انٹورا صاحب نے کہا کہ جو کچھ آپکی خاطر عاطر مین آئے بلا تکلف فرمائین مین ہرگز رنجیدہ نہونگا لیکن جواب عالمانہ ہو جاہلانہ نہو کیونکہ مین خود بھی کسیقدر دین اسلام سے واقف ہون مینے آپکی کتب تواریخ اور دیگر کتب دینیہ کو بہت مطالعہ کیا ہے - پھر کہا کہ جسوقت میرا ڈیرہ حضرو مین تھا اُسوقت ایک شخص بصورت فقیر خلیفہ صاحب کی طرف سے میرے پاس آیا تھا اور کہتا تھا کہ اگر راجہ رنجیت سنگھ خلیفہ صاحب کی معرفت سے مالیہ (مالگذاری) ملک یوسفزئی کی لیا کرین تو سرکار خالصہ تکلیف فوج کشی اور زیرباری سے رہائی پائے اور اس ملک کے آدمی تاراجی اور خرابی اور آتش زنی سے مخلصی پائین سو یہ بات مجھکو بہت پسند آئی تھی کیونکہ اسمین دونو طرف کی بھلائی ہے - کیا یہ پیغام خلیفہ صاحب کی طرف سے تھا - مولوی خیر الدین صاحب نے فرمایا کہ یہ بات بالکل دروغ ہے کسی مکار نے کسی مصلحت کے واسطے آپکے سامنے یہ بات بنائی ہوگی خلیفہ صاحب کو اطاعت کفار اور اُنکو مالیہ دینے سے کیا کام - خلیفہ صاحب واسطے حاصل کرنے ملک اور جاگیر کے اس ملک دور دست مین نہین آئے - یہ تقریر مولوی صاحب کی سنکر انٹورا صاحب نے کہا کہ اگر اُنکو ملک اور جاگیر کی طمع نہین ہے تو پھر باوجود بے سروسامانی ایسے بادشاہ مالک خزائن اور دفاتر اور فوج و عساکر سے کسواسطے ارادہ جنگ و جدال کا رکھتے ہین - مولوی صاحب نے فرمایا غالبا آپنے سنا ہوگا کہ خلیفہ صاحب ملک ہندوستان مین بڑے معزز اور ممتاز اور پیشوائے خلائق ہین اُس ملک مین لاکھون آدمی آپکے مرید رشید اور جان نثار ہین

اگر خلیفہ صاحب چاہتے اپنے گھر پر بیٹھے ہوے مثل امیرون کے عیش و آرام کرتے رہتے واسطے حاصل کرنے
دنیا کے اُنکو حاجت ترک وطن اور کوہ و دشت گردی کی نہ تھی - انٹورا صاحب نے کہا البتہ مین نے سنا ہی کہ خلیفہ
صاحب کو ہرطرح کا عیش و آرام اپنے مکان پر حاصل تھا اور وہانکے حاکم اور امیر اُنکی تعظیم اور توقیر کرتے تھے
تب مولوی صاحب نے کہا کہ ایسی ثروت اور جاہ و جلال کو چھوڑکر ایسی تکالیف سفر اور غریب الوطنی محض
بطمع موہوم (حصول جاگیر و ملک) اختیار کرنا اور رات دن جنگل اور پہاڑون مین مشقت اُٹھانا اور باوجود
بے سر و سامانی ارادہ مقابلہ بادشاہ صاحب ملک اور فوج کا کرنا کون عقلمند کہیگا کہ بلا کسی قوی سبب
کے نہین ہے اب آپ دل لگا کر سُنئے کہ وہ قوی سبب کہ جسنے وہ سب عیش و آرام کو چھوڑا کر
ان تکالیف اور شدائد غریب الوطنی کے گوارا ہی نہین کرار کھے بلکہ اُنمین ایک لُطف اور لذت دالرکھی ہے
یہ ہے کہ دین اسلام مین بعد ایمان توحید آلہ پانچ احکام فرائض ضروریہ دین سے ہین کہ اُنکے ادا کرنیکی اللہ
تعالی کیطرف سے بڑی تاکید اکید آئی ہے وہ پانچون حکم نماز - روزہ - زکوۃ - حج - جہاد ہین - نماز روزہ
تو ہر مسلمان مرد و عورت پر خواہ وہ غنی ہو یا فقیر فرض ہے اور زکوٰۃ صرف مالدار مسلمان مرد و عورت پر فرض
ہے اور حج تمام عمر مین ایکبار صرف غنی لوگون پر فرض ہے - نماز - روزہ - زکوۃ تینون سے مشکل حج کا ادا
کرنا ہے جس سے بہت لوگ بوجہ سُستی اور خوف سفر دور و دراز کے محروم رہتے ہین مگر خلیفہ صاحب نے باوجود
بے سر و سامانی کے سات آٹھ سو آدمیون کو ساتھ لیکر اس دھوم دھام سے حج کیا ہے اِن ایام مین کسی امیر
اور دولتمند سے بھی اسطرح بن نہین آیا - انٹورا صاحب نے کہا کہ بیشک خلیفہ صاحب کا سا حج آجتک کسی
سے نہین ہو سکا اُسکے بعد مولوی صاحب نے فرمایا کہ پانچوان فرض یعنی جہاد حج سے بھی زیادہ مشکل ہے
بڑے بڑے مالدار اور رئیس بلکہ بادشاہ بھی اس پانچوین فرض کو ادا کرنے سے گریز کرتے ہین اور صدہا حیلے
حوالے کرکے اُس سے مُنہ چُراتے ہین - اس سبب سے اُن پہلے چار فرضون سے جہاد کا ثواب بھی بہت زیادہ
ہے کیونکہ اس فرض کے ادا کرنے مین جان و مال و عیال وغیرہ کل محبوبات و لذات سے دست بردار ہونا پڑتا ہی
اور یہ بھی یاد رکھو کہ یہ جہاد کچھ صرف ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ سلم ہی پر فرض نہین ہوا تھا بلکہ حضرت موسیٰ
اور یوشع بن نون اور داؤد اور سلیمان علیہم السلام وغیرہ دیگر انبیا کو بنی اسرائیل پر بھی فرض تھا یہ بات
آپکو کتب تواریخ اور توریت وغیرہ سے بھی معلوم ہوئی ہوگی - انٹورا صاحب نے کہا ہان یہ بات راست ہے
اور جہاد کی فرضیت قدیم سے ہم بخوبی واقف ہین - اُسوقت مولوی صاحب نے فرمایا کہ خلیفہ صاحب کی
ذات مقدس بھی مثل انبیاء سابقین مقبول بارگاہ ایزدی ایک بڑی صاحب ارشاد اور اُلوالعزم ہے - بعد ادا کرنے
حج اُنہون نے چاہا کہ اس پانچوین فرض اور عبادت شاقہ کو بھی ادا کرین اور اُس عبادت شاقہ کے ادا کرنے

کے واسطے دو شرطین بھی ہین ایک وجود امام اور دوسرے جائے امن سو سید صاحب نے سُنا تھا کہ قوم یوسفزئی سکھون سے لڑتی جھگڑتی رہتی ہے مگر کوئی سردار قابل اس کام کے اُنمین نہ تھا لہذا سید صاحب واسطے ادا کرنے اُس فرض کے مع صدہا ہندوستانی مجاہدین کے اس ملک مین تشریف لے آئے اور بڑی کوشش اور ترغیب و تحریص سے اِس ملک کے لوگون کو بھی شریک اِس کام کا کر لیا چنانچہ اس ملک کے لاکھون آدمیون نے خلیفہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت کر لی اور اُنکو اپنا سردار بنا لیا۔ پس اسی روز سے آپ بلفظ امام یا امیر المؤمنین یا خلیفہ کے مشہور ہین اور آپکو یہ بھی یاد رہے کہ جہاد سے کچھ ملک گیری اور جنگ و جدل ہی مراد نہین ہے لفظِ جہاد کے معنی سعی اور کوشش کرنا ہے سو حسب طاقت اور حوصلہ خود واسطے اعلائے کلمۃ اللہ اور اطفائے نائرہ ادیانِ باطلہ اور ذلتِ کفار کی کوشش کرتے رہنا جہاد ہے اور جہاد کے واسطے یہ بھی شرط نہین ہے کہ امام وقت برابر اور مثل سامان اعداء کے سامان جہاد کا مہیا کرے۔ ترقی دین اور اُسکے سامان مین کوشش اور سعی حسب مقدورِ خود کرنا جہاد ہے پس اگر کسی وقت جنگ پیش آئے اور جنگ کرنا اُسوقت مصلحت ہو تو جنگ کرے چنانچہ جنگ کو اصطلاح شرع مین قتال کہتے ہین پس اگر فتح ہو جائے تو ملک کفار پر تسلط کرکے دین اسلام کی ترویج کرے کیونکہ جہاد سے اصل مطلب ترقی دین کی ہے اور فتوحات اُسکا ثمرہ ہے بلکہ عمدہ فتح یہ ہے کہ بشرطِ حیات مجاہد اور غازی ہو کیونکہ مجاہدین اور غازیون کے فضائل بھی قرآن و حدیث مین بہت ہین اور ان سب سے عمدہ اور افضل فتح یہ ہے کہ کفار کے ہاتھ سے شہید ہو کیونکہ بعد پیغمبرون کے شہداء کے مرتبہ کو کوئی نہین پہنچتا۔ انٹورا صاحب نے کہا کہ اِن سب باتون کو مین قبول کرتا ہون مگر عقل کی رُو سے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بے سروسامانی مین کہ نہ فوج ہے اور نہ توپ اور نہ مال اور نہ ملک پھر بادشاہون سے لڑنا سراسر نادانی ہے مولوی صاحب نے کہا کہ دنیا دارون کو فوج اور خزانہ اور توپ پر اعتماد ہے اور ہمکو خداوند تعالیٰ کی قوت اور قدرت پر بھروسا ہے ہم وہ لوگ ہین کہ ہمکو نہ فتح کی خوشی اور نہ شکست کا غم ان دونو کو خداوند تعالیٰ کے ہاتھ مین جانتے ہین ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے کبھی تھوڑے سے لشکر سے بڑے بڑے لشکرون کو شکست اور ہزیمت دلا دیتا ہے اگر آپکو اِس سے انکار ہے تو آپکا دعویٰ تاریخ دانی کا غلط ہے کیونکہ کسی پیغمبر کے پاس خزانہ اور فوج اور توپ رسکلہ نتھا اُنکو محض بتائید الٰہی بڑے بڑے زبردست بادشاہون پر فتح ہوئی ہے۔ اسکے بعد انٹورا صاحب نے کہا کہ اب کل کو یہ کل فوج جسکو تم دیکھ رہے ہو پنجتار پر جائیگی تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ آپکے پنجتار جانے سے ہم آپکے قابو مین نہین آسکتے کیونکہ خلیفہ صاحب اسوقت اَمب مین ہین اور امب کے ایکطرف دریائے اباسین اور دوسری طرف بڑے پہاڑ سخت اور دشوار گذار ہین وہان آپکا دخل ہونا محال ہے اُس جگہ

تھوڑی سی فوج آپکے اس لشکر عظیم کو روک سکتی ہے - انٹورا صاحب نے کہا درحقیقت اب ایک سخت مقام ہے پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ مجھکو خلیفہ صاحب سے بہت محبت ہے اسی سبب سے راجہ رنجیت سنگھ کے حضور مین بدنام ہو رہا ہون لیکن جنگ کے وقت اس محبت سے کچھ فائدہ نہو گا اُسوقت ہمکو ضرور نمکحلالی کرنی ہوگی پھر انٹورا صاحب نے کہا مین اسقدر چاہتا ہون کہ باہین میرے اور خلیفہ صاحب کے رسم ارسال ہدایا اور تحائف کی جاری ہو جائے پہلے مین کوئی چیز خلیفہ صاحب کے واسطے ہدیہ بھیجتا ہون معلوم نہین کہ خلیفہ صاحب اُسکے عوض مین کونسا تحفہ عنایت کرینگے تاکہ میرے یہانسے واپس جانیکا ایک عذر معقول میرے لئے ہوجائے اُسکے بعد ملک یوسف زئی پر تصرف کرنیکا خلیفہ صاحب کو اختیار ہے پھر فوج خالصہ اس ملک پر کبھی نہ آئیگی - مولوی صاحب نے فرمایا کہ آپکی دوستی اور محبت سے خلیفہ صاحب کو کچھ غرض نہین ہے اگر آپکو کچھ غرض ہے تو اپنی طرف سے سلسلہ جُنبانی کرو - خلیفہ صاحب بھی بڑے عالی حوصلہ اور صاحب ہمت ہین آپکے تحائف کا عوض ضرور ارسال فرمائینگے مگر خلیفہ صاحب کی سرکار کا تحفہ کوئی سرپیچ یا کلاہ یا جُبہ ہوتا ہے اور اُنکی سرکار مین ہتیار بھی عمدہ سے عمدہ موجود مین تعجب نہین کہ کوئی ہتیار ہی عنایت کردین - انٹورا صاحب نے کہا کہ سرپیچ و کلاہ و سلاح کو لیکر مین کیا کرونگا اگر ایک گھوڑا العوض میرے تحائف کے عنایت کردین اُسوقت البتہ مجھکو جوابدہی اور بریت کی گنجایش ہوجائے - مولوی صاحب نے فرمایا کہ مین آپکا مطلب سمجھا اسواسطے گھوڑا ہم ہرگز نہ دینگے انٹورا صاحب نے کہا یہ تو تم اپنی طرف سے کہتے ہو مگر خلیفہ صاحب عقلمند آدمی ہین وہ ضرور اس درخواست کو خوشی سے قبول کرلینگے کیونکہ یہ بات دور اندیشی طلب ہے اُسوقت حکیم عزیزالدین اور اخبار نویس اور حاجی بہادر شاہ خان نے مولوی صاحب کو اشارہ کیا کہ جو کچھ وہ کہتا ہے قبول کرلو مگر مولوی صاحب نے اپنی عقل دوراندیش سے مشورہ کرکے پھر یہی فرمایا کہ یہ امر وہ شخص قبول کرسکتا ہے جو طالب ملک اور جاگیر کا ہو مگر جو شخص برائے اعلائے کلمۃ اللہ جہاد کی نیت کرکے آیا ہو اُسکو یہ امر قبول کرنا محال کیا بلکہ غیر ممکن ہے مین ایسی بات کے واسطے خلیفہ صاحب کو نہین لکھ سکتا کیونکہ مین اور خلیفہ صاحب اس نیت اور ارادہ مین دونو برابر ہین مین خوب جانتا ہون کہ جیسے نماز روزہ وغیرہ اعمال صالحہ ریاکاری سے باطل ہوجاتے ہین اسیطرح ایسی نیت اور ارادہ سے ثواب جہاد کا باطل ہوجائیگا - ایسے سوال کے انکار کرنے مین مین اور خلیفہ صاحب دونو برابر ہین - انٹورا صاحب نے واسطے گھوڑے کے اور دو تین بار اصرار تمام مولوی صاحب سے کہا تب مولوی صاحب نے دق ہوکر فرمایا کہ بار بار تکرار اس سوال کی بیسود ہے ہم لوگ گھوڑا کیا ایک گدھا بھی آپکو نہ دینگے کیونکہ ہمارا ارادہ آپکی سرکار سے جزیہ اور خراج لینے کا ہے نہ کہ آپکو بطور خراج گھوڑا اسطرح دین - اُسوقت انٹورا صاحب بولا کہ اگر خلیفہ صاحب ان راہ کرامت

باوجود ایسی بے سروسامانی کے سرکار خالصہ ایسی زبردست سرکار پر غالب ہوجاوینگے تو مین خلیفہ صاحب کے ہاتھ پر فوراً مسلمان ہوجاؤنگا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ مین خلیفہ صاحب کا حال آپ سے کیا عرض کرون اگر اسوقت آپ خلیفہ صاحب سے ملاقات کرین تو انشاء اللہ تعالیٰ بعد سُننے اُنکے کلام ہدایت نشان کے سوائے آمنا و صدقنا کے آپ کی زبان سے اور کوئی بات نہ نکلیگی۔ پھر انٹورا صاحب نے یہ کہا کہ یہ سب باتین جو مین نے عرض کی ہین خلیفہ صاحب کے گوش گذار ضرور کردینا مولویصاحب نے کہا اسکے واسطے آپکے فرمانیکی کیا ضرورت ہے مین خود ایک ایک لفظ ان سوال و جواب کا خلیفہ صاحب کے روبرو مولمو گذارش کرونگا پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ میرے سوالون کا جواب بمقام حضرو میرے پاس پہنچا ہوگا۔ مولویصاحب نے فرمایا کہ میرا کام خلیفہ صاحب سے عرض کردینا ہے جواب بھیجنا نہ بھیجنا اُنکے ہاتھ مین ہے۔ پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ آپکے نزدیک جیسے اقوام سکھ کافر ہین ویسے ہی ہم نصرانی بھی ہین یا کچھ فرق ہے مولویصاحب نے فرمایا ہان کفر مین دونو برابر ہین پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ ملک ہندوستان مین خلیفہ صاحب کے لاکھون مریدجان نثار بڑے بڑے نواب اور زمیندار اور اسوقت تمام ہندوستان نصرانیون کے قبضہ مین ہے۔ پھر جب سکھ اور نصرانی دونو کفر مین برابر ہین تو خلیفہ صاحب نے اپنے لاکھون مریدون کو جمع کرکے گھر بیٹھے بٹھائے سرکار انگریزی سے جہاد کیون نہین کیا ناحق اتنی محنت اور مشقت سفر دور و دراز کی اُٹھا کر یہان سکھون سے لڑنے کو آئے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ سرکار انگریزی ہمکو کسی فرائض مذہبی کے ادا کرنے سے نہین روکتی ہر مذہبی امر مین ہمکو پوری آزادی دے رکھی ہے برخلاف سکھون کے کہ اُنہون نے لاکھون مسلمانون کو ذلیل کرکے بلند آواز سے اذان تک کہنا منع کر رکھا ہے اگر کوئی مسلمان عید بقر عید پر بھی گائے کی قربانی کرے تو سرکار خالصہ اسکو جان سے مار ڈالے یہی سبب ہے کہ خلیفہ صاحب انگریزون کو چھوڑ کر سکھون سے جہاد کرنے کو آئے۔ پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ جو کچھ آپنے میرے سامنے بیان فرمایا ہے یہ سب راجہ کھڑک سنگھ صاحب کے سامنے بھی بیان کرسکوگے۔ مولوی صاحب نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ اس سے بھی کچھ زیادہ بیان کرونگا۔ جب بات یہانتک پہنچی تو انٹورا صاحب نے کہا کہ اب آپکو رخصت ہے پھر کسی وقت مین آپکو بلاؤنگا۔ مولوی صاحب وہان سے رخصت ہوکر حکیم عزیز الدین صاحب کے ڈیرہ پر تشریف لائے اور وہین دوپہر کا کھانا تناول فرماکر نماز مغرب تک وہین متوقف رہے بعد ادائے نماز مغرب اپنے ڈیرہ کو تشریف لے آئے۔ دوسرے دن سردار وزیر سنگھ نو مسلم حنفیہ نے مولوی خیر الدین صاحب کے ڈیرہ پر آکر تنہائی مین بیان کیا کہ آج تیسرے پہر کو راجہ کھڑک سنگھ کے ڈیرہ پر دونو فرانسیس افسر اور امیر خان برادر خادے خان ایک جگہ جمع ہوکر کہتے تھے کہ یہ مولوی (خیر الدین) بڑا تیز طبع اور بیباک ہے کسی طرح بھی ہمکو ہاتھ رکھنے نہین دیتا اسواسطے پنجاب پر فوج کشی کرنا ضرور ہے آج ایک پہر رات باقی ہے فوج کا

حملہ انٹورا صاحب بر پنجتار

کوچ کا وقت مقرر ہوا ہے - آپ مولوی اسمٰعیل صاحب متعینہ پنجتار کو خاص اس یورش کی اطلاع کردیوین - اُس وقت مولوی صاحب نے ملا اپنے میزبان کو جو ایک مخلص خاص تھا یہی پیام دیکر پنجتار کو روانہ کردیا اور اُسکو یہ بھی کہدیا کہ راہ مین جگہ جگہ جو مخلصین خاص کے ملین اُن سب کو اس چڑھائی کی اطلاع کرتے جانا - جب ایک پہر رات باقی رہی سوائے راجہ کھڑک سنگھ کے تمام لشکر خالصہ بمقام زیدہ جو پنجتار سے چھ کوس ہے جا کر مقیم ہوا بعد غروب آفتاب تمامی لشکر خالصہ مقیم زیدہ مین یہ مشہور ہوگیا کہ آجکی رات پنجتار سے اس لشکر پر شبخون آویگا اِس خبر وحشت اثر کے سُننے سے تمام لشکر خالصہ مین ایک تہلکہ پڑ گیا کہ مارے خوف کے کوئی آدمی اُس رات کو نہین سویا ہر سوار اپنے اپنے گھوڑے کی باگ اپنے ہاتھ مین پکڑے ہوے کھڑا رہا - رات کو پانی کے جھرنون اور نالون مین زور سے پانی گرنے کی آواز سے خائف ہوکر ہر کوئی یہ کہتا تھا کہ غازیون کا شبخون آپہنچا اُس خوف اور پریشانی مین ہر آہٹ اور کھٹکا غازیون کی تصویر ہوکر فرار پر آمادہ کرتا تھا یہانتک کہ اُس رات کو لشکر خالصہ مین بے طرح شور و غُل ہوکر ہر ایک آدمی بھاگنے پر آمادہ تھا - انٹورا صاحب نے لشکر کا یہ حال دیکھکر یوسف خان اجیٹن اور دوسرے افسرون کو بُلا کر کہا کہ آج لشکر پر یہ کیا آفت پڑی ہے کہ ہر ایک آدمی مارے خوف کے بھاگنے کو تیار ہے ان افسرون نے ہر ایک آدمی کو تسلّی اور تشفّی دیکر بھاگنے سے روکا مگر یہ اثر صرف چند لحظہ اُنپر رہا - جب تھوڑی سی رات رہی بلا اطلاع اعدے سارا لشکر بڑی سرعت سے پسپا ہوکر دریاے لُنڈہ پہ سے براہ پُل عبور کرکے طرف اٹک کے بھاگا چلا جاتا تھا اور کوئی ایک دوسرے سے نہین پوچھتا تھا کہ کیون اور کدھر جاتے ہو مارے خوف کے ہر آدمی مانند دیوانون کے ہنگیا تھا یہانتک حملہ مجاہدین کا خوف تھا کہ اس لشکر نے دریائے لُنڈہ سے عبور کرکے بلا حکم کسی افسر کے پُل کو بھی توڑ ڈالا کہ کہین غازی اس پُل کے راستے سے یورش نہ کرائین - اُسی دن مولوی خیرالدین صاحب بھی بلا حصول جواب تحریری اور حصول رخصت کے وہان سے روانہ ہوکر پنجتار کو چلدیے - اور پنجتار مین مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سے ملاقات کرکے دوسرے دن بمقام امب خلیفہ صاحب کی خدمت مین جا پہنچے اور ساری حقیقت سوال و جواب اور تواضع اور رخصت وغیرہ کی مو بمو حضرت کی خدمت شریف مین عرض کردی سید صاحب نے سنکر فرمایا شاباش و جزاک اللہ خیراً یہ تمامی جواب جو تمنے دیے ٹھیک موافق میری مرضی کے تھے اور اس فقرہ کو سنکر کہ گھوڑا کیا ہم گدھا بھی آپکو دینگے سید صاحب بہت خوش ہوے سید صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ یہ بھی خوب ہوا کہ آنہون نے وعدہ ارسال جواب کا بھی نہین کیا +

اِن واقعات کے بعد اقوام سکھ جو قلعہ ہنڈ پر قابض تھے خود بخود اُسکو خالی کرکے بجانب حضرو فرار ہوگئے اُنکے فرار کے بعد لشکر غازیان قلعہ مذکور پر جا کر قابض ہوگیا +

جب عدل و انصاف شرعی علی منہاج النبوۃ ملک سمہ مین جاری ہوا تو اس ملک کی کنواری عورتون نے جو بعد
کوئے دنا یعنی منگنی مدامیابات قبول یا ورنیز اُن عورتون نے جو بلا کوئے دنا اپنے والدین کے گھرون مین بیٹھی
ہوئی بڈھیان ہو جاتی تھین آوازہ انصاف حضرت امیر المؤمنین کا سنکر اپنی فریاد بھی بہت سے ذریعون سے
گوش مبارک تک پہنچائی اسواسطے حضرت نے جملہ اکابر خوانین اور علماء حامئ دین اُس ملک کو بلا کر اس رسم
بد کے موقوف کرنیکے واسطے بہت نصیحت کی اور فرمایا کہ خداوند تعالی نے کسی خاص آدمی یا خاص قوم کو واسطے
عطائے دخترون کے مخصوص نہین فرمایا کہ وہ خاص قوم بدون لینے روپیہ کے اپنی دخترون کو کسیکے نکاح
مین نہ دیوے اور اس تجارت کو وسیلہ پیشہ کسب کا کرے بلکہ ہر قوم مین لڑکے اور لڑکیان دونو پیدا ہوتی
ہین اسپر جسقدر رقم بعوض لڑکیون کے دوسرون سے لیتے ہو اُسیقدر اپنے لڑکون کے نکاح مین دوسرون کو
دیدیتے ہو اسواسطے یہ نفع اخذ روپیہ بعوض دختران فرضی ہے نہ حقیقی اور چونکہ یہ لین دین سراسر خلاف شریعت
کے ہے اسواسطے اسکو ترک کر دینا چاہیئے تم دیکھتے ہو کہ اس رقم عوض نکاح کے ادا کرنیکے واسطے تم لوگ
ہندوستان ایران توران وغیرہ ممالک دور دست مین جاکر گھر گھر بھیک مانگتے پھرتے ہو اور مدتون تک مفقود الخبر
رہتے ہو بہت آدمی راہ مین مر جاتے ہین اور بہت آدمی اُن ملکون مین کسی عورت کو مُتعت پاکر پھر یہان
واپس نہین آتے اور لڑکیان والدین کے گھرون مین بیٹھی ہوئی بڈھیان ہو جاتی ہین اور اکثر انمین تقاضائے
نفس اور شہوت کے بدکاری مین گرفتار ہو جاتی ہین اگر یہ کل لڑکیان جو اسطرح سے رکی ہوئی ہین بروقت
بلوغ اپنے شوہرون کے گھرون مین چلی جاتین تو اُنسے ہزارون مسلمان پیدا ہوسکتے اور یہ سب خرابی
اس روپیہ معاوضہ نکاح کے سبب سے ہوتی ہے جو دولہا کی طاقت اور وسعت سے زیادہ اُس سے طلب ہوتا ہے
اس نصیحت کو سب حاضرین نے بدل وجان قبول کر کے اس رسم بد کے موقوف کرنیکا وعدہ کر لیا مگر احمد خان
رئیس ہوتی مردان اس جلسہ کی اغراض کو معلوم کر کے حسب الطلب سید صاحب کے حاضر نہین ہوا بلکہ اپنے
بھائی کو گڈھی کی حفاظت کے واسطے چھوڑ کر خود پشاور کو درانیون کے پاس چلا گیا۔ جا بجا اس رسم بد کا موقوف
ہونا شروع ہوا اور ہزارون جوان لڑکیان شوہر والیان ہو گئین سید صاحب نے واسطے سرکوبی احمد خان
باغی رئیس ہوتی ومردان کے ایک شبخون ہوتی ومردان کو روانہ کیا امیر اس شبخون کے مولوی محمد اسمعیل
صاحب تھے۔ انکے تابع عبد الحمید خان رسالدار اور قاضی حبان صاحب بھی تھے دشمنون کو کسی ذریعہ سے
اس شبخون کی خبر پہنچ گئی تھی اسواسطے وہ مقابلہ کے لئے مع ہزارہا ولائتیون کے تیار تھے مگر غازیون نے حملہ
کر کے گڈھی فتح کر لی مگر قاضی حبان صاحب جو ولائتیون مین اول درجہ کے مومن او دشمنون شکن اسلام
اور سید صاحب کی طرف سے تمام ممالک سمہ اور تنول مین قاضی القضاۃ تھے شہید ہو گئے مولوی محمد اسمعیل

صاحب نے دونو گڈھیون کو فتح کرکے بعد لینے عہد و پیمان مشعر قبول احکام شریعت و خدمتگزاری و رفاقت مجاہدین کے سپرد رسول خان برادر احمد خان باغی کے کرکے آپ مع لشکر مجاہدین بخیریت تمام پنجتار کو لوٹ آئے احمد خان باغی رئیس ہوتی مردان بڑی سعی اور کوشش سے درانیان پشاور کو واسطے مقابلہ مجاہدین کے چڑھا لایا۔ جب درانیون کا لشکر چمکنی مین پہنچا تو سید صاحب کو بھی اسکی اطلاع ہوگئی۔ سلطان محمد خان حاکم پشاور نے خطوط دھمکی بنام جملہ خوانین سمہ تحریر کرکے اس مضمون کے روانہ کئے کہ تمنے بشراکت سید صاحب میرے بھائی یار محمد خان کو مار ڈالا اور گڈھی ہوتی مردان تمہاری شرکت اور امداد سے سید صاحب کے قبضہ مین آگئی پس اب مجھکو ضرور ہوا کہ اسکا عوض تمسے اور سید صاحب سے تلوار سے لون یہ یورش ایسی پر جوش تھی کہ تمامی افواج درانیان اور کل مشہور بہادر اور پہلوان اور نیز سید محمد خان و پیر محمد خان و برادران و حبیب اللہ خان برادرزادہ سلطان محمد خان بھی اسمین شریک تھے اور یہ ارادہ کرکے نکلے تھے کہ سید صاحب اور غازیون کو یکقلم نیست و نابود کرکے سمہ کے ملک کو بھی اجاڑ دینگے سید صاحب نے عبد الحمید خان رسالدار کو واسطے سد راہ حملہ آور درانیون کے ٹھیکیدار مین انکے ... گڑھی امان زئی مین اپنی کسیقدر فوج بطور ہراول قایم کرادی۔ انب کا قلعہ مع حرم محترم سید اکبر شاہ ستھانوی اور شیخ بلند بخت کی نگرانی مین مع کسیقدر غازیون کے چھوڑکر خود سید صاحب بھی انب سے روانہ ہوگئے۔ جب سید صاحب ستھانہ مین پہنچ گئے تو معلوم ہوا کہ باشارۂ درانیان ادھر سکھون کا لشکر واسطے تسخیر قلعہ انب اور خیرباڑی کے چڑھائی کرکے آتا ہے تب سید صاحب پھر انب کو لوٹ آئے اور ایک خندق بجانب شمال قلعۂ انب کے کھدوادی۔ سکھون کی فوج نے محاذی گڑھی خیرباڑی کے اباسین کے دوسرے کنارہ پر ایک سنگی دمدمہ تیار کرایا اور اُس دمدمہ مین توپین رکھکر گڑھی خیرباڑی پر گولہ باری شروع کی، غازیون نے بھی اپنی توپ اور شاہین سے انکو خوب خوب جواب دیا یہانتک کہ لشکر خالصہ سخت ہزیمت اٹھا کر پسپا ہوگیا جب سید صاحب کو اسطرف سے اطمینان ہوا تو مع تین آدمی یعنی فوج کلان اور نامی سرداران کے پنجتار مین پہنچے اور وہانسے بمعیت چار پانچ سو غازیون کے گڈھی امان زئی مین داخل ہوے اُسوقت مسلمانون نے درانیون کی دھوم دھام اور کثرت اتواپ و شاہین کا حال سنکر سید صاحب سے بھی عرض کیا تھا کہ قلعۂ انب سے اور خیرباڑی سے کچھ توپین اور شاہین واسطے جواب اور مقابلہ درانیون کے منگا لینا چاہیئے آپنے فرمایا کہ ہمکو توپ رہکلہ پر بھروسا نہین ہے ہمکو فقط تائید غیبی پر بھروسا ہے کہ وہ ہم عاجزون کو ایسی زبردست صاحب اتواپ و شاہین پر غالب کرے۔ گڈھی امان زئی مین پہنچنے کے بعد سید صاحب کو بذریعہ جاسوسون کے معلوم ہوا کہ درانیون کا لشکر چمکنی سے کوچ کرکے براہ ہشت نگر اتمان زئی مین پہونچگیا تب سید صاحب نے

حملہ درانیان بر گڑھی خیرباڑی

واسطے رفع حجت مخالفون کے حسب قاعدۂ شریعت کے ایک خط بطور اعلام نامہ سلطان محمد خانصاحب کو اس مضمون کا لکھا کہ ہم لوگ اِس ملک مین واسطے مقابلہ ومقاتلہ کفار اور اعلاے کلمۃ اللہ کے آگئے ہین مسلمانان کلمہ گو سے لڑنے نہین آئے تم بار بار ہم پر چڑھائی کر کے کاروبار جہاد مین خرابی ڈالتے ہو تم اللہ سے ڈر کر بمقابلہ کفار لشکر اسلام کی تائید کرو ورنہ خیر اگر آپکا ارادہ ہمپر حملہ کرنیکا ہے تو ہم عاجز و ناتوان بھی اللہ پر بھروسا کر کے آپکا جواب بضرب سیف وسنان دینے کو حاضر ہین اور فتح و شکست خداوند تعالی کے ہاتھ مین ہے سردار سلطان محمد خان متکبر نے اُس نامۂ فیض شمامہ کا یہ جواب لکھا کہ ہمنے آپکے مضمون نامہ پر اطلاع پائی آپنے جو لکھا ہے کہ ہم خدا کے واسطے اس ملک مین کفار سے جہاد کرنے کو آئے ہین اور کلمہ گویون سے لڑنے نہین آئے - یہہ سب آپکی ابلہ فریبی ہے آپکا عقیدہ فاسد اور نیت کاسد ہے آپ فقیر ہو کر ارادہ امارت اور حکومت کا رکھتے ہو پس ہمنے بھی خدا کے واسطے کمر باندھی ہے کہ تمکو قتل کر کے اس زمین کو تمسے پاک کرین - جب یہ جواب نخوت آمیز سید صاحب کو پہنچا تو کل حاضرین مجلس نے عرض کیا کہ اب بجز جنگ کے چارہ نہین ہے تحریر و تقریر کی گنجایش نہین رہی اب آپ صلح سے ہاتھ دھو کر جنگ کی تیاری کیجئے - لیکن سید صاحب نے فرمایا کہ تیاری جنگ سے ایسے وقت مین غفلت کرنا مناسب نہین ہے مگر میرے نزدیک ایکبار اور لکھکر پوری حجت قائم کر دینا چاہئے تا کہ عند اللہ اُنکو کوئی جائے عذر باقی نرہے اسواسطے ایک دوسرا نامہ بمضمون اُنکو لکھکر روانہ فرمایا - اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہ تمنے نام پاک ہمارے پروردگار کا زبان قلم پر لا کر خدا کے واسطے کمر باندھنے والون مین اپنے تئین شمار کیا ہے اسواسطے جو کچھہ خلاف حکم ورضی اُس احکم الحاکمین کے ہمارے اعمال و افعال مین موجود ہو تم اُسکو ثابت کرو کیونکہ ہماری تمامی ہجرت و جہاد اور صلح و جنگ شمول اُسکی رضا کی ہے اگر کوئی امر نامشروع حسب قاعدۂ شریعت ہماری نسبت ہوگا تو اس صورت مین آپکو کچھہ حاجت لشکر کشی کی ہمپر نہوگی ہم خود دونو ہاتھہ باندھکر واسطے پانے سزا اپنے اعمال نامشروع کے بسر و چشم آپکی خدمت مین حاضر ہو جائینگے اور آپکو یہانتک آنیکی تکلیف نہ دینگے - وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ÷ اور اگر کوئی امر خلاف شرع شریف ہماری نسبت ثابت نہو اور ہم اور تم دونو نے خدا کے واسطے کمر باندھی ہے تو پھر اب ہمکو اُسکی تلاش کرنی چاہئے کہ تم دونو مین کون آدمی اپنے دعوے مین جھوٹا اور مخالف احکام اُس معبود حقیقی کے ہے پس بعد تلاش اُسکو ترک کر کے تابعدار حکم الٰہی کا ہو جانا چاہئے - وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى وَالْاِثْمُ عَلٰى مَنْ تَوَلّٰى - اب اس آخری نامۂ لاجواب کو پڑھکر اُس کو کوئی جگہ لکھنے جواب کی باقی نرہی اُس آخری نامہ کو پڑھکر سید صاحب کے نامہ بر کو زبانی کہا کہ ہم اس نامہ کا جواب کل کے دن تلوار سے دینگے - بعد پہنچنے اس فرعونی جواب کے سید صاحب نے فرمایا کہ اب ہماری طرف سے حجت پوری ہو گئی اور دشمن کو

جنگ مہیار

جگہ کلام کی باقی نہ ہے ہمارا حافظ حقیقی اُسکے شر کو ہم پر سے خود دفع کریگا اور بہ نفس ہم تیغ حقیقی اس نخوت و تکبر کی اُسکو ایسی سزا دیگا کہ تمامی غرور اُسکے سر ناپاک سے دور ہو جائیگا آمین۔ وہ سواران طلایہ نے آکر خبر دی کہ دُرّانیون کا لشکر گڑھی مہیار مین داخل ہو گیا قبضہ کر لیا ہے اُسی دم لشکر اسلام مین تیاری کا نقارہ بجایا گیا اور لشکر فوراً تیار ہو کر بجانب مہیار روانہ ہو گیا ادھر جب خبر ملی کہ اہل قلعہ مہیار کو درانی لوگ ہوشیار پا کر خائب و خاسر پسپا ہو گئے اُسدن لشکر اسلام وہین ٹھہر گیا دوسرے دن بعد نماز فجر کے پھر میدان مہیار مین تمام لشکر درانیون کا بہ ارادہ جنگ صف آرا ہوا ادھر سے لشکر اسلام بھی تیار ہو کر بارادہ جنگ روانہ ہوا تھوڑے آدمی قلعہ مہیار اور رود بار مہیار کی حفاظت کے واسطے وہان چھوڑے گئے باقی کل لشکر جنگ کے واسطے تیار کیا گیا لشکر اسلام ہمہ اقسام اُس روز ساڑھے تین ہزار سے زیادہ نہ تھا اور درّانیون کے پاس آٹھ ہزار سوار اور چار ہزار پیادے اور چار توپ اور دس شاہین تھین سید صاحب نے پیادون کو آگے اور شاہین کو پیادون کے پیچھے اور سوارون کو شاہین کے پیچھے مقرر کر کے بڑھنا شروع کیا جب لشکر اسلام اُنکے قریب پہنچا تو اُنکی طرف سے توپون کا چھوٹنا شروع ہوا۔ اُسوقت سید صاحب نے صفوف مجاہدین کے آگے کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے بھائیو تم دوڑنیکو اپنے اوپر حرام سمجھ کر صرف تیزروی سے یک بیک مثل موج دریا کے بڑھکر دشمن کی توپون کو چھین لو اور سید صاحب خود بھی اپنے گھوڑے سے اُتر کر پہلی صف پیادون مین شامل ہو گئے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اور دوسرے سردار لشکر مجاہدین کے بطور باڈی گارڈ یعنی محافظ جان سید صاحب کے داہنے بائین قایم ہو گئے۔ جب سید صاحب مع لشکر اسلام مثل موج دریا بڑی تیز قدمی سے بڑھنے لگے تو دشمن کی توپون کے صرف دو یا تین فیر ہونے پائے تھے کہ یہ شیر خدا توپون پر پہنچ گئے اور درانی گولہ انداز توپون کو چھوڑ کر صف سوارون مین جو اُنکے پیچھے کھڑی تھی شامل ہو گئے۔ اُسوقت آٹھ ہزار سوار بڑے جوش اور غضب سے اپنی داڑھیون کو اپنے دانتون مین دبائے ہوئے اپنے گھوڑے دوڑا کر غازیون پر حملہ آور ہوئے اُن سب سوارون کے پاس کوہاٹی شیر بچے تھے جسکا ایک ایک فیر کر کے نیزے اور تلوار اُنہون نے پکڑ لئے اور ہر سوار مثل شمر اور ابن زیاد کے "سید کجاست سید کجاست" کہتا ہوا سید صاحب کے خون کا پیاسا تھا اُسوقت سید صاحب نے بڑی پھرتی سے صف آرائی کر کے بھر مار کا حکم دیا ایک ہزار بندوق اور قرابینون کی باڑھ پر باڑھ مثل باران عظیم القطر درانیون پر پڑنے لگی اور دو دو تین تین آدمی تو صرف بندوقین بھر بھر کر سید صاحب کو دیتے جاتے تھے اور سید صاحب بجواب "سید کجاست" کے یہ کہکر "سید ہمین است سید ہمین است"

ایسی سرعت سے انپر بار کر رہے تھے کہ چند لمحہ مین صدہا سوار خود سید صاحب کے ہاتھ سے مردار ہوگئی مین خلف کے مقام پر پہنچے۔ درانیون کی لاش پر لاش پڑکر لاشون سے میدان بھر گیا اور غازیونکا بہت ہی تھوڑا نقصان ہوا۔ جب کئی ہزار درانی مارے گئے تو انہون نے سخت ہزیمت اُٹھاکر پسپائی شروع کی اُسوقت غازیون نے دشمن کی توپون پر جاکر قبضہ کرلیا اور اُنہین توپون سے بھاگتے ہوے دشمنون پر گولہ باری کرکے انپر قیامت برپا کردی قریب تین ہزار کے درانی مقتول و مجروح ہوئے اور اُنکے بڑے بڑے سردار اور شجاع اور پہلوان اُسدن مارے گئے۔ غازیون کے صرف بیس آدمی شہید ہوئے اسیقدر مجروح ہوے میدان غازیون کے ہاتھ رہا اور توپ اور شاہین اور بنادیق اور گھوڑے اور خیمے و ظروف وغیرہ مال غنیمت غازیون کے ہاتھ آیا۔ بعد فتح نماز ظہر اور عصر سید صاحب نے اُس میدان مین ادا کی۔ اور قبل از نماز مغرب سید صاحب کل مال غنیمت کو ساتھ لیکر مظفر و منصور موضع مہیار مین پہنچے اور وہین شب باش ہوے دوسرے دن اس فتح کی خبر سنکر چارون طرف سے خوانین اور علماء دین مبارکباد دینے کو حاضر ہونے لگے۔ ہتی و مردان مین جہان اس جنگ کے ایکروز پہلے درانیون نے شراب نوشی کرکے بہت لاف گزاف اور تکبر اور تمسخر بکا تھا اُسدن بھاگتے ہوے بہت سا اپنا اسباب چھوڑ گئے۔ دوسرے دن مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے ہتی و مردان مین جاکر اُس اسباب پر بھی اپنا قبضہ کرلیا +

اس فتح کے بعد تسخیر پشاور کی تیاری کی گئی اُسوقت تمامی خوانین و سرداران سمہ مع اپنی اپنی فوجون کے حاضر ہوکر شریک لشکر اسلام ہوگئے۔ مہیار سے چلکر جس جس مقام پر یہ فتحمند لشکر پہنچا گانون والے جو درانیون کے ظلم سے ازبس تنگ تھے بہت خوشی اور سرور سے اس لشکر ظفر پیکر کا استقبال کرکے تہنیت اور مبارکباد کی آوازین بلند کرتے اور اپنی زبان مین خوشی کے گیت گاتے اور زائد از حوصلہ خود تواضع اور مدارات سے پیش آتے۔ پشاور کی راہ مین کوئی آدمی اس فتحمند لشکر کے بڑھنے کو مانع اور مزاحم نہوا بلکہ راہ مین جہان جہان درانیون کا لشکر پہلے سے مقیم تھا وہ لشکر اسلام کی خبر مقدم سنکر خود بخود ڈر کے مارے بجانب پشاور فرار ہوتا گیا + سید مظہر علی صاحب عظیم آبادی بطور ہراول مع پانسو سوار اور پیادون کے اس لشکر ظفر پیکر سے ایک منزل آگے چلا کرتے تھے۔ جب سید صاحب موضع ایکی مین پہنچے تو بذریعہ جاسوسون کے آپکو معلوم ہوا کہ سرداران پشاور نے اپنے زن و بچے مع مال و اسباب کوہاٹ کو روانہ کردئے اور خود خائف اور مرعوب ہوکر ایک گانون مین قریب پشاور کے ٹھیرے ہوے ہین اور کچھ تیاری مقابلہ کی نہین کرتے بلکہ سید صاحب کے رحم اور معافی کے امیدوار ہین۔ بمقام کمٹ فردوسی ارباب

فیض اللہ خان مہمند وکیل سردار سلطان محمد خان واسطے طلب معافی او [illegible] کرنے صلح کے حاضر ہوا اور عرض
کیا کہ سردار سلطان محمد خان معافی تقصیرات ماضیہ کے چاہکر توبہ النصوح کرنے کے واسطے حاضر ہے اور کہتا ہے
کہ اگر کوئی [illegible] حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر ایمان لائے تو آپ اُسکو ضرور مسلمان کر دیتے اور جبکہ میں مسلمان
اور مسلمان کی اولاد ہوں اور اپنی خطاؤں ماضیہ کا مقر اور تائب ہوکر اقرار کرتا ہوں کہ تا حیات اپنے تئین
آپکے خادموں اور غلاموں میں شمار کرونگا اور جو حکم آپ فرماوینگے اُسپر عمل کرونگا تو ضرور ہوا کہ آپ مجھ سے
توبہ کراکے مجھکو اپنے خادموں میں داخل کریں اور پھر اس ملک سے آپ مراجعت فرمائیں اور اپنی طرف سے
یہ ملک مجھکو بخش کر مجھکو اپنا نائب اور خلیفہ مقرر کر دیں سید صاحب نے اسکے جواب میں فرمایا کہ ہم لوگ
واسطے تائید دین اسلام کے اس ملک میں آئے ہیں اور [illegible] ہیں کہ سب مسلمان اس کام میں ہمکو مدد دیں
تمہارا سردار محض اپنی کج فہمی سے ہمارا ساتھ چھوڑ کر سکھوں سے جو بالکل اہل دشمن ہیں جا کر مل گیا اور سکھوں
کی خاطر سے یار محمد خان تمہارے سردار کا بھائی ہم سے جنگ [illegible] خود اپنی جان کھو بیٹھا اسکے بعد تمہارے
سردار یعنی سلطان محمد خان کو بہت سے اعلامنامے اور خطوط لکھکر واسطے تائید دین اسلام اور تنفیر جمایت
کفار سے رغبت دلائی تھی مگر یہ نصیحت اُسکے فہم میں نہیں آئی یہانتک کہ نوبت اس جنگ مہیار کی پہنچی
اور بتائید الٰہی تمہارے سردار کو شکست فاش نصیب ہوکر ہم عاجزوں کو فتح نصیب ہوئی اور ہمارا
لشکر اُسکا تعاقب کرکے یہانتک آپہنچا ہے - اسدن بہت سی خوشامد اور چاپلوسی کرکے وکیل مذکور بے نیل
مرام پشاور کو واپس چلا گیا - پھر دوسرے دن بہت عجز اور انکساری سے یہ درخواست سردار مذکور کی معرفت
وکیل مذکور کے پہنچی کہ میں تو حضور کے دست مبارک پر اپنے افعال ماضیہ سے بیعت توبہ کرکے حضور کے خادموں
میں داخل ہو جاتا ہوں پھر ملک کا عطا کرنا نکرنا حضور کے اختیار میں ہے جسکو چاہیں عطا فرمائیں - اُسوقت
سید صاحب نے فرمایا کہ میں اس شرط پر یہ ملک اُسکے سپرد کرونگا کہ اپنے افعال ماضیہ پر سچے دل سے توبہ
کرکے رفاقت کفار سے دست بردار ہو جاوے اور جب کبھی ہمکو کفار کے ساتھ اتفاق مقابلہ اور مقاتلہ کا ہو
تو اپنے جان و مال سے ہمارا شریک ہو - جب یہ جواب سید صاحب کا سنا ارباب فیض اللہ خان نے
خوشی خوشی اسکی بشارت سردار سلطان محمد خان کو دی - اور لشکر اسلام بھی بلا مزاحمت احدے داخل
شہر پشاور ہو گیا اور ایک سرائے کلان میں جاکر فروکش ہوا اور اُسی سرائے کے متصل ایک دو منزلے مکان
میں سید صاحب مع جماعت خاص کے رونق افروز ہوئے اور اُس مکان عالی شان کے دروازہ پر ارباب
بہرام خان بطور محافظ اور دربان کے مقیم ہوئے - جب یہ لشکر پشاور میں داخل ہوا تمامی مرد و عورات
اپنے اپنے دروازوں اور مکانوں پر کھڑے ہوکر اس لشکر کی خیر مقدم کے شکریے ادا کرتے تھے مثل عید

الغرض عید کے تمام شہر مین مبارک سلامت کی دھوم مچگئی تھی سید صاحب نے شہر مین داخل ہونیکے ساتھ ہی
رعایا کے اطمینان کے واسطے امن کی منادی کرادی اور غازیون کو خود اپنی زبان مبارک سے بتاکید اکید فرمادیا
کہ کوئی آدمی کوئی چھوٹی یا بڑی چیز بلا ادائے قیمت رعایا سے نہ لے اور نہ کسی پر کچھ جبر و تعدی کرے دوسرے
دن خوشی بخوشی تمام شہر کی دکانین کھل گئین مگر کسبیان اور فاحشہ عورتین جو اُس شہر مین ہزارہا تھین
اپنے اپنے گھرون مین چھپ گئین یا شہر چھوڑ کر فرار ہوگئین - بنگ چرس افیون وغیرہ مسکرات کی
دوکانین بھی خود بخود بند ہوگئین اور شراب کی بھٹیان اور شراب فروش ناپید ہوگئے گویا ان مسکرات
مین سے کوئی چیز اس شہر مین کبھی موجود ہی نہ تھی - سارے شہر مین احکامات شریعت جاری ہوگئے اور محلہ
در محلہ اور مسجد در مسجد نماز کی تاکید ہوگئی - تارکان صلوۃ پر تعزیرین مقرر ہوگئین - دو تین روز کے اندر ببرکت
قدم سید صاحب کے شہر پشاور کا رنگ عجب ہوگیا بدمعاش اور عیاش وغیرہ نے نیک روی پر کمر باندھی
دو سو مہر کی طلائی جو ایک قسم کی اشرفی ہوتی ہے روزانہ بطور دعوت لشکر اسلام کے سلطان محمد خان کی
طرف سے آیا کرتی تھین اور معرفت ارباب فیض اللہ خان کے گفتگو معافی تقصیرات کی برابر جاری تھی - اس
صلح سے کہ جسکا نتیجہ اور انجام ہر عاقل پر ظاہر تھا سوائے ذات مقدس سید صاحب کے کوئی غازی یا ملکی دل
سے راضی نہ تھا اور ہر ایک آدمی مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور ارباب بہرام خان وغیرہ سرداران اسلام سے
اپنی اپنی ناراضی ظاہر کرتا تھا مگر ان سرداروں کو باستثناے سید صاحب چون و چرا کا حوصلہ ہی نہ تھا
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سواے آمنا و صدقنا کے آپکے سامنے کبھی دم ہی نہ مارتے تھے اور معترضین سے
فرمایا کرتے تھے کہ رموز مملکت خویش خسروان دانند تمکو صلح کی غرض اور سید صاحب کے حوصلے اور نیت
سمجھنے کا مادہ ہی نہین ہے تم خاموش رہو اور اسمین چون و چرا نکرو - آخر ایکروز ارباب بہرام خان نے حوصلہ
کر کے اس صلح سے بددلی رعایا اور ناخوشی مجاہدین اور ناراضی کل خوانین آپکے حضور مین ظاہر کرکے بڑے
زور سے اُسکے بُرے نتائج کو بیان کیا - سید صاحب نے اُسکے جواب مین فرمایا کہ بھائی بہرام خان مین خوب
جانتا ہون کہ قدیم سے یہ خاندان (یعنی سلطان محمد خان وغیرہ کا) اپنی مکاری اور غداری مین بے نظیر ہے
مگر مجھکو اپنے اُس ناصر حقیقی پر پورا بھروسا ہے کہ جسنے اس مرتبہ باوجود کثرت مخالفین ہم عاجزون کو اُن پر
غالب کیا وہ پھر بھی قادر ہے کہ اگر ہمارے ایسے سلوک پر کہ جسکو اور کوئی دوسرا فاتح ہرگز نہ کرتا یہ لوگ ہمسے
دغابازی کرینگے تو انکو ایسی سزا دیگا کہ دنیا مین انکی بیخ کنی ہو کر آخرت مین گرفتار عذاب الیم کے ہون اور
سوائے اسکے مجھکو ادب نام اپنے پروردگار کا بھی ہے کہ جسکے نام کو ذریعۂ معافی اور توبہ کا کرکے مجھسے ملتجی
ہوے ہین اور نیز یہ بھی منظور ہے کہ تمام ملک والون پر یہ بھی ظاہر ہو جائے کہ مین طالب ملک اور ریاست

کا نہین ہون بلکہ محض لِلّٰہ فی اللہ بار گران اس عبادت جہاد کا مینے اپنے سر پر اٹھایا ہے کیونکہ بعض نادان
اس ملک کے اپنے گمان فاسد سے مجھکو بھی مثل دوسرے فاتحین کے طالب ملک اور جاہ کا سمجھتے ہین بعد استماع
اس کلام کے ارباب بہرام خان نے جو ایک رؤساءِ اعظم شہر پشاور اور خادم قدیم سید صاحب کے تھے یہ عرض
کیا کہ اگر حضور کو رکھنا اس ملک کا منظور نہین ہے تو مجھ خیرخواہ دین اور خادم قدیم اور نیک خواہ رعایا کو اس
شرط پر یہ ملک مرحمت ہو جاوے کہ چار ہزار جنگی فوج نوکر رکھکر واسطے نصرت اسلام اور تائید مجاہدین کے
حضور کی خدمت بابرکت مین ہمیشہ حاضر رکھونگا اور اُنکی تنخواہ وغیرہ کل خرچ اپنے پاس سے دیا کرونگا
اور کل احکامات شرعی کو اس ملک مین جاری کر کے مثل ایک عاجز غازی کے ہمیشہ آپکا مطیع اور فرمانبردار
رہونگا اور اگر سرداران پشاور جو اسوقت یا آیندہ کبھی حملہ آور ہونگے تو مین اپنی قوم اور لشکر سے اُنکا دفعیہ
خود کرونگا اور حضور سے کبھی طالب مدد کا نہونگا - اس ساری تقریر کو سنکر سید صاحب نے تبسم فرمایا
اور کہا کہ میری اصلی غرض اور نیت ابھی تک تمہارے خیال مین نہین آئی - اسکے بعد ارباب فیض اللہ خان
وکیل سردار پشاور یہ پیغام لیکر آیا کہ سردار مذکور واسطے کرنے توبہ اور بیعت کے حاضر حضور ہونا چاہتا ہے
آپنے یہ تجویز فرمائی کہ اول ملاقات سردار مذکور سے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کرکے بنیابتہً آپنے بیعت
کر لین چنانچہ موضع ہزارخانی جو قریب آدھ کوس بسمت جنوب پشاور کے ہے واسطے حاضری سردار مذکور
اور ملاقات مولانا کے مقرر ہوئی دوسرے دن مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے بعد نماز عصر کے وہان جاکر
آپنے ملاقات کی بعد سلام علیک اور معانقہ ومصافحہ اور استفسار عافیات جانبین کے سردار پشاور نے مثل
دنیاداروں کے کلمات چاپلوسی اور خوشامد کے بیان کرنے شروع کئے اور پھر اپنے اعمال اور افعال ناشائستہ
سے توبتہ النصوح کر کے مولانا صاحب کے ہاتھ پر بیعت اطاعت اور فرمانبرداری کی کرلی اور عہد واثق کیا کہ
اپنے ملک مین شرع محمدی کو جاری کر کے ہمیشہ خدمت دین اور شراکت مجاہدین مین سرگرم رہونگا بعد
لینے بیعت کے مولانا صاحب رخصت ہو کے پشاور کو تشریف لے آئے اسکے بعد سردار مذکور نے واسطے حصول
قدمبوسی سید صاحب کے درخواست کی چنانچہ وہی میدان وسیع موضع ہزارخانی کا واسطے ملاقات
سید صاحب کے مقرر ہوا - دونطرف کی کل فوج کو حکم ہوا کہ اُسدن اُس میدان مین حاضر ہوکر اتحاد باہم
پیدا کرین - بروز مقررہ سید صاحب نے لباس جنگی اور پیش قبض اور ایک تلوار زیب تن فرماکر بہت
عاجزی اور الحاح سے جناب کبریائی مین دعا کی اور پھر گھوڑے پر سوار ہوکر مع تمامی لشکر اسلام کے بجانب
میدان مقررہ کے روانہ ہوے - تمام شہر پشاور کے ادنی اعلیٰ امیر وغریب ہندو مسلمان اس تماشاء
بے نظیر کے دیکھنے کے واسطے سید صاحب کے ہمراہ رکاب ہو گئے جس سے جمعیت اور شوکت لشکر

اسلام کی اور بھی دو چند ہو گئی۔ دونو لشکر اُس میدان کے جنوبی اور شمالی کناروں پر مقابل ایک دوسرے
کے صف بندی کر کے کھڑے ہو گئے مابین اُن دونو لشکروں کے سردار سلطان محمد خان نے ایک جگہ پر
مع ایک خادم کے حاضر ہو کر بڑے ادب اور تپاک سے سید صاحب کی زیارت حاصل کی سید صاحب
کے ساتھ بھی ایک خادم اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب تھے بعد سلام علیک اور معانقہ و مصافحہ کے سید
صاحب اور مولانا ممدوح اور سردار موصوف ایک قالین پر بیٹھ گئے اور دونو طرف کے دونو خادم کچھ فاصلے
سے دور دور کھڑے رہے۔ دونو لشکر اور تماشائیان اس ملاقات کا بڑی خوشی اور خرمی سے نظارہ کرتے
تھے۔ ایک گھنٹہ تک سید صاحب ہر قسم کے نصائح اور پند اور ثواب مدارج جہاد اور اعانت مجاہدین اور
قواعد جہانداری و رعایا پروری اور فوائد اجرائے احکامات شریعت اور خوف خدا سردار پشاور کو سمجھاتے
رہے اور وہ نیچا سر کئے ہوئے آمنا و صدقنا کہتا جاتا تھا۔ اسکے بعد سید صاحب مع لشکر اسلام پشاور کو
تشریف لے آئے اور حسب قرارداد اُسی ملاقات کے مولوی سید مظہر علی صاحب عظیم آبادی کہ بڑے
عالم کامل اور شجاع اور مُدبّر تھے قاضی شہر پشاور کے مقرر کئے گئے اور مولوی قمرالدین صاحب داماد مولوی
الٰہی بخش صاحب اور دیگر چند اشخاص عظیم آبادی ہمراہ مولوی سید مظہر علی صاحب کے وہان چھوڑے گئے
پھر حکومت پشاور کی سردار سلطان محمد خان کو عطا کر کے سید صاحب پنجتار کو لوٹ آئے +

چند مہینوں تک انتظام پشاور اور طریقۂ دادرسی حسب دلخواہ سید صاحب کے چلتا رہا اور تمامی مقدمات
دیوانی اور فوجداری وغیرہ کا فیصلہ حسب قاعدۂ شریعت مولوی سید مظہر علی صاحب قاضی پشاور کرتے رہے
آخر کار سردار سلطان محمد خان نے حسب تقاضائے جبلت خود مخفی طور پر دغابازی اور غداری کی چال چلنی
شروع کی۔ خوانین سمہ جو بوجہ تقرر عُشر اور موقوفی حصول زر بعوض دختران و اجرائے احکامات شریعت
در پردہ سید صاحب سے ناراض تھے سردار سلطان محمد خان نے مخفی طور پر اُنسے رسل و رسائل کر کے سید صاحب
کی طرف سے اُنکو برانگیختہ کیا جب وہ لوگ بغاوت کرنے کو تیار ہو گئے تو اسکا ظہور پشاور میں بھی ہونے
لگا سب سے پہلے رپورٹ سید صاحب کو سید مظہر علی صاحب قاضی پشاور کی طرف سے پہنچی جسمیں
لکھا تھا کہ ارباب فیض اللہ خان نے مجھکو اطلاع دی ہے کہ سردار پشاور سید صاحب سے ارادہ بغاوت
کا رکھتا ہے جسمیں میری (ارباب فیض اللہ خان کی) جان کی بھی خیر نہیں ہے۔ اسکے بعد سردار سلطان محمد خان
نے بحاضری جملہ علماء شہر پشاور مجھکو (یعنی سید مظہر علی صاحب کو) اپنی مجلس میں بُلا کر پوچھا کہ تمنے جو میرے
بھائی کو قتل کر دیا سو اُسکو قتل کرنا از روئے شریعت کے درست تھا: مین نے اسکا جواب بطور دفع الوقتی
دیگر سردار مذکور سے بہت نرمی سے کہا کہ جب آپکے دل میں یہ شک قتل ناحق کا تھا تو آپنے سید صاحب

کے ہاتھ پر بلا رفع کرنے اُس شک کے بیعت کسواسطے کی تھی کوئی آدمی اس بیعت کرانیکے واسطے آپ پر متقاضی
نتھا آپنے بخوشی خود بڑی تمنا اور آرزو سے یہ بیعت کی تھی سردار مذکور نے جواب دیا کہ اُسوقت ہمارے کل
علما بخوف تمہارے لشکر کے بھاگ کر پہاڑون مین جا چھپے تھے اور یہان حاضر نہ تھے اور مین نادان ناخواندہ
تھا اس سبب سے بلا تحقیق مینے اُنکے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی پھر مین نے بہت آہستگی سے کہا کہ یہ بات بڑے
تعجب کی ہے کہ آپ اُسوقت اپنے بھائی کے مارے جانے کو بھی بھول گئے تھے اس امر مین آپکے علما کے یاد
دلانیکی کیا ضرورت تھی وہ حادثہ تو آپکے دل پر نقش ہوگا اور یہ بات بھی صحیح نہین ہے کہ آپکے علما اسوقت
پشاور مین حاضر نہ تھے محمد عظیم آخوندزادہ آپکا اُستاد جو اسوقت ملک العلما اس مجلس کا ہے شہر پشاور
مین موجود تھا بلکہ اُسنے سید صاحب سے ملاقات بھی کی تھی جب اس تقریر مین وہ لاجواب ہوئے تو
پھر وہی پہلا سوال پیش کیا کہ تمنے سردار یار محمد خان کو کسواسطے قتل کیا مینے کہا کہ سردار مذکور نے سید
صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت کرکے پھر سید صاحب سے بغاوت کی تھی - باغی کا قتل کرنا شرعًا جایز ہے
مسئلہ باغیون کا کتب فقہ مین موجود ہے اُسکو دیکھ لو - پھر اُنہون نے کہا کہ سردار یار محمد خان نے کیا
بغاوت کی تھی مینے جواب دیا کہ پشاور سے فوج کشی کرکے مقام ہند مین سید صاحب سے لڑنے کو نہیں
گیا تھا اس سے زیادہ اور کیا بغاوت ہوگی - اس تقریر کو سنکر پھر وہ مجلس لاجواب ہوگئی اور مین رخصت
ہوکر اپنے ڈیرہ کو چلا آیا مگر معاملہ دگرگون نظر آتا ہے اگر اجازت ہو تو مین مع ہمراہیان خود خدمت مبارک
مین حاضر ہو جاؤن سید صاحب نے بجواب اس عرضی کے ایک فتوی مدلل بدلائل شرعی جواز قتل یار محمد خان
کا تحریر کراکے مولوی سید مظہر علی* صاحب کے پاس بھیجکر لکھدیا کہ اگر دوبارہ نوبت اس گفتگو کی پہنچے تو تم یہ فتوی
بذریعہ کسی دوسرے آدمی کے سردار سلطان محمد خان کے پاس روانہ کرکے تم اُسیوقت اسطرف کو چلدو اور وہان
مت ٹھیرو اور اگر دوبارہ نوبت اس گفتگو کی نہ پہنچے تو بھی اُنسے رخصت لیکر اسطرف کو چلے آو - یہ جواب ابھی
راہ ہی مین تھا کہ سردار سلطان محمد خان نے دوسرے دن مولوی سید مظہر علی صاحب اور ارباب فیض اللہ
خان کو جنسے بڑی سعی سے یہ صلح کراکے سردار سلطان محمد خان کو حکومت پشاور کی دلائی تھی اپنی مجلس
مین بلاکر قتل کرادیا - جب پشاور سے خبر قتل مولوی سید مظہر علی صاحب اور ارباب فیض اللہ خان کی
ملک سمہ مین مشہور ہوئی تو خوانین سمہ نے بھی باغوائے سردار پشاور جمع ہوکر یہ تجویز کی کہ جسقدر مجاہدین
بغرض تحصیل عشر اور انتظام ملک کے جابجا تعینات ہین اُنکو ایک ہی رات مین قتل کردیا جائے - ایک مخلص
آدمی نے جو اس مجلس مشورۂ قتل مجاہدین مین شامل تھا تاریخ مقررۂ قتل مومنین سے چار پانچ روز پہلے بذریعہ
کسی آدمی کے سید صاحب کو اس دغابازی اور غداری کی اطلاع بھی کردی تھی مگر سید صاحب نے اس

* مولوی سید مظہر علی صاحب قاضی پشاور

خبر کو سنکر اپنی نیک نیتی سے یہ فرمایا کہ اہل سمہ ہمسے بہت محبت رکھتے ہین یہ بات بالکل غلط ہوگی اور کوئی
اہل غرض بذریعۂ تشہیر اس خبر کے ہمارے اور اُنکے بیچمین تفرقہ ڈلوایا چاہتا ہے مگر جب چارون طرف سے سید
صاحب کو اسکی اطلاع آنے لگی اور اُدھر سے حادثۂ پشاور کی خبر بھی آپکو پہنچی تو آپنے موضع شیوہ مین مولوی
رمضان شاہ صاحب کو اطلاع بھیجدی کہ تم سب غازیان متعینہ ملک سمہ کو خبر کردو کہ پرسون تک سب لوگ اُنکی
اپنی جگہہ چھوڑکر پنجتار کو چلے آوین مگر یہ حکم نصر اللہ خان رئیس گڈھی امان زئی کو جو پنجتار مین حاضر تھا معلوم
ہوگیا اُسنے تاریخ قتل غازیان کو جسمین تین روز باقی تھے بدلکر ایک روز پہلے کرادیا اور سارے ملک سمہ
مین تبدیلی تاریخ کی اطلاع کردی جس رات کو یہ قتل مقرر ہوا تھا اُس شام کو حسب اشارۂ مقررۂ سابق ہر ایک
گانو مین نقارے بجائے گئے اور اونچے مکانون پر آگ جلائی گئی - مجاہدین جو اسوقت تک اس غدر سے
سے سراسر ناواقف تھے گانو گانو سے نقارون کی آواز اور آگ کی روشنی کو دیکھکر گانو والون سے اسکا
سبب پوچھا تو اُنہون نے براہ دھوکہ دہی یہ جواب دیا کہ واسطے پہنچانے غلۂ عشر کے ہر گانو والے تیار ہوئے
ہین تاکہ جمع ہوکر خندروس کو ٹین اور ان دغاباز ملکیون نے خندروس کو ٹنا غازیون کے قتل کرنیکی ایک نئی
اصطلاح ایجاد کی تھی حالانکہ خندروس پشتو زبان مین جوار کو کہتے ہین - اس دھوکہ مین آکر سب غازی غافل
ہوگئے - اُسی رات کو بوقت عشا جبکہ یہ گروہ خدا ادائے نماز عشا مین مشغول تھا ناگہان ظالمون نے اُنکا
قتل شروع کیا کوئی سجدے مین اور کوئی رکوع اور کوئی قیام مین شہید ہوا - کسی گانو مین آدھی رات کو اور
کسی گانو مین قبل از فجر اور بعض گانو مین عین نماز فجر مین یہ مردان خدا جو انتخاب ملک ہندوستان کے
تھے مثل گائے اور بکریون کے ظالمون کے ہاتھ سے ذبح کئے گئے صرف تھوڑے سے آدمی مثل مولوی خیر الدین
شیرکوٹی وغیرہ کے زور تقدیر اور تدبیر سے زندہ اور سلامت پنجتار کو پہنچے - اس سانحۂ دردناک قتل تحصیلداران
عشور کو دیکہہ بدیہہ مورخون نے بڑی تشریح اور تفصیل سے مثل معرکۂ کربلا کے لکھکر ناظرین کو رلایا ہے مگر میرا
قلم اُسکی تفصیل لکھنے پر جرٔت نہین کرتا - جب سید صاحب کو جابجا سے قتل مجاہدین تحصیلداران عشور کی
خبر پہنچی تب آپ بہت غمگین ہوئے اور فرمایا کہ اس ملک والون کو برسون پند و نصیحت کی مگر اُسکا کچھ اثر
آجتک ظاہر نہوا بلکہ بجائے اصلاح حال خود اُنہون نے تمرّد اور سرکشی کرکے اُن مسلمان دیندار کو جو لُبّ لباب
اپنے اپنے ملک اور دیار کے تھے بڑے ظلم اور بیرحمی اور دغا سے قتل کرڈالا اب مینے اس انتقام کو خدا پر چھوڑا
وہ منتقم حقیقی اُنسے خود دنیا اور آخرت مین اسکا بدلا لیلیگا - اب مین اس ملک مین نرہونگا بلکہ یہان سے
ہجرت کرکے کسی دوسرے ملک کو چلا جاؤنگا - آپنے قبل از روانگی خود ملک سندھ کو جہان آپکی دو بیبیان مقیم
تھین اس ملک سے اپنے ہجرت کرنیکی اطلاع لکھکر روانہ کردی اور پھر سب غازیون کو جمع کرکے بطور وعظ

بمبالغہ تمام یہ فرمایا کہ اے مسلمانو اللہ تعالی نے تمکو اس عبادت جہاد مین میرا شریک فرمایا اور گرم وسرد اور رنج وراحت اور فتح وشکست مین محض واسطے حصول رضی باریتعالی کے تم آجتک میرے شریک رہے اور حق سعی اور نصرت اور شراکت کو پورا پورا ادا کیا اب مین اس ملک سے ہجرت کر کے کسی ملک دور دست مین جانیکا ارادہ رکھتا ہون اور مین یہ بھی نہین جانتا کہ خداوند تعالی مجھکو کہان لیجاویگا - غالبًا اس سفر مین بھی تکلیف آب ودانہ اور ترک مالوفات اور مرغوبات کی لازم آئیگی پس جو شخص ایسی تکالیف کی برداشت کر کے صبر اور استقامت کر سکے اور کلمہ شکایت مالک حقیقی کا زبان پر نہ لائے تو وہ میرے ساتھ چلے پھر ایسا نہو کہ بروقت درپیشی ایسی تکالیف کے کہنے لگے کہ اس سید نے ہم سے دغا کی اور ہمکو یہ معلوم نہ تھا کہ ایسی تکالیف بھی پیش آئینگی پس جو آدمی اپنے نفس مین قوت صبر اور استقامت کی رکھتا ہو وہ ہمارا شریک ہو اور مین تو اپنی تمام عمر حصول رضامندی مولا حقیقی مین صرف کرونگا - پس جو آدمی ایسی تکالیف جسمانی ونفسانی پر صبر نکر سکے اُسکو اختیار ہے جہان چاہے جاوے مگر سواے ملک عرب کے اسوقت کوئی جگہ امن کی نظر نہین آتی - یہ کلمات پند ونصایح ایسی دلسوزی سے سید صاحب نے بیان کئے کہ ہر ایک آدمی اُنکو سُنکر زار زار رونے لگا - اور باتفاق سب مجاہدین نے عرض کیا کہ ہم لوگ بھی تادم زیست آپکے ساتھ رہینگے اور اس جان کو اللہ کی راہ مین فدا کرینگے آپکو چھوڑ کر ہمکو بادشاہت ہفت اقلیم کی کوئی بھی منظور نہین ہے - ان ایام مین کہ سید صاحب تیاری ہجرت ملک سمہ سے کر رہے تھے وکلاء ضامن شاہ وغیرہ ملک پکھلی اور کاغان اور کشمیر سے بطلب لشکر مجاہدین کے آپکے پاس پہنچے اور یہان ملک سمہ مین جب خبر ہجرت مشہور ہوئی تو ہزارہا مخلصین کو از حد رنج ہوا روزانہ صدہا آدمی آپکی خدمت بابرکت مین حاضر ہو کر اظہار حسرت اور افسوس اور اپنی بے نصیبی کا کیا کرتے تھے اور تمامی مردمان خدو خیل جس قوم کے سردار فتح خان پنجتاری تھے خدمت اقدس مین حاضر ہو کر باصرار تمام آپکو اس ہجرت سے مانع ہوئے اور کہنے لگے کہ ہماری قوم سے آجتک کوئی غداری یا نافرمانی آپکی نہین ہوئی ہم بدستور آپکے تابعدار اور غلام ہین پھر ہمکو چھوڑ کر یہان سے تشریف لیجانا خلاف مروت کے ہے - سید صاحب نے اُنکے جواب مین فرمایا کہ گو بظاہر تم لوگون سے کوئی قصور یا بغاوت سرزد نہین ہوئی مگر دیکھو کہ دوسرے اقوام سمہ کہ وہ بھی بظاہر مثل تمہارے فرمانبردار تھے اُنہون نے ناحق کسقدر مسلمانون کو قتل کر ڈالا - مین تمسے بہت خوش ہون مگر جب تک تمہارا سردار فتح خان خیرخواہی وجان نثاری لشکر اسلام کا ذمہ وار ہو کر خود مجھسے درخواست نکریگا مین اس ملک مین نرہونگا - سردار فتح خان بھی اُسی مجلس مین حاضر تھا اُس سے سید صاحب نے تنہائی مین کچھ باتین کی گو وہ باتین کسی پر ظاہر نہین ہوئین مگر غالبًا

بخوف کل اقوام سمہ بار ذمہ واری مجاہدین کا اُٹھانے سے فتح خان انکار کرتا تھا۔ بعد اس سرگوشی کے سید صاحب نے مردان خدوخیل سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مین اس ملک سے ضرور ہجرت کرونگا تم لوگ سردار فتح خان کو میرا قایم مقام سمجھکر اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا اور جیسے تمنے عہد کیا ہے ویسے ہی احکامات شریعت پر بدستور قایم رہنا اور غلہ عشر سردار فتح خان کو پہنچایے جانا اور اگر کوئی قافلہ مجاہدین یا کوئی آدمی میرا ملنے والا ملک ہندوستان سے آئے تو اُنکی خدمت اور تواضع کرنا اور اُنکو کسی طرح سے تکلیف نہونے دینا۔ موسم سرما سر پر آگیا تھا آپنے اپنے لشکر کے واسطے سامان سرمائی اُسی جگہ تیار کرا لیا اور جب سب طرح سے تیاری ہو چکی تو بوجہ مخالفت پایندہ خان منافق کے سیدھی راہ پکھلی کی چھوڑ کر بماہ رجب سنہ ۱۲۴۶ ہجری آپ براہ کنکلئی و بنڑ و ڈھیری اور سکا اہل کرام پہاڑون کے بیچ کو روانہ ہوئے۔ سردار فتح خان پنجتاری اور چند دیگر مخلصین اُس ملک کے آپکے ہمراہ رکاب تھے۔ بوجہ ہونے دشوار گذار راہ کوہستان کے آپنے اُن دو توپون کو جو دُرّانیون کے مال غنیمت سے آئی تھین ایک محفوظ جگہ مین دفن کرا دیا اور دو قزاگند یعنی چلتہ مع دو ذیر جامہ اور دو خود آہنی جنمین ایک خود کلان ۱۶ سیر پختہ وزن کا تھا اور چند خیمے اور قالین اور چند دیگ اور لگن اور بہت سی افزود بندوقین اور تلوارین سید رسول ساکن نوا کلی کو امانتاً سپرد کر دین۔ جب لشکر اسلام بمقام نکرئی پہنچا تو آپکے حرم محترم معیت عبدالقیوم صاحب اور غازیان قلعہ امب اور عشرہ اور گڈھی چیتر بائی بھی حسب قرارداد سابق لشکر اسلام سے ملگئے۔ مقام کرنا سے سردار فتح خان پنجتاری اور دیگر مخلصین رخصت ہو کر اپنے اپنے گھرون کو واپس چلے آئے

ملک سمہ سے ہجرت کر کے لشکر اسلام صرف دو تین منزل آگے بڑھا ہو گا کہ لشکر خالصہ نے دریائے لُنڈہ سے عبور کر کے ملک سمہ پر یورش شروع کی اور لشکر خالصہ کے مسلمان لوگ اور خود اقوام سکھ باستماع خبر غداری اہل سمہ اور ناحق قتل غازیان کے ایسے غصہ اور جوش مین تھے کہ ہزارہا اہل سمہ کو اُنہون نے قتل کر کے ہر ایک گانو مین آگ لگا کر خاک سیاہ کر دیا اور اُنکے بچون اور عورتون اور مال مویشی کو پکڑ لا کر لاہور کو لیگئے۔ اِس خونریزی مین لشکر خالصہ نے ہلاکو اور چنگیز خان اور تیمور لنگ کو بھی مات کر دیا۔ بروقت حملہ اور قتل اہل سمہ کے ہر سپاہی یہ کہتا جاتا تھا کہ جب تمنے اپنے پیر مرشد اور امام کے ساتھ غداری کی تو پھر تم سے کسکو بھلائی اور وفاداری کی امید ہے۔ جب لشکر خالصہ ملک سمہ مین داخل ہوا تو صدہا اہل سمہ سید صاحب کو راہ مین جا کر ملے اور آپکی واپسی کے واسطے التجا کرنے لگے اور براج دواری تک ساتھ چلے گئے۔ بمقام براج دواری پہنچکر سید صاحب نے اُنکو واپس کر دیا اور کہا کہ ملک سمہ خاک سیاہ ہو چکا تم اپنے سوختہ گھرون کی جا کر مرمت کر لو۔ مؤرخون کا بیان ہے کہ جس جس گانو مین جس جس قدر

غازی ناحق شہید ہوئے تھے اُسکے دنل دنل گونہ اہل سمہ ہر ایک گانو مین مارے گئے اور مثل شہدائے کربلا دنیا ہی مین اس بیجا ظلم کا انتقام لیا گیا - چہارم شعبان سنہ ۱۲۴۶ ہجری کو بخیریت تمام لشکر اسلام بمقام راج دواری (واقعۂ ملک کاغان) پہنچکر مقیم ہو گیا اور بسبب شروع ہو جانے موسم برف باری کے وہان مکانات سکونت غازیون کے بنائے گئے - ساتوین شعبان سنہ ۱۲۴۶ ہجری کو آپکے حرم محترم مین بمقام راج دواری ہاجرہ آپکی دختر خورد پیدا ہوئین - راج دواری مین پہنچنے کے ساتھ ہی چار سو مجاہدین تیار ہوکر طرف سیچون اور درۂ بھوگڑمنگ کے جہان سکھونکا لشکر پڑا تھا زیر کمان مولوی محمد اسمعیل غازی کے روانہ کئے گئے - مولوی خیرالدین شیرکوٹی نے جو بطور نائب امیر ہمراہ مولوی محمد اسمعیل صاحب کے تھے درہ سے باہر نکلکر سکھون پر حملہ کیا اور بہت سا مال غنیمت اور بندیوان پکڑ لائے اور جب کبھی موقع پاکر درۂ بھوکرمنگ پر افواج خالصہ حملہ آور ہوئی تو ہمیشہ اُنکو زک دیکر پسپا کر دیا - اس ملک کا مالیہ (مالگذاری) تحصیل کرنے پر راجہ شیر سنگھ مع بیس ہزار فوج کے آیا ہوا تھا جب غازیون کی فوج اُس ملک مین پہنچی تو اُس ملک کے ملکیون نے سکھون کو مالیہ دینے سے انکار کر کے وہ مالیہ بخوشی خود مجاہدین کو دینا شروع کیا - مولوی محمد اسمعیل صاحب نے سیچون اور بھوکرمنگ سے بڑھکر بالاکوٹ پر قبضہ کر لیا - ان ایام مین راجہ شیر سنگھ مع سلطان نجف خان رئیس مظفرآباد کے پشاور گیا ہوا تھا اور مظفرآباد جو اُس ملک کا دارالریاست اور سکھون کا ہیڈکوارٹر تھا سردارون سے خالی تھا حسب مشورۂ سلطان زبردست خان و راجہ مظفرخان وغیرہ کے مقام بالاکوٹ سے لشکر غازیان زیر کمان مولوی خیرالدین شیرکوٹی اور ملا قطب الدین ننگرہاری اور منصورخان قندہاری کے مظفرآباد کو بھیجا گیا جنہون نے بعد مقابلہ اور مقاتلۂ سخت کے چھاونی کو سکھون سے چھین لیا - سکھ گڈھی مظفرآباد مین جاکر پناہ گزین ہوئے اور ادھر سید صاحب بھی راج دواری سے کوچ کر کے مع تین چار سو غازیون کے سیچون اور بھوکرمنگ مین پہنچگئے - جب راجہ شیر سنگھ کو اس یورش کی اطلاع پہنچی وہ فوراً پشاور سے واپس آکر گڈھی حبیب اللہ خان مین جو مابین مظفرآباد اور بالاکوٹ کے واقع ہے مسکن گزین ہوا اور وہان سے اُسنے مظفرآباد جانیکی تیاری کی مگر اس عرصہ مین فوج غازیان حسب الطلب مولانا صاحب مظفرآباد سے واپس ہو چکی تھی اسواسطے راجہ شیر سنگھ نے مظفرآباد کا جانا موقوف کر کے درۂ بھوکرمنگ اور سیچون پر جہان خود سید صاحب مقیم تھے حملہ کی تیاری کی - مولوی محمد اسمعیل صاحب نے اس تیاری دشمن کی خبر پاکر بارسال عرضی سید صاحب کو اس سے مطلع کر دیا اور خود مولوی محمد اسمعیل صاحب نے گڈھی حبیب اللہ خان پر ایک شبخون مارنے کی تیاری کی ایک روز شام کے وقت یہ شبخون مسلح ہوکر کوچ کرنیکو تھا کہ اُسوقت سید

فتح سیچون و درۂ بھوکرمنگ

فتح مظفرآباد

صاحب نے بار بار ایک تاکیدی حکم کے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو مع کل غازیون کے سچون کو طلب کر لیا تب مجبور شبخون مارنا موقوف رکھکر (حسب ایماء سید صاحب کے) بالاکوٹ کو سپرد سردار حبیب اللہ خان کے کر کے مولانا مع کل غازیون کے سچون کو چلے گئے - جب غازیون کا کل زور سچون اور درہ بھوکڑمنگ کی طرف ہو گیا تو راجہ شیر سنگھ نے اسطرف سے تیاری حملہ کی موقوف کر کے خالی میدان پاکر بالاکوٹ پر چڑھائی کر دی - جب لشکر خالصہ بالاکوٹ سے دو کوس کے فاصلہ پر پہنچ گیا تو اسوقت سردار حبیب اللہ خان نے سراسیمہ ہو کر سید صاحب سے مدد طلب کی سید صاحب مع کل لشکر مجاہدین کے بالاکوٹ تشریف لے آئے صرف تھوڑے سے آدمی واسطے حفاظت بھوکڑمنگ اور سچون کے چھوڑ آئے - آپکے حرم محترم اسوقت راج دواری میں تھے اور مولوی قاسم صاحب پانی پتی اور شیخ حسن علی وغیرہ مع ایک معقول گارد کے حرم محترم کی حفاظت کے واسطے وہان متعین تھے *

راجہ شیر سنگھ نے خبر تشریف آوری کل لشکر غازیون کی سنکر سرگڈھی اور قلعہ سے اپنی افواج اور اقواب ادر شاہین وغیرہ منگوا کر بالاکوٹ مین جمع کرنا شروع کیا - گو راجہ شیر سنگھ کا لشکرگاہ بالاکوٹ سے صرف دو کوس تھا مگر درمیان مین بالاکوٹ اور لشکرگاہ خالصہ کے ایسے پہاڑ دشوار گذار واقع تھے کہ انمین سے گذر لشکر خالصہ کا غیر ممکن تھا اگرچہ شاہان سابقین کا بنایا ہوا ایک راستہ بھی اُن پہاڑون مین سے تھا مگر اس راستہ پر صدہا درخت اور گھاس وغیرہ جم کر سوائے خاص خاص باشندگان بالاکوٹ کے وہ راستہ کسی کو معلوم ہی نہ تھا سید صاحب نے بالاکوٹ مین پہنچکر بمشورہ ساکنان بالاکوٹ اسی کوہی راستہ پر ایک گارڈ تعینات کر دیا اس گارڈ کی تعداد قریب ستر اسّی آدمیون کے تھی اس سبب سے ایسے لشکر عظیم بیس ہزار کے روکنے کے واسطے کافی نہ تھا - ایک دوسرا راستہ لاہور کی طرف جانیکا ایک چھوٹے سے پل پر سے تھا اُسطرف بھی ایک گارڈ قریب پل کے سید صاحب نے تعینات کر دیا تھا اس انتظام مین زور تقدیر سے یہ غلطی واقع ہوئی کہ اُس کوہی راستہ پر تھوڑے آدمی اور غیر معتبر پنجابی اور ملکی تعینات کئے گئے - راجہ شیر سنگھ اس حملہ بالاکوٹ کو غیر ممکن سمجھکر لاہور کی طرف پھر جانے کی تیاری کر رہا تھا کہ اس عرصہ مین کسی پنجابی یا ولائتی اہل گارڈ نے بطمع دنیا مخفی طور پر راجہ شیر سنگھ کے پاس جا کر اس کوہی راستہ کے مفصل حال سے اسکو مطلع کر دیا بلکہ اُسکے آدمیون کو ساتھ لاکر وہ راستہ بخوبی دکھلا دیا - جب راجہ شیر سنگھ کو اُس راستہ کی پوری خبر ملگئی تو اُسنے ایکدن پچھلی رات کو اپنا سارا لشکر تیار کرا کے یک بیک مسلمانون کے کوہی گارڈ پر حملہ کر دیا مرزا احمد بیگ پنجابی افسر گارڈ مذکور تھوڑی دیر تک حملہ آورون سے مقابلہ کر کے اخیر کو سخت نقصان اُٹھا کر پسپا ہو گیا - اُسوقت سکھون نے اُس منفذ پر اپنا قبضہ کر لیا - بوقت شروع حملہ سکھون کے ایک آدمی بھی

جنگ بالاکوٹ

واسطے اطلاع دہی اس حملہ کے بالاکوٹ کو سید صاحب کے حضور مین بھیجا گیا تھا مگر وہ آدمی ایسے وقت پہنچا کہ مسلمانون کے قبضہ سے سنفد نکل کر سکھون کے قبضہ مین آچکا تھا اور مرزا احمد بیگ مع ہمراہیان خود پہاڑ سے نیچے اُتر آئے تھے۔ اس واقعہ کو تھوڑی دیر نہین گذری تھی کہ لشکر سکھان اُس راہ سے گذر کر مثل مور و ملخ سارے مغربی پہاڑ پر چھا گیا تھا۔ اُسوقت ایک جمعدار مع ایک جماعت کے ایک طرف کو اور ارباب بہرام خان مع دوسری جماعت کے دوسری طرف کو مرزا احمد بیگ کی مدد کے واسطے بھیجے گئے مگر وقت ہاتھ سے نکل گیا تھا اب پہاڑ پر چڑھنے کے بعد سکھون کی فوج کو نیچے اُتر آنے کے واسطے سینکڑون راہین موجود تھین اُسوقت اُنکا روکنا دشوار بلکہ غیر ممکن تھا اسواسطے اب جھٹ پٹ ایک مسجد کلان کے چارون طرف جسمین سید صاحب مقیم تھے تختون سے مورچہ بندی کی گئی کہ بروقت حملۂ دشمن کے یہان سے مقابلہ کیا جائیگا۔ سکھون نے پہاڑ سے نیچے اُترنا شروع کیا سید صاحب نے اُسوقت عمدہ لباس مع سیاہ قبا کے پہنکر سب اسلحہ زیب تن فرمائے اور منشی محمدی صاحب نے سید صاحب کی انگوٹھی مہردار جو اُنکے ہاتھ مین رہا کرتی تھی سید صاحب کے دست مبارک مین پہنادی۔ تب صحن مسجد مذکور مین شاہین رکھوا کر کفار پر سر کرنا شروع کیا جس سے حملہ آورون کو بہت نقصان پہنچنے لگا مگر یہ نقصان ایسی بھاری فوج کو روک نہ سکتا تھا۔ ملا لال محمد قندھاری ایک پہاڑ کے گوشہ سے دشمن کے میمنہ پر حملہ کرنے کو تعینات کئے گئے۔ اُس مسجد کلان کے نیچے ایک وسیع مکان غربیہ مین مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مع جمعیت مولوی احمد اللہ صاحب ناگپوری کے متعین ہوے اور یہ تجویز پختہ ہوگئی تھی کہ جب لشکر کفار وہانکے کھیتون اور دلدل کو عبور کر کے آبادی بالاکوٹ پر حملہ آور ہوگا تو اُسوقت اُنہین مورچالون سے گولیون کا مینہ برسا کر آخر کو دست بدست جنگ کرینگے اُسوقت ہر ایک غازی اپنے اپنے دوستون سے معافی مانگ کر تشنۂ آب شہادت ہوکر بیٹھا تھا مارے خوشی کے ہر ایک کا رنگ دمک رہا تھا اور خون جوش پر تھا۔ اسی مسجد مین کچھ غیبی آوازین جنکو سوا ے سید صاحب کے اور کوئی نہین سنتا تھا سید صاحب کو میدان جنگ کی طرف بلانے لگین۔ ابھی لشکر کفار نے وہانکے کھیتون اور دلدل سے عبور نہین کیا تھا بلکہ دلدل کو اپنے آگے دیکھ کر دشمنون کی ہمتین پست ہوگئی تھین اور قریب تھا کہ دشمن ناکامیاب ہوکر جانب پہاڑ پسپا ہونا شروع کرین۔ اُسوقت سید صاحب یکبیک مسجد بالائی سے کود کر مع اپنی جماعت کے نیچے والی مسجد کو جسمین ایک جماعت پہلے سے مورچہ بندی کر کے واسطے روکنے دشمن کے مستعد تھی تشریف لیگئے۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بھی جو بالائی مسجد کے قریب ایک غربی مکان مین تعینات تھے سید صاحب کے اس کام کو دیکھ کر مع اپنی جماعت کے سید صاحب کے ساتھ

ہی ساتھ نیچے والی مسجد مین پہنچے۔ اس مسجد زیرین مین پہنچکر سید صاحب نے فرمایا کہ مجھکو ایک صدائے
غیبی بار بار طرف میدان جنگ کے بلاتی ہے۔ اسوقت سید صاحب ایک ملکی صفات مین تھے آپکا
چہرہ ایسا دمک رہا تھا کہ کسیکی نظر اسپر نہین ٹھیرتی تھی۔ کنارہ دلدل پر پہنچکر دشمن بستی بالاکوٹ سے ایسے
قریب ہوگئے تھے کہ انکی گولیان نیچے والی مسجد مین پہنچکر نقصان کرنے لگ گئین تھین ادھر کی بندوقین بھی
دشمن کا پورا پورا جواب دے رہی تھین۔ دشمن کے سامنے دلدل تھے اور انکے سر پر مجاہدون کی پھرتی
بھرمار سے گولیون کا مینہ برس رہا تھا اب سوائے پسپائی اور فرار کے انکو کوئی چارہ نہ تھا۔ ایسے
نازک وقت مین سید صاحب مسجد زیرین سے بھی باہر نکلکر بڑی پھرتی سے دلدل کے ورلے کنارہ پر
جا پہنچے اب مابین دونو لشکرون کے کچھ دھانون کے کھیت اور دلدل حائل تھی۔ جب سید صاحب
مسجد زیرین سے باہر نکلکر بجانب دلدل بڑھنے لگے تھے اسوقت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے بآواز بلند حکم
دیا کہ کل قرابین جی بطور باڈی گارڈ یعنی محافظان سید صاحب کے ارد گرد ہو جاوین مولوی جعفر علی نقوی
جنکی کتاب سے مین یہ واقعات نقل کر رہا ہون اسوقت سید صاحب کے باڈی گارڈ مین شامل تھے سید
صاحب کنارہ دلدل پر پہنچکر ایک پتھر پر تکیہ لگاکر بیٹھ گئے تھے۔ دشمن بھی غازیون کی یورش جانب دلدل
دیکھکر اپنی فرار سے رک گئے اور اپنی ساری ہمت سے انہون نے مجاہدین پر گولیون کا مینہ برسانا شروع
کیا۔ اسوقت سید صاحب نے شیخ ولی محمد پھلتی کو حکم دیا کہ مسجد بالائی سے نشان لاکر لگادو۔ شیخ موصوف نشان
لانے کو روانہ ہوے۔ ارباب بہرام خان ایک معزز رئیس پشاور جو قدیم سے جان نثار سید صاحب کے تھے
اسوقت سید صاحب کے بائین طرف مسلح بیٹھے تھے ایک آدمی نے سید صاحب سے عرض کیا کہ قندھاریون
کی جماعت جو اس کوہ سے دشمن کے میمنہ پر حملہ کر رہی ہے بہت تھوڑی ہے اسوقت دشمن نے اسطرف
بہت زور دیا ہے قندھاریون کی مدد کے واسطے کچھ اور آدمی بھیجنے چاہئین سید صاحب نے یہ سنکر فرمایا
کہ اسقدر کافی ہین اور آدمی بھیجنے ضرور نہین ہے۔ اسوقت ایک بیقرار غازی نے دلدل مین کود کر چاہا تھا
کہ دلدل سے پار ہوکر دست بدست دشمن سے جنگ کرکے مراد دلی حاصل کرے مگر سید صاحب نے اسکو
منع کردیا وہ مجبور دلدل سے باہر نکل آیا۔ اسکے تھوڑی دیر بعد سید صاحب نے ارباب بہرام خان سے
مخاطب ہوکر فرمایا کہ میرا دل بیساختہ چاہتا ہے کہ ان کافرون پر جو پہاڑ سے نیچے اترکر ورلے کنارے دلدل
پر حملہ آور ہین یورش کرکے انکے قتلے قتلے کردون۔ ارباب بہرام خان نے عرض کیا کہ جو کافر پہاڑ سے نیچے
اتر آئے ہین انکا قتل کرنا کچھ مشکل نہین مگر اسوقت پہاڑ والے کافرونکا ہم نشانہ ہوجائینگے اور پہاڑ کی
راہین تنگ اور دشوار گذار ہین پہاڑ والے کافرون پر یورش کرنا محال بلکہ غیر ممکن ہے۔ اس بات کو سید

صاحب سنکر تھوڑی دیر خاموش رہے ۔ چند لمحہ اس گفتگو کو ہوئے تھے کہ سید صاحب نے اپنے ارادے کی کسی آدمی کو اطلاع نہ کر کے بنفس نفیس خود بسم اللہ اللہ اکبر کہکر دلدل میں کود ماری اگرچہ دلدل بڑی گہری اور دشوار گذار تھی مگر سید صاحب بوجہ اپنی روحانی اور جسمانی قوت کے مثل شیر کے ایک چشم زدن میں دلدل سے پار ہو گئے اور تن تنہا ہزاروں دشمنوں کو اپنے آگے رکھ لیا جیسے کوئی بھیڑ اور بکریوں کے ریوڑ (گلہ) میں شیر آکر کودتا ہے دشمنوں پر آپکی تاخت سے قیامت برپا ہو گئی ۔ جو مجاہدین اسوقت کنارہ دلدل پر موجود تھے وہ سب آپکے ساتھ ہی دلدل میں کود پڑے اور بمشکل تمام اس سے پار ہو کر یکے بعد دیگرے آپسے جا کر مل گئے ۔ اس دلدل میں اکثر مجاہدین کی بندوقیں بھیگ کر نکمی ہو گئی تھیں ایک لمحہ میں وہ ہزاروں دشمن جو پہاڑ سے نیچے اتر کر پرلے کنارے دلدل پر تھے غازیوں کے ہاتھ سے مارے گئے مگر پہاڑ کے اوپر سے اسوقت قریب دس ہزار بندوقوں کے غازیوں پر چھوٹ رہی تھیں ۔ غازی دشمنوں کو مارتے ہوئے پائین پہاڑ تک پہنچ گئے تھے مگر پہاڑ پر چڑھنا دشوار تھا ۔ غازیوں کی بندوقیں بھی ایسی نکمی ہو گئیں تھیں کہ پہاڑ والے دشمنوں کو گولیوں سے بھی جواب نہ دے سکتے تھے بعد صاف کرنے میدان کے سید صاحب مثل شیر اپنی جماعت میں کھڑے تھے کہ اسوقت یکبیک آپ نظروں سے غائب ہو گئے ۔ مولوی جعفر علی نقوی جو آپکے باڈی گارڈ تھا اور کندھے سے کندھا ملائے کھڑا تھا لکھتا ہے کہ جناب حضرت امیر المومنین درمیان جماعت از نظر ما غائب شدند ۔ یہ واقعہ جگر سوز ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ ہجری کو واقع ہوا ۔ اسوقت بوجہ آپکے غائب ہو جانے کے سارے لشکر اسلام میں ہل چل پڑ گئی ہر متنفس اس گولیوں کی بارش میں اپنے بچاؤ کو بھولکر مثل عاشقوں کے آپکی تلاش میں پھرنے لگا ہر طرف یہ آواز بلند ہو رہی تھی کہ حضرت کہاں ہیں ‘‘ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب جنرل فوج غازیان اور قاضی علاء الدین اور منشی محمدی میر منشی اور شیخ بلند بخت وغیرہ صدہا گرامی آدمی اسیوقت دشمنوں کی گولیوں سے شہید ہو گئے ۔ غازیوں نے سارا میدان جنگ ڈھونڈھ مارا مگر سید صاحب کا پتہ نہ ملا ۔ اسوقت سید صاحب کے نہ ملنے سے ہر ایک زندہ بھی مردے سے بدتر ہو گیا ۔ اس حالت یاس میں لشکر اسلام اپنے سرداروں سے خالی بالاکوٹ کی طرف پسپا ہوا ۔ اسوقت لشکر اسلام پر کربلا کی گھڑی نازل ہو رہی تھی پہاڑ پر سے گولیوں کا مینہ برس رہا تھا بوقت واپسی وہاں کے کھیتوں اور دلدل میں صدہا آدمی شہید ہو گئے ۔ اسوقت کوئی آدمی نہیں چاہتا تھا کہ میں زندہ رہوں ہمتیں پست ہو گئی تھیں دل ٹوٹ گئے تھے جان و بال ہو رہی تھے ۔ اسوقت دشمنوں نے پہاڑ سے نیچے اتر کر اور بالاکوٹ میں پہنچکر دفتر اور کل اسباب غازیوں کا لوٹ لیا اور گاؤں میں آگ لگا دی ۔ اسوقت تک سید صاحب کی موت حیات مشتبہ تھی ہر زندہ

آدمی اپنی تکلیف کو بھولکر سید صاحب کی تلاش مین مصروف تھا - مولوی جعفر علی نقوی یہ بھی لکھتے ہین کہ بعض لوگون کی زبانی یہ بھی صحت کو پہنچا ہے کہ سید صاحب کی ٹانگ پر ایک گولی کا زخم بھی لگا تھا اس زخم لگنے کے بعد آپ ایک پتھر پر بیٹھے ہوئے رو بقبلہ ہو کر دعا مانگ رہے تھے کہ اُسی پتھر پر سے غائب ہو گئے - یہ بھی اُسی مؤلف کا بیان ہے کہ موضع شملئی مین پہنچکر ہمکو یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ سید صاحب موضع مٹی کوٹ مین (جو ایک گوجرونکا گانو میدان جنگ بالاکوٹ سے ملا ہوا تھا) گوجرون کے گھر مین زندہ موجود ہین اور اُس پتھر پر سے جہان آپ دعا مانگ رہے تھے گوجر لوگ آپکو اُٹھا کر اپنے گانون مین لے گئے تھے - اور بعض لوگون کا یہ بھی بیان ہے کہ مولوی نظام الدین چشتی کاندھلوی جو بخارا اور کشمیر اور کاغان کے سفیر ہو کر گئے تھے اور مولوی عبد اللہ صاحب دونو شخص میدان جنگ سے سید صاحب کے ساتھ ہی غائب ہو کر آپکے رفیق غیبوبت ہو گئے - مولوی جعفر علی نقوی پلہ شہادت کو غلبہ دیتے ہین چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ شیخ وزیر گولہ انداز کا لڑکا جو بعمر آٹھ نو برس کے تھا بیان کرتا تھا کہ بعد معرکۂ بالاکوٹ کے لشکر سکھان مجھکو گرفتار کر کے مقتل شہدا مین لیگیا اور خلیفہ صاحب کی لاش کو مجھ سے شناخت کرایا مینے اپنی سمجھ کے موافق ایک لاش کو خلیفہ صاحب کی لاش قرار دیدیا چنانچہ راجہ شیر سنگھ نے اُسی لاش پر دوشالہ ڈلوا کر اور اپنی فوج کے مسلمانون اور نیز ملکیون سے اُسپر نماز پڑھوا کر بڑے اعزاز اور اکرام سے اُسکو دفن کرا دیا - اِسی روایت کے بعد مولوی جعفر علی صاحب یہ ایک دوسری روایت لکھتے ہین کہ بعد واقعہ بالاکوٹ کے سکھون نے چند زخمی غازیون کو لیجا کر سید صاحب کی لاش کو اُنسے شناخت کروایا تھا چنانچہ اُنہون نے ایک بے سر کی لاش کو دیکھ کر کہا کہ یہ سید صاحب کی لاش ہے اُسی بے سر کی لاش پر راجہ شیر سنگھ نے دوشالہ ڈلوا کر اور نماز پڑھوا کر بڑے اعزاز و اکرام سے اُسکو دفن کرایا اُسی بنیاد پر سید صاحب کی ایک کچی قبر بھی بالاکوٹ مین موجود ہے - بعد فتح بالاکوٹ کے چار روز تک سکھون کا لشکر وہان مقیم رہا بعد چار روز کے جب لشکر سکھان وہانسے چلا گیا اور ملکی لوگ بالاکوٹ مین واپس آئے اُسوقت تک کل شہدا کی لاشین مثل لالہ زار کے مقتل شہدا مین پڑی ہوئی تھین - ملکیون نے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اور ارباب بہرام خان کی دونو لاشون کو علیحدہ علیحدہ دو قبرون مین دفن کر کے باقی کل شہدا کی لاشون کو جمع کرا کے ایک گنج شہدا بنا کر سب کو ایک جگہ دفن کر دیا - اس واقعہ کے چند ماہ بعد ارباب بہرام خان کا بیٹا اپنے والد کی لاش پشاور کو لیگیا اور وہان اپنے قبرستان مین دفن کیا - ایسی بھی بہت روایتین ہین کہ اس واقعۂ بالاکوٹ کے بعد متعدد لوگون نے سید صاحب اور اُنکے رفیقون کو دیکھا - اسمین شک نہین کہ آپکی شہادت اور غیبوبت مین روز اول سے اختلاف ہے مگر اب بسبب

چندروز تک یہ ساٹھ برس تک بھی زیادہ ہو گئی خیال غیبوبت ... رفتہ رفتہ دلوں سے محو ہوتا جاتا ہے
سید صاحب کی چھوٹی بیوی صاحبہ نے بھی قبل از معرکہ بالاکوٹ سید صاحب نے اپنی غیبوبت کی
پیشین گوئی کی تھی اور سید صاحب کے اکثر اقربا اور اہل قافلہ آپکی غیبوبت کے قائل تھے مگر پنجاب اور
ہندوستان کے اکثر آدمی پلہ شہادت کو غلبہ دیتے ہین واللہ اعلم بالصواب - بعد اس واقعہ کے اگرچہ قریب
سات آٹھ سو غازیون کے باقی رہ گئے تھے مگر بسبب نہونے کسی سردار کے صورت جمعیت لشکر اسلام
کی نہو سکی - شیخ ولی محمد پھلتی جو بقیہ لوگون مین قابل سرداری لشکر اسلام کے تھے وہ سید صاحب
کی چھوٹی بیوی صاحب اور صاحبزادی کو لیکر ملک سندھ کو جہان آپکے حرم محترم مقیم تھے روانہ ہو گئے
اور پھر وہانسے اُن سب کو ٹونک مین پہنچایا جہان تاحیات خود آپکے حرم محترم بہت آرام اور راحت سے
رہے - جب یہ حرم محترم ٹونک کے قریب پہنچے نواب وزیرالدولہ مرحوم اُنکے استقبال کو تشریف
لیگئے اور بیوی صاحبہ کی پالکی کا بانس اپنے کندھے پر کہارون کے طور پر رکھکر بہت دور تک پالکی کو اٹھائے
ہوے چلے سید صاحب کی دو صاحبزادیان جنکی پیدائش کا ذکر اوپر آچکا ہے تھین - بڑی صاحبزادی
کا نام سارہ اور چھوٹی کا ہاجرہ تھا - نواب وزیرالدولہ مرحوم نے بڑی صاحبزادی کے نام بارہ ہزار روپیہ
کی جاگیر واسطے گذارہ کے مقرر کر دی تھی اس سے کسی قدر کم چھوٹی صاحبزادی کے نام تھی - ان صاحبزادیون
کی اولاد اور احفاد اور نیز آپکی ہمشیرگان کی اولاد بفضل الٰہی بہت ہے گو زمانہ کی رفتار نے ہر جگہ اپنا رنگ
جمایا ہے مگر تاہم اس مقدس خاندان کے لوگون مین ایک قسم کی تاثیر اور برکت خاندانی موجود ہے - بعد
تشریف بری چھوٹی بیوی صاحبہ اور شیخ ولی محمد پھلتی کے لشکر مجاہدین تتر بتر ہو گیا مگر ڈیڑھ سو آدمیون نے
ہندوستان کو پھر واپس جانا گوارا نہین کیا چنانچہ انہون نے مولوی نصیرالدین صاحب کو اپنا امیر مقرر
کرکے سید اکبر صاحب کے پاس ستھانہ مین جا رہے جنکا بقیہ ابھی تک کچھ لوگ تارک الدنیا آزاد منش
موسوم بہ مجاہدین اسی کوہستان مین لکیر کے فقیر ہوے پڑے ہین - اس وقوعہ بالاکوٹ کے نو برس بعد
نومبر ۱۸۴۰ء مین راجہ کھڑک سنگھ اور اُسکا بیٹا کنور نونہال سنگھ ناگہانی موت سے ہلاک ہوے اُسکے تھوڑے
دن بعد راجہ شیر سنگھ اور اُسکا بڑا بیٹا اور وزیر دھیان سنگھ تینون ایک ہی روز مارے گئے اور آخر کار ۱۲۶۵ھ ۱۸۴۹ء
مین یعنی معرکہ بالاکوٹ کے پندرہ برس بعد کل سلطنت پنجاب متعصب سکھون کے ہاتھ سے نکل کر ہماری
عادل سرکار کے قبضہ مین آگئی اور سوائے دلیپ سنگھ کے کوئی ایک ممبر بھی اُس شاہی خاندان کا
باقی نرہا - بملاحظہ مکتوبات احمدی جنمین سید صاحب کا اصل مافی الضمیر بڑی صراحت کے ساتھ بیسیون
مختلف واقعون پر ظاہر کیا گیا ہے اور اکثر مؤلفون کی تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ وعدہ فتح پنجاب کے

الہام کا آپکو ایسا وثوق تھا کہ آپ اُسکو سراسر صادق اور ہونہار سمجھ کر بار بار فرماتے اور اکثر مکتوبات مین لکھا کرتے تھے کہ اس الہام مین وسوسہ شیطانی اور شائبہ نفسانی کو ذرا بھی دخل نہین ہے - ملک پنجاب ضرور میرے ہاتھ پر فتح ہوگا اور اس فتح سے پہلے مجھکو موت نہوگی - لیکن معاملہ بالاکوٹ خواہ شہادت ہو یا غیبوبت بظاہر سراسر اُس یقینی الہام کے خلاف ہوا - اب اُسکا جواب یہی ہے کہ از روے اصول شریعت محمدی کے الہام ایک ظنی چیز ہے اور اُسکی تاویلون وغیرہ مین سو طرح کی غلطیون کا گمان ہوتا ہے تو ضرور ہوا کہ اس واقعہ کے پندرہ برس کے بعد سلطنت پنجاب متعصب اور ظالم سکھون کے ہاتھ سے نکلکر ایک ایسی عادل اور آزاد اور لامذہب قوم کے ہاتھ مین آگئی کہ جسکو ہم مسلمان اپنے ہاتھ پر فتح ہونا تصور کرسکتے ہین اور غالباً سید صاحب کے الہام کی صحیح تاویل یہی ہوگی جو ظہور مین آئی + بملاحظہ مکتوبات احمدی یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ سید صاحب نے واسطے تباہی سلطنت پنجاب کے جسقدر سیف و سنان کا کام لیا تھا اُس سے زیادہ قلم اور زبان سے آپنے کام لیا - بخارا اور کاشغر اور افغانستان اور بلوچستان اور سندھ و پنجاب و کشمیر و کاغان وغیرہ کل مسلمان امرا اور رؤسا اور رعایا اور خاندان شاہ شجاع بادشاہ کابل آپکے شریک ہوچکے تھے ایسی کارروائیون سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کاتب تقدیر نے پنجاب کی فتح مدکی اور پھیرو کی لڑائی کے ساتھ ایک دوسری عادل قوم کے نام نہ لکھ رکھی ہوتی تو مدت ہوئی ہوتی کہ پنجاب مین ڈنکہ اسلام کا بج گیا ہوتا +

اس عجیب سوانحہ اور مکتوبات کو غور سے دیکھنے کے بعد واضح ہوگا کہ سید صاحب کا سا صاحب باطن متوکل صابر شاکر زاہد صاحب حوصلہ صاحب تاثیر رحیم فیاض اولوالعزم اور شجاع غرض ولی اللہ کامل اور اُلو العزم سپاہی چند صدیون گذشتہ سے مسلمانون مین پیدا نہین ہوا تھا - اگر تقدیر اُسکی یاوری کرتی تو اُسکی کوشش سے مسلمانون کے دنون کیے مدت ہوئی کہ بدل گئے ہوتے - مگر جیسے بجائے یقینی فتح کے اُسکو بالاکوٹ مین ہزیمت ہوئی وہ کسی دشمن کو بھی نصیب نہو - بنظر انصاف اس سوانحہ اور مکتوبات منسلکہ کو ملاحظہ کرنیکے بعد یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اس معرکہ آرائی اور جنگ پیرائی سے اُس بزرگ کو سواے اعلاے کلمۃ اللہ اور احیاے سُنت رسول اللہ کے اور کوئی دنیوی غرض نہ تھی وہ امارت اور حکومت اور سلطنت اور نام و نشان کا ہرگز متمنی نہ تھا - اُسکے عالی حوصلے کے آگے بڑی بھاری سلطنت کا کسیکو عنایت کردینا اور بڑے بڑے مجرمون اور دشمنون کو صرف اُنکی زبانی تائب ہونے پر ایکقلم معاف کردینا اور انتقام نہ لینا کچھ بڑی بات نہ تھی - توکل اور صبر اور استقامت وغیرہ کل فضائل کا یہ بزرگ مُبتلا تھا - جب سات سو آدمیون کو لیکر یہ ملک عرب کو گیا اسکے پاس ایک حبہ موجود تھا مگر اُسکے صادق یقین نے اسکے دو برسکے لمبے اور دریائی سفر مین اسکا کوئی کام اڑنے نہین دیا جسقدر کی

اُسکو ضرورت ہوئی وہ خود بخود مہیا ہوگیا - اس سے بڑھکر عجیب یہ دو ہزار غازیون کو بارادۂ جنگ سکھان ساتھ لیکر براہ سندھ و قندہار و کابل و پشاور یاغستان مین پہنچا اسکے پاس نہ کمسریٹ تھی نہ خزانہ اور نہ میڈیکل اسٹاف اور نہ سلح خانہ اسکے لشکر مین دونو وقت پیٹ بھر کر کھانا ملنا ایسا شاذ و نادر تھا جیسے ہم لوگون کو کبھی اتفاق سے فاقہ ہوجاتا ہے مگر مثل صحابہ رسول اللہ کے اسکے ساتھ ایک ایسی فرمانبردار اور جان نثار قوم ہندوستانی مجاہدین کی موجود تھی جنہون نے برسون رنج راحت اور سرد و گرم اور فتح و شکست اور بھوک پیاس مین ایسی ثابت قدمی اور استقلال سے روز اخیر تک اُسکا ساتھ دیا ہے کہ جسکا نظیر سوائے صحابہ رسول کریم کے تواریخ اسلام مین اور کوئی پایا نہین جاتا - سب سے عجیب بات یہ ہے کہ اس فرقہ کو سوائے حصول رضامندی باری تعالیٰ کے نہ کبھی فتح کی خوشی اور نہ کبھی شکست کا غم ہوا - انکا ہر متنفس جام شہادت کا ایسا عاشق جیسے فرہاد شیرین کا اور مجنون لیلی کا - بوجہ اپنی پاک باطنی اور صفائی قلب اور توکل اور زہد اور اُلوالعزمی کے اس بے نظیر بزرگ کو پولیٹیکل پیچیدگیون اور علم فن جنگ کی طرف بالکل توجہ نہ تھی اُنہین دونو نقصون نے اُسکے بنے بنائے کام کو بگاڑکر آخر اُسکو بالاکوٹ مین وہ دن دکھایا کہ جسکی یاد سے آجتک ہزارون خلقت کے دل دُکھتے ہین - اگر ان سب خوبیون کے ساتھ جو اُسکی ذات مقدس مین موجود تھین فن ملک گیری اور فن جنگ بھی ہوتا تو وہ اس موجودہ نسل کے پیدا ہونے سے پہلے پنجاب کیا بلکہ ساری دنیا کا بادشاہ ہوا ہوتا - اس سوانحہ اور نیز مکتوبات منسلکہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنیکا ہرگز ارادہ نہین تھا وہ اس آزاد عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے اور اسمین شک نہین کہ اگر سرکار انگریزی اُسوقت سید صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی مگر سرکار انگریزی اُسوقت دل سے چاہتی تھی کہ سکھون کا زور کم ہو +

قریب چار ہزار صفحون کے مختلف مؤلفون کے لکھے ہوے سوانح میرے سامنے موجود ہین مگر لوگون کی بے ہمتی اور کم مائگی اور عدم فرصتی پر لحاظ کرکے مینے اُن پھولون کے پشتارون سے جو میرے سامنے میز پر رکھے ہین اُردو زبان کے بھبکہ مین رکھکر سب تازی اور شیرازی پھولونکا عطر کھینچ لیا ہے تاکہ ہر ایک کو بحمدللہ اسکا ایسا ایک پھویا لیکر معطر ہوجائے اور باوجود اس اختصار کے پھر بھی کسی اہم مطلب کو فوت ہونے نہین دیا مگر بہت قیمتی کراماتی واقعات کو دانستہ چھوڑ دیا ہے - مین اس سوانحہ عجیبہ کو بالاکوٹ ہی تک ختم کرکے آپکے بعض خلفا نامدار کا حال لکھتا ہون +

حصۂ چہارم

بیان خلفاء حضرت سید احمد صاحب

سید صاحب کے خلیفہ بھی ہزارون ہین صرف جنکے نام نامی لکھنے کو کئی جزو چاہئیں اور اکثر آپکے خلیفہ صاحب ولایت اور کرامت ہوئے ہین اُنکے عجایب غرایب حالات لکھنے کو بھی ایک دفتر درکار ہے- تمامی اسلامی دنیا اور خصوصًا ہندوستان آپکے خلفاء سے معمور ہوگئی تھی شاذ و نادر کوئی بے نصیب شہر اور قریہ ہوگا جہان آپکے خلفا کا گذر ہو کر توحید الٰہی کی منادی نہوئی ہو- اسوقت تک کروڑون آدمیون کو آپکے سلسلے سے ہدایت ہوئی اور انشاء اللہ قیامت تک ہوتی رہیگی- یہ عمل بالحدیث کا چرچا جو اسوقت ملکِ ہندوستان مین ہو رہا ہے آپ ہی کی ذاتِ مقدس کا پرتوا ہے- آپ کے ساتھ امانت اور برکت نازل ہوئی تھی جس سے لوگون کو قرآن حدیث سمجھنے کا بہرا ہوا- جیسکہ حدیث شریف مین آیا ہے اِنَّ الْاَمَانَۃَ تَنْزِلُ فِیْ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْکِتَابِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّۃِ (ترجمہ) تحقیق امانت یعنی برکت جب لوگون کے دلون مین اُترتی ہے اُسوقت قرآن اور حدیث کے مطلب کو لوگ سمجھنے لگتے ہین- اب مین بطورِ تبرک فقط آپکے چند خلیفون کے نام نامی درج ذیل کرتا ہون- اوّل اور افضل سارے خلیفون کے مولوی عبدالحی صاحب داماد حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے ہین- دوم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید- یہ دونو بزرگ بمنزلہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے آپکے یار غار اور جان نثار تھے- سوم مولوی عبدالغنی صاحب برادر خورد مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب- مولوی مخصوص اللہ صاحب ابنِ مولوی رفیع الدین صاحب- اس بزرگ کا اخیر عمر مین سر پھر گیا تھا- مولوی سید محبوب علی صاحب دہلوی یہ بزرگ قبل از واقعۂ بالاکوٹ ناخوش ہو کر اپنے وطن مالوفہ کو لوٹ آئے تھے- مولوی حیدر علی صاحب رامپوری- مولوی محمد علی صاحب رامپوری- مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی- ان دونو بزرگون کو یعنی مولوی محمد علی اور مولوی ولایت علی صاحب کو سید صاحب نے اپنی خوشی سے خلافت دیکر واسطے ہدایت خلق اللہ کے ہندوستان کو واپس بھیجدیا تھا یہ دونو بزرگ سید صاحب کی مفارقت کو پسند نہین کرتے تھے مگر بادلِ محزون بہ تعمیل حکم مرشد برحق کیے ہندوستان کو چلے آئے اور بروقت رخصت کرنے کے مولوی ولایت علی صاحب سے سید صاحب نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مولانا ہم آپکو تخم کرکے اُٹھاتے ہین (غالبًا اس فقرے کے یہ معنی ہونگے کہ اس تخم سے اتنے پودے لگین گے جن سے یہ باغ ہمیشہ ہرا بھرا رہیگا-) مولوی وحید الدین صاحب پھلتی شاگرد رشید

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید یہ بزرگ بھی بڑے اکابر لوگون مین سے ہین۔ مولوی حافظ قطب الدین صاحب پھلتی
برادر مولوی وحید الدین صاحب۔ ممدوح مولوی خدابخش صاحب ساکن میرٹھ مولوی محمد یوسف صاحب پھلتی یہ
بزرگ خزانچی اور خانسامان سید صاحب کے تھے مولوی احمد الدین صاحب پھلتی قاضی عماد الدین صاحب حکیم مغیث الدین
صاحب سہانپوری یہ بزرگ بھی بڑے اکابر لوگون مین سے ہین آخوند شاہ محمد ولایتی مولوی حبیب اللہ صاحب قندھاری
یہ بزرگ علماء خراسان و بخارا و ماوراء النہر کے ساتھ مسئلہ وجوب تقلید شخصی کی بابت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب
شہید سے بحث کرنے کو آئے تھے مگر مولوی صاحب شہید کا اور دوسرے اشخاص جماعت کا رنگ ڈھنگ دیکھکر
انکے ایسے معتقد ہو گئے کہ بوقت بحث سرنیچا کیے ہوئے مولانا شہید کے سامنے ساکت بیٹھے رہتے تھے اور جب
انکے ساتھ والے مولویون نے انسے کہا کہ بوقت بحث تم کچھ نہین بولتے اور ساکت بیٹھے رہتے ہو انہون نے
جواب مین کہا تھا کہ مین تو ان لوگونکا طریق اور روش مثل صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھتا ہون پھر
ایسے بزرگون سے کیا بحث کرون۔ آخر کو یہ بزرگ سید صاحب کے مرید ہو کر بڑے نامی مشائخون سے ہوے
مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی جنسے امرتسر وغیرہ ممالک پنجاب مین بہت ہدایت ہوئی اس بزرگ سے
فیضیاب ہوے تھے۔ اب بھی مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی کی اولاد احفاد امرتسر مین رہتے ہین اور وہ
چشمۂ ہدایت بدستور اس خاندان مین جاری ہے منشی ظہور علی صاحب پیرجی محمود شاہ صاحب نبیرۂ حضرت
شاہ عبد الرزاق صاحب جھنجھانوی حکیم غلام سبحانی صاحب جھنجھانوی آخوند عبد العظیم خان صاحب مفتی
الٰہی بخش صاحب ساکن کاندھلہ شاگرد رشید مولوی شاہ عبد العزیز صاحب۔ اس بزرگ نے ساتوان بقیہ
ساتوان دفتر مثنوی مولانا روم کا لکھا ہے مفتی صاحب نے مثنوی شریف کا ترجمہ بھی شروع کیا تھا جب ایک
ہزار شعر کا ترجمہ ہو چکا تو آپکا انتقال ہو گیا آپکے انتقال کے بعد مولوی ابو الحسن صاحب آپکے فرزند ارجمند
نے اور ایکہزار شعر کا ترجمہ کیا تھا کہ انکا بھی انتقال ہو گیا۔ مفتی الٰہی بخش صاحب کا یہ مقولہ مشہور ہے کہ
بھائیو ساٹھ برس سے آجتک جو ہمنے پیا تھا وہ سب دلیا تھا اب سید صاحب کی بدولت میدہ ہو گیا
مفتی صاحب ایسے بڑے عالم متبحر تھے کہ اپنا نظیر نہین رکھتے تھے مگر سید صاحب کی نعلین برداری کو اپنا فخر
دارین جانتے تھے۔ حاجی شاہ عبد الرحیم صاحب ولایتی شہید میانجی شاہ نور محمد صاحب جھنجھانوی انہین کے
مرید رشید اور خلیفۂ خاص حاجی امداد اللہ صاحب فی الحال مکہ معظمہ مین اپنے انوار سے ہندوستان اور
عربستان وغیرہ ممالک کو منور کر رہے ہین چنانچہ حاجی امداد اللہ صاحب کے خلیفے مثل مولوی رشید احمد
صاحب گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی تھے جنسے ہزارہا خلقت کو ہدایت ہوئی مولوی
سخاوت علی صاحب جونپوری مولوی کرامت علی صاحب جونپوری صاحب مفتاح الجنۃ یہ دونو بزرگ

بھی قبل از معرکہ بالاکوٹ اسیطرح ہندوستان کو لوٹ آئے تھے مولوی شجاعت علی صاحب عظیم آبادی شاہ
محمد حسین صاحب عظیم آبادی مولوی عنایت علی صاحب عظیم آبادی برادر خورد مولوی ولایت علی صاحب
مولوی فرحت حسین صاحب عظیم آبادی برادر خورد مولوی ولایت علی صاحب مولوی الٰہی بخش صاحب عظیم آبادی
مولوی احمد اللہ صاحب عظیم آبادی یہ بزرگ مع اپنے چھوٹے بھائی یحییٰ علی صاحب کے حالت قید مین بمقام
پورٹ بلیر (کالا پانی) کے راہی فردوس ہوئے یہ دونو بھائی بڑے اولیاء کبار اور صاحب کرامات تھے اپنے
استقلال اور ثابت قدمی اور صبر و شکر مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے جامع کتاب ہذا بہت برسون تک حالت قید
مین ان بزرگون کے ساتھ رہا ہے اور انکے حالات اور کرامات کا ایک چشم دید گواہ ہے - ان بزرگون کے
حالات عجیبہ لکھنے کو بھی ایک دفتر چاہیئے مولوی غلام جیلانی صاحب رام پوری رام پور کا خلیفہ آپنے اس
بزرگ کو مقرر کیا تھا مولوی محمد عظیم صاحب نابینا پشاوری مولوی فخر الدین صاحب بہارنپوری مولوی
نصیر الدین صاحب دہلوی داماد مولانا اسحاق صاحب مرحوم مولوی خرم علی صاحب بلہوری صاحب نصیحۃ المسلمین
انکی اور بھی بہت تصانیف ہے رسالہ جہادیہ بھی انہین کی تصنیف سے ہے افسوس ہے کہ یہ بزرگ با انہمہ اوصاف قبل از
معرکہ بالاکوٹ رنجیدہ ہوکر ہندوستان کو لوٹ آئے تھے مولوی سید اولاد حسن صاحب قنوجی والد ماجد مولوی
نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم بھوپال مولوی عبد القدوس صاحب کشمیری مولوی شہاب الدین صاحب
بٹالوی ملک پنجاب مولوی میان فضل صاحب سیالکوٹی امام الدین صاحب حافظ محمد صدیق صاحب صوفی نور محمد
صاحب سید عبد اللہ صاحب لد سید بہادر علی مولوی اکرام الدین صاحب دہلوی صاحب تفسیر سورۂ فاتحہ مولوی
حیدر علی صاحب دہلوی ثم ہوشیارپوری اس بزرگ اور انکے بیٹے نے سنہ [illegible] ہجری مین بھی سید صاحب کی زیارت کی
ہے مولوی عبد اللہ بنارسی مولوی شاہ لطف اللہ سلونی - اس بزرگ کو بوقت جانے حج کے سید صاحب نے اپنا
قائم مقام کرکے ایک تاج بھی عنایت کیا تھا اور فرمایا تھا کہ میری غیر حاضری مین جو کچھ کسی کو پوچھنا ہو انسے پوچھے
مولوی نظام الدین صاحب دہلوی قاضی یوسف مرکی ساکن بمبئی مولوی عبد الحلیم صاحب ساکن بمبئی -
مولوی شیخ جیون صاحب مولوی عبد الجلیل صاحب ساکن کوئل مولوی سید قاسم صاحب ساکن نصیر آباد
متصل جائس ملک اودھ یہ بزرگ سید صاحب کے قرابت دار بھی تھے مولوی سید محمد صاحب مولف
مخزن احمدی مولوی سید یعقوب صاحب یہ دونو بزرگ سید صاحب کے حقیقی بھانجے تھے میر احمد علی صاحب
اس بزرگ کا انتقال بمقام رائے ویلور ملک مدراس سنہ [illegible] ہجری مین ہوا سید حمزہ ساکن ملک برہما مولوی یعقوب
صاحب دہلوی مولوی شاہ اسحق صاحب دہلوی مولوی مرتضیٰ خان صاحب رام پوری مولوی سید محمد حسن
صاحب ساکن بھنگرہ ضلع مظفرنگر یہ بزرگ اسوقت تک زندہ اور منتظر ظہور ہین مولوی حسینی صاحب

ساکن کاندھلہ مولوی عبداللہ صاحب لوگون کا بیان ہے کہ بروز معرکہ بالاکوٹ یہ دونو بزرگ بھی سید صاحب کے ساتھ ہی غائب ہوگئے بلکہ مولوی چشتی صاحب کو تو میرے بعض دوستون نے بعد معرکہ بالاکوٹ کے بہت دفعہ دیکھا بھی ہے اور اُنکے قرابت دارون سے بھی سنا ہے اور اُنکے ہاتھ کے لکھے ہوے خطوط بھی بعد معرکہ بالاکوٹ کے اُنکے گھر پہنچے ہین واللہ اعلم بالصواب - اب مین مولانا و بالفضل اولانا مولوی محمد اسمعیل شہید اور اُن دو خلیفون کا جنکو سید صاحب نے تتمیم ہدایت کر کے ہندوستان کو واپس بھیجا تھا کسی قدر علیحدہ علیحدہ سوانح عمری ہدیۂ ناظرین کرنا چاہتا ہون ❊

مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید علیہ الرحمۃ

آپکے بڑے خلیفون مین مولوی عبدالحی اور مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید ہین یہ دونو بزرگ بمنزلہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے آپکے خلفاء راشدین سے تھے مولوی عبدالحی صاحب کا مزاج بوجہ بردباری اور وقار حضرت ابوبکر رضی سے اور حضرت مولانا شہید کی طبیعت بوجہ تشدد علی الکفار و فجار حضرت عمر سے زیادہ تر مشابہ تھی ان دونو بزرگون کا ذکر خیر سید صاحب کے سوانح عمری مین جابجا آچکا ہے کیونکہ جس تاریخ سے یہ دونو بزرگ داخل خدام ہوے تھے اُس تاریخ سے تا مرگ بلا کسی دینی ضرورت کے آپکی خدمت بابرکت سے ایکدم بھی علیحدہ نہین ہوے اور حق تو یہ ہے کہ ان بزرگون نے سید صاحب کو خوب پہچانا تھا - اِنکی جان نثاری اور فرمانبرداری ضرب المثل ہے یہ دونو بزرگ آپکی پالکی کے ساتھ ننگے پانو دوڑنیکو اپنا فخر دارین جانتے تھے - ان دونو سرتاج علماء دہلی نے جنکی تعظیم بادشاہ تک کرتے تھے اپنے تئین بالکل مٹادیا تھا - پاخانہ کمانے چکی پیسنے دانہ دلنے گھاس کھودنے بوجھا اُٹھانے سائیسی کرنے غرض کسی ذلیل سے ذلیل کام سے بھی اِنکو عار نہ تھی - روحانی برکات حاصل ہونیکے بعد یہ دونو خاندانی بزرگ مقتدائے قوم و امیرزادے ناز و نعمت مین پلے ہوے دہلی سے خوش خوراک اور خوش وضع شہر کے باشندے اب بجی کبھی کھچڑی یا اُسکی کھرچن کھاکر یا دو تین وقت کڑاکے کے فاقے کھینچکر اور چٹائیون یا خالی زمین پر سوکر ایسے خوش و خورم اور شادان و فرحان رہتے تھے کہ وہ خوشی کبھی اُنکو دہلی کے پلاؤ و قورمہ و توشک و تکیہ مین بھی نصیب نہوے تھے - در اصل مزہ ایمان کا ایک ایسی عمدہ اور نادر نعمت ہے کہ کوئی دنیوی نعمت اُسکی لذت اور شیرینی کو نہین پہنچتی بلکہ دنیا مین کوئی ایسی چیز موجود ہی نہین ہے جسکو مزہ ایمان کے ساتھ صرف تشبیہ ہی دیجاے - مینے ایک مقبول بارگاہ الٰہی کی کتاب مین لکھا دیکھا ہے وہ فرماتے ہین کہ جسطرح پر ایک نئی دُلہن اپنی ناکتخدا سا تھنون اور ہمجولیون سے اپنے مزہ وصال کو کسی کھانے یا میوے وغیرہ سے تشبیہ دیکر بیان نہین کرسکتی اُسی طرح سے مزہ ایمانی کا بیان کرنا یا کسی دنیوی مزہ سے اُسکو

تشبیہ دینا محال ہے اسی لذت کو حافظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہین ؎ لذتِ مے نہ شناسی بخدا تا نہ چشی + دنیا کے لوگ ایسے آدمیون کو ہمیشہ دیوانہ بتلاتے آئے ہین ؎ دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی + دیوانۂ تو ہر دو جہان را چکند + ان دونو ستارون کے اوصاف تحریر و بیان سے باہر ہین۔ مولوی صاحب شہید کی خوبی بصارت کے مقدمہ مین لکھا ہے کہ جب مولانا شہید کی پہلی نظر چہرۂ مبارک سید صاحب پر پڑی تو فرمایا کہ اگر یہ بزرگ اپنے مہدی ہونیکا دعوی کرے تو مین بلا تامل اُسکے ہاتھ پر بیعت کرونگا۔ مولوی عبد اللہ صاحب معروف چنڈوڑے سے (جو ایک اولیاء کامل صاحب کشف ملتان مین تھے) کسی نے پوچھا کہ ہند کے اولیاء اللہ مین سے سب سے بزرگ ولی مقبول خدا کون سا بزرگ ہے اُنہون نے جواب دیا کہ عالمِ ارواح کی سیر مین مینے دیکھا ہے کہ سب سے بڑا درجہ اولیاءِ ہند مین مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید کا ہے کیونکہ مینے مولانا شہید کو جنت مین ایک چھپر کھٹ پر لیٹے ہوے اور کتاب صراط المستقیم کا مطالعہ کرتے ہوے دیکھا ہے۔ ایک روز کسی کور باطن ظاہری علم والے نے ان دونو بزرگون سے سوال کیا کہ آپ لوگ ایسے بڑے فاضل اجل اور قران و کتب احادیث کے حافظ ہو کر سید صاحب ایک اُمّی آدمی کے مرید کیسے ہو گئے اُنہون نے اُسکی کور باطنی پر تعجب کر کے اُسکے جواب مین فقط اتنا نکتہ کہدیا کہ جو کچھ ہمنے ہزارون کتابون مین پڑھا اور حدیثون مین دیکھا ہے باوجود اُمّی ہونے کے سید صاحب کو اُن سب کا عامل پایا ہے ؎ منکشف اُسپہ ہر ایک شئے کی ہے ملیت + نہ فتاولی مین وہ حجت نہ کتب کے اندر + علم کو اُسکے مگر علمِ لدنی کہئے + جو کہ آتا ہے اُسے ہے وہ کسے مستحضر + مولوی عبد الحی صاحب سلوک راہ ولایت اور مراقبہ و مشاہدہ و توجہ و کشف وغیرہ کے پورے سالک اور اس فن مین اُستاد کامل تھے اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید سلوک راہِ نبوت کے سالک کامل اور پورے عامل تھے اسواسطے آپکے ملفوظات سلوک راہِ نبوت کا حصہ صراط المستقیم کا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید کا اور سلوک راہِ ولایت کا حصہ مولوی عبد الحی صاحب کا لکھا ہوا ہے ؎ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر ست + مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید کے قصص ذہانت و فطانت کے بہت مشہور ہین مگر ذہانت اور فطانت اُس کمال سے جو انسان سے مطلوب ہے اور جس کمال کی تکمیل کو سید صاحب آئے تھے کچھ علاقہ نہین رکھتی اسواسطے مین اُنکو یہان بتمامہ درج کرنا نہین چاہتا +

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید خلف مولوی عبد الغنی صاحب نبیرۂ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی بڑے فاضل اجل اور ذہین و متین تھے۔ مولوی کرامت علی صاحب حیدرآبادی جو مولانا شہید کے ہم سبق تھے روایت کرتے تھے کہ مولانا شہید صرف ایکدفعہ اپنا سبق پڑھ کر پھر کتاب کو بند کر کے رکھ دیتے

تھے اور کبھی مطالعہ وغیرہ کچھ نہ کرتے تھے آپکے ہم سبق طالب علمون نے اس بے پروائی کی شکایت مولانا
شاہ عبدالعزیز صاحب سے کی تب شاہ صاحب نے انکا سبب ان سے دریافت کیا انہون نے اپنا سارا پچھلا
پڑھا ہوا شاہ صاحب کو ازبر سنا دیا اسوقت ان طلبا کو آپکی خداداد ذہانت اور فطانت کا حال معلوم ہوا
مولوی سدیدالدین خان صاحب خلف الرشید مولوی رشیدالدین خان صاحب میر مدرسہ کلکتہ جنکا ہزارہا
روپیہ کا کتب خانہ غدر دہلی ۱۸۵۷ء عیسوی مطابق ۱۲۷۳ ہجری مین لٹ گیا تھا فرمایا کرتے تھے کہ ہمکو اپنے
کتب خانہ کے لوٹے جانیکا افسوس نہین ہے جسقدر اُن حاشیون کے ضائع ہو جانیکا ہمکو افسوس ہے
جو علمی کتابون پر مولانا شہید نے چڑھائے تھے کیونکہ وہ کتابین تو پھر بھی مل سکتی ہین مگر اُن حاشیون کا
ملنا اب محال ہے - بیان کرتے ہین کہ ایک روز مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کسی بڑے اہم مسئلہ
کا فتوی لکھکر اور اُسکو اپنی نشستگاہ مین چھوڑکر اندر مکان مین تشریف لیگئے تھے اس عرصہ مین مولوی
محمد اسمعیل صاحب شہید بھی وہان تشریف لے آئے اور اُس فتوے کا ملاحظہ کرکے بعض فروگذاشتون
کی اپنی قلم سے تصحیح کرکے فتوے کو وہین رکھکر چلے گئے - جب شاہ صاحب واپس تشریف لائے
اور اُن ترمیمون کو دیکھا تو نہایت خوش ہوے اور فرمایا کہ اللہ تعالی کا شکر ہے کہ علم ابھی تک ہمارے
خاندان مین باقی ہے - مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ میری تقریر تو اسمعیل نے
لی اور تحریر رشیدالدین نے اور تقوی اسحاق نے - مولوی محمد اسمعیل نے تمامی درسی کتابین شاہ صاحب
اور مولوی عبدالحی صاحب سے ختم کرلین تھی اور بوجہ اپنی ذہانت و فطانت کے خود ایک دریاے
ذخار علم کا ہوکر اُسکی موجون مین تبحر کر رہے تھے کہ اس عرصہ مین اُنکی خوبی قسمت سے سید صاحب
سا پیر کامل المکمل اُنکو ملگیا جنکی برکت صحبت اور انوار ہدایت سے وہی علم جسنے مولوی عبدالرحیم عرف عبدالرحیم
آپکے ہم مکتب کلکتہ والہ کو دہریہ بنا دیا تھا اُنکے حق مین ایک عمدہ آلہ اشاعت اور ترویج دین حق کا کمال خوبی کے
ساتھ ہوگیا یہانتک کہ آپکے مخالفین کو آپکے روبرو بات کرنی دشوار تھی - مولوی فضل حق معقولی خیرآبادی جو اُس
زمانہ مین حاکم اعلی شہر دہلی کے سررشتہ دار اور علم منطق کے پتلے اور فلاطون و سقراط و بقراط کی غلطیون کی
تصحیح کرنے والے تھے مولانا شہید کے سخت مخالف ہوگئے چنانچہ کتاب تقویت الایمان کے اس مسئلہ
پر کہ اللہ رب العزت حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم جیسا دوسرا پیدا کردینے پر قادر ہے انہون نے سخت اعتراض
کیا اور لکھا کہ اللہ تعالی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سا دوسرا پیدا کرنے پر ہرگز قادر نہین - اسکے جواب مین
مولانا شہید نے ایک فتوی بدلائل عقلی ونقلی نہایت مدلل لکھا ہے چنانچہ ایضاح الحق کے خاتمہ پر وہ فتوی
تمامہ چھپا بھی گیا ہے اُسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کس خوبی سے آپنے مخالفون کا مونہہ بند کیا خلاصہ اسکے

جواب کا یہ ہے مولانا شہید لکھتے ہین کہ قدرت ایک علیحدہ صفت ہے اور تکوین یعنی بنانا ایک علیحدہ صفت ہے سو وجود مثل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تحت قدرت الٰہی کے داخل ہے نہ تحت تکوین کے تا کہ وقوع اُسکا لازم آئے - اور تقویت الایمان کے اِس مقام پر بھی ثابت کرنا مقصود ہے کہ رب العزت جل جلالہ حضر صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل پیدا کرنے پر قادر ہے - اور یہ مقصود نہین ہے کہ مثل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیدا کریگا کیونکہ آپ خاتم النبیین ہوچکے پھر آپ نے واسطے ثبوت قدرت الٰہی کے یہ آیت لکھی ہے اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰادِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَھُمْ ط بَلٰی وَھُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ترجمہ کیا وہ ذات پاک جسنے زمین وآسمان کو پیدا کیا اس بات پر قادر نہین ہے کہ مثل اُنکے یعنی بنی آدم کے اور پیدا کرے - ہان وہ ضرور بڑا پیدا کرنے والا اور جاننے والا ہے - پھر آپنے لکھا ہے کہ اس آیت مین ضمیر جمع مذکر کی کل بنی آدم کی طرف جنمین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہین راجع ہے اور گو اس آیت مین بیان معاد کا ہے مگر پیدا کرنے مثل پر اُسکا قادر ہونا اس آیت سے بخوبی ثابت ہے ٭

بوجہ ہونے اہلکار انگریزی کے مولوی فضل حق صاحب کا بڑا رعب اور دبدبہ شہر دہلی مین تھا خود بادشاہ بھی اُنکی خاطرداری کرتے تھے - جب مولوی فضل حق صاحب بحث مسئلہ قدرت الٰہی مین لاجواب ہوگئے تو اور مخالفت بڑھی یہانتک کہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کا وعظ جامع مسجد سے بند کرادیا گیا تھا لیکن خلقت شہر کی آپکے وعظ پر شیدا تھی مجبور بادشاہ کو جامع مسجد مین آپکے وعظ ہونیکی پھر اجازت دینی پڑی مگر اُسوقت جامع مسجد کے اندرونی حوض پر ایک بازار لگا کرتا تھا جسمین صدہا ہندو لوگ بھی دُکانین لگاتے تھے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے یہ ساری کیفیت خانۂ خدا مین بازار لگنے اور خرید و فروخت ہونے اور ہندوٗن کے شامل ہونے کی لکھکر اللہ تعالیٰ کے مواخذہ اور عذاب سے بادشاہ کو ڈرایا فوراً بادشاہ نے وہ بازار بند کرادیا - ایک روز ایک جلسۂ وعظ مین ایک روسیاہ بدعتی نے مولانا صاحب کو چھری سے شہید کرنا چاہا تھا مگر خیر گذری کہ وہ وار کرنے نہ پایا اور پکڑا گیا - سبحان اللہ یہ بھی ہادیان اہلِ حق کی سنت سے ہے کہ گمراہ لوگ اُنکے قتل کا ارادہ کرین اور روشنی ہدایت کو مونہہ کی پھونک سے بجھانا چاہین مگر اس اقدام مین ناکام رہتے اور مصداق خسر الدنیا والآخرہ کے ہوتے ہین - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے باتباع فعل سید صاحب کے شہر دہلی مین سب سے پہلے اپنی بیوہ ہمشیرہ کبر سن کا نکاح مولوی عبدالحی صاحب سے کرکے رانڈون کے نکاح کرانے پر کمر باندھی اور نکاحِ ثانی کی فضیلتین اور اُسکو عیب سمجھنے کی بُرائیان ایسی وضاحت اور خوبی کے ساتھ بیان

کرنی شروع کین کہ ہزارہا رانڈون کے نکاح ثانی خاص شہر دہلی مین ہوگئے - ایک معتبر دیرینہ شخص جامع کتاب ہذا سے کہتا تھا کہ اُسوقت قریب دس ہزار کے بیکس اور بیبس رانڈین آپکی سعی اور کوشش سے شوہر والیان ہوگئین اور آپکی بدولت بیرحم زبون ہمیشہ کے واسطے شہر دہلی سے اُٹھ کر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاری ہوگئی - اسوقت بھی پچاسون آدمی آپکا وعظ سُننے والے دہلی مین موجود ہین وہ کہتے ہین کہ جب آپکا وعظ گرم ہوتا تھا تو سامعین مین نالہ وزاری سے شور ہوجاتا تھا اور روتے روتے ہچکیان بندھ کر بیخود ہوجاتے تھے - ایک دولتمند شیعہ نے جو اُسوقت دہلی کا تحصیلدار تھا مولانا شہید کو بُلا کر آپکا وعظ اپنی قوم مین کرایا تھا قریب تین چار سو شیعون کے اُسوقت آپکے وعظ مین حاضر تھے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بیان تھا جب وعظ گرم ہوا تو ایک شیعہ بیہوش ہوگیا - بعد اختتام وعظ کے اُنہون نے کچھ نذرانہ مولانا صاحب کو دینا چاہا مگر آپنے منظور نہین فرمایا - ایک روز خانم کے بازار مین قریب تیس ۳۰ کسبیون کے آپنے جمع کراکے اُنکو وعظ سنایا اُس شام کو اُنمین سے اُنتیس ۲۹ کسبیون نے توبہ کرکے نکاح کر لیئے +

صاحب ذکر جلی ایک اس قسم کا قصہ مولوی محمد علی صاحب رامپوری کی زبانی تحریر کرتے ہین کہ ایکروز مولوی محمد اسمٰعیل صاحب حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے مدرسہ کے دروازہ پر کھڑے تھے آپنے دیکھا کہ بہت سی جوان اور خوبصورت عورتین رتھون اور بہلیون مین سوار ہوکر بلا پردہ کہین کو جارہی تھین مولوی صاحب نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کون عورتین ہین ایک شخص نے کہا کہ یہ سب کسبیان فلانی ڈیری کسبی کے گھر کچھ تقریب ہے وہان جارہی ہین - مولوی صاحب نے پوچھا کہ کیا یہ مسلمان ہین اُس شخص نے کہا کہ ہان مسلمان ہین تب مولانا نے فرمایا کہ جب مسلمان ہین تو ہماری بہنین ہین کیا خداوند تعالیٰ ہم سے نہین پوچھیگا کہ اسقدر مسلمان عورتین بدکاری اور زناکاری مین گرفتار تھین اور تم نے اُنکو نصیحت نہین کی اسواسطے اب تو مین اُنکے مکان پر جاکر اُنکو نصیحت کرونگا آپکے رفیقون نے کہا کہ آپکے وہان تشریف لیجانے سے آپکو بدنام کرینگے کہ کنجن واڑے مین بھی آپ جانے لگے - آپ نے فرمایا کہ اسمٰعیل کو اس بات کی کچھ پروا نہین جب اللہ اور رسول کا حکم سُنانے کو نکلا تو ہر ایک کو سناونگا اسکے واسطے سب کلمہ گو مومنون کا حق برابر ہے آپنے اول اپنے دل سے کہا کہ اے دل اگر تیرے بدن کی بوٹیان کاٹکر چیلون کو کھلا دین یا تیرے جسم کو ہاتھی کے پانو سے باندھکر کھنچوائین کیا تو اُسوقت بھی اللہ ہی بات بولتا رہیگا دل نے کہا ہان جب تک میرے اندر سانس ہین خدا کی بات کہنے سے کسی عذاب اور عقوبت سے بھی باز نہ آونگا

جب شام ہوئی مولانا صاحب درویشون کا سا بھیس بدلکر اُس کسبی کے مکان پر پہنچے جہان سب کسبیان جمع ہوکر کچھ گا بجا رہی تھین آپ نے وہان جاکر دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ آؤ اللہ والیو آؤ اللہ والیو۔ اُسوقت چند چھوکریون نے دروازہ پر آکر پوچھا کہ کون ہو آپنے جواب دیا کہ فقیر ہے کچھ صدا سنائیگا اور تماشا دکھائیگا وہ سمجھین کہ کوئی تماشاگر فقیر ہے دروازہ کھولکر اندر بلا لیا آپ نے اندر جاکر بہت نرمی سے پوچھا کہ بڑی بی صاحبہ کہان ہین اُنہون نے کہا کہ اوپر بالاخانے مین مع اپنے مہمانون کے جشن کر رہی ہین مولانا صاحب اوپر تشریف لیگئے اور دیکھا کہ بڑی بی صاحبہ بڑے تزک اور شان سے مع اپنے مہمانون کے کرسیون پر بیٹھی ہین چارون طرف شمعدان روشن ہین چونکہ مولانا صاحب ایک نامی گرامی اور مشہور شخص ایک بڑے گھرانے کے صاحبزادے تھے باوجود بھیس بدلنے کے بھی وہ آپکو پہچان گئین اور اپنی اپنی کرسیون سے اُٹھکر آپ کے سامنے مؤدب کھڑی ہوگئین اور پوچھا کہ حضرت آپنے کیونکر تکلیف فرمائی آپنے فرمایا گھبراؤ نہین مین کچھ صدا سنانے آیا ہون تم سب جمع ہوکر اپنی اپنی جگہ مین آرام سے بیٹھ جاؤ۔ چونکہ اُنکی ہدایت کا وقت آگیا تھا سب ایک جگہ جمع ہوکر بیٹھ گئین۔ مولانا صاحب نے حمایل کھولکر ایسی خوش الحانی سے قرآن پڑھا کہ اُسی کو سنکر لوٹ پوٹ ہوگئین پھر آپنے اُن آیتون کے معنی بیان کرکے ہر ایک چیز دنیوی کی بے ثباتی کا اسطرح ذکر کیا کہ یہان نہ حسن و جوانی کو قیام ہے اور نہ مال و زندگانی کو یہانکی ہر چیز فانی اور زوال پذیر ہے۔ یہ بیان ایسی شرح اور بسط اور فصاحت اور بلاغت سے ہوا کہ ہر ایک نے رونا شروع کیا اُسکے بعد مولانا نے موت اور جان کندنی کی سختی اور اُسوقت کی بیکسی اور وحشت اور اس عالم کی مفارقت کا افسوس ایسے پُر درد طور سے بیان کیا کہ ساری عورتین ہوش باختہ ہوگئین پھر اُسکے بعد قبر کی تنہائی اور منکر ونکیر کا سوال اور وہانکے عذاب کا بیان اس زور سے کیا کہ سامعین پر حالت بیخودی کی چھاگئی اور ہر طرف سے نالہ و آہ و گریہ وزاری شروع ہوئی پھر اسی بیان کے متصل آپنے میدان قیامت کی سختی اور عقوبت کا بیان اسطرح سے کیا کہ روز قیامت بدکارون کے گروہ کے گروہ گرفتار کرکے حاضر کئے جاوینگے اور جو کوئی اس فعل بدکاری کا دنیا مین سبب یا وسیلہ یا موجد و معاون ہوا ہے وہی اُسدن اُس گروہ کا پیشرو ہوگا۔ جب بروز قیامت تم ایک ایک بجرم بدکاری گرفتار ہوکر حاضر کی جاؤگی تو ہر ایک زانیہ کے ساتھ سینکڑون اور ہزارون زانی و بدکار بھی لائے جائینگے جنکی زناکاری و بدکاری کا تم باعث اور وسیلہ ہوئی ہو اور تمہارے ہی ناز و ادا نے اُنکو اس آفت مین پھنسایا تھا تو اب خیال کرو کہ ایسی حالت سے جبکہ سینکڑون اور ہزارون زانی و بدکار تمہارے پیچھے پیچھے ہونگے

اللہ رب العزت کے سامنے تمہارا کیا حال ہوگا - یہ بیان بھی ایسا گرم ہوا کہ کسبیون کی ہچکیان بندھ گئیں تب آپنے آیت توبہ سے اُن خستہ حالون کے دلون کو ٹھنڈا کرنیکو توبہ کی فضیلت بیان کرنی شروع کی اور کہا کہ توبہ سے سب گناہ معاف ہوجاتے ہین اس بیان وعدہ عفو اور شرح غفاری اُس غفور الرحیم سے اُن بیدلون کو کچھ ہوش آیا - معًا اسکے آپنے نکاح کی فضیلت بیان کرنی شروع کی اور آخر مین فرمایا کہ جسکا دل جس سے چاہے اُس سے نکاح کرلیوے اور اپنے افعال ماضیہ سے تائب ہوجائے اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ ترجمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہوجاتا ہے کہ گویا اُسنے گناہ ہی نہین کیا - جب یہ وعظ ہو رہا تھا اسکی شہرت تمام شہر مین ہوکر ہزارون خلقت اُسکے سُننے کو وہان آکر جمع ہوگئی تھی - راستے بند ہوگئے تھے آس پاس کے کوٹھے اور بالاخانے خلقت سے لدگئے تھے - نتیجہ اس وعظ دلپذیر کا یہ ہوا کہ جسقدر جوان عورتین قابلِ نکاح اُس مجمع مین موجود تھین سبھون نے توبہ کرکے نکاح کرلئے اور جو بوڑھی اور سن رسیدہ نایکا وغیرہ تھین اُنھون نے محنت و مزدوری سے اپنی گذران کرنی شروع کی +

ایک دن کا ذکر ہے کہ مولانا صاحب ممدوح جامع مسجد کی سیڑھیون پر گذری بازار مین کھڑے ہوئے وعظ فرما رہے تھے اُسوقت ایک ہیجڑے کے نصیب جو کچھ جگے تو وہ بھی مہندی لگائے ہوئے اور ہاتھون مین چوڑیان کڑے اور پانو مین چھڑے اور سُہانہ سُرخ جوڑا پہنے ہوئے بغرض تفنّنِ طبع مولوی صاحب کے نزدیک آکھڑا ہوا اور وعظ سُننے لگا جب اُسکے دل پر کچھ اثر ہوا تو محو ہوکے آپ کے سامنے سیڑھی پر بیٹھ گیا آپ بھی اُسکے رنگ ڈھنگ کو دیکھکر اُسکی طرف متوجہ ہوگئے اُسوقت آپ نے اُسکی زنانی ہیئت کی بُرائی اور بیان مواخذہ آلہی اور عذاب آخرت کا اس زور شور سے بیان کیا کہ ہیجڑے پر وہ اثر ہوا کہ ہیجڑے نے وہین بیٹھے بیٹھے چوڑیان توڑ ڈالین اور زیور نکال کر علیحدہ کردیا اور ہاتھ پیرون سے مہندی کا رنگ دور کرنے کے واسطے سیڑھیون کے پتھرون پر اُنکو اسقدر رگڑا کہ خون جاری ہوگیا - بعد اختتام وعظ کے تائب ہوکر آپکے خادمون مین داخل ہوگیا اور ساتھ ہی خراسان کو گیا اور دہلی کا مخنث بمقابلہ سکھان داد مردانگی کی دیکر شہید ہوا +

ایک دفعہ ایک وعظ مین مولانا شہید نے ایک رکوع کا بیان اس خوبی سے کیا کہ مولوی امام بخش صاحب صہبائی اور مولوی عبداللہ خان صاحب اور مفتی صدرالدین صاحب وغیرہ

علماء اجل دہلی نے جو آپکے سامعین وعظ تھے دوبارہ اوس رکوع کا بیان ہونے کی درخواست کی حسب استدعا اون لوگون کے ایک دوسرے جلسہ مین آپنے وہی رکوع پڑہا اور بعد ترجمہ اوس روز اوس رکوع کو ایک ایسے دوسرے پیرایہ مین اِس خوبی اور فصاحت اور وضاحت سے بیان کیا کہ ہر مطلب اور نتیجہ پہلے روز کے بیان سے سراسر غیر تہا مگر بیان کی خوبی روز اول سے بڑہکر تہی - ایک تیسرے وعظ مین بہی حسب درخواست سامعین اوس رکوع کا بیان ہوا اگرچہ یہہ بیان اون پہلے دونو بیانون سے غیر تہا مگر بیان کی خوبی ہر دو روز ماضیہ سے کہین بڑہ چڑہ کر تہی - آپکے وعظ سے ہزارون بدعتی بلکہ شیعہ اور ہندو وغیرہ بہی کثرت سے ہدایت پایا کرتے تھے - بہت ہی کم تہا کہ کوئی شخص آپکی زبان ہدایت نشان سے توحید اور اتباع سنت کا بیان سُن کر شرک اور بدعت سے توبہ نکرے -

مولوی حاجی قاسم نام امام عیدگاہ دہلی کا بڑا بدعتی تہا اور یہان تک آپ سے ضد اور عداوت ہو گئی تہی کہ وہ کہا کرتا تہا کہ جس چیز کو مولوی محمد اسمعیل حرام کہین گے مین اوس چیز کو ضرور حلال کہونگا ایک روز مولانا نے اوسکی یہہ بیہودہ ہٹ سُنکر فرمایا کہ ہم اوسکی ماں بہن کو اوس پر حرام کہتے ہین بہلا وہ اون کو اپنے اوپر حلال تو کر لیوے - کہتے ہین کہ مولوی فضل حق صاحب نے آپکی کامیابیون کو دیکہکر آخر فرمایا تہا کہ مولوی محمد اسمعیل ضرور خدا کا شیر ہے اور مین نفس کا شیر ہون - جب عید کی نماز کے دن آئے تو سب موحدون نے جمع ہوکر مولوی صاحب شہید سے عرض کیا کہ حاجی قاسم امام عیدگاہ بدعتی ہے اوسکے پیچہے نماز پڑہنا اچھا نہین ہے کسی دوسری جگہہ نماز عید کا بندوبست کیا جاوے تب مولانا نے فرمایا کہ جماعت مین تفرقہ ڈالنے والون پر لعنت آئی ہے ہم تفرقہ مسلمین کے باعث نہون گے مولوی قاسم بہی ہمارے ہی چچا مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی شاگرد ہین وہ یہہ سب باتین محض اپنی نفسانیت سے کہتے ہین اپنے عقیدے سے نہین کہتے -

مولانا شہید ہمیشہ سپاہیانہ وضع رکہتے تہے گلے مین انگرکہا اور چست پاجامہ سر پر پیچیدہ عمامہ اور تلوار کو حمائل کیئے رہتے تہے سید صاحب کے واقعات جنگ کے پڑہنے سے معلوم ہوا ہوگا کہ مولوی محمد اسمعیل صاحب بڑے باکمال جنرل اور فن جنگ سے آگاہ تہے سید صاحب کے بیسون واقعات جنگ مین شاید شاذ نادر کوئی ایسا واقعہ ہو کہ جسکے جنرل اور کمانڈر مولوی محمد اسمعیل صاحب ہوکر نہ گئے ہون اور آپکے ساتہہ ہمیشہ تائید الٰہی ہوا کرتی تہی کہ کبہی کسی حملہ مین آپ ناکامیاب ہوکر نہین آئے بعض موقعون پر دس دس اور بارہ بارہ آدمیون سے آپنے ہزار ہا کفار کا مقابلہ کرکے فتح حاصل کی ہے

ایک سفر مین جب آپ ایک سرائے مین ٹھہرے ہوئے تھے اوس بستی کے بہت عالم فاضل آپکی
تشریف آوری کی خبر سنکر آپکی زیارت کے واسطے سرائے مین حاضر ہوئے وہان پہونچکر اون لوگون
نے بیچارے مولوی کے ایک سپاہی کو دیکھا کہ گلے مین تلوار لٹکائے ہوئے اپنے گہوڑے کی خدمت
کر رہا ہے اونہون نے اوس سپاہی سے پوچھا کہ میان سپاہی مولوی محمد اسمعیل صاحب کہان
ہین سپاہی نے جواب دیا کہ اون سے آپکا کیا کام ہے اونہون نے کہا کہ زیارت سے مشرف
ہوکر کچھہ مسائل کی تحقیق کرین گے آپنے فرمایا کہ کیا مسائل ہین اونہون نے بڑے بڑے ادق مسائل
جو سوچ کر لائے تھے بیان کئے آپ اپنے گہوڑے پر کہرا کرتے کرتے اون کے ایسے جواب باصواب
دیدیئے کہ جو کسی دوسرے مولوی سے تہیون مین بہی نہین آتے تب وہ لوگ سمجھہ گئے کہ غالباً یہی
شخص مولوی محمد اسمعیل ہے تب اونہون نے بڑے ادب سے عرض کیا کہ حضرت آپکے ساتھہ کچھہ کتابین
نہین ہین آپنے فرمایا کہ کتاب اللہ میرے سینے مین ہے اول اوس سے سمجھاتا ہون جب کوئی اوس
سے نہین مانتا تو یہہ تلوار جو میرے گلے مین پڑی ہے اوسکا علاج ہے ان دونو کے ہوتے اور
کتابون کی کیا ضرورت ہے مولوی عبد الاحد ابو سعد لکھتے ہین کہ عبد اللہ سراج جو بروقت حج کو
تشریف لیجانے مولانا شہید کے مکہ معظمہ مین شیخ العلماء تھے مولانا شہید کے روبرو دوزانو بیٹھہ کر
اپنے شبہات علمی کو پوچھا کرتے تھے اور علم مناظرہ اونہون نے مولانا شہید ہی سے سیکھا ہے۔
صدہا مولوی اور عالم کابل اور قندہار اور سمرقند اور ماوراء النہر وغیرہ کے جمع ہوکر
بمقام پنجتار مسئلہ وجوب تقلید مین آپ سے بحث کرنے کو آئے تھے چنانچہ ایک ہفتہ تک بحث
رہی آخر کو وہ سب مولوی لاجواب ہوکر عدم وجوب تقلید شخصی کے قائل ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہہ
شخص تو قرآن و حدیث کا حافظ اور محقق اور اوس مین غوطہ لگائے ہوئے ہے اس سے کون
جیت سکتا ہے لیکن باوجود اس فتحیابی کے سید صاحب نے مولوی محمد اسمعیل صاحب سے فرمایا
کہ یہہ وقت ترک تقلید کا نہین ہے ہمکو اسوقت کفار سے جہاد کرنا ہے تقلید کا جھگڑا اوٹھا کر اپنے
اندر تفرقہ ڈالنا بہتر نہین ہے اس جھگڑے سے جسکی بنا ایک فروعی اختلاف سنت یا مستحب مین
ہے ہمارا اصل کام ہجرت اور جہاد کا جو فرض عین ہے فوت ہو جاوے گا۔ یہہ بہی اوسوقت کی ایک
روایت ہے کہ جب بہت سے ولایتی مولوی بڑی بڑی پگڑیان اور جُبّے پہن کر مولوی محمد اسمعیل
صاحب کی ملاقات کے واسطے لشکر مجاہدین مین آئے تو اوسوقت مولانا شہید چکی سے اپنے گہوڑے
کا دانہ دل رہے تھے وہ سارے ولایتی مولوی آپکا یہہ حال دیکھہ کر بے اختیار رو پڑے اور کہنے

لگے کہ ٹہیک صحابہ رضی اللہ عنہم کی چال پر یہی شخص ہے اور ہم دُنیا کے کُتّے ہین -

روایت کرتے ہین کہ جب تنویر العینین فی اثبات رفع یدین آپنے لکہی اوسوقت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اور مولوی عبدالقادر صاحب دونو زندہ تہے جب شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اوس کتاب کو دیکہا تو بہت پسند فرمایا اور کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اِس گہر مین ابہی تک محقق علم حدیث کے موجود ہین - مولانا شہید نے سید صاحب سے بیعت کرنے کے بعد اپنے ملک کے لوگون کی ہدایت کے واسطے بہت سی کتابین لکہی ہین منجملہ اونکے ایک تقویۃ الایمان ہے یہہ کتاب توحید اور اتباع سنت کی خوبی اور شرک و بدعت کی بُرائی مین ایک لاثانی کتاب ہے اِس کتاب سے اسوقت تک لاکہون آدمیون نے ہدایت پائی اور امید ہے کہ قیامت تک ہماری آیندہ نسلین اوس سے ہدایت پاتی رہین گی - ایک شاعر نے اس کتاب کے حق مین کہا ہے ؛

جب ہوجاوے مگر الطاف حق + تقویۃ الایمان کا لیوے سبق + ہر جزو اوسکا ہے ہدایت کا سبق + آسمانی علم کا اظہار ہے + دین ایک مدت سے سوتا تہا پڑا + غازیئے حق نے دیا دین کو جگا + ورنہ رفتہ رفتہ قبر اولیا + سجدہ گاہِ خلق ہوتی ہر بلا + شکر خالق کا ہمین درکار ہے + اب جو اسمعیل غازی مولوی + دین کے دریا مراتب مین ولی + جب اونہون نے تقویۃ الایمان کہی + اوس مین تفریق حق و باطل مین کی + پہر گیا جو شخص نامنجار ہے + مومنون کے حق مین تقویت ہے وہ + فاسقون کا باعث لعنت ہے وہ + فاقبلوا من ربکم نعمت ہے وہ + قد خلت من قبلکم سنت ہے وہ + کفر کے حق مین گویا تلوار ہے + تقویۃ الایمان کا پہلا حصہ (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے معنون کی تفسیر مین) مولانا شہید نے اپنے ہاتہہ سے لکہہ کر تمام کر دیا تہا اسواسطے اوسکی عبارت بڑی پُر زور مثل ننگی شمشیر کی ہے جسکی نورانی شعاعون سے مشرکون اور گور پرستون کے دل کباب ہوتے ہین دوسرا حصہ اس کتاب کا (مشتمل تفسیر محمد رسول اللہ کے) آپکی وفات کے بعد مولوی محمد سلطان خان صاحب نے ترتیب دیا اس سبب سے اوسکی عبارت ایسی پُر زور نہین ہے اگر تقلید کا مقدمہ مولانا شہید کے ہاتہہ سے لکہا جاتا تو عجب گُل کہلتا اور پہر معتقدان سید صاحب کو تقلید شخصی کے واجب اور فرض کہنے کا حوصلہ باقی نہ رہتا دوسری کتاب آپکی دینی تصنیفات مین حقیقت امامت ہے - اس کتاب مین آپنے حقیقت امامت کو بہت شرح اور بسط کے ساتہہ بیان کیا ہے اوس کتاب کی تصنیف سے دراصل سید صاحب کے فضائل اور اپکی اطاعت کی خوبیون اور نافرمانی کے بُرے نتایج کا بیان کرنا مقصود تہا - اوس کتاب کے ہر ہر فقرے مین مشارٌ الیہ

[illegible]

سید صاحب مین کتاب مذکور مین سید صاحب ہی کی شان مین آپنے لکھا ہے ہر کہ لیکہ در خدمت گذاری او مصروف نگردید خیالے ست پُر اختلال و ہر علمے کہ در بیان اعظام و اکرام او بکار نیاید وہمے ست سراسر باطل و محال تیسری کتاب تنویر العینین فی اثبات رفع یدین ہے اس کتاب مین آپنے بہت سی صحیح صریح غیر منسوخ حدیثون کو جمع کرکے ثابت کیا ہے کہ رفع یدین سنت غیر موکد اون سنتون مین سے ہے کہ جن سے قرب الٰہی حاصل کیا جاتا ہے رفع یدین کرنے والا ثواب پاوے گا مگر رفع یدین کے تارک پر ملامت نکیجاوے اگرچہ عمر بھر نکرے اور جو عالم احادیث ثبوت رفع یدین کا ہوکر رفع یدین کرنیوالون پر طعن کرے وہ اون لوگون مین داخل ہے جو مخالفت کرتے ہین رسول اللہ کی بعد ظاہر ہوجانے ہدایت کے ۔ تنویر العینین کے خاتمے مین آپنے لکھا ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑہنے مین دونو طرف دلائل قوی ہین لیکن طرفین کی دلائل مین تامل کرنے سے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کا پڑہنا اولی اور افضل ہے اوسکی ترک سے اور پہر آپنے لکھا ہے کہ اسیطرح آمین پکار کر کہنا آہستہ کہنے سے اولی اور افضل ہے کیونکہ جہر کی روایتین بہت آئی ہین اور صبح کی نماز مین قنوت کا پڑہنا یا نہ پڑہنا دونو مساوی ہے اور بسم اللہ کے آہستہ کہنے کی روائتین بالجہر کی روائتون سے زیادہ ہین تو بسم اللہ کو آہستہ ہی پڑہنا بہتر اور روشن ہے ۔ اور ہاتہہ چہوڑ کر نماز پڑہنا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین ہوا اور ناف کے نیچے یا ناف کے اوپر اور سینہ کے نیچے ہاتہہ رکہنا مساوی جہان چاہے رکہے کیونکہ دونو طریق اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہین

چوتہی کتاب آپکی دینی تصنیفات مین ایضاح الحق اسم باسمی ہے پانچوین کتاب حقیقت نبوت ہے اس کتاب کو جامع نے نہین دیکہا ۔ آپنے ایک فارسی قصیدہ بہی سید صاحب کی شان مین کہا ہے اوسکی چند بیت بطور تبرک یہان لکھی جاتی ہے اور وہ یہہ ہے + بیا و تہنیت شجرۂ امامت کُن + کہ بعد گم شدنش بار چگونہ گشت پدید + ہزار شکر بہ یزدان پاک کز فضلش + ز نور قدسی غیبش کہ قطرۂ چکید + ز فیض او بقلوب جمیع اہل یقین + ز چار سو گند آن قطرۂ جذب دلہا + بطرز سنگ کہ معروف شد بہ حدید + بلاہتۂ ہمہ احبار این زمان دانند + کہ زان اوست آئین عوضہ منصب تجدید + ہمہ کمال تو موروث ز احمد مرسل + کہ عرق پاک تو از صاف پاک از و بکشید + چو نام نامی او بقرعۂ تو رسید + فلک بگفت گرفتی زہے سہام حدید + درین زمان توئی جانشین پیغمبر + خلیفۂ خلف وارث و وصی رشید + ایک مثنوی معروف بہ سلک نور بہی آپکی تصنیف ہے

ہے جسکا شروع اسطرح پر ہے ✤ الٰہی تیرا نام کیا خوب ہے ✤ کہ ہر جان کو وہی مطلوب ہے ✤ اسی سے ہے ہر دل کو آرام و چین ✤ وہی سب زبانوں کا ہے زیب و زین ✤ ۔ صراط المستقیم ملفوظات سید صاحب جو آپ ہی کے قلم سے قفس تحریر میں آئی آپکی بزرگی اور علوم مرتبت پر ایک بڑی شاہد عادل ہے ۔ اِس کتاب کے دیباچہ مین آپنے لکھا ہے کہ میرے اوپر انعام الٰہی بے حد و بے شمار ہین اور سب سے بڑا انعام سید صاحب کی صحبت بابرکت مین میرا حاضر رہنا ہے اور آپکی مجلس مبارک مین حاضر رہنے سے مین نے آپکے کلمات ہدایت آیات کو سُن کر بہت فائدہ اوٹھایا اس واسطے خیر خواہی مسلمانون کے میرا ارادہ ہوا کہ کسیطرح سے اِن فیوض اور برکات مین غائب مسلمان بہی شریک ہو جاوین اور طریقہ اِسکا سوائے تحریر کرنے اون مضامین بلند پرواز کے اور کوئی نظر نہ آیا اگرچہ حاضر اور غائب مین جو فرق ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہیں ہے جو فائدہ حاضر اوٹھاتا ہے غائب نہین اوٹھا سکتا مگر تاہم جو چیز ساری نہ مل سکے تو جسقدر تہوڑی ملے اوس کو بہی ترک نکرنا چاہیے اسواسطے مین نے کمر ہمت کی چُست باندہ کر آپکے ملفوظات کو جمع کرنا شروع کیا اور اسی اثنا مین کچھہ اوراق متضمن سلوک راہ ولایت جنکو مولانا عبدالحی صاحب نے آپکی زبان مبارک سے سُنکر تحریر کیا تھا مجھکو ملگئے سو اونکو بہی غنیمت جانکر دوسرا اور تیسرا باب اِس کتاب کا اون سے مرتب کر دیا اگرچہ اس مین اور اَور کوئی اس کتاب (یعنے صراط المستقیم) کی تالیف مین یہہ بات تہی کہ اِس کتاب کے مضامین بعینہٖ ویسے ہی لکہے جاتے جیسکہ آپکی زبان ہدایت نشان سے صادر ہوئے تہے لیکن آپکا نفس عالی اپنی بدو فطرت مین جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ ہے اس واسطے لوح فطرت آپکی نقوش علوم رسمیہ اور راہ دانشمندان کلام اور تحریر و تقریر سے بالکل صاف ہے سو میرے خیال ناقص مین اِن اسرار غامضہ اور مضامین عمیقہ کا بدون تمہید مقدمات اور ایراد تمثیلات وغیرہ کے اہل زمان کو جو علوم رسمیہ کے عادی ہو رہے ہین صرف اون لفظون سے جو آپکی زبان مبارک سے صادر ہوئے سمجھنا دشوار ہے اسواسطے تمہید مقدمات اور ایراد تمثیلات اور مطابقت اصطلاحات سلف سے کرکے اِن مضامین کو لکھا گیا مگر اِسکے ساتھہ یہی جہان تک مین لکھتا گیا ہر ایک مضمون کو بعد تحریر آپکے سمع مبارک پر عرض کر دیا اور جو کچھہ بوجہ دخل میری عقل ناقص کے اوسمین غلطی ہوئی تہی اوسکی آپنے اصلاح کر دی ۔

اللہ رب العزت کا حمد ہے کہ یہہ عالم نبیل فاضل جلیل مجاہد فی سبیل اللہ جو فخر اہل اسلام ہند کا تہا واقعہ سہ ۲ - ماہ ذیقعدہ سنہ ١٢٤٦ ہجری بوقت ظہر صدہا کافرون کو اپنے ہاتہہ سے تہ تیغ بیدریغ کرکے بالاکوٹ مین شہید ہوا لکہا ہے کہ آپکے گہوڑے سے جدا ہونے کے پہلے آپکا جسم مبارک گولیون سے چہلنی ہوگیا تہا تاہم آپ نے صدہا کافرون کو داخل جہنم کیا آپکو ناس سونگہنے کا بہت شوق تہا اپنی شہادت سے چند لمحے پہلے آپنے اپنی ڈبیہ نسوار کی نکال کر سونگہی اور پہر اوسکو جہاڑ کر پہینک دیا اور فرمایا کہ بس یہہ آخری سونگہنا ہے ناس کو سونگہہ کر اور لشکر کفار مین گہس کر آپ شہید ہوگئے یہی ایک روایت ہے کہ آپکی وفات کے بعد راجہ شیر سنگہہ خلف مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے جو سکہون کی فوج کا جرنیل تہا آپکی لاش پر دوشالہ ڈلوا کر بہت عزت سے آپکو دفن کرا دیا چنانچہ اسوقت تک ایک کچی قبر آپکی بنی ہوئی بالاکوٹ مین موجود ہے - اور دنیا کے لوگون کی عقل پر بہت افسوس ہے کہ ایسے شخص قاطع شرک اور کفر کی قبر پر اب وہان کے لوگ نسوار چڑہا کر منتین اور مرادین آپ سے مانگتے ہین مولوی محمد عمر صاحب آپکے صاحبزادے تہے سنہ ١٢١٨ ہجری مین وہ بہی لاولد اس جہان سے رحلت کرگئے اور اس دنیا ناپائدار کی حقیقت پر بڑا افسوس ہے کہ اوس خاندان عالی شاہ ولی اللہ صاحب مین جسمین بیسیون عالم فاضل موجود تہے اب ایک شخص بہی نہین رہا بالکل خاندان بہر کا خاتمہ ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون -

مولوی سید محمد علی صاحب علیہ الرحمۃ رامپوری

یہہ بزرگ رامپور کے رہنے والے بڑے متقی اور صاحب باطن اور اہل کرامات سے مولوی حیدر علی صاحب کے چہوٹے بہائی تہے - سید صاحب کے پاس خراسان کو گئے تہے اور چند بڑے معرکون مین شریک جنگ بہی رہے ہین - حسب الہام الہی انکو اور مولانا ولایت علی صاحب عظیم آبادی کو سید صاحب نے واسطے اشاعت دین حق کے خراسان سے بجانب ہند واپس کردیا تہا اور چونکہ انکی واپسی حسب مرضی الہی بہ تجویز سید صاحب ہوئی تہی اسواسطے ان دونو بزرگون کے ہاتہہ سے لکہوکہا خلقت کو فائدہ پہونچا اور دوسرے چند عالم پلاؤ خور جو جہاد کی سختیون کی برداشت نکرکے بلا اجازت اور بے مرضی سید صاحب کے قبل از معرکہ بالاکوٹ ہند کو واپس چلے آئے تہے مین اونکی کارروائیون کو اس مجموعہ مین شامل نہین کرتا لیکن دعا کرتا ہون کہ اللہ رب العزت اونکی تقصیرات کو معاف کرکے

اوس وعید شدید سے بچاوے جسمین حکم ہے لَیْسَ اَحَدٌ یُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَیَمُوْتُ اِلَّا مَاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً یعنے نہین ہے کوئی شخص جو جماعت مجاہدین سے بلا حکم امیر کے ایک بالشت بہر جدا ہوکر چلا جاوے مگر جب مریگا تو حرام کی موت مریگا۔

جب مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی محمد علی صاحب براہ سندہ ہندمین پہونچے تو آپسمین مشورہ کرکے مولوی ولایت علی صاحب حیدرآباد دکہن کو اور مولوی محمد علی صاحب مدراس کو تشریف لیگئے۔ بماہ محرم ۱۲۴۵ہجری مولوی محمد علی صاحب شہر مدراس مین پہونچے۔ اور مولوی عبدالرب صاحب خلف مولوی عبدالعلی صاحب کے مدرسہ مین فروکش ہوئے اور اپنی کار روائی ترویج راہ حق اور اشاعت توحید اور اتباع سنت کی شروع کی ہزارہا خلقت آپ کے وعظ و نصیحت سے راہ راست پرآئی جب آپکے وعظ کی بہت شہرت ہوئی تو نواب محمد خان عالم خان بہادر تہور جنگ بہی جو ایک بڑے معزز رؤسائے مدراس سے تہے ایک اتکو دوآدمیون کو ساتھ لیکر مولانا صاحب کی ملاقات اور تفتیش حالات کے واسطے مدرسہ مین تشریف لائے پہر وہ ہمکلام ہوتے کہ نواب صاحب موصوف جنمین مادہ ازلی سعادت کا مکنون تہا آپکے مرید ہوگئے یہہ نواب صاحب بہی مثل دیگر امراء ہند کے منہیات شرعی اور خصوصًا راگ باجے مین غرق تہے۔ ہروقت آپکی مجلس مین راگ رنگ رہا کرتا تہا۔ ایک علیحدہ کمرہ ہر قسم کے مزامیر اور انگریزی باجون سے بہرا ہوا تہا ایک عملہ باجہ نوازون کا علیحدہ مقرر تہا۔ مولوی صاحب سے بیعت کرنے کے بعد آپکے دل کی کیفیت بدل گئی بلاقہپا بیش اور ہدایت مولوی صاحب کی بجائے اشتیاق اور شوق راگ باجہ کے اوسکی برائی آپکے دل مین گہس گئی اوسی رات کو گہر مین پہونچکر باجون کا توڑوانا شروع کیا۔ جب شوقین لوگون کو آپکے ارادہ کی خبر ہوئی تو ہزارون روپیہ دیکر اون عمدہ عمدہ باجون کو آپ سے خریدنا چاہا مگر نواب صاحب نے بموجب اس قول بزرگون کے۔ آنچہ بر خود مپسندی بہ دیگران مپسند۔ باجون کو فروخت نہین کیا بلکہ توڑوا کر پہینک دیا نواب صاحب کا سالخاندان معہ زن و بچہ باستثناے والدہ نواب کی مولوی صاحب کا مرید ہوگیا۔ نواب صاحب کی والدہ جنکا سن اوس وقت قریب ساٹھہ ۶۰ برس کے تہا شرک و بدعت مین ازسرتا پا غرق تہین اور کاٹہ باداکی مرغی ہر مہینہ مین نذر چڑہایا کرتی تہین۔ چونکہ یہہ مخدومہ حضرت پیران پیر غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تہین اونہون نے اپنے جدامجد حضرت غوث الاعظم کو ایک مرتبہ خواب مین دیکہہ کر عرض کیا تہا کہ مین آپ سے بیعت کرنا چاہتی ہون اوسوقت حضرت قطب سبحانی نے ایک جوان انکو دکہلاکر کہا تہا کہ انکے ہاتہہ پر بیعت کرنا سو جب کوئی مشایخ اس مخدومہ

کو اپنا مرید بنانا چاہتا تہا یہہ اوسکی صورت دیکہکر اور مطابق اوس حُلیہ تلمیہ کے نپاکر ہمیشہ انکار کردیا کرتی تہی جب نواب صاحب نے اپنی والدہ پر مرید ہونے کے واسطے زور ڈالا تو مولوی صاحب واسطے تطبیق حُلیہ کی بحیلہ دعوت نواب صاحب کی والدہ کے گہر مین بولائے گئے - یہہ مخدومہ مولوی صاحب کی شکل کو پردے کے اندر سے دیکہکر بول اوٹہی کہ یہہ وہی شکل ہے جو میرے جد امجد نے مجکو دکہلائی تہی - یہی میرا پیر ہے پس اوسی وقت مولانا صاحب کے ہاتہہ پر بیعت کرلی اور تمامی رسومات شرک و بدعت کو ترک کرکے موحد متبع سنت بن گئی اب تو نواب صاحب کے گہر مین ہر مرد و عورت نوکر چاکر دائی دادا کو نماز پنجگانہ پڑہنی پڑی تہوڑے دنون مین برکت بیعت مولانا سے یہہ گہر جو فسق و فجور سے مملو تہا صالحین اور صالحات کا مسکن ہوگیا - بجاے راگ یا جاکے یہان اب تلاوت قرآن مجید اور ذکر اور دعا کا چرچا شروع ہوا اس ملک مین ترسو نام ایک ہندون کے دیوتا کی مسلمان بہی پوجا کیا کرتے تہے اور اسی سبب سے کہ ترسو دیوتا ناخوش نہو جاوے مسلمانون نے گاے کا گوشت کہانا اپنے اوپر حرام کر رکہا تہا مولوی محمد علی صاحب نے اس رسم بد اور خیال ناقص کو مسلمانون کے دل سے دور کرنیکے واسطے ایک عام جلسہ مین گاے کے گوشت کے کباب پکواکر سب حاضرین جلسہ کو کہلاے جس سے وہ خیال کہ ترسو دیوتا اون سے ناخوش ہوجاوے گا اونکے دل سے دور ہوگیا اوس ملک مین جب کسی شخص پر اثر جن یا پری یا بہوت یا ترسو دیوتا کا ہوتا تو مولوی محمد علی صاحب دکہلا کر بہیجدیتے تہے کہ مولوی محمد علی خلیفہ حضرت امیر المومنین سید احمد غازی تمکو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ خبردار اس شخص کو ایذا مت دو اور اسی وقت یہان سے چلے جاؤ - یہہ پیام توپ و رہکلہ کا حکم رکہتا تہا جن بہوت اس پیام کو سُنکر فوراً چلاکر بہاگ جاتے اور پہر اوس طرف رخ نکرتے -

انہین ایام مین ایک پیر مرد تماشہ گر مولانا کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مین آپکے ہاتہہ پر بیعت کرنا چاہتا ہون مگر تین باتون کی پروانگی مانگتا ہون آپ نے پوچہا کہ وہ تین باتین کیا ہین عرض کیا کہ مین پُتلیان نچایا کرتا ہون اور ترسو کی پوجا عورتون سے کرایا کرتا ہون اور شراب پینے کا عادی ہون یہی تین باتین جنکو مین ترک کرنا نہین سکتا مولانا نے فرمایا بڑے میان بیعت تو کرلو اوسی وقت اوس پیر مرد نے بیعت کے واسطے ہاتہہ پہیلایا آپنے اوسکا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین لیکر کئی بار کلمہ پڑہوایا اور سخت توبہ کرائی اوسکے بعد الفاظ بیعت کے اوسکے مونہہ سے کہلائے اور پہر دعا کے واسطے اپنے ہاتہہ اوٹہاے آپ بہت گڑگڑاکر

اُسکے واسطے بہ آوازِ بلند دعا کر رہے تھے ابھی دعا تمام نہوئی تھی کہ آثار اُسکی قبولیت کے ظاہر ہوگئے
پیر مرد کا دل کانپنے لگا اور بے اختیار کہنے لگا کہ حضرت مین وہ پٹیارا مٹیلیون کا جلا دیتا ہون
اور ترسو کی پوجا کرانے سے بھی توبہ کی اور شراب سے بھی تائب ہوا۔ اُسوقت مولوی صاحب
نے مولوی کرامت علی صاحب کو جو ایک مریدان خاص سید صاحب سے آپکے ساتھ تھے فرمایا کہ
آپ بڑے میان کو لیجاکر گرم توجہ دو انھون نے اُسکو لیجا کر توجہ دی تو پہلی ہی توجہ مین بڈھا بیہوش
ہوگیا اور جب تھوڑی دیر کے بعد اُسکو ہوش آیا تو مولانا صاحب کی حضور مین حاضر ہوکر شکریہ حصول
اس نعمت دارین کا کرنے لگا۔ ایک روز ایک شخص معین الدین نام جو نہایت غالی شیعہ اور ایک
پہلوان آدمی اور بڑا گستاخ تھا چاندی کے کڑے اور چھلے اور بہت سے تعویذ وغیرہ پہنے ہوے
مولانا صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور بجائے سلام علیک کے بندگی کر کے حضرت کے
سامنے بیٹھ گیا اور بہ آوازِ بلند بڑے کڑاکے سے بولا کہ مولوی صاحب کیا آپ جناب امیرالمومنین
کو مولا مشکل کشا نہین کہتے مولوی صاحب نے بہت آہستگی اور نرمی سے کہا کہ بھائی یہہ
لقب حضرت کو کسنے دیا ہے اُسنے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تب مولوی صاحب
نے کہا کہ مولا مشکل کشا کس زبان کے لفظ ہین اور اُنکی یہ ترکیب کس زبان کے قاعدے
پر ہے اس سوال کو سُنکر وہ گھبرا گیا اور ہوش باختہ سا ہوکر بولا کہ لفظِ کشا تو فارسی اور لفظِ مشکل
عربی ہے تب مولوی صاحب نے کہا کہ بھائی ذرا غور تو کرو کہ عربی لفظ مین فارسی ترکیب کے ساتھ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو کسطرح لقب دیتے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی زبان تو عربی تھی اگر آپ لقب دیتے تو عربی مین دیتے یہ جواب باصواب سنکر وہ غالی
شیعہ بغلین جھانکنے لگا اور لاجواب ہوکر چلا گیا۔ کئی روز بعد پھر وہ مولوی صاحب کی خدمت
مین حاضر ہوا اُسوقت بالہام غیبی مولوی صاحب نے اُس سے پوچھا کہ بھائی وہ جو اندرونی درد کی
تمکو شکایت تھی اُسکا اب کیا حال ہے۔ اُسکے اندرونی درد پر سوائے اُسکے اور کوئی بشر واقف
نہ تھا یہ غیبی بات مولانا صاحب سے سُنکر اُسکے دل مین کچھ جگہ ہوئی۔ اس عرصے مین کھانے
کا وقت آگیا وہ شخص بھی مولوی صاحب کے ساتھ کھانے کو بیٹھ گیا۔ مولوی صاحب نے
اپنے ہاتھ سے ایک مُٹھی بھر چاول اُسکی رکابی مین رکھ دیے اُسوقت خداوند تعالی نے اُن
مُٹھی بھر چاولون مین ایسی برکت عطا کی کہ وہ پہلوان آدمی جو سیرون چاول اُڑا جاتا تھا اُس
مُٹھی بھر سے سیر ہوگیا تب تو اُسنے ہاتھ دھوکر فوراً آپکے ہاتھ پر بیعت کر لی اور عقیدۂ رفض سے

تائب ہوکر تمامی زر وزیور اُسوقت نکالکر پھینکدیا اور تا دم زیست نہایت متقی اور پرہیزگار رہکر خاتمہ بخیر کے ساتھ اس دنیا سے گیا +

نواب صاحب کے بڑے بیٹے جو مولانا صاحب کی بیعت سے مشرف ہوئے تھے رات کو بھی مولانا صاحب کی خدمت مین رہا کرتے تھے - ایک رات کو اس صاحبزادے نے صبح صادق کے قریب اُٹھکر دیکھا کہ مولانا صاحب اپنے بستر پر نہین ہین اور اُس حجرے کی جسمین یہ دونو آدمی سوتے تھے اندر کی زنجیر بدستور لگی ہوئی تھی یہ حال دیکھکر اُس صاحبزادے کو سخت تعجب ہوا دروازہ کھولکر باہر نکلا تو دیکھا کہ مولانا صاحب ایک چشمے پر کھڑے ہوے غسل کر رہے ہین - جب بعد غسل کے مولانا صاحب تشریف لاے تو اُس صاحبزادے نے جُرأت کر کے پوچھا کہ اندر کی زنجیر برابر بند رہی پھر حضور کسطرح باہر تشریف لیگئے اُسوقت آپنے تبسّم کر کے فرمایا کہ صاحبزادے خدا کے بندون کو کوئی چیز نہین روک سکتی مگر تم اسکا چرچا نکرنا +

ایک شخص سیّد جواہر علی خان نام باشندۂ مدراس کو واسطے اختیار کرنے طریقۂ رُشد کے مدّت دراز سے ایک مُرشد کامل کی تلاش تھی - ماہ محرم مین ایک روز اس شخص نے سُنا کہ مولوی سید محمد علی صاحب مسجد والاجاہی مین شہادت امام حسین علیہ السلام کا بیان کر رہے ہین اور جملہ حاضرین ڈہاڑھین مار مار کر رو رہے ہین اِس شخص کو تعجّب ہوا اور اس نالہ زاری کا تماشا دیکھنے کو مع چند آدمیون کے اُس مسجد مین گیا - مولوی صاحب کے دلِ پُر درد کی تاثیر ساری مسجد مین چھائی ہوئی تھی چونکہ مسجد بہت لمبی چوڑی تھی یہ لوگ مسجد کی سیڑھیون پر چڑھکر ایک طرف سے داخل صحن مسجد ہوے ابھی مولانا کے بیان کی آواز اُنکے کان مین نہ پہنچی تھی مگر اُس مجلس کی تاثیر اُنپر پڑی دل بھر آئے اور بے اختیار رونے لگے اِس سبب سے سید جواہر علیخان صاحب کو کچھ خلوص دلی مولوی صاحب کے ساتھ ہوگیا مگر یہ تمنا تھی کہ اگر سید واعظ یعنی مولوی محمد علی صاحب کچھ صاحب باطن ہین تو میرے مکان پر تشریف لاکر مجھکو بیعت کرنیکا خود حکم دینگے سو اُنکے خیال کے موافق ایک روز ایسا ہی ہوا کہ مولانا صاحب سید جواہر علی خان صاحب کے مکان پر خود تشریف لیگئے اور اُنکا ہاتھ پکڑکر فرمایا کہ خان صاحب اب توقف کیا ہے بیعت کیجئے اُنہون نے عرض کیا کہ کچھ مٹھائی منگا لیتا ہون کہ اُس سے آپکا پس خوردہ کھاؤنگا - تب مولانا نے از روئے الہام فرمایا کہ خان صاحب آپکے پاس تو مصری موجود ہے اُسی کا شربت کرلو - یہ ایک نئی بات کرامت کی ہوئی کیونکہ اُس مصری کے موجود ہونے پر سوائے خان صاحب کے اور کوئی آدمی واقف نہ تھا یہ بات سنکر خان صاحب

اور بھی معتقد ہو گئے فوراً آپکے ہاتھ پر بیعت کر کے بڑے متقی اور پرہیزگار اور خادم جان نثار مولانا کے ہو گئے اور اپنے سارے کُنبے کو مولانا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرا دی +

راجہ ٹیکم چند نام ایک بڑا معزز ہندو جو نواب کرناٹک کا اہلکار تھا مولانا صاحب کا وعظ سننے کا بہت مشتاق تھا ایک مرتبہ بہ تقریب مجلس میلاد نواب والاجاہ کے دیوان خانہ موسوم بہ ہمایون محل مین مولانا صاحب کا وعظ ہونے کو تھا یہ راجہ بھی اِس وعظ مین حاضر ہوا اور اِس خیال سے کہ کہین وعظ گرم ہونے پر بھاگ نہ جاے لوگون نے اُسکو مولانا صاحب کے نزدیک بٹھایا تاکہ بھاگنے کا موقع نہ رہے - القصہ جب مولانا کا وعظ گرم ہوا راجہ مذکور نے جو بدبخت ازلی تھا بھاگنے کا موقع نہ پاکر شال سے اپنے کان بند کر لئے - لوگون نے اُسوقت راجہ مذکور سے کہا کہ آپ تو مولانا کا وعظ سُننے کے مدّت سے مشتاق تھے اب آپنے کان کیون بند کر لئے اُسنے جواب دیا کہ کلمات اِس وعظ کے میرے دل کے وار پار ہوے جاتے ہین اور دل طرف اسلام کے مایل ہوا جاتا ہے اسواسطے مینے کان بند کر لیے ہین کہ کسی طرح میرا آبائی دھرم قایم رہے اس وعظ مین حضرت مولانا صاحب نے صاحبخانہ یعنی نواب والاجاہ کو بھی مواخذۂ آخرت سے بہت ڈرایا اور کہا کہ نواب صاحب اور بیگم صاحبہ نے ناگور کے سفر زیارت قبر کے واسطے تو راہ مین اپنی راحت کے واسطے بڑی بڑی تیاریان کرائی تھین مگر افسوس ہے کہ آخرت کے بڑے لمبے سفر کے واسطے جہان سواے اعمال نیک کے اور کوئی رفیق و مددگار نہ ہوگا اور سب امیدین منقطع ہونگی کچھ بھی تیاری نہین کی - بھلا پہلی منزل جو گور ہے وہان اُنکا کون رفیق و ہمدرد ہوگا - وہان اُنکے لیے ڈیرے اور خیمے کِسکے اہتمام سے کھڑے کئے جاوینگے وہان شمعدان اور قندیلین کہان سے آوینگی اور سوائے ٹکڑے کفن کے وہان کوئی لباس گرمی اور سردی کا اُنکے جسم پر نہ ہوگا یہ سب کر و فر چھوڑ کر اکیلے اندھیرے گڈھے گور مین بے توشک اور تکیہ کے بیکسون کی مانند سونا ہوگا وہان سواے اعمال صالح کے کوئی رفیق اور سبب روشنی کا نہوگا اور منکر و نکیر کا جواب سکھلانے کے واسطے کوئی وکیل یا مختار ساتھ نہوگا - اِس بیان کے بعد مولوی صاحب نے عالم برزخ کی سختی اور وہان کی بیکسی اور موقف کی گرمی اور حالت نفسی نفسی (آپا دھاپی) کا اس زور سے بیان کیا کہ زنانے اور مردانے مین آہ و زاری کا شور مچگیا اور روتے روتے لوگون کی ہچکیان بندھ گئین +

ایک روز کا ذکر ہے کہ نواب محفوظ خان صاحب اپنے دلمین یہ ارادہ کر کے کہ آج کچھ

تصوف کے مسائل مولانا صاحب سے سُنین گئے غیر وقت مین مولانا کے قیلولہ کی پالکی مین سوار ہوکر
مولانا صاحب کے مکان پر جا پہنچے - مولانا صاحب اُسوقت ایک بند حجرے مین قیلولہ کر رہے
تھے مگر بمجرد تب پہنچنے نواب صاحب کے کتاب عوارف مولفۂ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ
اللہ علیہ اپنے ہاتھ مین لیئے ہوئے اپنے حجرے سے باہر نکل آئے اور کچھ مسائل تصوف کے
نواب صاحب موصوف کو سُنانے لگے - پھر ایک اور دن یہی نواب محفوظ علیخان صاحب مولوی
صاحب کی ملاقات کو تشریف لائے تھے اُسوقت مولانا صاحب کے پاس ایک آئنہ رکھا ہوا تھا
اُس آئنہ کو دیکھکر نواب صاحب کے دل مین آیا کہ اگر مولوی صاحب یہ آئنہ مجھکو دیوین تو اُس
سے اپنے مرض ہول دل کا علاج کرون - جب نواب صاحب مولوی صاحب سے رخصت ہوکر
پالکی مین سوار ہونے لگے تو مولوی صاحب نے وہ آئنہ نواب صاحب کو بھجوا دیا - غرض اس قسم
کی صدہا کرامتین اس پہلے سفر مین مولوی صاحب سے ظاہر ہوئین اور ہدایت کا تو یہ حال
تھا کہ ہزارہا خلقت شہر مدراس اور اُسکے اطراف وجوانب کی دین توحید پر قایم ہوگئی مسلمانون
کے متقی اور پرہیزگار ہو جانے کے سبب سے مثل کلکتہ کے یہان بھی شراب کی دو کانون پر قفت
آگئی شراب بکنا بند ہو گیا یہانتک کہ مدراس کے کلالون نے سرکار مین اس مضمون کی عرضی
پیش کی کہ سیندھی اور شراب کا محصول مقررہ ہم ادا نہین کر سکتے اس شہر مین ہندوستان سے
ایک ایسا مولوی آیا ہوا ہے کہ اُسنے تمام مسلمان خریدارون کو سیندھی اور شراب نوشی سے
منع کر دیا ہے اسواسطے شراب اور سیندھی کا بکنا بند ہو گیا - بموجب حکم صاحب کلکٹر بہادر کے
پولیس نے اسکی تحقیقات کی اور معلوم ہوا کہ کلالون کا استغاثہ بالکل صحیح ہے +

اُنہین ایام مین کسبیون اور طوائفون نے بھی نواب صاحب کرناٹک کی سرکار مین
عرضی گذرانی کہ ہمارے روزگار مین اس نو وارد سید کے وعظ اور نصیحت سے بڑا خلل پڑ گیا
ہے سرکار مین ہماری جسقدر باقیات ہین وہ مرحمت ہو جائین تاکہ اُس سے ہمارے روزمرہ کا
خرچ تو چلے - جب اس مرتبہ خوب دین حق کی ترویج شہر مدراس اور اُسکے اطراف وجوانب
مین ہوگئی تو مولوی سید محمد علی صاحب بعد استماع خبر واقعۂ بالاکوٹ کے شہر مدراس مین بہت
سے خلیفے مقرر کرکے جہاز مین سوار ہوکر براہِ کلکتہ پھر رام پور اپنے وطن مالوفہ کو لوٹ آئے
مدراس کے چند معتقدان خاص بھی آپکے ہمراہ رکاب رام پور تک آئے تھے راہ مین بھی اشاعت
دین حق کی اور کرامتین آپ سے ظاہر وہویدا ہوئین +

چار پانچ برس آپ نے امامت کرکے پھر ۱۲۵۱ھ ہجری مین بہ ارادۂ حج بیت اللہ کے آپ مع عیال و اطفال خود کلکتہ مین پہنچے - آپ ابھی جہاز پر سوار ہو کر عربستان کو روانہ ہوے تھے کہ شہر مدراس مین آپکے کلکتہ تک پہنچنے کی خبر پہنچ گئی تو بیگم صاحبہ والدۂ نواب عظیم جاہ بہادر نے محمد قاسم کو جو بوقت واپسی وطن آپکے ہمراہ رام پور تک گیا تھا ایک خط بطلب حضرت ممدوح لکھکر بسواری جہاز کلکتہ کو روانہ کردیا اور یہ بھی عرض کیا کہ ہمارا جہاز دریا دولت نام ساحل کلکتہ پر موجود ہے اگر مع زنانہ اُس جہاز پر حضور تشریف لادین تو حضور کو سب طرح آرام ہوگا - اُس خط مین آپکو تکلیف دہی کا سبب یہی لکھا تھا کہ آپکی دینی دختر جو آپ کے خلیفۂ اول (نواب محمد خان عالم خان بہادر تہور جنگ) کی بیٹی اور میری بہو ہے چار برس ہوگئے اُسکی شادی ہوئی مگر آجتک اُسکے ہان کچھ اولاد نہین ہوئی آپ یہان تشریف لاکر اُسکی اولاد کے واسطے خدا تعالیٰ سے دعا کرین - اور نواب محمد خان عالم خان بہادر اور اور خلیفون نے بھی اپنے اپنے عریضے اظہار اشتیاق قدمبوسی کے تحریر کرکے محمد قاسم کی وساطت سے روانہ کئے تھے - جب یہ خطوط مولانا صاحب کو بمقام کلکتہ پہنچے تو آپ نے یہ ارادہ کیا کہ مدراس ہوتے ہوئے بندر مالا بار سے جہاز پر سوار ہو کر بیت اللہ کو روانہ ہو جائینگے - غرض کلکتہ سے جہاز پر سوار ہو کر ۲۶ رمضان المبارک ۱۲۵۱ھ ہجری کو دوبارہ آپ رونق افروز شہر مدراس ہوے - ہزارہا خلقت اُس روز آپکے استقبال کے واسطے گھاٹ پر گئی تھی جہاز سے اُترکر متیال پیٹ کے محلے مین ایک بڑے وسیع مکان کے اندر آپ نے نزول اجلال فرمایا - بعد ادائے تراویح جب اپنے قیامگاہ مین تشریف لائے تو قریب دوسو آدمیون کے آپ کے ساتھ ساتھ آپکے مکان پر چلے آئے - پچھلی رات کا وقت تھا تھوڑی دیر تک آپ کلمات نصیحت آمیز سُناتے رہے - اِس عرصے مین سحری کا وقت ہوگیا دسترخوان بچھایا گیا قریب چار پانچ سیر کے چاول طباقون مین ڈالکر لائے گئے مگر مولانا صاحب کی بدولت اُسمین اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت دی کہ اُن چار پانچ سیر چاولون سے دوسو۲۰۰ آدمی سیر ہوگئے اور کچھ کھانا بچ بھی رہا - بیگم صاحبہ نے اپنی بہو کے حمل کے واسطے دعا کرائی دعا سے دو ماہ کے بعد بماہ ذیقعدہ بفضل الٰہی آثار حمل کے نمودار ہوگئے اور امۃ اللہ بیگم ایک لڑکی پیدا ہوئی جو سن رسیدہ ہو کر فوت ہوئی - اِس دفعہ ایک روز کا ذکر ہے کہ مولوی صاحب کا ایک چار سالہ صاحبزادہ اپنے دروازے پر کھڑا تھا کسی بدین نے اُسکو مولوی صاحب کا فرزند سمجھکر ازراہ تصنع بہت ادب سے کہا کہ بندگی صاحب - اُسکے جواب مین صاحبزادہ نے کہا کہ بندگی تو خدا ہی کے واسطے خاص ہے

تم السلام علیک کہو وہ شخص یہہ جواب ایک چار سالہ بچے کے مونہہ سے سنکر دنگ ہوگیا کہ جنکے بچون کی ایسی توحید ہے تو پہر بڑون کا کیا کہنا ہے ۔

شہر مدراس مین آپکے دوبارہ تشریف لانے سے مشرک اور بدعتی مسلمانون اور خصوصاً پیرزادون وغیرہ نے (جنکی روزی مین توحید اور اتباع سنت کے پہیلنے سے خلل پڑتا ہے) بڑا بلوہ کیا مگر مولوی صاحب نے سواے صبر اور تحمل کے اور کچہہ نکیا بلکہ بلوائیون کے واسطے یہہ دعا کیا کرتے تہے کہ اے خداوند تعالے تو نے مجکو بہت نعمتین بخشی ہین بعض مسلمان بہائی اون نعمتون پر حسد کرتے ہین سو تو اونکو بہی اپنے فضل عمیم سے اُن نعمتون سے سرفراز کر تاکہ اونکا حسد دفع ہووے ایک مرتبہ ایک عورت کی معرفت سے جو آپکے زنانے مین آیا جایا کرتی تہی آپکو زہر بہی دیا چاہا تہا مگر وہ زہر آمیز کہانا آپکی ایک لڑائی کے کہانے مین آگیا جو صرف دو ایک روز بیمار رہکر بفضل الٰہی پہر اچہی ہوگئی مولانا صاحب کی بیوی نے یہہ تعدی بلوائیون کی دیکہکر اونکے واسطے بددعا کرنا چاہا تہا لیکن مولوی صاحب نے منع کر دیا اور کہا کہ جب ہمارے جد امجد حسن مجتبیٰ کو زہر دیا گیا تہا تو اونہون نے یہان تک صبر کیا تہا کہ زہر دینے والون سے انتقام بہی نہین لیا تہا - نواب صاحب مدراس بہی جنکی بہو کے واسطے مولوی صاحب نے دعا کی تہی باغواے شیاطین مولوی صاحب کے دشمن ہوگئے مولوی خان عالم خان صاحب خلیفہ مولانا صاحب کی تنخواہ کہ ڈیڑہ سو روپیہ ماہوار اسی عداوت سے نواب صاحب نے بند کردی مگر مولوی خان عالم خان صاحب نے تنخواہ بند ہوجانے کی پرواہ نکی اور اپنے عقیدہ توحید پر قائم رہے بہو بیگم بنت مولوی خان عالم خان پر جو نواب صاحب مدراس کی بہو تہی زیادتی کی گئی کہ کسیطرح اپنے عقیدہ توحید سے پہر کر حسب رواج قدیم مشرک ہوجاوے مگر اوس بہادر عورت جوانمرد کی بیٹی نے اپنے شوہر نواب صاحب سے کہا کہ گو مین آپکی بیوی اور تابع فرمان ہون مگر پاداش اعمال اور معاملہ گور اور موخذہ آخرت ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ ہوگا اس واسطے مین آپکے کہنے سے مرتکب شرک اور بدعات کی نہین ہوسکتی اس جواب با صواب کو سُن کر نواب صاحب کو خاموش ہونا پڑا کمانڈر انچیف کا ایک خانسامان جو آپکا مرید تہا حسب ایماء کمانڈر انچیف صاحب کی ایک عرضی لکہوا کر آپکے دستخط کرانے کے واسطے آپکے پاس لایا مگر آپنے دستخط نہین کئے بلکہ اوس عرضی کو پہاڑ کر پہینک دیا اور کہا کہ سارا معاملہ خدا کے حوالکرو آخر مخالفون نے اپنی حکمت عملی سے چیف مجسٹریٹ پولیس کو دوستی کے پردے مین یہہ سمجہایا کہ مولوی صاحب کے مدراس مین زیادہ رہنے سے زیادہ اندیشہ ہے کہ کوئی مخالف اونکو گزند

پہنچاے اسواسطے بہتر یہ ہے کہ جلد یہان سے اپنے وطن کو واپس چلے جائیں آخر پولس نے وہی کارروائی شروع کی اور حضرت مولوی صاحب مدراس سے شہر کلکتہ کو بخیر و عافیت تمام پھر واپس پہنچگئے - یہ واپسی اخیر ۱۲۵۳ہجری مین ہوئی ۱۲۵۸ تک آپ اسی کام ترویج ہدایت مین مصروف رہے اور ۱۲۵۸ ہجری مین معرکۂ بالاکوٹ سے بارہ برس بعد آپ بھی راہی آخرت ہوے اور مولانا شہید سے جا ملے ؎

مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ عظیم آبادی

مولانا مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ والغفران ابن مولوی فتح علی بن مولوی وارث علی بن مُلّا محمد سعید بن قاضی احمد اللہ بن مُلّا حفیظ اللہ بن حضرت دیوان شاہ عبد الفتاح بن حضرت دیوان شاہ عبد المجید بن مُلّا غلام رسول بن جناب مولانا فخر العلما صوفیِ زمان زاہدِ دوران مخدومِ جہان مُلّا شکر اللہ استاد و مرشد شاہزادۂ والا تبار مرزا محمد معظم خلف الرشید حضرت سلطان محی الدین عالمگیر معروف بہ اورنگ زیب بادشاہ دہلی - آپکا سلسلۂ نسب حضرت مخدوم احمد یحیی مُنیری رح تک پہنچتا ہے جو قریشی اور ہاشمی الاصل اور فاروقی نسل سے ہین ؎ آپ ۱۲۰۵ ہجری مین پیدا ہوے - جب حسب معمول شرفاء ہند آپکو چار برس کی عمر مین مکتب مین بٹھایا گیا تو آپ اپنے ہم مکتبون مین سب سے زیادہ ذہین اور چالاک تھے - سات برس کی عمر مین آپکو یہ لیاقت ہوگئی تھی کہ اُس معمولی میانجی سے جو آپکے پڑھانے کے واسطے مقرر تھا آپکی تشفی نہوتی تھی آخر مولوی فتح علی صاحب آپکے والد نے آپکو سبق دینا شروع کیا - بارہ برس کی عمر مین آپنے مختصرات سے فراغت حاصل کرلی - اسوقت آپکے والد نے آپکو مولوی رمضان علی صاحب ایک شیعہ مذہب عالم کے جو بڑے ذہین اور ذکی اور معقول کے استاد تھے سپرد کیا - پندرہ برس کی عمر مین آپکی شادی مولوی سید کاظم علی صاحب ساکن لبنہ شکھولی ضلع آرہ شاہ آباد کی لڑکی سے ہوگئی تھی - یہ شادی بڑی دھوم دھام سے عرفی طور پر ہوئی تھی - شادی کے بعد بھی آپ درس تدریس مین مصروف رہے یہانتک کہ بشوق تحصیل علم آپ لکھنؤ تشریف لیگئے اور وہان مولانا محمد اشرف صاحب ایک بڑے مشہور عالم معقول و منقول کی خدمت مین پڑھنا شروع کیا - قریب چار سال کے آپکی صحبت مین رہے اُسی اثناء مین حضرت سید احمد صاحب رونق افروز لکھنؤ ہوے اور ہزارہا عالم اور درویش آپکی بیعت سے مشرف ہونے لگے - مولوی محمد اشرف صاحب نے مولوی ولایت علی صاحب کو واسطے دریافت کرنے کیفیت سید صاحب کے آپکی خدمت مین بھیجا اور یہ پیغام کہلا بھیجا کہ مین تنہائی مین ملاقات کرنا چاہتا ہون اور وہ یہ سمجھے ہوے تھے کہ مولوی عبد الحی اور مولوی محمد اسمعیل صاحب نے سید صاحب کو پیر میان بنا رکھا ہے جب تخلیہ مین

ملاقات ہوگی تو اصلی حقیقت سید صاحب کی ظاہر ہو جاویگی سید صاحب نے فوراً تنہائی کی ملاقات کو منظور کر لیا اور دوسرے روز بوقت عصر آنیکی اجازت دی چنانچہ دوسرے روز مولوی محمد اشرف صاحب اور مولوی ولایت علی صاحب علیہما الرحمۃ خدمت بابرکت مین وقت مقررہ پر حاضر ہوے اُسوقت تخلیہ ہوگیا سوائے ان دونو عالمون اور سید صاحب کے اور کوئی چوتھا آدمی وہان موجود نہ تھا مولانا محمد اشرف صاحب نے بعد مزاج پُرسی کے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ فرمایا ہے اسکی تفصیل کیونکر ہے سید صاحب نے دو گھنٹہ کامل اسکا بیان اس وضاحت کیساتھ بیان فرمایا کہ ان دونو مولویون کی روتے روتے ڈاڑھیان تر ہوگئین بعد ختم ہونے بیان کے انہون نے ملاقات تخلیہ کی بے ادبی کی معذرت کر کے آپکے ہاتھ پر بیعت کر لی - اُسی دن سے مولوی ولایت علی صاحب کا رنگ بدلگیا جب سید صاحب بارادۂ حج رونق افروز پٹنہ ہوئے تو اُسکے پہلے مولوی ولایت علی صاحب نے مقام لکھنؤ سے آپکے مناقب اور تعریف اپنے والد بزرگوار اور دوسرے دوستون اور عزیزون کو لکھکر بھیجے تھے اور تاکید کی تھی کہ تم سب آپ سے بیعت حاصل کر لو ورنہ ایسا بابرکت شخص پھر نہین ملیگا - چنانچہ بموجب اُسی تحریر کے آپکے والد ماجد اور جناب شاہ محمد حسین صاحب سید صاحب سے جاکر ملاقی ہوے لیکن بوجہ جلد تشریف لیجانے سید صاحب کے یہ لوگ بیعت سے مشرف نہو سکے - جب مولوی ولایت علی صاحب لکھنؤ سے تشریف لائے اور اپنے خاندان کے بیعت نکرنیکا حال آپکو معلوم ہوا تو بہت افسوس کیا اور ساری کیفیت اور کرامات سید صاحب کی جو لکھنؤ مین مشاہدہ کی تھی آپنے لوگون سے بیان کی تب ہر ایک کو بدرجۂ غایت اپنی کم نصیبی پر افسوس ہوا - مولانا صاحب نے اُسیوقت سے جمعہ اور جماعت اپنے ہان قایم کر کے وعظ اور نصیحت کرنا شروع کیا - کچھ عرصہ کے بعد سید صاحب بھی حج کر کے واپس تشریف لے آئے اور دوبارہ پٹنہ مین رونق افروز ہوے شہر مونگیر تک مولوی ولایت علی صاحب اور شاہ محمد حسین صاحب آپکی پیشوائی کو تشریف لے گئے - مولوی ولایت علی صاحب نے سید صاحب کی مع سارے قافلہ کے دعوت کر کے آپکو اپنے گھر پر لائے اور اپنے سارے خاندان کی مع مرد اور عورتون اور بچون کے آپکے ہاتھ پر بیعت کرا دی دوسرے روز اسی طرح پر شاہ محمد حسین صاحب نے سارے قافلہ کی دعوت کر کے آپکو اپنے مکان پر بلایا اور اپنے سارے خویش و اقارب کی آپکے ہاتھ پر بیعت کرا دی سید صاحب نے شاہ صاحب کو خلافت عطا کر کے بیعت لینے کی اجازت دی - تیسرے روز مولوی الٰہی بخش صاحب ولد مولوی احمد اللہ صاحب مرحوم کے گھر مین دعوت ہوئی اور وعظ بھی ہوا اُسی مجلس مین مولوی احمد اللہ صاحب کا نکاح صبیۂ کلان جناب حضرت شاہ محمد حسین صاحب سے ہوا - جب سید صاحب پٹنہ سے اپنے وطن

کو روانہ ہوئے تو مولانا ولایت علی صاحب اور مولوی عنایت علی صاحب اور مولوی طالب علی صاحب یہ تینوں حقیقی بھائی اور مولوی باقر علی صاحب مولوی ولایت علی صاحب کے چچازاد بھائی ہمراہ رکاب سید صاحب کے ہو گئے اور اس دنیائے ناپائیدار اور اسکے عیش و عشرت پر لات مار گئے تھوڑے روز کے بعد میر عثمان علی صاحب زوج خواہر عینی مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی فخر الدین صاحب جو ماموں زاد بھائی مولوی ولایت علی صاحب کے تھے بمقام بریلی سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ جو خاندان صادق پور پٹنہ کے پیشوا ہوئے اوائل عمر میں بڑے بانکے تھے آپکا لباس پوشاک لکھنؤ کے بانکوں کا سا تھا کاکلین آہن تا بپشت پڑی ہوئیں اونچی چولی کا انگرکھہ مشرق بہ زر اور چوڑی دار پاجامہ زری کے کام کا ٹخنے ڈھکے ہوئے پہنا کرتے تھے۔ آپکے نانا رفیع الدین حسین خان جو ناظم صوبہ بہار کے تھے بڑے متمول اور عمائد بہار سے تھے۔ مولوی ولایت علی صاحب اپنے نانا کے بڑے لاڈلے تھے اسواسطے ہر وقت عمدہ ریشمین یا زرین لباس یا ڈھاکے کی جامدانی اور تن زیب کا جوڑا انکے زیب تن رہتا تھا خوشبو اور عطریات کا بھی آپکو بڑا شوق تھا سونے کی انگوٹھیاں اور چھلے ہاتھوں میں پڑے رہتے تھے۔ لیکن سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرکے ایک ساعت کے اندر انکا حال بدل گیا حین قیام بریلی کے مولانا ولایت علی صاحب حضرت مولانا شہید کی جماعت میں بھرتی تھے اور انہیں سے حدیث بھی پڑھا کرتے تھے مولانا شہید نے اپنی جماعت میں انکو اپنا نائب مقرر کر دیا تھا مگر مولوی ولایت علی صاحب کو جو مزہ ایمان حاصل ہوا تو اپنی جماعت والوں کی آپ خدمت کیا کرتے تھے۔ اب وہ پٹنہ کے بانکے اور ناظم بہار کے لاڈلے خمر حب ایمانی سے مخمور ہو کر جنگل سے لکڑیاں کاٹکر اور اپنے سر پر رکھکر لایا کرتے تھے۔ کھانا اپنے ہاتھوں سے پکاتے۔ مٹی گارے کا کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے اور جب اپنی جماعت کے کام سے فرصت پاتے تو سید صاحب کی صحبت میں جا بیٹھتے یا تنہا نماز اور دعا میں مشغول رہتے۔ انہیں ایام میں جب آپ تحصیل حب ایمانی میں بمقام بریلی مصروف تھے مولوی فتح علی صاحب آپکے والد ماجد نے ایک خدمتگار کو جو بچپن سے آپکی خدمت میں رہتا تھا چار سو روپئے نقد اور دس یا پندرہ جوڑے عمدہ کپڑوں کے اور جوتے وغیرہ اسباب ضروری دیکر آپکے پاس بریلی کو روانہ کیا تھا۔ جب وہ نوکر مع اسباب وغیرہ کے بریلی میں پہنچا تو اسنے قافلہ میں جاکر دریافت کیا کہ مولوی ولایت علی صاحب پٹنہ والے کہاں ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ دریا کے کنارے پر گارے مٹی کا کام کرتے ہیں وہ نوکر دریا کے کنارہ پر پہنچا وہاں بہت سے لوگ گارے مٹی کے کام میں لگے ہوئے تھے انمیں مولوی ولایت علی صاحب بھی ایک موٹا تہبند لگا ہوا باندھے ہوئے

اور نگارے مین لتھڑے ہوے اپنا کام کر رہے تھے اِن ایام مین آپکی صورت ایسی متغیر ہوگئی تھی کہ اُس
قدیمی نوکر نے جو تیس برس سے آپکا خدمتگار تھا آپکو نہین پہچانا - خود مولوی ولایت علی صاحب سے اُسنے پوچھا
کہ مولوی ولایت علی صاحب پٹنہ والے کہان ہین آپنے فرمایا کہ بھائی ولایت علی تو میرا ہی نام ہے اُسنے
بہت غصے ہوکر کہا کہ مین تمکو نہین کھوجتا ہون اُن ولایت علی کو کھوجتا ہون جو مولوی فتح علی صاحب
عظیم آبادی (صادق پوری) کے پیارے صاحبزادے اور ناظم بہار کے لاڈلے نواسے ہین آپنے فرمایا کہ
بھائی صادق پوری ولایت علی تو مین ہی ہون وہ نوکر اور بھی زیادہ خفا ہوا اور بولا کہ تم مجھ سے ہنسی کرتے
ہو جب آپنے دیکھا کہ اسکو ہرگز یقین نہین ہوتا تو آپنے فرمایا کہ اچھا جاؤ قافلہ مین تلاش کرو جب وہ ادھر ادھر
گیا اور دریافت کیا تو ہر شخص نے آپ ہی کی طرف اشارہ کیا کہ مولوی ولایت علی عظیم آبادی تو وہی شخص
ہے جنسے تم دریا کنارہ یہ بات کر آئے ہو تب وہ دوبارا آپکے پاس آیا اور اپنی جسارت پر نادم و پشیمان ہوکر آپکے
قدمون پر گر پڑا اور معافی چاہی آپنے اُسکو گلے سے لگا لیا اور بہت اخلاق اور تواضع سے پیش آئے اُسنے
وہ چار سو روپے نقد اور پارچہ وغیرہ مع خطوط آپکے حوالے کئے اور عرض کی کہ ان عمدہ کپڑون کو پہنیے اور روپیون
کو اپنے خرچ مین لائیے - کیونکہ وہ نادان یہ سمجھا تھا کہ بوجہ نہونے خرچ کے آپکی ایسی صورت سیرت ہو رہی ہے
اسلیئے آپکی پہلی کیفیت اور پوشاک اور وضع کو یاد کر کے اُسنے زار زار رونا شروع کیا - آپنے اُسکی تسلی کر کے
اُسکو چپ کیا جب رات ہوئی آپ وہ سب روپے اور کپڑے وغیرہ جیسے بندھے ہوے آئے تھے ویسے کے ویسے
ہی ساتھ لیکر سید صاحب کے حضور مین حاضر ہوے اور اُن سب کو آپکے سامنے رکھکر خاموش اُٹھکر چلے آئے
اور دوسری فجر کو اُسی دیرینہ تہبند سے اپنا معمولی کام کرنے لگے - تین چار روز تک وہ نوکر وہان رہکر اسبات
کا منتظر رہا کہ مولوی صاحب وہ عمدہ جوڑا آمدہ پٹنہ اپنا زیب تن کر کے میرے پژمردہ دلکو خوش کرینگے لیکن
اُسنے دیکھا کہ مولوی صاحب کی حالت مین ذرا بھی تغیر نہین ہوا آخر بعد چند روز کے مولوی صاحب نے اُسکو
رخصت کر دیا - اُسنے یہ ساری کیفیت پٹنہ مین آکر بیان کی جسکے سُننے سے صاحبلون کو سرور اور بیخبرون کو
رنج ہوا - ؎ دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی - دیوانہ تو ہر دو جہان را چہ کند +

اس کیفیت کو سنکر مولوی فتح علی صاحب آپکے والد ماجد مع مولوی فرحت حسین صاحب اپنے چھوٹے
بیٹے کے خود بریلی مین پہنچے اور ایک مدّت دراز تک سید صاحب کی خدمت مین رہکر فیضیاب ہوے +
اسوقت واسطے جہاد اور مقابلہ رنجیت سنگھ والی پنجاب کے تمام ہندوستان مین نفیر عام ہوگئی تھی اور سید
صاحب مع جملہ مجاہدین ملک یاغستان کو کوچ کرنیوالے تھے اسواسطے سید صاحب نے مولوی فتح علی صاحب آپکے والد کو بوجہ کبر سنی اور
مولوی فرحت حسین صاحب کو بوجہ صغر سنی پٹنہ کو واپس کر دیا اور انکو خلافت اور اجازت بیعت لینے کی عطا کی +

مولوی ولایت علی صاحب مع مولوی عنایت علی صاحب اور مولوی طالب علی صاحب اپنے دونو حقیقی بھائیون اور مولوی باقر علی اور مولوی قمر الدین و میر عثمان علی صاحب اپنے قرابت دارون کے ہمراہ رکاب سید صاحب کے ملک خراسان کو روانہ ہو گئے۔ جب خراسان مین پہنچکر رنجیت سنگھ سے جہاد شروع ہوا تو اُسوقت سید صاحب نے ہر ایک نواب اور خوانین صاحب حکومت کے پاس اپنے سفیر مع مراسلات ہدایت آیات کے بھیجے تھے اُن سفیرون مین ایک مولوی ولایت علی صاحب بھی تھے جو زمان شاہ والی کابل اور دوست محمد خان اُنکے وزیر کے پاس مع مراسلون کے بھیجے گئے تھے جب آپ کابل مین پہنچے تو زمان شاہ اور دوست محمد خان وغیرہ امراء کابل بہت تعظیم اور توقیر سے پیش آئے ایک عمدہ شاہی مکان آپکے رہنے کے واسطے مقرر کر دیا قریب ڈیڑھ مہینے کے آپ کابل مین رہے روزانہ وعظ و نصیحت توحید و اتباع سُنّت اور ترغیب جہاد کا کرتے رہے اور پنجاب کے سکھون نے جو جو ظلم مسلمان رعایائے پنجاب پر کئے تھے اُنکو خوب واضح کر کے سُنایا اور حمیت و غیرت اسلامی کا جوش دلایا۔ ایک روز اثنائے وعظ مین بالبدیہہ ایک قصیدہ نہایت عمدہ زبان فارسی مین دربارۂ ردّ شرک آپنے بنا کر پڑھ دیا اس قصیدہ کو سُنکر لوگ بہت متعجب ہوے اور کہنے لگے کہ یہ قصیدہ کسی قدیم شاعر جامی وغیرہ کا ہوگا۔ چند ابیات اُس قصیدہ کی بطور نمونہ درج کی جاتی ہین ؎ فرمود رسول آشکارا + من نیز برادرم شمارا ہرگز نہ عبادتم نمائی + نہ غوث و قطب نہ انبیارا + من مشکل خود نمی کشایم + بر غیر مرا کجاست یارا + طاقت نبود سوائے ایزد۔ درویش و فقیر و اولیارا + کار پاکان دعاست لیکن + تبدیل نمی کند قضارا + جز حق نبود کہ دست گیرد + مسکین و غریب و بینوارا + مخصوص بحق بود عبادت + با بندہ بس ست یک مدارا + غیر از دربر شاہ و بندہ پرور + پیش کہ بریم التجارا + ہم درد تو داد‌ۂ خدایا + ہم از تو طلب کنم دوارا + تو مشکل دشمنان کشائی تا چند گذاری آشنارا + جز ذات خدا بہ پیش دیگر + ہرگز نہ برید یا جرارا + تو بندۂ بندگان چرائی۔ بگذاشتی در خدارا + حاجت طلبی بغیر مولا + عیب ست غلام باوفارا + ہر کس کہ شریک با خدا کرد + در دوزخ و نار ساخت جارا + از شرک گریز صد منازل + دوزخ دایم مکن گوارا + فرمود خدا کہ مردہ و کر + نشنید گہے ز کس ندارا + فریاد کنید آن خدارا + کانہا شنود ز تو دعارا + تابوت و نشان و قبر سبزہ + این جملہ مثل سنگ خارا + در قبر بود سوال اعمال + پرسند نہ حال کربلارا + عالم بہ نماز و روزہ مغرور + شرک و کفرش گرفت یارا + مشرک شدہ زاہد و مشائخ + گیرند برائے نذر یارا + صد حیف کہ عالمان این دہر + کردند شعار خود دغارا + قرآن و حدیث را بپوشند + تبدیل کنند تدعارا + اے مومن پاک اے مسلمان۔ گر خواستی رہ رضارا + قرآن و حدیث را بسبہ بند + بگذار کلام ما سوارا + جب مولوی ولایت علی صاحب کابل سے واپس آئے تو اُسوقت سید صاحب

کو یہ الہام ہوا کہ ہندوستان کے جنوبی ملکون مین بھی کوئی ہادی بھیجکر دین حق کی ترویج کرانی چاہیئے سو اس کام کے واسطے مولوی محمد علی برادر خورد مولوی حیدر علی صاحب رامپوری جنکا سوانح اوپر تحریر ہوچکا ہے اور مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی جنکا یہ سوانح ہے تجویز کئے گئے - ان دونو بزرگون کو اپنا خلیفہ کرکے بغرض ترویج دین حق بملک دکن آپنے روانہ کردیا - یہ دونو بزرگ سید صاحب کے عاشق تھے انکو ہرگز سید صاحب کی مفارقت گوارا نہ تھی انہون نے بہت معذرت کی اور اپنی خدمت سے معافی چاہی لیکن سید صاحب نے منظور نہ فرمایا بلکہ مولوی ولایت علی صاحب کو یہ بھی فرمایا کہ مولانا ہم آپکو تخم کرکے اٹھاتے ہین (جس فقرے کے غالبًا یہ معنی ہین کہ اس تخم سے بہت سے پودے پیدا ہوکر یہ باغ ہمیشہ ہرا بھرا رہیگا آخر کو یہ دونو بزرگ بچشم گریان و دل بریان بجا آوری حکم مرشد کو فرض اور ضروری سمجھکر وہان سے ہندوستان کو واپس ہوئے - ہندوستان مین پہنچکر ان دونو بزرگون نے باہم مشورت کی اور مولوی محمد علی صاحب روانہ مدراس ہوئے اور مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ معروف بہ بڑے حضرت حیدرآباد دکن اور بمبئی کی طرف رہگیر ہوئے - مولوی محمد علی صاحب نے جو خدمات ادا کین اُنکا ذکر تو اوپر ہوچکا اور مولوی ولایت علی صاحب معروف بہ بڑے حضرت اول حیدرآباد دکن پہنچے اور وعظ و نصیحت شروع کی - اس شہر کے ہر گلی کوچہ مین آپکے وعظ کا شہرہ ہوا - نواب مبارز الدولہ برادر حقیقی نواب ناصر الدولہ والی حیدرآباد نے بھی آپکے وعظ کا شہرہ سنکر چند عالم واسطے دریافت کرنے کیفیت کے آپکے پاس روانہ کئے - جب وہ عالم آپکی مجلس مین حاضر ہوئے اور چند سوالون کا جواب باصواب پایا تو وہ لوگ وہین آپکی بیعت سے مشرف ہوگئے اور نواب صاحب سے آپکی خوبیون کو جاکر بیان کیا - نواب صاحب نے اور دو عالم جو اُنکے دربار مین نہایت معزز اور علم و فضل مین یکتائے روزگار تھے یعنی مولوی زین العابدین اور مولوی محمد عباس صاحب کو آپکی خدمت مین روانہ کیا یہ دوسرے مولوی بھی آپسے ہمکلام ہوکر فورًا بیعت سے مشرف ہوگئے اور نواب صاحب سے جاکر آپکی بزرگیون کو بیان کیا اُسوقت نواب صاحب کو بڑا شوق ہوا فورًا آپکی دعوت کرکے آپکو مکان مین بُلایا اور چونکہ نواب مبارز الدولہ خود عالم تھا آپسے چند سوال کرکے اپنا اطمینان کرلیا - پھر آپکا وعظ سُنا اور بیعت سے مشرف ہوگیا - بڑے حضرت نے نواب صاحب کو پابندیِ شریعت اور ترکِ منکرات کی نہایت تاکید کی - اس روز سے نواب صاحب کا بھی رنگ بدلگیا - نواب صاحب کے گھر مین دو درجن سے زیادہ بی بیان تھین اُنہون نے اُسیوقت چار بیویون کو اپنے نکاح مین رکھکر باقیون کو طلاق دیکر اپنے مصاحبون سے شادی کرادی اور تمامی منہیاتِ شرعی کو اپنے دربار سے دور کرکے مثل مُتقیون اور پرہیزگارون کے رہنے لگا +

بڑے حضرت حیدرآباد اور اُسکے اطراف مین برابر دورسیر کرتے رہے اور اُس ملک مین لاکھون آدمی آپکی بیعت
سے مشرف ہوے حیدرآباد مین بڑے حضرت نے ایک رئیس سید و حافظ کی لڑکی سے نکاح بھی کیا چنانچہ
حیدرآباد ہی مین مولوی عبداللہ صاحب پسر کلان بڑے حضرت کے سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین پیدا ہوے۔ اُسکے
بعد بڑے حضرت بمبئی اور سورت کی طرف تشریف لیگئے۔ آپ ملک دکن ہی مین تھے کہ یاغستان مین معرکہ
بالاکوٹ مین جہاد کا کام تتر بتر ہوکر حضرت سید صاحب کی شہادت کی خبر مشہور ہوگئی۔ اُدھر عظیم آباد مین
مولوی فتح علی صاحب آپکے والد کا انتقال ہوگیا اسواسطے آپنے وہان سے طرف عظیم آباد کے مراجعت کی
اور اثنائے راہ مین جبل پور اور برہان پور اور نرسنگھ پور و کندولی و سیونی وغیرہ کی دورسیر کرتے ہوے دو
برس کے عرصہ مین مع عیال و اطفال خود آپ اپنے مکان پر پہنچے۔ عظیم آباد مین پہنچکر رحمت اللہ نام پسر
دومی آپکے پیدا ہوے۔ آپنے عظیم آباد مین پہنچکر وعظ ردّ شرک و کفر و بدعت کا کہنا شروع کیا اور آپکے عزیزون
کو باستماع خبر شہادت سید صاحب کے پژمردگی ہوگئی تھی اُنکو بھی آپنے کلمات طیبات سے تر و تازہ کیا پھر
سبھون نے آپکے ہاتھ پر تجدید بیعت کی کی۔ مولوی عنایت علی صاحب آپکے منجھلے بھائی جو ایک مقدمہ
معاش واقع لبنا پٹھکولی ضلع شاہ آباد کی پیروی اور خبر گیری مین حیران پریشان ہوے پھر رہے تھے اُنکو
اُس سے چھڑا کر ملک بنگال کو واسطے وعظ اور نصیحت کے روانہ فرمایا اور شاہ محمد حسین صاحب خلیفہ سید
صاحب کو جو آپکے ماموں ہوتے تھے محلہ نمو ہیہ کی مسجد کا امام اور واعظ مقرر کرکے جمعہ جماعت کی تاکید
کی اور دوسیر چھپرہ و مظفر پور وغیرہ کی بھی شاہ صاحب کے ذمہ مقرر کی اور خود شہر کے اندر نواب فخرالدولہ کی مسجد
مین جمعہ قایم کیا کہ ہر جمعہ کو وہان تشریف لیجا کر آپ وعظ فرمایا کرتے قریب دو برس کے آپ عظیم آباد مین
رہے اس عرصہ مین ہزارہا خلقت کو فائدہ پہنچایا۔ بعد دو برس کے آپ کچھ عرصہ تک ملک بنگال مین
دورہ کرکے خلقت کو ہدایت کرتے رہے پھر عزیمت سفر حج کی کرکے مع عیال و اطفال خود مکہ معظمہ مین
پہنچے۔ بعد فراغت از حج و زیارت مدینہ منورہ کے آپ ملک یمن کو روانہ ہوگئے اور تمامی اطراف ملک
یمن اور نجد و عسیر و مسقط و حضرموت و سواکن و مخا و حدیدہ مین دورہ سیر کرتے رہے اور قاضی علی
شوکانی سے ملاقات کرکے سند حدیث کی اُنسے لی اور مثل دُرۃ البہیہ وغیرہ چند کتابین اُنکی تصنیف
سے اُنسے لین اسی دورہ سیر مین آپکا پسر دومی رحمت اللہ نام کا انتقال ہوگیا اور اُسکا نعم البدل
مولوی ہدایت اللہ پسر سومی بمقام حدیدہ آپکے ہان پیدا ہوے جب بعد چند سال آپ ملک عرب
سے مراجعت کرکے بمقام کلکتہ پہنچے تو عبدالرحمٰن پسر چہارمی آپکے یہان تولد ہوا۔ کلکتہ سے چلکر
ملک بنگالہ کی دورسیر کرتے ہوے اپنے بھائی مولوی عنایت علی صاحب کو جو اسوقت تک ملک

بنگال مین تھے ساتھ لیکر عظیم آباد پہنچے عظیم آباد مین پہنچکر مولوی عنایت علی کو واسطے مقابلہ گلاب سنگھ
وغیرہ اقوام سکھ کے بالاکوٹ کو روانہ کیا اور خود ملک بنگال اور صوبہ بہار کے لوگون کی ہدایت مین
مصروف ہوے - انہین دنون کا ذکر ہے کہ ایکدن حکیم عیدو صاحب ولد حکیم قادر بخش صاحب ساکن
محلہ دیوان گوڑہتہ آپکے ساتھ جمعہ پڑھنے اور وعظ سُننے کو نواب فخر الدولہ کی مسجد مین تشریف لائے اور
آپکا وعظ سُنا بمجرد وعظ سننے کے حکیم عیدو صاحب کا رنگ بدلگیا بعد ختم ہونے وعظ کے فوراً آپکے ہاتھ
پر بیعت کرلی اور عرض کیا کہ کل آپکی دعوت ہے غریب خانہ کو اپنے قدم کی برکت سے رونق دیکر ماحضر تناول
فرمائین - آپنے پوچھا کہ صرف ہماری ہی دعوت ہے یا ہمارے ہمراہیون کی بھی - حکیم صاحب نے یہ
سمجھکر کہ شاید دو چار آدمی آپکے ہمراہ ہونگے عرض کیا کہ آپ مع ہمراہیون کے تشریف لائین - خیر حکیم صاحب
رخصت ہو کر اپنے گھر چلے گئے اور دوسرے دن کوئی آٹھ دس آدمیون کا کھانا حکیم صاحب نے تیار کیا
ادھر مولوی صاحب مع تین سَو آدمیون کے جو آپکے ہمراہ تھے دوسرے دن حکیم صاحب کے مکان پر
پہنچے - حکیم صاحب نے جب اتنے آدمیون کو دیکھا تو رنگ فق ہو گیا اور نہایت مضطر اور بیقرار ہو کر دلمین کہنے
لگے کہ اسوقت اتنے آدمیونکا کھانا کسطرح تیار ہو سکیگا - بڑے حضرت نے اُنکے چہرے کا رنگ دیکھکر
فراست سے معلوم کرلیا کہ انپر کوئی مشکل پڑی ہے حکیم صاحب کو تخلیہ مین بلا کر حال پوچھا حکیم صاحب نے
کل کیفیت عرض کردی تب بڑے حضرت نے اُنکی بہت تسلی تشفی کی اور کہا گھبراؤ مت ذرا وہ کھانا
مجھکو دکھلاؤ حکیم صاحب بڑے حضرت کو ساتھ لیکر باورچیخانہ مین گئے حضرت نے بعد ملاحظہ کل ماحضر کے
فرمایا کہ سب روٹی اور قلیہ اور پلاؤ وغیرہ کو ایک جگہ جمع کرو جب سب جمع ہو گیا تو آپنے ایک بڑی چادر
منگا کر اُسپر ڈھانک دی اور ہر ایک کھانے مین سے کچھ تھوڑا تھوڑا تناول فرما کر اپنا پس خوردہ اُسمین
ڈالدیا اور برکت کے واسطے دعا کی اور فرمایا کہ اسکو اسیطرح پر ڈھکا رہنے دو اور اسی چادر کے نیچے سے
نکالکر لوگون کو کھلانا شروع کرو چنانچہ حکیم صاحب نے بموجب حکم آپکے ویسا ہی کیا جتنے آدمی آپکے ہمراہ
تھے سب نے سیر ہو کر کھالیا اور کھانا جیسا تھا ویسا ہی باقی رہا - حکیم یہ کرامت بڑے حضرت کی دیکھکر بڑے
معتقد ہوے اسوقت تک یہ حکیم صاحب زندہ موجود ہین - انہین دنون مین نواب مبارز الدولہ حیدرآبادی
اور اُنکے بھائی ناصر الدولہ مین ان بن ہو کر سرکار انگریزی تک نوبت پہنچی اور نواب مبارز الدولہ قید ہو گئے
اس سبب سے مولوی زین العابدین اور مولوی محمد عباس حیدرآبادی مع اور چند علما کے بھاگ کر عظیم آباد
پہنچے مولوی ولایت علی صاحب نے اُنکو بہت خاطرداری سے اپنے مکان مین رکھا اور پھر ہر ایک کو
خلعت خلافت کا عطا کر کے بنگال اور اڑیسہ اور الہ آباد وغیرہ کو روانہ کردیا - انہین دنون مین مولوی

احمداللہ صاحب اور مولوی فیاض علی صاحب و مولوی یحییٰ علی صاحب و مولوی اکبر علی صاحب ہر چہار پسران مولوی الٰہی بخش صاحب نے بڑے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اور مولوی عبدالکریم پانچوین بیٹے آپکے یہان پیدا ہوئے - مولوی عبدالکریم موصوف ابھی چند مہینے کے تھے کہ آپکی بیوی حیدرآباد والی کا انتقال ہو گیا - اِس عرصہ مین مولوی الٰہی بخش صاحب والد مولوی احمداللہ صاحب بھی آپکی بیعت سے مشرف ہو چکے تھے تب مولوی الٰہی بخش صاحب نے اپنی بیوہ دختر کا جسکے شوہر مولوی قمرالدین صاحب معرکۂ بالاکوٹ مین شہید ہو چکے تھے نکاح ثانی مولوی ولایت علی صاحب سے کر دیا - یہ سب سے پہلا نکاح ثانی تھا جو عظیم آباد کے شریف اور نامی خاندانون مین ہوا - اِس نکاح کا بڑا شور و غل عظیم آباد اور اُسکے اطراف مین ہوا - اِس نکاح کے بعد بڑے حضرت نے اِس سُنّت نکاح ثانی کو خوب جاری کیا اور ہزارون بیوون کے نکاح کرا دیے - مولوی محمد حسن صاحب مرحوم شمس العلماء آپکے چھوٹے بیٹے اسی نکاح ثانی بطن صبیہ مولوی الٰہی بخش صاحب سے پیدا ہوے - مولوی محمد حسن صاحب ابھی چند مہینے کے تھے کہ مولوی ولایت علی صاحب مولوی فیاض علی صاحب اور مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی اکبر علی صاحب پسران مولوی الٰہی بخش صاحب کو ساتھ لیکر بالاکوٹ کو تشریف لیگئے اور یہان مکان پر اپنے چھوٹے بھائی مولوی فرحت حسین صاحب کو اپنا جانشین مقرر کر گئے اور مولوی عبداللہ صاحب اپنے بڑے صاحبزادہ کو بھی ساتھ لیگئے اور سب عیال و اطفال کو یہین چھوڑ گئے - بالاکوٹ مین پہنچکر معلوم ہوا کہ مولوی عنایت علی معروف بہ منجھلے حضرت تین برس سے مہاراجہ گلاب سنگھ والی کشمیر سے کارزار مین مصروف تھے - بڑے حضرت کے پہنچنے پر منجھلے حضرت نے سارا کارخانہ جہاد کا بڑے حضرت کے سپرد کر کے آپنے مع جملہ مجاہدین کے بیعت امارت آپکے ہاتھ پر کر لی - وہان پہنچکر ڈیڑھ برس تک آپ بھی گلاب سنگھ کے ساتھ جنگ مین مصروف رہے - اس اثنا مین ملک پنجاب گورنمنٹ انگریزی کے تصرف مین آگیا تھا - جب مہاراجہ گلاب سنگھ کا بہت سا ملک مجاہدین کے قبضہ مین آگیا اور وہ تاب مقابلہ کی اُنسے نہ لاسکا تو اوّل اُسنے مولوی صاحب سے صلح کی درخواست کی - مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہماری تیری کچھ دشمنی نہین ہے مگر تو ہمارے بھائی مسلمانون کو جو تیری رعایا ہین تکلیف دیتا ہے اور آزادانہ طور پر عبادات اور رسومات مذہبی ادا کرنے نہین دیتا اسواسطے بوجہ ہمدردی اور حمیت اسلامی بپاسِ خاطر اُن مظلومون کے ہم تجھ سے لڑتے ہین سو تو مثل رعایاے انگریزی کے اُنکو آزادی دے اور اذان اور گاؤکشی وغیرہ اپنے ملک مین علانیہ ہونے دے یا تو اسلام قبول کر پھر ہم سارا ملک مفتوحہ تجھکو واپس دیکر تا زیست تیری رعایا ہو کر رہینگے - اُسنے بوجہ تعصب اور نخوت کے اِن شرطون کو قبول نہین کیا اور وہان سے مایوس ہو کر

سرکار انگریزی کی طرف رجوع کرکے اعانت کا خواہان ہوا۔ اُسوقت گورنمنٹ انگریزی نے ایک خط بنام
مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عنایت علی صاحب اس مضمون کا لکھا کہ گلاب سنگھ نے سرکار
انگریزی سے معاہدہ کیا ہے اور بموجب اُس معاہدہ کے اب وہ گورنمنٹ انگریزی کی حمایت مین ہے
اسوقت اُس سے لڑنا عین گورنمنٹ سے لڑنا ہے لہذا تمکو چاہیئے کہ اب تم اسکے ساتھ لڑائی بھڑائی مت
کرو۔ اس تحریر کے تھوڑے دن بعد انگیو صاحب اور لمہزن صاحب دو افسر مع کسی قدر فوج کے واسطے
اعانت مہاراجہ گلاب سنگھ کے بھیجے گئے۔ اُنہون نے اُس ملک کے ایک کنارہ پر اپنے لشکر کا قیام
کرکے ترغیب و تحریص اُس ملک کے لوگون کو مجاہدین سے برگشتہ ہونیکی کرکے ایک روز مقررہ مین
سارے ملک مفتوحہ مین غدر کرادیا اُس روز جا بجا اپکے عمال اور اہالیان پولیس قتل کیئے گئے اور سید
ضامن شاہ رئیس بالاکوٹ جو اصل معاون مجاہدین کا تھا وہ بھی بیوفا ہوگیا تب مولوی صاحبون
نے اُس ملک کو ترک کرکے سوات کے ملک مین سید اکبر شاہ صاحب کے پاس جانا چاہا مگر بالاکوٹ
سے سوات تک جانے مین راستہ کے اندر انگریزی عملداری پڑتی تھی اسواسطے ان حضرات نے
افسران فوج انگریزی سے جو وہان موجود تھے سرکار انگریزی کی عملداری سے گذر جانیکی اجازت
چاہی اُنہون نے خوشی سے اس درخواست کو منظور کرکے یہ اقرارنامہ لکھکر بھیجدیا کہ با امن وہان آپکو
سرکار انگریزی کی عملداری سے گذر کر ملک سوات مین جانیکی اجازت ہے تب یہ دونو حضرات مع لشکر
مجاہدین اور روہیلون کے جو انکی نوکری مین تھے ملک کاغان یعنی بالاکوٹ سے بجانب سوات روانہ
ہوکر جب سرکاری عملداری مین پہنچے تو فوج انگریزی نے اُنکا محاصرہ کرلیا اور وہ افسران فوج جنہون نے
با امن وہان عملداری انگریزی سے عبور کرانیکا وعدہ کیا تھا فوج انگریزی سے تبدیل ہوگئے اور موجودہ
کمانڈر فوج انگریزی نے اُس عہدنامہ کو اس دلیل سے کالعدم کردیا کہ اُن افسرون کو ایسا عہد کرنیکا اختیار
حاصل نتھا کیونکہ اُنہون نے اپنی رائے سے یہ عہد کیا تھا اور گورنمنٹ انگریزی کی منظوری حاصل نہین کی
تھی اسواسطے اُسکی تعمیل ہمپر ضروری نہین ہے۔ اُسوقت مجاہدین اور فوج روہیلہ لڑنے کو تیار تھی مگر مولوی
ولایت علی صاحب نے اپنی عادل گورنمنٹ سے لڑنے کو قرین مصلحت نہ سمجھکر اطاعت افسران سرکار
انگریزی کی اختیار کرلی۔ اُن افسرون نے اِنکو بجائے جانے سوات کے (مع لشکر مجاہدین) طرف لاہور
کے روانہ کردیا۔ راہ سے بہت سے مجاہدین خفیہ طور پر خلاف مرضی ان حضرات کے فرار ہوکر ملک سوات
کو چلے گئے اور بمقام ستھانہ جاکر مقیم ہوگئے۔ یہ مجاہدین مقیم ستھانہ قریب تین سو آدمیون کے تھے اور میر
اولاد علی صاحب نام ایک بڑے دلاور اور شجاع آدمی انکے امیر اور افسر تھے۔ یہ دونو حضرات مع فوج و

توپخانہ وغیرہ سامان جنگ کے زیر نگرانی افواج انگریزی کے لاہور مین پہنچے - اُن ایام مین جان لارنس صاحب بہادر چیف کمشنر ملک پنجاب کے تھے - چیف کمشنر صاحب بہادر نے دو منزل آگے بڑھ کر مولوی صاحبون کا استقبال کیا اور نہایت گرمجوشی سے انکو لاہور مین لائے اور بہت تعریف اور مدح شجاعت اور ہمدردی ان حضرات کی کرکے ضامن شاہ رئیس بالاکوٹ پر بوجہ اُسکی بیوفائی کے بہت نفرین کی اور بعد بہت سی گفتگو کے درمیان جان لارنس صاحب بہادر اور ان دونو حضرات کے یہ بات قرار پائی کہ یہ دونو حضرات مع ہندوستانی مجاہدین کے اپنے وطن کو واپس جائین اور تمامی اسلحہ جات مع توپخانہ سرکار انگریزی کے ہاتھ فروخت کرکے اُسکی قیمت سے روہیلون کی بقایا تنخواہ دیکر اُنکو برخاست کردین - اُسوقت صرف قریب پانسو مجاہدین کے آپکے ساتھ رہ گئے تھے - سر جان لارنس صاحب بہادر نے ایکروز گورنمنٹ انگریزی کی طرف مولوی صاحبون کو مع کل مجاہدین کے دعوت کی دوسرے روز صاحب ممدوح نے خود اپنے خرچ سے سارے قافلہ کی دعوت کی تیسرے روز مولوی رجب علی صاحب نے جو میر منشی چیف کمشنری پنجاب کے تھے دعوت کی - بعد اسکے اپنے خرچ سے سرکار انگریزی نے باہتمام و اکرام مولوی صاحبون کو مع بقیہ مجاہدین کے پٹنہ تک پہنچا دیا +

جب یہ حضرات پٹنہ مین پہنچے تو اول صاحب کمشنر پٹنہ کی کوٹھی پر تشریف لیگئے - اُس روز تمام شہر آپکے دیدار کے واسطے کمشنر صاحب کی کوٹھی پر حاضر تھا - صاحب کمشنر نے بڑے تپاک سے باہر نکلکر آپکا استقبال کیا اور اندر لیجاکر کرسیون پر بٹھایا اور فرمایا کہ گورنمنٹ کا حکم ہے کہ آپ دونو آدمیون سے دو دو سو روپیہ کا مچلکہ میعادی دو برس کا لیا جائے اُسیوقت دو مچلکے تحریر ہو کر داخل ہو گئے پھر وہان سے آپ رخصت ہوکر اپنے مکان کو تشریف لے آئے اور بدستور سابق وعظ اور نصائح اور مراقبہ مشاہدہ مین مصروف ہو گئے - بڑے حضرت کا دستور تھا کہ بعد نماز صبح خود لوگون کو توجہ دیتے اور نو آموز لوگ واسطے تعلیم کے حوالہ مولوی فیاض علی صاحب اور مولوی یحیٰی علی صاحب اور مولوی اکبر علی صاحب کے کئے جاتے اور بعد نماز ظہر درس ہوتا اور مولوی عبد اللہ صاحب پسر کلان حضرت کے قاری ہوتے اور دوسرے سب طلبا اور علما اور فضلا ایک ایک تفسیر یا کتاب حدیث جسکا سبق ہوتا اپنے اپنے ہاتھون مین لیکر بیٹھتے اُسوقت صدہا مُرید واسطے سُننے اس درس کے جمع ہوتے نماز ظہر سے نماز عصر تک یہی مشغلہ رہتا بعد چندماہ کے مولوی عنایت علی معروف بہ منجھلے حضرت دوبارہ بنگالہ کو تشریف لیگئے - اسی اثنا مین مولوی اکبر علی صاحب فرزند خورد مولوی الٰہی بخش صاحب کا بعارضۂ وبائی انتقال ہو گیا اُنکی بیوہ کا جو صاحبزادی خورد شاہ محمد حسین صاحب کی تھی بعد انقضائے ایام عدت کے منجھلے حضرت سے نکاح ثانی ہو گیا -

یہ دوسرا نکاح ثانی اس عالی خاندان مین تھا جو بڑی دھوم دھام سے سرانجام پایا - اُس روز تمام اہل برادری اور مرید جمع ہوے اور ولیمہ کی دعوت کی گئی - اس نکاح مین دو سنت نبوی پر عمل ہوا ایک تو سنت نکاح ثانی - دوسرے یہ کہ جناب منجھلے حضرت بروز نکاح وہان موجود نہ تھے صدہا کوس کے فاصلے پر ملک بنگال مین تھے یہان انکی طرف سے نیابۃً بڑے حضرت نے ایجاب و قبول کیا اور جیسیکہ نجاشی بادشاہ حبش نے ام المؤمنین حضرت میمونہ رضؓ کا نکاح ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کر کے انکو مدینہ منورہ کو بھیجدیا تھا اسیطرح پر بڑے حضرت نے اس نکاح کو انجام دیکر اس بی بی کو کشتی پر سوار کراکے مع چند ہمراہیان معتمد اور محرم کے منجھلے حضرت کے پاس ملک بنگالہ کو روانہ کردیا ۔

انہین دنون مین جب چرچا عمل بالحدیث اور آمین بالجہر اور رفع یدین کا اس شہر مین برکت بڑے حضرت کے شروع ہوا تو فرقہ مقلدین شہر پٹنہ نے مولوی محمد فصیح صاحب غازی پوری کو خط بھیجکر واسطے مقابلہ اور مباحثہ اہل حدیث کے بلایا اور اُنسے وعدہ کیا کہ اگر تم بحث او گفتگو مین اہل حدیث کو مغلوب کردوگے تو دو ہزار روپیہ ہم تمکو دینگے - مولوی محمد فصیح حسب الطلب اہل شہر کے تشریف لائے اور مولوی منور علی صاحب ایک بڑے عالم اور رئیس اعظم پٹنہ کے مکان پر فروکش ہوے - مولوی منور علی صاحب اور نیز شمس العلماء مولوی محمد سعید صاحب نے مولوی محمد فصیح صاحب کو اس بحث مباحثہ سے منع کیا مگر اُنہون نے نمانا - آخر بحث کے واسطے ایک روز مقرر ہوا اُسدن بڑے حضرت نے مولوی محمد فصیح اور اُنکے ہمراہیون کی دعوت کی اور بہت سے علماء اور فضلا اور خاص و عام شہر کے بھی جمع ہوے - جب مولوی محمد فصیح صاحب بڑے حضرت کے مکان مین پہنچے تو بڑے حضرت نے اس خیال سے کہ مجلس عام مین گفتگو ہونے سے انسان حق کے قبول کرنے سے شرم کرتا ہے اور خواہ نخواہ ہٹ کرتا رہتا ہے - مولوی محمد فصیح صاحب کو ایک علیحدہ کمرے مین لیجاکر بڑے حضرت نے بحاضری چند خاص لوگون کے اُن سے فرمایا کہ مین حنفی المذہب ہون اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ اگر کوئی حنفی کسی حدیث صریح غیر منسوخ کو دیکھکر خلاف مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اُسپر عمل کرے تو وہ مذہب حنفی سے خارج نہین ہوتا بمضمون قول امام علیہ الرحمۃ - اُترکوا قولی بخبر الرسول (یعنی میرے قول کو حدیث رسول اللہ کے مقابلہ مین ترک کردو) یہ رفع یدین اور آمین بالجہر سنت ہین اور انکا سنت ہونا بعض حنفیہ کے نزدیک بھی ثابت ہے - جب یہانتک بڑے حضرت فرما چکے تو مولوی محمد فصیح صاحب نے فرمایا کہ انکا سنت ہونا عند بعض الحنفیہ ثابت کرائیے

اُسیوقت تصانیف حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت فاخرالدین الٰہ آبادی وغیرہ وغیرہ پیش ہوئین بعد ملاحظہ اُن کتابون کے مولوی محمد فصیح صاحب نے اقرار کیا کہ مولوی ولایت علی صاحب حق پر ہین اور ترجیح بالدلیل پاکر اگر کوئی شخص دوسرے امام کے قول پر عمل کرے تو مذہب حنفی سے خارج نہین ہوتا۔ جب تخلیہ مین یہ بات طے ہوچکی تو بڑے حضرت مع مولوی محمد فصیح صاحب کے مجمع عام مین تشریف لائے وہان مولوی محمد فصیح صاحب نے باواز بلند پکار کر فرمایا کہ یہ لوگ حق پر ہین جو انکا مذہب ہے وہی ہمارا مذہب ہے اور جو ہمارا مذہب ہے وہ انکا مذہب ہے ہم دونو ایک ہین اُسیوقت جلسہ برخاست ہوگیا۔ جب مولوی محمد فصیح صاحب بڑے حضرت کے مکان سے رخصت ہوکر محلہ لودی کٹرہ اپنے جاے قیام پر تشریف لیگئے تو اُنکے مریدون نے اور خاصکر اُن لوگون نے جنہون نے اُنکو دو ہزار روپیہ دینے کرکے بُلایا تھا بہت شور و غل مچایا اور کہا کہ آپنے ہنسی کرادی اور پھر اُنکو ایسا دبایا کہ وہ دوبارہ بحث کرنے کو مستعد ہوگئے اور اُن لوگون نے یہ چاہا کہ اس دفعہ تخلیہ مین بحث نہو ہمارے سامنے جلسۂ عام مین گفتگو ہو اور مولوی واعظ الحق صاحب اور نیز چند دیگر علماء اسدفعہ انکی تائید کے واسطے مقرر ہوے۔ آخر مولوی محمد فصیح صاحب مع معاونین بہ ارادۂ بحث دوبارہ مولوی الٰہی بخش صاحب کے مکان پر تشریف لاے اور از سر نو جلسۂ عام مین بحث شروع ہوئی۔ بڑے حضرت مولوی فیاض علی صاحب کو اُنکے مقابلہ کے واسطے مقرر کرکے آپ وہان سے علیحدہ ہوگئے۔ مناظرہ شروع ہوا مولوی یحییٰ علی صاحب اور حکیم ارادت حسین صاحب کتابین کھول کھول کر مقامات مبحوث عنہ دکھلانے لگے الغرض بعد تھوڑی گفتگو کے مولوی محمد فصیح صاحب مثل روز اول کے پھر معترف اور مقر ہوے اُسوقت اُنکو کہا گیا کہ اپکا زبانی اعتراف اور اقرار معتبر نہین ہے اس اقرار کو ضبط تحریر مین لانا چاہیئے چنانچہ وہ کل مباحثہ بطور مختصر اُسی وقت لکھے گئے جنکا خلاصہ یہ تھا کہ حنفی مذہب والا اگر بوجہ ترجیح بالدلیل کسی حدیث صحیح صریح غیر منسوخ پر مثل آمین بالجہر یا رفع یدین وغیرہ کے عمل کرلے تو وہ اپنے امام کی تقلید سے خارج نہین ہوتا۔ اُسی مجمع مین مولوی محمد فصیح صاحب نے اُس کاغذ پر مُہر کردی ہرچند مولوی واعظ الحق صاحب وغیرہ نے شور و غل کرکے اُنکو مُہر کرنے سے منع کیا تھا لیکن مولوی محمد فصیح صاحب ایسے بیڈھب پھنسے تھے کہ سواے مہر کرنے کے اُنکو کوئی راہ مخلصی کی نظر نہ آئی ؞

اس قیام شہر پٹنہ مین بڑے حضرت نے ایک اور سنت ادا کی اور وہ یہ ہے کہ وہانکے شریفون مین دستور تھا کہ جب کہ زوجۂ اول زندہ ہے کوئی برادری والا اُسکی دوسری شادی کے واسطے

واسطے اپنی بیٹی نہ دیتا تھا - اس رسم خلاف سنت کے توڑنے کے واسطے بڑے حضرت نے حکیم احمد علی صاحب کی ایک دختر کی شادی مولوی فرحت حسین صاحب معروف چھوٹے حضرت سے کرا دی حالانکہ چھوٹے حضرت کی پہلی بیوی زندہ موجود تھیں - دوسری لڑکی کی شادی باوجود موجودگی زوجۂ اول کے حکیم ارادت حسین صاحب سے کرادی - یہ دونو شادیان بھی بڑی دھوم دھام سے ہوئین اور تمام برادری جمع کی گئی اور اس رسم بد کو ہمیشہ کے واسطے اُٹھوا دیا +

بعد گذرنے دو برس میعاد مچلکہ کے بڑے حضرت نے وہ مچلکہ واپس لے لیا - اس ملک ہندوستان مین واپس آنیکا بڑے حضرت کو نہایت رنج و ملال تھا اکثر دوپہر دن کو اور راتون کو زیر آسمان کھڑے ہوکر اور سجدے مین سر رکھکر نہایت بیقراری اور اضطراب کے ساتھ اس ملک سے نکلنے کی دعائین کیا کرتے تھے اور کبھی یہ شعر اپنے حسب حال ترنم فرماتے ؎ اب کے مت نکالو مجھے گلستان سے میرا دامن بندھ ہے تو باندھ دو گل کے گریبان سے +

جب دو برس میعاد مچلکہ کے پورے ہونے مین چند مہینے باقی رہے تو آپنے دولت خانہ کو فرش فروش جھاڑ فانوس شیشہ آلات سے بہت آراستہ پیراستہ کیا اور اصطبل مین عمدہ عمدہ گھوڑے خرید کر باندھ دیے اور عمدہ عمدہ رنگ کبوترون سے کبوتر خانہ بھوا دیا دیکھنے والون کو یقین ہوتا تھا کہ اب آپ خوب دنیا مین پھنس گئے اب کبھی اس مکان اور آرائش کو چھوڑ کر نجاوینگے - لیکن جب میعاد مچلکہ پوری ہوئی آپ یک بیک اس دولت دنیا سے ہاتھ جھاڑ کر کھڑے ہو گئے اور اپنے چند احباب مخلصین کو ساتھ لیکر بارادۂ ہجرت چلدیے - مولوی عبد اللہ صاحب اور مولوی فیاض علی صاحب کو حکم دے گئے کہ تم اسباب سفر کا تیار کرا کے اور گاڑیون پر لدوا کر مع عیال و اطفال کے چلے آئیو - معلوم ہوتا ہے کہ آراستگی مکان سے بھی آپکو اپنے نفس کا امتحان منظور تھا کہ ایسے اسباب طرب و نشاط کو دفعتاً چھوڑ دینا نفس پر دشوار ہوتا ہے یا نہین - آپ پٹنہ سے روانہ ہوکر اپنی زمینداری کے ایک موضع موسوم گوڈھانا مین جو پٹنہ سے سات کوس جانب مغرب واقع ہے پہنچے اور وہان ایک ہفتہ تک قیام کیا - اس عرصے مین مولوی عبد اللہ صاحب بھی مع عیال و اطفال کے وہان پہنچ گئے - جب شہر والون کو آپکے کوچ کرنیکی خبر معلوم ہوئی تو صدہا آدمی وہان جاکر آپکے شریک سفر ہو گئے - جب آپ گوڈھانہ سے آگے روانہ ہوئے تو قریب اڑھائی سو آدمیون کے آپکے ساتھ ہو گئے تھے - گوڈھانہ سے چلکر موضع کوئیلور مین جو سون دریا کے کنارہ پر ہے مقام ہوا - حاجی امام علی صاحب رئیس کوئیلور نے آپکی دعوت کی تیاری کی مگر آپنے اُنسے پوچھا کہ کیا کچھ ستو آپکے یہان

نہین ہین اُنہون نے کہا کہ ہان ہلوا وغیرہ کے دینے کے واسطے ہم لوگ اپنے گھرون مین ستو تیار رکھتے ہین آپنے فرمایا کہ دعوت کا لمبا چوڑا بکھیڑا مت کرو وہی ستو لاؤ۔ اُنہون نے لاچار ستو حاضر کر دیے آپنے بڑی بڑی مٹی کی ناندون مین جو بیلون کے کھانے کے واسطے وہان موجود تھین بعد صاف اور پاک کرانیکے اُس ستو کو اُنمین گھلوایا اور تمام قافلہ کو مع اپنے اہل و عیال کے وہی ستو کھلایا وہان سے کوچ کر کے آپ آرہ پہنچے اور چودھری ہدایت بشیر صاحب کے مکان مین فروکش ہوے۔ چودھری صاحب بڑے ذی مقدور آدمی تھے اُنہون نے حسب حیثیت خود بڑے ٹھاٹھ کا کھانا تیار کرانا چاہا۔ بڑے حضرت نے فرمایا کہ اب دوپہر ہوگئی ہے اگر آپ ہمکو آرام دینا چاہتے ہین تو جو مین کہون اُسکو قبول کیجیے چودھری صاحب نے منظور کرلیا تب آپنے فرمایا کہ کچھ چاول اور دال جو اتنے آدمیون کے واسطے کفایت کرے مع ایک دیگ کے ہمکو دیدیجئے۔ چودھری صاحب نے بموجب حکم کے چاول اور دال اور دیگ حاضر کردی بڑے حضرت نے اُسیوقت کھچڑی پکواکر مع اہل و عیال و اطفال خود سارے قافلہ مین تقسیم کردی اور آرام سے سو رہے۔ وہان سے چلکر غازی پور پہنچے مولوی محمد فصیح صاحب جنکا ذکر اوپر ہوچکا ہے آپکو استقبال کر کے اپنے مکان مین لیگئے اور چند روز تک مہمان رکھا ایکروز مولوی محمد فصیح صاحب نے درخواست کی کہ میرے والد ماجد کی قبر یہان بہت نزدیک ہے اگر آپ وہانتک تشریف لیجاکر مراقبہ اور دعا کرین تو باعث کمال مشکوری کا ہوگا۔ بڑے حضرت نے منظور کرلیا اور وہان تشریف لیگئے اول دعا مغفرت کی کی اور پھر مولوی یحیےٰ علی صاحب سے قبر پر مراقبہ کرایا۔ مولوی یحیےٰ علی صاحب سے مولوی محمد فصیح صاحب کے والد کی مراقبہ مین ملاقات ہوکر بہت سی باتین ہوئین منجملہ اُن باتون کے ایک یہ بات بھی تھی کہ ایک کتاب جو مولوی محمد فصیح صاحب کے والد کی رکھی ہوئی تھی اور باوجود تلاش کے مولوی محمد فصیح صاحب کو نہین ملتی تھی اُسکا پتہ نشان اُنکے والد نے بتادیا کہ فلانی جگہ رکھی ہوئی ہے بعد فراغت مراقبہ کے جب مولوی یحیےٰ علی نے صورت شکل اُنکے والد کی اور پتہ نشان اُس کتاب کا بتلایا اور اُس پتے پر وہ کتاب مل گئی تو مولوی محمد فصیح صاحب بڑے حضرت اور مولوی یحیےٰ علی صاحب کے بڑے معتقد ہوگئے کہ دونو وقت اپنے ہاتھ سے کھانا لاکر ان دونون حضرتون کو کھلاتے اور پس خوردہ کو اپنے گھر مین لیجاکر بطور تبرک آپ کھاتے اور گھر والون کو کھلاتے +

آپ غازی پور سے چلکر خلق اللہ کو ہدایت کرتے ہوے ڈیرھ برس کے عرصہ مین دہلی پہنچے۔ اگر آپکے ہر ہر مقام کے عجائب حالات اور کرامات کو یہان درج کرون تو کتاب کو طول ہوجاویگا اسواسطے مین غازی پور سے بحث لگا کر اور اس ڈیڑھ سال کے حالات کو قلم انداز کر کے صرف دہلی کا کسیقدر حال

سنانا چاہتا ہون - دہلی مین قریب ایک مہینے کے آپکا قیام رہا گا ہے جامع مسجد اور گاہے مسجد فتحپوری
مین بروز جمعہ آپ وعظ کرتے دہلی مین آپکے وعظ کا شہرہ ہوگیا قریب تمام کے اہل دہلی اور اطراف و
جوانب سے آکر آپکے وعظ مین شریک ہوتے - مولوی امام علی صاحب جو زینت محل کے استاد تھے
آپکے مرید ہوئے اور آپکے اوصاف زینت محل اور بادشاہ سے جاکر بیان کئے بادشاہ اور زینت محل
کی طرف سے آپکی دعوت کا پیام آیا اول تو آپنے انکار کیا مگر بعد بہت سی الحاح اور آرزو کمال زینت محل
اور اُنکے استاد کے بناچاری آپنے قبول کیا - اُسدن بادشاہ نے دیوان خاص مین اجلاس فرمایا
اور تخت شاہی کے نیچے فرش مکلف بچھوایا - بڑے حضرت مع صاحبزادگان اور اہل قافلہ کے کہ قریب
پچھتر آدمیون کے ہونگے قلعہ مین تشریف لیگئے - بادشاہ نے تخت سے اتر کر لب فرش تک استقبال
کرکے بڑے حضرت سے معانقہ اور مصافحہ کیا اور پھر ہمراہیان اعلیٰ آپکے ہمراہیون سے مصافحہ کیا اور پھر
تخت کے نیچے جو مسند تکیہ لگا ہوا تھا اُسپر ایک طرف بڑے حضرت کو بٹھایا اور ایکطرف آپ بیٹھے اور
باقی سب ہمراہی اُسی فرش پر بیٹھ گئے - ہر ایک کے ساتھ معمولی تواضع عطر اور پان کی ادا کی گئی - اُسوقت
صاحب رزیڈنٹ دہلی اور دیگر امرا اور وزرا اپنی اپنی جگہون پر باقاعدہ کھڑے تھے - صاحب رزیڈنٹ
اپنے ہاتھ سے بادشاہ کے سر پر مورچھل ہلا رہے تھے - بادشاہ نے بعد مزاج پرسی وجہ گذران کی بڑے
حضرت سے دریافت کی - آپنے فرمایا کہ آپ ہی کے بزرگون کا عطیہ ہے کہ جس سے اسوقت تک گذر
اوقات ہو رہی ہے - یہ سُنکر بادشاہ آبدیدہ ہوئے - اسکے بعد حضرت نے وعظ شروع کیا پہلے یہ آیت
پڑھی اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِیْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌ الخ آپنے اِس آیت کے معنی بیان کرکے
بے حقیقتی اور بے ثباتی دُنیا کا بیان اِس وضاحت سے کیا کہ سامعین کی آنکھون مین دُنیا اندھیر ہوگئی
پھر جب آپ عَذَابٌ شَدِیْدٌ پر پہنچے تو وزیر اعظم نے جھک کر آپکے گوش مبارک مین عرض کیا کہ دوزخ اور
عذاب کا بیان بادشاہ سلامت کے سامنے مت کیجئے - بادشاہ کو اس سے رنج پہنچے گا اور یہان دستور
ہے کہ جو عالم اور فاضل وعظ کہنے کو آتے ہین وہ صرف جنت ہی کا بیان کرتے ہین دوزخ اور اُسکے
عذاب کا بیان نہین کرتے مگر بڑے حضرت نے وزیر اعظم کی بات کا کچھ خیال نکیا اور عذاب قبر اور ہنگامہ
حشر اور دوزخ کا بیان ایسی صراحت کے ساتھ کیا کہ جسکو سنکر بادشاہ اور زینت محل اور دیگر شاہزادگان حضار
مجلس بہت متاثر ہوئے اور زار زار رونے لگے - جب وعظ مین دنیا و دون کی بے حقیقتی کا بیان ہوتا
تھا اُسوقت بادشاہ نے کہا کہ مینے بھی کچھ اشعار ترک دنیا کی بابت کہے ہین - اُسوقت بڑے حضرت نے
یہ آیت پڑھی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ یعنی جب قرآن پڑھا

جاوے تو سنو اور چُپ رہو تا کہ تم پر رحم کیا جاوے) اور فرمایا کہ جسوقت کلام رب العالمین کا پڑھا جاوے تو
سننا چاہئیے اور اُسکے بیچ مین دوسری بات کرنا کمال بے ادبی ہے یہ بات سنکر بادشاہ چپ ہو گئے بعد ختم
کرنے وعظ کے بڑے حضرت نے فرمایا کہ اب آپ اُن اشعار کو ارشاد فرمائین مین اُنکا مشتاق ہون۔ وہ اشعار
ایک بند کاغذ پر لکھے ہوئے تھے رزیڈنٹ صاحب بہادر نے اُس بند کو اپنے ہاتھ مین لیکر اشعار پڑھنے
شروع کئے اور ہر ہر بیت پر فرماتے جاتے تھے کلام الملوک ملوک الکلام۔ اُسکے بعد جلسہ برخاست ہوا بادشاہ
نے رزیڈنٹ اور وزیر اعظم کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ آپکو موتی مسجد اور حمام اور ساون بھادون وغیرہ
مکانات شاہی کی سیر کراؤ۔ چنانچہ یہ دونو صاحب بڑے حضرت کے ساتھ ہوے اور حضرت نے کل ہمراہیون
کو ساتھ لیکر جملہ مکانات شاہی اندرون قلعہ کی سیر کی۔ جب وہان سے رخصت ہوکر اپنے مکان پر
پہنچے تو قریب پچاس خوانون کے انواع قسم کی نعمتون اور کھانون سے بھرے ہوئے بادشاہ کی طرف
سے پہنچے۔ اُس مقام دہلی مین بہت سے شاہزادے اور شاہزادیان خاندان شاہی کے آپکے مرید ہوئے
اور مرزا مومن مشہور شاعر اور بہت سے عمائد اور عالم فاضل اور درویش اور عوام مومنین آپکی بیعت سے مشرف
ہوئے۔ ان ایام مین دہلی کے لوگون مین بابت حلت وحرمت اُلّو کے جھگڑا پڑا ہوا تھا۔ کچھ لوگ
اس جھگڑے والے بڑے حضرت کی خدمت مین بھی حاضر ہوئے اور اُلّو کی حلت اور حرمت کا فتویٰ
پوچھا آپنے ایک خوبتر برمحل ایسا جواب دیا کہ سائلین خاموش ہوکر چلے گئے اور وہ جواب یہ تھا کہ
بھائیون مین اُلّوپن کے جھگڑے مین نہین پڑتا مجھے معاف رکھو ؛

۲۹ تاریخ شعبان المعظم کو بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ آپ تمام رمضان شریف قلعہ کے اندر تشریف لاکر
رہین ایک مکان شاہی آپکے رہنے کے واسطے تجویز کردیا جائیگا اور آپکی تراویح اور وعظ مین ہم لوگ رمضان
بھر شریک رہینگے پھر بعد عید کے آپکو رخصت کرینگے۔ ادھر رزیڈنٹ صاحب کا یہ حال تھا کہ ہر ایک
ساتھی سے پوچھتے تھے کہ مولوی صاحب کا کیا نام ہے اور کہان سے تشریف لائے اور کدھر کو جاتے
ہین اسواسطے مولوی صاحب نے یہان زیادہ ٹھیرنا مناسب تصور نہین کیا اور بادشاہ کو معذرت کر بھیجی
اور اسیوقت دہلی سے کوچ کرکے شام کو جمنا پار آکر رمضان شریف کا چاند دیکھا اور وہان سے کوچ
کرکے منزل درمنزل طے کرتے ہوے قریب لودھیانہ کے پہنچے اور کچھ عرصہ تک اپنے منجھلے بھائی مولوی
عنایت علی صاحب کے انتظار مین وہان ٹھیرے رہے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد مولوی عنایت علی صاحب
بھی وہان آپہنچے اور سب ملک منزل درمنزل بمقام ستھانہ ملک یاغستان مین پہنچ گئے۔ سید اکبر بادشاہ
اور لشکر مجاہدین نے بڑی دھوم دھام سے آپکی پیشوائی کی۔ جب مُلکِ ہندوستان مین آپکی فوج وبا

ہجرت کرکے جانیکی خبر ہوئی تو بہت سے لوگ ہجرت کرکے آپکے پاس پہنچگئے بڑے حضرت شب و روز
تعلیم و تلقین اپنے یارون مین مصروف تھے صدہا آدمی فجر کو مراقب بیٹھتے تھے توجہ دیجاتی تھی پھر حدیث
اور تفسیر کا سبق ہوتا تھا۔ اسوقت یہ لشکر سلوک حب ایمانی اور طریقہ نبوی کی تحصیل کی ایک خانقاہ
ہو رہی تھی کیونکہ پنجاب مین اسوقت ایک ایسے عادل اور بے رُو و ریا گورنمنٹ کی عملداری تھی کہ جس سے
کسی طرح مخالفت جائز نہین اور گو ملک کشمیر کی حالت ابتر تھی مگر ستھانہ سے کشمیر بہت دور پڑگیا تھا
اور نیز راجہ کشمیر سرکار انگریزی کی حمایت مین آگیا تھا۔ مولوی عنایت علی صاحب کا مزاج بہت گرم
تھا انہون نے جہانداد خان والی آنب سے بوجہ اُسکی شرارت کے چھیڑ چھاڑ کرنی چاہی مگر بڑے حضرت
نے اسباب کو منظور نہین کیا کیونکہ اول تو وہ مسلمان اور دوسرے سرکار انگریزی کی حمایت مین تھا۔ یہ بات
مولوی عنایت علی صاحب کو ناگوار معلوم ہوئی اسواسطے تین چار سو آدمیون کو ساتھ لیکر بڑے حضرت سے
علیحدہ ہوگئے اور بمقام سنگل تھانہ سید عباس کے پاس جا رہے۔ اس عرصے مین بڑے حضرت کو عارضہ
خناق ہوکر بماہ محرم ۱۲۶۹ہجری چونسٹھ برس کی عمر مین آپکا انتقال ہوگیا۔ چنانچہ آپکی تاریخ وفات یہ ہے
تاریخ ولایت علی رہبر دین حق + بماہ محرم چو شد زیر خاک + بگو از سر آہ سال وفات + شدہ جا بسیرش بفردوس پاک +

بعد وفات بڑے حضرت کے منجھلے حضرت امیر ہوئے مگر ۱۲۷۳ہجری مطابق ۱۸۵۶ء مین اُنکا بھی
انتقال ہوگیا ۱۲۷۴ ہجری مین یہان ہندوستان مین چھوٹے حضرت نے رحلت فرمائی اور اُسکے ایک
برس بعد ۱۲۷۵ہجری مین شاہ محمد حسین صاحب کا بھی عالم بالا کو وصال ہوگیا۔ تب ہندوستان مین
بجائے چھوٹے حضرت اور شاہ محمد حسین صاحب کے مولوی یحییٰ علی صاحب مقرر ہوئے۔ اور کام وعظ اور
درس تدریس وجمعہ جماعت صادق پور اور نیمو ہیہ دونو جگہون کا انجام دینے لگے اور وہان ستھانہ مین
بعد وفات مولوی نور اللہ صاحب اور مولوی مقصود علی صاحب کے مولوی عبد اللہ صاحب پسر کلان مولوی
ولایت علی صاحب کے جانشین اپنے والد کے ہوئے جو غالباً اسوقت تک زندہ ہین ۱۲۸۰ ہجری مطابق
۱۸۶۴ء کے غدر مین مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی احمد اللہ صاحب پسران مولوی الٰہی بخش صاحب
اور مولوی عبد الرحیم صاحب پسر مولوی فرحت حسین صاحب عرف چھوٹے حضرت قید ہوکر کالے پانی
بھیجے اور صادق پور کا کل کارخانہ درہم برہم ہوکر مکانات سکونت تک ان بزرگون کے کھدوا کر پھنکوا دیے
گئے مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی احمد اللہ صاحب کا وہین کالے پانی مین انتقال ہوگیا۔ اور مولوی
عبد الرحیم صاحب رہا ہوکر مارچ ۱۸۸۳ء مین اپنے وطن کو تشریف لے آئے +

تاریخ وفات مولوی یحیی علی صاحب + ۵ چونکہ یحیی علی ستودہ خصال + عالم و زاہد و محدث بود + روح
پاکش گذاشت محبس تن + راہ ملک وصال حق پیمود + ہاتف سال آن از روئے الم + رضی اللہ عنہ فرمود
تاریخ وفات مولانا احمد اللہ صاحب ۵ چو مرد خدا مولوی احمد اللہ + سقیم جزیرہ بحکم نصاری + شب
ماہ ذی الحجہ و بست و ہشتم + ز دنیائے دون شد بفردوس اعلی + بتاریخ فوتش ز فکر د ہاتف + رہا گشتن
مومن از سجن دنیا + تاریخ رہائی اسیران از جزیرہ پورٹ بلیر سے تنے چند از عظیم آباد پٹنہ + کہ بودند
اہل علم و فضل ماہر + برایشان با عبور بحر پر شور + چو شد حکم دوام حبس صادر + از ایشان چند کس مردند در
قید + رہا گشتند باقی ماندہ آخر + بحکم والیسرائے قیصر ہند + کہ دارد بر رعایا رحم وافر + یکے ازان مولوی عبدالرحیم
رست + کہ وصف او نگنجد در دفاتر + چو کردم فکر تاریخ رہائی + مرا بیتے خوش آمد بخاطر + نظیرش کم تواند
یافت آنکس + کہ باشد در فن تاریخ ماہر + پس از طول زمن الحمد للہ + رہا گشتند اسیران جزائر + حروف
صدر بیان سال ہجری + سنین عیسوی از شعر ظاہر +

ملک ہندوستان مین عمل بالحدیث کا چرچا اسی گھر سے شروع ہوا مگر مولوی ولایت علی صاحب اور انکے پیرو لوگ بلا تصنع حنفی المذہب قائل ترجیح بالدلیل کے ہین - یہ لوگ اپنے تئین اہل حدیث غیر مقلد نہین کہلاتے بلکہ اپنے تئین سب سے پکا حنفی المذہب جانتے ہین کل مسائل حنفیہ پر جب تک کہ مخالف کسی حدیث صریح غیر منسوخ کے نہون عمل کرتے ہین - صراط المستقیم اور تنویر العینین سے سید صاحب اور مولانا محمد اسمعیل شہید کا بھی یہی مذہب معلوم ہوتا ہے - یہ لوگ کسی غیر مقلد یا مقلد کو برا نہین جانتے انکا اصل مطلب یہ ہے کہ بذریعہ سلوک راہ نبوت یا ولایت کے توحید و اتباع سنت مین پختہ ہو کر اللہ کی محبت کو حاصل کرنا چاہیئے سو محبت الہی کے حاصل کرنے مین مقلد اور غیر مقلد دونو مساوی ہین اسیواسطے اس گروہ مین مقلد اور غیر مقلد دونو داخل ہو کر تحصیل سلوک کرتے ہین اور کوئی ایک دوسرے کو برا نہین جانتا +

یہ بزرگ اللہ کی راہ مین بیٹھے ہوئے تھے باوجود خاندانی امیر ہونیکے انکی وضع گزران بہت سیدھی سادی اور تکلف سے خالی تھی انہون نے اپنے مواضعات کی آمدنی کو کبھی اپنا روپیہ نہین سمجھا سب کو اللہ کا مال جانتے تھے - ہمیشہ دو تین سو طلبا و مسترشدین انکے ہان جمع رہتے جو دال بھات وغیرہ اہل قافلہ کے لئے پکتا وہی یہ بزرگ اور انکے گھر والے بھی کھاتے تھے - جب مولوی عبداللہ صاحب اور مولوی ہدایت اللہ صاحب اور مولوی عبدالرحمن صاحب پسران مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عبدالرحیم صاحب پسر مولوی فرحت حسین صاحب کی شادی ہوئی تو ایک جوڑا بھی نیا کپڑا دولہا یا دلہن کے واسطے کبھی تیار نہین ہوا پرانے کپڑون کی مرمت کرا کے پہنا دیا کرتے تھے - ان بزرگون کے وقت

مین خیر و برکت بھی عجیب قسم کی تھی فصل کے وقت کچھ غلہ خرید کر کوٹھیون مین بھر دیا جاتا تھا جس کوٹھی مین تخمینا پندرہ یا بیس من غلہ ہوتا اُسمین سے روزانہ پانچ چھ من غلہ دونو وقت خرچ ہوتا اور پھر دو دو اور تین تین مہینے تک وہ کوٹھی خالی نہوتی - باوجود اس کثیر خرچ کے ڈھائی تین سو روپیہ کا غلہ فصل بھر کے واسطے کافی ہوتا تھا - ماہ رمضان مین ایک یا دو بار اس گروہ کے تمام مرد عورتون کی ان حضرات کے ہان دعوت ہوتی قریب پندرہ سولہ ہزار مرد و عورت کے دعوت مین جمع ہوتے لیکن کھانا چھ سات من سے زیادہ نہ پکتا تھا - جب کھانا پک کر تیار ہوتا تو آپ قبل از تقسیم تشریف لاکر دیگون کو اپنے ہاتھ سے کھولکر ایک ایک لقمہ اُسمین سے تناول فرماتے اور اپنے پس خوردہ کو دیگ مین ڈالکر اُسکے مونہہ کو بند کرا دیتے اور برکت کی دعا کرتے اور پھر تاکید کر دیتے کہ دیگون کا مونہہ کھلا نہ چھوڑنا تب تھوڑا سا مونھ کھولکر کونڈون مین ڈالکر کھانا تقسیم ہونا شروع ہوتا پھر اُسمین ایسی برکت ہوتی کہ اُس کھانے سے پندرہ سولہ ہزار آدمی سیر ہو کر کھا لیتے اور کھانا بچ رہتا جو اہلِ محلہ اور قرابت دارون مین تقسیم کیا جاتا +

بڑے حضرت یعنی مولوی ولایت علی صاحب کی مذہبی تصنیفات بھی بہت ہین - اربعین فی احوال المہدیین کے جامع بھی آپ ہی ہین - ایک مشہور رسالہ موسوم بہ عمل بالحدیث بھی آپ ہی کی تصنیف سے ہے - تیسرا رسالہ موسوم بہ تبسیر الصلوٰۃ بھی آپ ہی کی یادگار سے ہے - آپ شاعر بھی بڑے تھے بالبدیہہ شعر کہنے مین آپ لاثانی تھے ایک دفعہ لوگون نے شب برات کی عیدی کی آپ سے درخواست کی آپ نے دو عیدیان اُسیوقت لکھکر حوالہ کردین ایک یہ ہے عیدی آئی شب برات کرو رب سے تم دعا + مُردون کو میرے بخشدے زندون کو اے خدا + پڑھنا نماز رات کا ہرگز نہ بھولیو جب روز ہوے روزہ کرو رب کا تم ادا + (دوسری یہ ہے) آئی شب برات کھلے بدعتون کے در مُردون کو آج حلوا کھلاتے ہین گھر بہ گھر + دیپک چھچھوندرین و چراغان و پھلجھڑی + مثل ہنود طرز وہ والی ہے سر بسر

حصۂ پنجم

مجموعۂ مکاتیب احمدی

سید صاحب کے مکتوبات بھی ویسے ہی پس و پیش اور بے ترتیب اور اکثر بلا تاریخ تحریر کے ہین جیسے آپکے اکثر سوانح - اُس مُتھے مکتوبات مین جسمین سے مین نے یہان یہ مجموعہ مکاتیب لکھا ہے مولانا محمد اسمٰعیل کے بہت سے خطبے اور روز مرہ رپورٹین کارروائی اور نیز بہت سے خطوط مراسلہ رؤساء و خوانین

وخوانین بنام سید صاحب اور نیز سید صاحب کے کدرسہ کر خطوط ہم مضمون ایک ہی رئیس کے نام اور قواعد
مراقبہ و مشاہدہ اور کرسی نامے پیشوایان طریقت وغیرہ وغیرہ شامل ہین مینے بغور اُس مُٹھے کا ملاحظہ کر کے منجملہ
کل متفرق تحریرات کے جو اُسمین شامل ہین صرف ۶۰ مکتوب جو لُبِّ لُباب اُس مجموعہ کے تھے یہان شامل
کر کے اصل مُٹھا اُسی مالک کو واپس کر دیا اب اُس مُٹھے مین کوئی عبارت یا مضمون ایسا نہین ہے
جو اِس کتاب مین نہ آچکا ہوا اور چونکہ یہ مجموعہ مکاتیب احمدی ہے اسواسطے مینے غیرون کے خطوط اور
خطبے و کرسی نامہ وغیرہ اسمین شامل نہین کیئے +

نمبر ا مکتوب از جانب سیّد احمد صاحب بنام مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی از مکۂ معظمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - از فقیر سید احمد بجناب خلائق مآب حضرت صاحب محی السنة قامع البدعة حجة اللہ
علی العالمین وارث الانبیاء والمرسلین شاہ عبد العزیز صاحب دامت برکاتہم - بعد عرض سلام مسنون
و تقدیم تعظیمات و تکریمات و آداب اخلاص عقیدت سمات معروض آنکہ - الحمد للہ کہ فقیر و تمام قافلہ بخیر و عافیت
تمام در مکۂ معظمہ از آخر ماہ شعبان تا وقت تحریر در آن بلدہ امین ہستیم و بعد از حج عزیمت زیارت مدینہ منورہ
داریم اللہ تعالیٰ بعنایت خود حج مبرور و زیارت مقبول نصیب فرماید - امیدوار ادعیۂ وافیہ متبرکۂ آنجناب
ہستیم بفضل اللہ تعالیٰ درین سفر سعادت اثر بشارات و عنایات رفیعہ از درگاہ حضرت رحمان جل شانہ
این فقیر یافتہ است پارۂ از ان کہ انیوقت ضبط آن بقید تحریر میسر است بنا بر تفریح خاطر مقدس آنجناب
و سائر برادران مؤمنین کہ بسامعہ ایشان رسد عرضہ میدہد - درین عرضہ ہم اظہار نعمت او تعالیٰ است
کہ صدورتے از صور شکر است و مرافعہ این عرضہ بنا بر آنست کہ از برکت جناب سامی از جنس عنایات برحال
فقیر ابتدائے آغاز شد و در ترتیب و سلوک عنایتہا مبذول گردیدہ دعا فرمودہ اند بفضل او تعالیٰ نوبت
بہ اینچنین معاملات رسیدہ و امیدواری ادعیۂ وافیہ علی الدوام است تا کہ حق تعالیٰ بمقصد اعلیٰ و مطلب اسنیٰ
رساند و ہدایت و رحمت عامہ کہ شامل جماہیر خلایق گردد چہرہ بر روئے کار آید پس منجملۂ آنہا اینست کہ در
تہیۂ اسباب روانگی از وطن خود بودم و مشاغل کثیرہ بداد و ستد وغیرہ بسیار روبکار میماند تا کہ از صبح نوبت
بہ نیم شب میرسد در ہمان ایام شبی ہمچنین کارے در خانہ خود مشغول بودم و مکان نو تیار مختصر از سعی و
تردد برادران مؤمنین بامداد و اعانت دستہائے نیک مکان بنا شدہ بود در ہمان مکان بودم کہ روحانیت
آن مکان نمودار شد رو بروے من بکمال اندوہ گرفتار و ملال بسیار گریان استادہ چیزے دیگر از مخلوقات
الٰہیہ غیبیہ ہم ہمانجا ظاہر بود روحانیت مسطورہ بسبب اندوہ و اضطراب خود مخاطب آن چیز دیگر شدہ
گفت کہ فردا آقائے نامدار ما را گذاشتہ خواہند رفت و گریہ بسیار بروئے غلبہ کردہ بود کہ قلقش درین نیز اثر کردہ

مرا هم بگریه آورد و با مالک حقیقی خود هم این بنده کمینه را در آن زبان حالتے و وقتے خوش بود بجناب او
تعالی عرض کردم که این همه اُنست و الفت این روحانیت از فضل تست و الا مثل من هزار ها بنده
عاجز اند که کسے آنها را نمی پرسد و مکان ها را گذاشته میروند و آن مکانها بدرد نمی آیند و پروائے نمیکنند
این اُنست و الفت او بنا بر فضل تست و فی الحقیقت این محبت با تست و مکافات و تسکینش
تو خود فرما مرا حکم شد که باشے بگو که ترا بجنت خواهم برد و این خطاب سے هم می شنید لیکن من هم
حکم بجا آوردم و با وے این بشارت گفتم خوشوقت و آسوده گردید و تسکین گرفت و روزیکه از دلمئو
روانه شدیم و در کشتی ها سوار میشدیم چنان مفهوم گشت که کشتی فلانے ازین کشتیها غرق خواهد شد و در آن
کشتی از اسباب مردم بار شده بود برائے این فقیر کشتی دیگر غیر آن معین شده دانستم که اگر تقصیر کسی خواهد بود
پس من هم بوجہے هر چند غفلتے شده باشد و آن تقصیر شامل آمادگی سواری خود در آن کشتی نمودم
از جانب غیب ارشاد شد که احتمال آنرا غرق نخواهیم کرد۔ شکر الهی ادا کرده گذاشتم الحمد لله که همه با سلامت
و حفاظت رسیدند و هرگاه از کلکته روانه شده بدریائے شور رسیدیم و آثار دریائے شیرین منقطع گردید روح
دریائے شور بکمال ابهت و شوکت و دبدبه و طمطراق که حق تعالی او را عطا فرموده است پدیدار گشته با فقیر ملاقات
کرد و بمقابله و مواجهه ایستاده و الفاظ کلامش بیاد نمانده اما اینقدر محفوظ است که رعب و هیبت خود می نمود
و درخواست می کرد که التجائے و تضرعے و انکسارے پیش او کرده شود چونکه گاہے او را ندیده بودم و
او بکمال شوکت و بزرگی پیش آمد از شوکت و ابهت آن متعجب شدم فاما در آنجا بخیال مشاهده ذو الجلال
جل جلاله هم حاصل بود هرگز غیبتے و غفلتے از آن سو نبود چون هیئتش دیدم و درخواست او معلوم
کردم رعب و ترس آن اصلا در نفس من اثر نکرد و پروائے آن ننمودم و در جواب آن گفتم که من و تو هر دو بنده
خدا تعالی هستیم مرا از التجا بتو چه کار هرگز بسوے تو التجا نخواهم برد بلکه تو و من و آسمان و زمین و مور چها بدست
قدرت مالک خود یکسان هستیم و مدح و ثنائے و عظمت و کبریائی حضرت حق جلت عظمته بیان نمودم
آن روح این بیان شنیده از مواجهه ام رفت فاما نا شادان معلوم می شد و آنوقت که جهاز بمقامے رسید
که به قاب و قمری معروف است و آن مقام مشهور است که در جهاز ها تزلزل و خطرات بسیار می شود
و جائے مخوف است در جهاز ما هم جنبشے پدیدار گردید مردمان را بسبب دوران وغیره اضطرابے در تنجر
پیدا شد باوجودیکه جهاز ما بس فراخ و پهنا در و گران بود حتی که در جاهائے دیگر سرش مردمان نشستن را
هرگز محسوس نمی شد آنوقت تجلی نمودار شد که از جانب معرفت وارشاد شد که اگر ترا غرق کنم چه خواهی کرد
و کدام کس خواهد بر آورد عرض کردم که خداوندا اگر غرق شدن من پسندیده تست مرا غرق کن و تمام عالم

مرا خواهد که بگیرد و برآرد و دستگیری من کند هرگز راضی برآمدن نیستم و دست خود بدست کسی نخواهم داد کیفیت
که به تبسم توان گفت نمودار شده فرمود که شناور نخواهم نمود چونکه جهاز محاذی بندر عدن رسیده لنگر
کرد و آن روز پنجشنبه ناخدای جهاز از جهاز فرود آمده به بندر مذکور گرفته و این فقیر درخواست نزول از
جهاز کرد که فردا روز جمعه است و این زمین عرب است نماز جمعه در اینجا گذاریم و فقیر را ترددی بود که احیانا
اهل قافله را خصوصا زنان را بسبب غیبوبت فقیر رنجی و تعبی خواهد رسید در فرود آمدن خود متردد
بودم شب جمعه مرکبی دیگر بنظر آمد و آنروز دوربین میدیدم و اندیشه آن بود که مبادا قزاقان و قطاع الطریق
باشند و مسموع شده بود که گاهی قزاقان و قطاع الطریق بر مسافران یورش می کنند و غارت می نمایند
همچنین خلجان بخاطر گشته بود حفاظت و صیانت بهرحال مرجو و مدعوا از جناب ایزدیست و در فرود آمدن
از جهاز تردد زائد بهم رسیده بود که از بارگاه بی‌نیاز مطلق ارحم الراحمین جل شانه بشارتی یافتم باین مضمون
که تو بعدن برو و اینها را بما گذار یا بسپرد ما کن و درین بشارت هرچند اهل قافله که در آن جهاز بودند
همه شامل بودند لیکن خصوصیت اقربا و لواحق این عاجز زائد از دیگران در آن بشارت فهمیده می شد
صباح جمعه که بزورق سوار شده متصل کوه عدن بکناره رسیده بعد ادای چند رکعت نفل دعا ها کردم
بحمد الله اجابت از آن سو متوجه بود و مژده ها رسید یکی از جانب غیب بحال کسانیکه همراه فقیر بودند
عنایت خاصه بطوری متوجه شد که آنرا به پوشانیدن خلعتهای فاخره که از خوشنودی و رضای وافره است
تعبیر توان کرد و این حقیقت مشاهده فقیر بتفصیل می شد و رحمتی تدریجا از اینها بعازمان حج که در آن
جهاز سوار بودند من بعد بسائر سواران جهاز که اهل قافله در آنها بودند من بعد بتمام ملاحان بر دست
فقیر متوجه شده که مضمونش بخشش و غفران بود و همه اینها مفهوم میگشت و سابق از این دعای بر زبان
فقیر اجرا فرموده بودند که حاصلش این بود که این دیار و ملک و جوار تو و پیغمبر تست صلی الله علیه وسلم
و ما را بفضل خود در اینجا رسانیده پس عنایتی فرما الفاظ بعینها محفوظ نیست فاما همچنین بود بعد از آنکه این
معنی معروض گردید اجابتش ظاهر شد و نیز به نشر هدایت در ملک عرب از دست فقیر و رسیدن آثارش
تا اقالیم روم بمردمان مژده ها میرسید و بشارت خاصه در حق این فقیر چنان بود که بکمال محبت و مودت
خاص ارشاد شد که تو هرجا که خواهی برو در پناه هستی و مطلبش چنان می فهمیدم که چنان غور و پرداخت
بپاس خاطر و تعهد و تکفل هر کار وعده کرده بود مقتضای عموم و فرط کرم از کریمان می باشد همچنین
آن اکرم الاکرمین جل مجده حسب عظمت و علوشان در حق این فقیر وعدهٔ احسان و اکرام فرموده
در اینجا قریب یکماه توقف شد مردمان بسیار در آنجا بیعت می کردند روزی پیرمردی کم بین و [illegible]

آمده بجناب ایزدی التجاے عجیب میکرد و شرمندگی خود و ترس از معاصی و ذنوب میگفت باعتقاد سے که
مالک القلوب والابدان در ویش را راسخ بود و توسط و توسل باین فقیر می نمود و درخواست دعا می کرد و
جوش رحمت الٰہیه درآنوقت اولاً بحال آن پیرمرد که صراحةً معائنه می شد که او را بجانب سعادات الٰہیه
فوراً بردند ثانیاً عموم و شمول آن معلوم می شد تا که در جوش رحمت دریافت شد که هر که امسال حج خواهد کرد
بسبب تو بنابران که تو در آنها خواهی بود همه را بخشیدیم و چونکه جهاز محاذی یلملم رسید و استعداد احرام
کردیم فقیر غسل می نمود و چندے از رفقا غسل میدادند و اعانت دران کار میکردند مغفرتے و بخششے
در حق ایشان که این عمل می نمودند معلوم شد که همه آنها آمرزیده شدند من بعد که وقت تلبیه رسید شخصے
در آن مجمع سبقت کرده به تلبیه آواز خود را بلند ساخت عنایتے بانجمعے در رسید که هر که پیش از تو تلبیه می گوید
تلبیه ایش را ما نمی شنویم ـ و روز حصول شرف سعادت دخول در مکه معظمه هرگاه که از بیرذی طوی گذشته
متوجه گرداشدیم تا از ان راه در آئیم حالتے عجیب بر این فقیر بود که شرحش متعذر است طاری و نمودار بود حتی
که بر همه حضاران آن واقعه اثرش نمایان می شد لبیک که میگفتیم و این گفتن مثل البته و مشافهه صریح بود
و اجابت و قبول آن میدیدیم و در دعائے آنوقت فتحے شده بود که بخوبی تمام مطلب عرض میکردم و در آن
حال این مضمون به تعبیر عجیب از زبانم آسان شد که مردم باشند گنهگار و شرمنده از بلاد دور دست بجرم و
نامن تو رسیده اند و اینها را من آورده ام و چنین و چنان خواهند در آنحال عجیب بشارت حیرت افزا
پیش آمد باین کیفیت که اینها را چه گفته اید یعنی آنها خود مستحق کمال رحمت و عنایت اند و خصوصیتے
می دارند اشارتے رحمانی بود که شرح و تفصیلش همین است و این لفظ یاد است که ما خود از سند گرفته تا
اقصاے بخارا بخشیدیم و آمرزش فرمودیم من بعد در خاطر وسوسه رسید که اما این عنایت مختص باحیا است
یا اموات هم داخل اند گویا رحمتے متوجه بفقیر شده ممانعت ازان می کنند که تخصیص را گمان میبر رحمت عام
را خاص بکن من بعد دیدم که مردگان را آمرزشے رسیده بود و آنانکه بر بحے گرفتار بودند رهائی و مخلصی یافته خوشوقت
می شدند و این مغفرت عامه بتمام مؤمنین رسیده هر کرا در دل ایمانے گو ضعیف شده باشد از ین مغفرت
محروم نمانده در لیلة القدر رمضان شریف دعاها بسیار عموماً و خصوصاً کرده شد و اجابت را متوجه آن
دعاها دیدیم که همه را قبول در رسید حق تعالیٰ آثار آنرا بوقوع آورده جلد تر جلوه گر فرماید همه مسلمین بدیدن آن
مسرور و شادان شوند و مسرت خاطر اقدس آنجناب هم که این عرضی بمسامع شریفه خواهد رسید متوقع و
مرجو است چه اینهمه بشارات اند و ثمرات و توجهات جزئیه و ادعیه نبیله آنجناب ست و آینده را ترقیات
ببرکت ادعیات ذاکیات امیدوارم و رجاے واثق است که دعاها فرموده باشند و فقیر و تمام معتقدین

مخلصین در اماکن و اوقات متبرکه دعا ها میکنند الله تعالی اجابت فرماید- انه علی کل شئ قدیر و بالاجابت جدیر- زیاده بجز آداب چه عرض نماید- والسلام والاکرام *

(نمبر ۳) نقل خط مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی بنام منشی نعیم خان صاحب

بسم الله الرحمن الرحیم- منشی صاحب عالی مراتب زبدهٔ اهل اخلاص خلاصهٔ ارباب اختصاص سلمه الله تعالی و نزول علیه برکاته فی الدنیا والآخرة- از فقیر عبد العزیز بعد از سلام مسنون با دعاے خیر مقرون بر ضمیر صفا پذیر واضح و لایح باد که رقیمه بهجت ضمیمهٔ ایشان مع خط میر سید احمد صاحب نفع الله به المسلمین بملاحظه در آمد و سوال نیز مفصل دریافت شد- صاحب من همین قسم قصه در وقت حضرت سید الطائفه جنید بغدادی رحمة الله علیه ببعضے یاران ایشان را پیش آمده بود که علو مراتب خود بر ایشان مکشوف می شد و وعده هاے دور دراز از غیب بر ایشان ورود می نمود- مردم همین استفسار نمودند سید الطائفه فرمودند که تِلْكَ خَيَالَاتٌ تُرَبِّي بِهَا أَطْفَالُ الطَّرِيقَةِ یعنی این خیالات بے اصل نیست یعنی از جناب خدا برائے تربیت طفلان طریقت که تابع شخصے می شوند و آنها را دعوت بسوئے خدا می کنند اتفاق می شود مانند آنکه طفلے را که در مکتب می برند استاد او یا مادر و پدر او را مواعید عمده می دهند که برائے تو حلقه ساخته ایم و شیرینی آماده کرده ایم و خلان نعمت بتو خواهیم داد و از تو بسیار خوش و خورم هستیم و لوح سیمین در کنار تو خواهیم نهاد و علی هذا القیاس از کبرا و اولیا و سابقین مثل غوث الاعظم قدس سره و دیگر بزرگان وعده هاے مغفرت و رحمت تابعان و مریدان بطفیل ایشان نظر رحمت بر سائر خلائق منقول شده و آن همه وعده ها صادق بر آمده و در حدیث مشهور وارد شده در حق چهل ابدالان که در زمین هست هیچ زمانه ازان خالی نمی باشد که بِهِمْ يُمْطَرُونَ أَهْلُ الْأَرْضِ وَبِهِمْ يُنْصَرُونَ وَبِهِمْ يُرْزَقُونَ- یعنی مردم زمین را بطفیل ایشان باران می بارد و نصرت و رزق حاصل می شود پس چه تعجب است که میر سید احمد را بعضے ازین مراتب حاصل شده باشد و بالقائے معاصران ایشان را اثرے ازان رسیده باشد غرضکه انکار را معنی خوب نیست بلکه انتظار باید کشید که حق تعالی آثار این مواعید را بر منصهٔ ظهور جلوه گر سازد و پس انهمه صادق اند زیاده بجز ترقیات دارین چه نوید *

(نمبر ۴) اعلام از جانب امیر المؤمنین سید احمد صاحب

بسم الله الرحمن الرحیم- سپاس بے قیاس و ستایش نیاز آساس مر حضرت خداوندی را جلت عظمته و عمت رحمته که مومنان پاک و مسلمانان چست و چالاک را بفرمان واجب الاذعان فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ مخاطب فرموده و منافقین بد نهاد و معاندین پر فساد را وعید

شدید قُل لن تخرجوا معی ابداً ط انکم رضیتم بالقعود اول مرة فاقعدوا مع الخالفین ۝ معاتب نمود- وہزاران ہزار بلکہ بے حد وشمار از اصناف درود وسلام بانواعِ خضوع واکرام بر رہنمائے جمہورِ انام وپیشوائے ہر خاص وعام کہ باداے مضمون نعمت مشحون آیۂ وافی ہدایہ یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیھم وماوٰھم جھنم وبئس المصیر مامور است وباجرائے مفاد حکمت بنیاد کریمۂ سیاست ضمیمہ لئن لم ینته المنٰفقون والذین فی قلوبھم مرض والمرجفون فی المدینة لنغرینك بھم ثم لا یجاورونك فیھا الا قلیلاً ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلاً ط موعود بر کافہ آل واصحاب وسائر اتباع واحباب کہ بتحسین شرافت آمین ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله مشرف گردیدند وبکلام بشارت التیام واخری تحبونھا نصر من الله وفتح قریب ط وبشر المؤمنین ۝ مبشر- اما بعد می گوید بندۂ پروردگار خادم دین سید الابرار خیر خواہ کافۂ مسلمین متلقب باسیر المؤمنین کہ این اعلامے است عام بخدمت جمیع اہل اسلام خواہ اشراف کرام باشند خواہ اجلاف گمنام- خواہ از علمائے کبار باشند خواہ از عوام خاکسار خواہ از اراکین ذوی الاقتدار باشند خواہ از مساکین ذوے الاضطرار مشتمل برین معنی کہ مقصودِ خالق این جہان از خلقت نوع انسان اشتغالِ ایشان ست بعبادت رب وا طاعت سید عرب نہ استغراق ایشان در مشاغل لہو ولعب ومحافل نشاط وطرب- اصل کمال لایزال تحصیل رضائے رب ذو الجلال است نہ تکمیل مناصب جاہ وجلال وترفیع مراتب عز واقبال وتطویل وساوس امانی وآمال وتوسیع خزائن مال ومنال- سرمایۂ سعادات جاودانی وراحت دوجہانی اکتساب مدارج وجاہت وجلالت است بحضور ملک دیان ومالک زمین وزمان نہ امتیاز نام ونشان درمیان اخوان واقران- ہرچند شعار بندگان عبودیت کیش وپرستندگان انقیاد اندیش ہمین است

که در هر حال با طاعتِ مالک لایزال موصوف باشد و در هر آن بتحصیل رضائے خالقِ
زمین و مکان مصروف و بهزار دل و جان بمحبّتِ خلّاق انس و جان مشغوف باشد و
با یثار محبّت او بر محبت هر محبوب و ترجیح طلب او بر طلب هر مطلوب - در میان اهل زمان
و ابنائے دوران معروف قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى - اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْا
اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (و
قال تعالى) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ط اما حصول این مرتبۂ اخلاص و منصبِ اختصاص به نسبت جمیع افرادِ عالم
و احادِ بنی آدم متعسّر الحصول بل متعذّر الوصول است لیکن بر ذمۂ هر خاص و عام که مدعیِ دین اسلام باشد اینقدر
لابدی است که در وقتِ معارضۂ نور و ظلام و مقابلۂ کفر و اسلام غیرتِ ایمانی را کار فرمایند و بر مقتضائے
حمیتِ اسلامی عمل نمایند که هر که در امثالِ این احوال هم جانِ خود را در سلکِ انصارِ حق منسلک نگرداند
بیشک مراتبِ نفاق و شقاق خود را بدرجۂ قصویٰ رساند و هر که درینصورت نیز از تائیدِ دین پهلو تهی کرد لاز
داغ مخالفت رب العالمین بر جبینِ فساد آگینِ خود زد و هر که بدین تقدیر هم ازین معرکه روپوش گردید
یقینًا جان خود را از دائرہ ایمان بیرون کشید قال الله تعالى اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ (و قال تعالى) وَجَآءَ
الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ و هر که در مقدمۂ دین ملکِ علّام انتظار غلبۂ جنود اسلام کشید بالتحقیق در
در درکات متربصین لئام و متربصین بد انجام رسید - قال الله تبارک و تعالى هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ
اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ
بِاَيْدِيْنَا فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ و آنچه در دلِ خداع منزلِ اهلِ شک و ریب ارباب مکر و
فریب خطور میکند که بهم رسیدن اسباب حرب جنگ از جنس توپ و تفنگ و اجماع عساکر هزاران هزار
و قرائن بے حد و شمار از شروطِ اقامت جهاد است و فقدان آن باعثِ عذر عباد - پس این خیالے است
پر اختلال و وهمے است سراسر باطل و محال زیرا که حاکمِ عظیم آمر حکیم در باب جمع ادوات مقابله و اعدادِ آلات
مقاتله همین قدر فرموده وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ الخ و نفرموده وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مِثْلَ
مَا اَعَدُّوْا لَكُمْ بلکه فرموده اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا الخ و در باب جمع عساکر فرموده كَمْ مِّنْ فِئَةٍ
قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ و نیز فرموده فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ

یجب [illegible] قیاس [illegible] ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم وان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم
من بعدہ وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون ونیز فرمود یا ایها النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من
المؤمنین ونیز فرمود فقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک وحرض المؤمنین وتخمین
بعضے از ملایان ابلیس تمیز و درویشان تلبیس اندیش بنابر اغوائے تلامذہ و مریدین بلکہ اضلال
جماہیر مسلمین بپاس خاطر امرا و سلاطین نیابۃً عن الدجاجلۃ والشیاطین داد تزویر و ریب آمیز در رعایا
تکثیر فریب انگریزی و ہند وتہدے از شبہات نا[illegible]ع در ضمن چندے از کلمات نامطبوع بر مخاطبین
القاء و در تابعین انتشاء می کنند کہ جہاد لسانی افضل از جہاد سنانی وجہاد نفسانی اکمل از جہاد جسمانی
تادیب عباد اولی از تخریب بلاد ترغیب موافقین اعلی از ترہیب مخالفین تعمیر مساجد بہتر از تخریب
مفاسد فتوا صادر جدید خوشتر از مجادلۂ رقیب مکالمۂ دلجان آلذ از مکالمۂ سیف و سنان۔
مجالست محبوب احب از مخالفت مغضوب منادمت احباء انفس از ملازمت اعدا مسامرۂ صحابہ
ارفع از مجاہرہ مسابقہ مواسات مصائب مجموع مساکین انفع از مقاسات متاعب جنود شیاطین
وامثال آن از سکا[illegible] لیل ہست و دعاوی بے دلیل۔ قال اللہ تعالی یا ایها الذین آمنوا
ان کثیرا من الاحبار والرهبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون
عن سبیل اللہ۔ وقال اللہ تعالی اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم
تتلون الکتاب افلا تعقلون (وقال اللہ تعالی) یا ایها الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند
اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون ۝ ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانهم بنیان
مرصوص ۝ (وقال اللہ تعالی) اجعلتم سقایة الحاج وعمارة المسجد الحرام کمن آمن باللہ
والیوم الآخر وجاهد فی سبیل اللہ لا یستوون عند اللہ ط واللہ لا یهدی القوم الظلمین
الذین آمنوا وهاجروا وجاهدوا باموالهم وانفسهم فی سبیل اللہ اعظم درجة عند
اللہ واولئک هم الفائزون یبشرهم ربهم برحمة منه ورضوان وجنات لهم فیها نعیم
مقیم خالدین فیها ابدا ط ان اللہ عنده اجر عظیم (وقال) قل انفقوا طوعا او
کرها لن یتقبل منکم انکم کنتم قوما فاسقین ۝ بالجملہ تفضیل جنود مجاہدین بر جموع قاعدین
منصوص آیات قرآنی ہست و مدلول بینات فرقانی۔ و معارضۂ آن بوسوسۂ باطل از وسمۂ صدق
عاطل ناشی محض از تخیلات نفسانی ہست و تسویلات شیطانی۔ (قال اللہ تبارک و تعالی) لا
یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاهدون فی سبیل اللہ باموالهم

وَأَنفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً
وَرَحْمَةً ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ پس کسیکه مساعی جهاد را قبیح کند یا مشاغل دیگر را ترجیح
دهد و در خدمتگذاری حق سست باشد و در پاسداری غیرت حق چست [illegible] افران عیبو باشد و
در غزادیان صبور — براہانہ معاندین نفسانی مسابقه کند و در اعانۀ مجاهدین مساہله پس همو نست
اثم و گنهگار و ظالم و ستمگار و از بارگاه حق مطرود و مردود و بوعید شدید ثبت بالی القرآن والقرآن
یلعنه و رب مصلٍّ والصلوٰة یلعنه موعود — (قال الله تعالی) قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ
وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ
كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا
حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (وقال تعالی) أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ
الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ لَا
يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ [illegible] سرداران و سر [illegible] و بهار بهر
زمان و مکان [illegible] جانفشانی
[illegible] بیابانی بالمدوادی و در دست سرگردانیم و در [illegible]
نه جان در بدن داریم نه سر بر تن جگر پاش پاش و دل قاش قاش — سینه چاک و دو دست
یکدست بدامان حبیب و دست دیگر بگریبان رقیب و امثال آن از حکایات جور و لطف و شکایات
عشق و شور آن هم در گوشهٔ عافیت مجرد وهم و خیال فقط شعبدهٔ قیل و قال و در میدان مردان تا سر آیم
ثبوت صدمقال و ظهور حقیقت حال انهمه جز بے زبانی است و آن همه جانفشانی — اینهمه حکایات است
و اخبار و این سراسر صداقت و اظهار آن همه تکلف و تملق و این سراسر تحقیق و تعلق — الغرض چون
ما مردم که بندگان پروردگاریم و امتیان رسول مختار بے شک و شبهه اسلام میداریم و جان خود را
در محبت ایشان می شماریم چون کلام الله را بحقیقت ناطق و متقیم و رسول الله را صادق لامحاله لله فی الله
امتثالا لامر الله کمر همت بستیم و اتباعا للسنة رسول الله از خشت سفر پیوستیم و در بلاد هند و سند و خراسان
دور و سیر نمودیم و در تمامی آئین سیاحت کوه و دشت فقط طالب خیر بودیم — آخر الامر در تمشل بلاد دور دست
گردیده و تمامی این کوه و دشت نوردیده در او طان یوسف زئی رسیدیم و براد ائے این عبادت
عظمی ایشانرا باعث گردیدیم آن مخلصین احباب و متوطنین بلاد ارتیاب بمشارکت این فقیر و مشارکت
دین رب قدیر اختیار نمودند و درین میدان از سایر اخوان گوئے سبقت در ربودند و گرم و سرد

[illegible]

آمد و رفت چشیدند و نشیب و فراز فتح و شکست دیدند چنانچه تا حال درہمین معنی سرگرم اند و چالاک و بلند عزم
اند و بے باک. بالجملہ با مردم تا جان در بدن داریم و سر برتن مشغول ہمین کار و باریم بصد حیلہ و فن۔ اما بصد
زبان شکر حق بجا می آریم کہ با طاعت مالک خود شغل داریم و محض طالب رضائے حق ہستیم و از غیر او چشم و
گوش بربستیم و از دنیا و ما فیہا دست بر داشتیم و محض لوجہ اللہ علم جہاد برافراشتیم از طلب مال و منال و جاہ و جلال
و امارت و ریاست و حکومت و سیاست ہیچ نجستیم و ہرگز طالب غیر حق نیستیم۔ ہاہم ہر چند عاجز و خاکسار
و ذرۂ بیمقدار اما بالاشک بمحبت حضرت حق مست و سرشار و از محبت غیر حق بالکل دست بردار۔ نہ با
کسے از امرائے مسلمین منازعت داریم و نہ با یکے از رؤسائے مومنین مخالفت۔ با کفار لیام مقابلہ داریم نہ با
مدعیان اسلام۔ صرف با درازمویان (اس سے قوم سکھ مراد ہے جو سر پر بال لمبے لمبے رکھتے ہیں) مقاتلہ
نہ با کلمہ گویان و اسلام جویان و نہ با سرکار انگریزی مخاصمت داریم و نہ ہیچ راہ منازعت کہ از رعایائے او
ہستیم و بحمایتش از مظالم برآیا۔ چنانچہ ہمین معنی معلوم ہر خاص و عام است و مسلم طوائف انام لیکن حیف
صد حیف کہ سردار پشاور ہرگز ازین معنی نفہمید و از نظر حق شناس اصلا ندید و سخن ما بہیچگونہ بگوش ہوش نشنید و
ندے از ایمان بوجہ من الوجوہ بکام جان نچشید بلکہ بوئے از غیرت اسلامی نشمید از . باکہ مجاہدین مثل
وحوش ... در پے تفریق مجامع مسلمین ہرسو دوید چنانچہ عادت قدیم اوست کہ در تفریق جموع مجاہدین
بنا بر تائید جنود معاندین مساعی بلیغہ بجا می آرد و آنرا از کمالات فراست و کیاست خود می شمارد چنانچہ
ہمین معنی بکرات و مرات از و بمنصۂ ظہور رسیدہ و بحضور جمعے کثیر و جمے غفیر از مومنین این دیار و مسلمین این
اقطار این افحش اعمال و اقبح افعال از و صادر گردیدہ آنچہ در مصاف وزیر فتح خان با کفار اشرار و معارک
سردار عظیم خان با فجار نابکار از و واقع گردیدہ معلوم ہر خاص و عام و مشہور درمیان جمہور انام است کہ بیخ
کفر و عناد و فسق و فساد بجد و جہد تمام در دار الاسلام نشانید و خاندان سلطنت و خلافت و دودمان
امارت و جلالت و جنود مجاہدین بلکہ جموع مسلمین را در بلاد دور دست و اطراف کوہ و دشت بے سر و
سامان و پراگندہ و پریشان گردانید۔ قتل الوف اہل اسلام و ہتک صنوف حرمات انام و سائر قبائح
اجرام کہ از کفار لئام بہ نسبت ہر خاص و عام صورت بست ہمہ در کتاب اعمال او مکتوب گردید و تخریب
مساجد ہزاران ہزار و تحریق معابد بے عد و شمار و لحوق انواع مذلت با راکین ذوی الاقتدار و اصناف
مضرت بمساکین ذوی الاضطرار و اقسام ظلم و فساد و اجناس بغی و عناد کہ از دست کفرۂ متمردین بر سر
کافۂ اہل دین گذشت ہمہ در حساب افعال او محسوب۔ ہمچنین درین نوبت ہم چون اجتماع غازیان
جلادت شعار در رفاقت این عاجز و خاکسار بنا بر اعلائے ملت پروردگار و احیائے سنت سید مختار پیش

گردیده وقتِ مقابله و مقاتله و محاربه و مضاربه در پیش رسیده بود این سردارِ مذکور هر چند از ابتدائے ظهورِ این
نور در دل حسد منزلِ خود عزمِ مخالفت میداشت و در سینهٔ پر کینه تخمِ منازعت میکاشت - آخر الامر در
مثلِ اینوقت که هنگامِ تموجِ امواجِ بحرِ جنگ بود و تغلغلِ اصواتِ توپ و تفنگ داد عداوت و نفاق در
داد و اساسِ شقاوت و شقاق بر نهاد و عسکرِ مسلمین را تفریق ساخت و مقدمهٔ جهاد را در تعویق انداخت
و نرد دغا و دغل در باخت و بنیانِ کفر و فساد را بزعمِ خود محکم کرد و بنیادِ اسلام و جهاد را متزلزل و ریاست
باطله را منتظم نمود و امامت حق را متخلخل علاوه برین آنکه آنچه در هلاک این خاکسار و اتلاف این فدهٔ بمقدار
جد و جهدِ موفور و سعی نامشکور بکار برد و آنرا از جمله حق شناسی پدر خود شمرد جمعے را از غداران نهانی و مکاران
پنهانی درهمین کار و بار شب و روز دوانید آخر الامر نوبت بدادن زهرِ جگر سوز رسانید غرضکه لطفِ رب خبیر
بحالِ این عاجزِ ضعیف مبذول بود و قهرِ مالکِ قدیر در حقِ بدخواهان این نحیف بسانِ سیفِ مسلول -
اگر بهمان کفالتِ ربانی و حمایتِ رحمانی شاملِ حالِ این خسته بال نمیشد فی الحال بکمالِ استعجال دیوانه وار
لباسِ ظهور ناسوتی میدریدم و پروانه وار در اساسِ نورِ ملکا[illegible] - غرضکه این جابرانِ ناانصاف
و ظالمانِ باعتساف بقدرِ استطاعتِ خود در احکامِ این [illegible] از دقائقِ فساد
در حقِ این ضعفِ عباد فرو نگذاشتند خیر آخر گذشت آنچه گذشت - اما عجب [illegible]
زائد از یکسال گذشت ازین قبائحِ افعال دست بردار نمی شود و بهمین راه لیل و نهار میرود چه [illegible]
که برائے قتل و نهیبِ مجاهدینِ هندوستان نه برانگیخت و آبروے بسیارے از دوستانِ فقیر بریخت - و سدِ
راهِ وصولِ مصارفِ مجاهدین گردید و در ایذائے مجمعِ مسلمین چپ و راست دوید - الله الله محبتِ
کفرهٔ فجره چه بلا استیلا گشت که از راهِ اسلام بر ملا برگشت و در موالاتِ کفارِ نابکار چه چست و چالاک است
و در معاداتِ مؤمنین ابرار چه سفاک و بے باک در ایفائے مواعید کفرهٔ متمردین بنهایت سرگرم است و در
اخلافِ مواثیقِ اهلِ دین بغایت بے شرم اعانتِ رؤسائے کافران را از آثارِ ریاست میشمرد و اهانتِ ضعفائے
مسلمین را از احکامِ سیاست بمحبوبیتِ کافرین تبختر می نماید و باخوتِ ابرار آن فاجر لعین بغایت تکبر - از کار
حقوقِ مجبول منافی فتوت می شمارد و ادائے حقوقِ رسولِ مقبول مخالفِ مروت - عجب است که با وجود
ادعائے اسلام در بدخواهی سیدالانام و خیر خواهی ملتِ کفرهٔ لئام به نسبتِ کفارِ بد انجام هم سابق تر است
و در ایذائے عباد و مبالغتِ جهاد و اشاعتِ فساد از اهلِ کفر و عناد فائق تر - و آنچه بنا بر تسلی طفلِ ساده
لوحان صاف طینت و سینه صافانِ ساده طویت در مقدمهٔ موالاتِ آن کافرِ روسیاه بمقامِ عذرِ گناه
بدتر از گناه یعنی اظهار میکند که موالاتِ کافر لعین محض برائے حفاظتِ شعائرِ دین است و صیانتِ

دماء و اموال و اعراض مسلمین این هم نوعے است از خدمتگذاری ملت اسلام و قسمے است از پاسداری شریعت
سید الانام پس این اضلالیست سراسر تلبیس و اغوائیست سراپا تدلیس پاس احکام دین خود
کسے می دارد که بحفاظت شعائران اینقدر همت می گمارد و در قتل نفوس و نهب اموال و هتک اعراض
مسلمین خود چه قصور می فرماید که برائے صیانت آن این مداهنت و فتور می نماید مگر صیانت مومنین
عباد از تعدی کفار بدنهاد از جمله شعائر دین و تخریب بلاد و اشاعت فساد به نسبت ضعفاء عباد
محض بنا بر عداوت و عناد از اوامر شرع مبین یا امر اول از احکام حضرت حق است و ثانیا از منهیات
عند حق ما اوامر او تعالی مسموع است و نواهی او غیر مسموع قال الله تبارک و تعالی وَاِذْ اَخَذْنَا
مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ
تَشْهَدُوْنَ ۝ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۤءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ
تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۝ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ
اِخْرَاجُهُمْ ط اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاۤءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ
مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ
عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ علاوه برین آنکه اصل خیرخواه شرع مبین جناب سید المرسلین است صلی الله علیه وسلم پس
تفوق بر ایشان در مقدمات دین از علامات منافقین انی لاعلمکم بالله واتقاکم له حدیثیست ماثور و
کلام سعدی شیرازی ؎ بزهد و ورع کوش و صدق و صفا + ولیکن میفزائے بر مصطفی مثلے است مشهور
و ظاهر است که آنجناب بجهت خوف حقوق نصرت معاندین بشعائر دین جماهیر مسلمین گاہے در مقدمۂ
اقامت جهاد و مقابلۂ ارباب کفر و عناد مساهله نفرموده اند و ترک آن اختیار ننموده اند بلکه وصول منافع و مضار دنیویه
را بنسبت دین متین اهل دین بر تقدیر رب العالمین تفویض نموده اند ما همه را این لازم که راه رهنمائے خود را محکم
گیریم و اتباع پیشوائے خود صلعم (قال الله تبارک و تعالی) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ بالجمله حال نفاق مآل سردار مذکور بحدے رسیده است که نزد هر
دانائے هوشیار و عاقل تجربه کار قیام جهاد بدون استیصال[1] امثال این اهل فساد صورت نه بندد بنا بر
علیه نگارش کرده می شود که قتل و قتال او و اتباع او نوعے است از ازاله فساد بلکه هتک و استیصال ایشان
قسمے است از اقامت جهاد و بمقابلۂ ایشان مامور یم و در مقابلۂ ایشان ماجوریم مبارز عسکر یا غازی است
از جنود مهر و مقاتل لشکر ایشان عاصی است عند الله شهید یا مقبول است میمون و قتیل ایشان مطرود
است و ملعون و این حکم ثابت است باصول اربعه اسلامیه یعنی بکتاب و سنت و اجماع و قیاس اما کتاب

[1] از بیخ برکندن ۱۲

پس میگوئیم که سردار مذکور در قسمے از اقسام منافقین داخل ست که قتل و قتالِ ایشان منصوصِ حضرت خلاقِ جل وعلا
و منطوقِ آیاتِ مالکِ بالاستحقاق اما اینکه واز جملهٔ منافقین ست از بس که موالات با کفارِ بدانجام و مواخات
با فجارِ لئام بحدّے میدارد که آثارِ آن هویدا و آشکار ست کالشمس فی رابعة النهار و همین موالات علامت
نفاق ست (قال الله تبارک وتعالی فی سورة النساء) وَبَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا
الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ و اما اینکه و در قسم مذکور داخل است
پس بیانش آنکه حضرت ملکِ علام در کلامِ هدایت التیامِ خود چند اقسام از منافقینِ لئام مذکور فرموده
از انجمله بعضِ ایشان را ذکر کرده که اگرچه در دل قوتِ ایمانی و محبتِ رحمانی می دارند اما هیچ مضرتے بر و سای
ارکین یا ضعفائے مساکین میرسانند بلکه بنا بر ظهورِ سطوت و عسکرِ اسلام و وفورِ صولت اتباع سید
الانام مرعوب گردیده جبرا و کرها بظاهر در سلکِ مسلمین منسلک اند و بباطن در محبتِ شیاطین منهمک
و قومے دیگر را از ایشان مذکور فرموده که بتدبیرات [illegible] آمیز تزویراتِ نفاق انگیز در بدخواهی اسلام
و خیرخواهی کفار لئام جد و جهد مو[illegible] مشکور بجا می آرند و آنرا باعث
حفاظت و صیانت خود از تخریب معاندین نابکار و تشریب مجاهدین اخیار [illegible] وقت محاربه
و مضاربه میسر میشود پس در آنوقت در اعانت کفار بدانجام و اهانت جنود اهل اسلام میکو[illegible]
مستمره سردار مسطور ست پس در حق این قسم منافقین بقتال و جدال و هتک و فتک امر صادر گردید چنانچه حق
جل و علا در سورهٔ نساء می فرماید فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ ۔ و دو اقسام منافقین در همین رکوع
رکوع ذکر نموده بعد از ان آخر همین رکوع فرموده سَتَجِدُونَ آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَن يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا
قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا فَإِن لَّمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا
أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا
مُّبِينًا ۝ و اما سنت پس بیانش آنکه از سردارِ مذکور بکرّات و مرّات واقع گردیده که هر وقتیکه مسلمین بنا بر غیرت
ایمانی و حمیت اسلامی شخصے را مقدم خود می سازند و طرح جهاد بنام او می اندازند این منافق بدانجام التیام کفارِ
لئام پیش می کنند و در اجتماع اهلِ اسلام نیش میزنند و قتل این قسم منافقینِ لئام از احکام سید الانام است
اخرج مسلم عن عرفجة قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول من اتاکم
امرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم و یفرق جماعتکم چنانچه همین حدیث را صاحب
مشکوٰة هم در کتاب الامارة والقضاء روایت کرده و اما اجماع پس بیانش آنکه اجماعِ سلف و خلف برینمعنی
متحقق گردیده که اگر قومے بر ترک چیزے از شعائرِ اسلام اصرار نمایند و معارضهٔ آمرین بالمعروف اختیار

۱ محبت و دوستی ۱۲

کنند پس قتل وقتال ایشان مباح وحلال می شود چنانچه جناب خلیفۂ رسول اللہ ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ برسر مانعین زکوۃ فوج کشی فرمودند ہیچ تردد ے وتشکیکے درینمقدمہ ننمودند ودرحق تارکین ختان وامثال ایشان ہمین فتویٰ جاریست ودرمیان علمائے ہرچہار مذہب ہمین دعویٰ ساری - وکدام شعار از شعائر اسلام ازجہاد کفار لئام ارجح خواہد بود وکدام مرتبہ معارضہ ازارادہ قتل ونہیب مجاہدین اقبح - واما قیاس پس بیانش آنکہ ازسبکہ لشکر سردار مذکور ارادہ قتل ونہیب مجاہدین ہندوستان کرد ودربعضے اوقات چھپاول برایشان بردورعایائے خود را برایشان برانگیخت وکسیکہ باایشان نوعے ازمواسات کردی احوال آبرویش ریخت پس ازین سبب غازیان ہندوستان متوحش گردند وغازیان خراسان متوقف پس گویا کہ ارجاف فعلے کہ عبارت ازافشاء اخبار موحشہ ست ازوصادر میگردد پس وقتیکہ در حق اہل ارجاف قولی کہ بمراتب ضعف از ارجاف فعلی ست باخذ وقتل امر وارد گردیدہ چنانچہ حق جل وعلا در سورۂ احزاب میفرماید لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۝ پس درحق مثل این اہل فساد بدخواہ کافۂ عباد امر مذکور بالاولیٰ ثابت خواہد شد زیراکہ علت امر مذکور در صورت منصوصہ ہمین تفسیر مومنین وتبشیر کافرین وآن در صورت اہل یافتہ بلکہ اگر راست پرسی این صورت مفہوم بدلالۃ النص تصور باید کرد کہ قطعی است نہ معلوم بقیاس کہ ظنی ہست چون علت امر منصوص ظاہر وباہر ست بر جماہیر دانایان لغت ووجود آن درصورت بطریق قوت وکمال بدیہی - الغرض وقتیکہ حکم مذکور باصول اربعۂ اسلامیہ ثابت شد حالانکہ پر ظاہر ست کہ ثبوت حکمے از احکام باصلے از اصول اسلام ہم کافی وشافی ہست چہ جائیکہ باصول چہارگانہ مبرہن گردد لامحالہ بر ہر یگانہ وبیگانہ ظاہر وروشن شود بنائً علیہ بخدمت جماہیر مسلمین خصوصاً مشاہیر مومنین نوشتہ می شود کہ برای ازالۂ فساد کہ اساس قیام جہاد ست کمربستہ نمایند وحمیت اسلامی وغیرت ایمانی را کار فرمایند تا عنداللہ وعندالرسول وکافۂ مومنین وعلمائے مجتہدین سرخرو شوند ودرخیرخواہی دین محمدی یکسو یکرو از لوث ناس شقاق والواث نفاق مطہر وپاک گردند ودرامتثال احکام ملک علام واتباع اوامر سید الانام چست وچالاک - ہرچند این عاجز خاکسار مع جمعے از مہاجرین ابرار ساعات لیل ونہار درہمین کار وبار مشغول ست وظہور ثمرات آن درگاہ خواجۂ انس وجان عنقریب مامول - اگر کسے دیگر از مومنین مخلصین شریک حال ما گردد پس ہو نست خوشتر واعلیٰ والا توکل برمفاد کریمۂ بشارت ضمیمہ یٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ از ہمہ بہتر واولی - وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم
مکتوب از جانب امیر المومنین سید احمد بنام سردار یار محمد خان

از فقیر سید احمد بخدمت عمدہ خوانینِ عظام قدوۂ اراکین عالی مقام حشمت مآب جلالت انتساب والامناصب کثیر المناقب سردار یار محمد خان صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ۔ بعد از سلام مسنون ودعاے اجابت مقرون واضح آنکہ۔ رقیمہ کریمہ در موضع خویشگی نزد فقیر رسید مضامین مندرجہ واضح گردید۔ مخدوما حقیقت الامر آنست کہ این فقیر از بندگان اطاعت شعار ومطیعان مالکِ مختار است بجز مالک علی الاطلاق وملکِ بالاستحقاق جلت قدرتہ وعمت رحمتہ کسی را از مخلوقات ویکے را از ممکنات بر سرِ خود حاکم نمی داند ودر حق خود منعم نمی شمارد وہیچ یکے از مخلوقین بجز ذات پاک رب العالمین اعتماد نمی دارد ہر چند این معنی بر ضمائرِ مودّت ذخائرِ دوستانِ فقیر واضح ولائح است اما بنا بر مزید تاکید باز بطریق تجدید میگویدکہ خدائے پاک را جل جلالہ وعم نوالہ کہ دانائے پنہان وآشکارا وعالم جمیع خفیات واسرار است گواہ می کنم بہ این معنی کہ آنچہ داعیۂ جہاد وعزم ازالۂ فسادِ دراز مویان (سکھان) [illegible] اصلاً ومطلقاً بکدورتِ طلب مال وعزت وجاہ وجلال وحشمت عمارت وسلطنت ونام ونشان و[illegible] ہرگز ممزوج ومخلوط نیست انچہ دعوت مسلمین بسوے اقامتِ این رکنِ رکین از فقیر صادر میشود [illegible] ایشان بسوے رضامندی حضرتِ رب العالمین واتباع سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم است وہیچ غرضے از اغراض خسیسۂ دنیاویہ درمیان نہ واللہ علی ما نقول وکیل۔ پس فقیر را از اہتمام این جد وجہد ہمین معنی منظور است کہ امتثالِ احکامِ الٰہیہ کہ در مقدمۂ قتالِ اہل کفر وضلال وارد شدہ چنانچہ کلمۂ جاہدوا باموالکم وانفسکم در کلام مجید جا بجا واقع گردیدہ از فقیر بصورت بندد باجملہ بندۂ اطاعت شعار را بجز امتثال اوامرِ مولائے خود چارہ نیست وآنچہ وعدۂ الٰہیہ بکفالت ووکالت مجاہدین وتائید ونصرت مقاتلین صادقین وارد گردیدہ چنانچہ منطوق لازم الوثوق وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ۔ وکلمۂ کَذٰلِکَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وکلمۂ وَلَقَدْ سَبَقَتْ کَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ۔ وکلمۂ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ۔ وکلمۂ فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ ہمین مواعید مذکورہ در باب تسلی خاطر واطمینانِ قلب واعتماد برخزائن حضرت رب العالمین این فقیر را وسائر مومنین مخلصین را کافی ووافی است پس فقیر بر ہمین مواعید الٰہیہ اعتماد نمودہ وامتثال احکام حاکم خود را قبلہ ہمت خود ساختہ وجمیع ما سوی اللہ را پس پشت انداختہ واز چپ وراست چشم ہمت بستہ وراہ راست رضا جوئی مولائے خود پیش رو نہادہ بکمال اطمینان وفرحت وغایت بشاشت ومسرت درین راہ تکاپوے می نماید ہر کہ شرکت فقیر درین باب

اختیار کرد سعادتِ دو جهانی و راحتِ جاودانی بدست آورد و هر که در بیابانِ رفاقتِ فقیر سر پیچید لابد
روزے دستِ ندامت خواهد گزید زیرا که فقیر درین باب به اشاراتِ غیبی ماموراست و به بشاراتِ لاریبی مبشر
هرگز هرگز شعبهٔ وسوسهٔ شیطانی و شائبهٔ هوائے نفسانی با این الهامِ رحمانی ممتزج نیست - بالجمله فقیر را امتثالِ
حکمِ الٰهی از ته دل مقصود است و اعتماد بوعدهٔ الٰهیه بکلی حاصل - و اما اینکه وعدهٔ الٰهیه بچه طریق ظاهر گردد پس بندهٔ
عبودیت شعار را چه یارا که از مالکِ خود بپرسد که وعدهٔ خود بچه طور ایفاء خواهی کرد که این سوال خارج از قانونِ
آدابِ عبودیت است - بالجمله از گفتگو چون و چرا بیزارم و از مائدهٔ اطاعتِ محض ذله بردار والسلام علیٰ
من اتبع الهدیٰ و اجتنب عن اتباع النفس والهویٰ - خلاصه آن والا مناصب نگارش فرموده بودند که
فقیر مکنونِ خود را بنگارد هر چند در دلِ هدایت منزل از الهاماتِ رحمانی و انوارِ ایمانی مکنون می دارد از
حیطهٔ تحریر و تقریر بیرون است زیاده والسلام مع الاکرام ؎

نمبر ۵ مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد بنام فقیر محمد خان صاحب لکھنوی

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت خان صاحب عالی مراتب والا مناصب کثیر المناقب
عظمت نشان رفیع المکان فقیر محمد خان سلمه الله تعالیٰ - بعد از سلامِ مسنون و دعای اجابت مقرون واضح انکه
احوالِ این حدود بکرم ربِ معبود مستوجب حمد و شکر است و عنایتِ رحمانی و حمایتِ ربانی بوجهی شاملِ حالِ
ما ضعفاء است که از احاطهٔ تحریر و تقریر بیرون است و قلوبِ خواص و عوام از اهلِ ایمان و اسلام بقدرتِ کاملهٔ
خالقِ انام بحدے مسخر گردیده که صرفِ جان و مال و ترکِ اهل و عیال در رفاقتِ این فقیر و اطاعتِ این ضعیف
برایشان آسان تر می نماید بالجمله حالِ جمهورِ مؤمنینِ این دیار عموماً و صادقین قومِ آفریدی و یوسف زئی
خصوصاً دگرگون گردیده که در عروقِ قلوبِ ایشان شادابی آبِ زلالِ ایمانی رسیده و ایشان را بر ادراکِ سعاداتِ
جاودانی و راحتِ دو جهانی مستعد گردانیده - الحق که اگر این جانِ ناتوان و نهادِ سست بنیاد و مالِ سریع
الزوال و متاعِ قلیل الانتفاع و عزتِ مشوب بذلت امروز در تحصیلِ رضائے ایزدِ متعال بکار نیاید پس هیچ کار آمدنی
نیست و در شغل اینوقت اگر مصروف نگردد صرفِ خیالی است پر اختلال بلکه جالبِ نکبت و وبال و درین کلام
نیکے تامل فرمایند و بر مبالغه و مسامحه حمل ننمایند بلکه لبِ محض و حقِ بحت است مرا خود میدانند که از جنسِ شعرائے
خیال بند و فصحائے بلاغت پیوند که بنا بر مجرد عبارت آرائی و الفاظ پیرائی چندے از کلماتِ لطیفه جمع می کنند
و خیالاتِ نازک در آن ودیعت می نهند و لذتِ خیالیه از آن برمیگیرند بنا بر مجرد مشغولی وقت این تکلفات بکار
می برند نیستم بلکه این کلام هدایت التیام لبِ لبابِ حق الهام است اما وحی پس بیانش انکه حق جل و علا
در کلامِ پاکِ خود می فرماید قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ تا الفاسقین ۵۱ - اما بیانِ الهام پس فقیر از

مورخه ۱۱ صفر ۱۲۴۶

پردهٔ غیب به بشاراتِ ربانی باستیصالِ کفار درازمویان (یعنی قوم سکهه) ماموراست واز کمینِ لاریب به بشاراتِ رحمانی بغلبهٔ مجاهدین ابرار مُبشّر پس هرکه امروز جان و مال و عزت و وجاهتِ خود را در اعلاءِ کلمهٔ رب العالمین و احیاءِ سُنّتِ سیدالمرسلین بخوشی خود صرف نخواهد کرد لابد فردا ازو بزور کشیده خواهد شد و بجز یادِ حسرت و ندامت در دستِ او نخواهد ماند بنابرآن نگارش کرده می شود که جماعهٔ مومنین اصلاحِ خود را عموماً و روساء را خصوصاً بوجهیکه مناسبِ وقت دانند همینی بخوبی فهمانند تا ایشان از مهالکِ دنیا و آخرت ماموا بمنافعِ کونین فائز شوند — چون مکنونِ خاطرِ خود بنگارشش آوردن ضرور بود بناءً علیه بر سطرے چند اکتفا رفت زیاده والسلام مع الاکرام ۰

نمبر ۷۲ مکتوب از امیرالمومنین سید احمد بنام خان خانان غلجائی رئیس قلات بپاسخ مکتوب شان

بسم الله الرحمن الرحیم — از امیرالمومنین سید احمد بجناب مستطاب معلی القاب یادگارِ سلاطینِ کرام تذکارِ خواقینِ ذوی الاحتشام زینت بخش چار بالشِ حشمت و شوکت یکه تازِ عرصهٔ سطوت و صولت شجاعت شعار شهامت آثار دیانت دثار جلالت نشان سردارِ سرداران خان خانان ادام الله جلاله و ضاعف اقباله — بعد از سلامِ مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه نامهٔ نامی [illegible] محبت و اخلاص و مودت و اختصاص و قوت و استعداد در مقدمهٔ اقامتِ جهاد و ازالهٔ بغی و فساد با دیگر مضامین آگین رسید انواعِ فرحت و سرور و دیدهٔ و دل را نور بخشید — الحمد لله والمنة که حق جل و علا بکرمِ عمیمِ خود آفاقِ جهان انبل آن رئیس صاحبِ غیرتِ ایمانی و حمیتِ اسلامی منور گردانید منعم ذوی النوال بفضل و کرم خود این تخمِ ایمانی را که برحمتِ خاصهٔ خود در سینهٔ صفا گنجینه کاشته مثمرِ ثمراتِ جمیله در دنیا و عقبی گرداناد وانچه در بابِ توجهِ همتِ علیا باصلاح منوداران خامه ریز فرموده بودند که از ان سو اقامت و استیصالِ کفر و عناد نموده آید هرچند همینی اقتضائے مقاصدِ قلبی ست لیکن اگر عنانِ ظفر توامان بآن سمت منعطف گردد منافقین مفسدین فتنه و فساد برپا خواهند نمود پس اصلح و انسب چنان می نماید که اولاً در بارهٔ استیصالِ منافقین بدنال سعی بلیغ بجا آورده شود هرگاه قرب و جوارِ آنجناب از آثارِ منافقین بدکردار پاک گردد باز بجمعیتِ خاطر و اطمینانِ قلب بسرانجام دادنِ اصل مقصود متوجه توانند شد پس مصلحتِ وقت همین که نخستین در ازالهٔ فسادِ منافقین جدِ بلیغ بجا آرند و هرچند طریقِ دفعِ فتنهٔ این منافقین آنجناب خود خوب میدانند و در فنِ لشکرکشی و کشورکشائی بخوبی ماهر لاکن بنظرِ این جانب مصلحت چنان می نماید که دلِ جلادت منزل برین مهمِ عظیم بے اعانتِ کسے اقدام ننماید و مراستقبال آنجناب در استیصالِ منافقین بارش شورشِ فتنه و فساد نشود پس از کسے استعانت ضرور نیست الوس و قشونِ خود فراهم آورده خود آنجناب در نواحی غزنین مقابل

منافقین بطریق چھپاو آغاز فرمایند و بعض را از ہمراہیان با جمعے کثیر از الوس قشون بنواحی کابل تعین فرمایند
تا ایشان ہم بطرز شب خون بر منافقین آن مقام تاخت نمایند و اینجانب[له] ازین سو متوجه بر منافقین
پشاور شود بعد از تصفیهٔ انتقام از الواث منافقین بد انجام بجلال آباد برسد و ہمچنین از انجا بکابل
فائز گردد تا منافقین مطرودین که از پشاور تا قندہار منتشر اند بوجہے متزلزل شوند که ہر کس بخیال خود
گرفتار بود و بے دست و پا گردیده اعانت ہمدیگر نتوانند کرد و اتفاق و اجتماع آنہا متعذر گردد اگر استقلال
خود را در پشاور باعث شورش فتنه دانند و مظنهٔ آن باشد که قوم درانی بنا بر جمعیت قومیت و دیانت
الوس خود مجتمع شوند و بر مقابلهٔ آنجناب اتفاق کنند پس لابد رؤسائے ایشانرا شریک خود باید کرد و
استعانت بارباب سلطنت باید جست اما اینکه استقلال جناب درین مقدمه باعث فتنه و فساد است یا
نه پس در پشاور دیانت و کیاست را کار فرمایند و با عقلائے متدین مشوره جویند و دل ہدایت منزل
را از حمیت الوس و رعایت منصب پاک ساخته و مجرد خیر خواہی اسلام را قبلهٔ ہمت نموده نیکو تامل فرمایند
پس در ہر کدام شق از شقین که خیر خواہی محمدیت ہمون را اختیار فرمایند شما را در اختیار یکے از ہر دو شق
اختیار است اگر ثانی پسند خاطر خطیر باشد خطوط ملفوفه مع خطوط خود مشتمل ہمین مضمون بہرات ارسال فرمایند
و اگر اول بنظر صائب ترجیح یابد پس اصلا حاجت ارسال خطوط نیست بنام خدا متوجه کار شوند و اینجانب را
باستعجال تمام بر آن اطلاع بخشند تا ازین صوب سرگرم مہم گردد و حسب الطلب خطوط مشفقانه بنام رؤسائے
بنون و دوابان وغیره می رسند اما این ملحوظ خاطر دانش ذخائر باید داشت که نواب شیر محمد خان رئیس ڈیره
اسمٰعیل خان[نام مقام ۱۲] و دیگر سرور خان[نام مقام ۱۲] ہر چند با اینجانب اظہار اخلاص و مودت می نمایند اما فی الحقیقت از زمرهٔ منافقین
اند از مداخلت ایشان اجتناب کلی باید ورزید و بنوعے بر ایشان اعتماد نباید کرد و باقی جمیع رؤسائے و ضعفاء
و حکام و رعایا اضلاع مذکوره و جماہیر مومنین و مشاہیر سادات و علماء دین از اضلاع باجوڑ و سوات و بنیر
و حوالی پشاور و خیبر و ننگرہار و پکھلی و نواحی کشمیر با اینجانب عقد رفاقت و اطاعت محکم بسته اند که عند الطلب
بجان و دل حاضر شوند و در صرف جان و مال در تحصیل رضائے ایزد متعال و استیصال کفار و منافقین
بد مآل ہرگز قصور نورزیم ہر چند مستعد گردیدن اینہمه اقوام فی الحقیقت بمحض قدرت قادر علی الاطلاق است
اما بظاہر بسبب ظہور منافقین و خیر خواہی آنہا در حق کفار متمردین و بدخواہی دربارهٔ مسلمین جمیع مومنین
را رگ غیرت ایمانی در جوش و حمیت اسلامی در خروش آمد ان شاء الله تعالیٰ بحول و قوت ربانی و تائیدات
آسمانی عنقریب مقدمهٔ گوشمال منافقین و مجاہدهٔ مشرکین پیش کرده می شود و در رجائے واثق از حضرت خالق
جہان دارم که جنود رب العالمین بر احزاب ابلیس لعین البته مظفر و منصور گردند چنانچه در کلام ہدایت التیام

له اخی سید احمد عرف [illegible] ۱۲

سیفر باید کذلک حقًّا علینا نصر المؤمنین وانّ جندنا لہم الغالبون - ویا ایہا الذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت
اقدامکم پس فتح ونصرت از مواعید صادقه رب الجلال است وخلف در آن محال - پس لازم که محبت مال و
یعنی خلاف آن ۱۲
جان واخوان واوطان پس پشت انداخته محض تحصیل رضائے حضرت حق قبلۂ ہمت ساخته صرف به نیت
نصرت دین متین واعلائے کلمۂ رب العالمین کمر بسته در جنود رب العالمین داخل گشته خود را بمعرکۂ قتل وقتال بیندازند
انشاء اللہ تعالی در ضمن آن بر طبق منطوق لازم الوثوق واُخریٰ تحبّونہا نصر من اللہ وفتح قریب ابواب فتوح
مفتوح خواہند گردید وتملک خزائن بے شمار وتسلط بر بلاد وامصار از ممالک کفار شرار ومنافقین بدکردار ضرور
بالضرور بدست خواہد آمد لیکن این ہمه این وآن را از زوائد منافع تصور بده ہرگز مدار اقامت جہاد نباید ساخت
وآنرا از نظر ہمت بلند باید انداخت پس ہرگاه باین نیت پاک خود را در سلک مجاہدین منسلک خواہند کرد بلا ریب
در جنود اللہ معدود خواہند شد وبر طبق وعدۂ حقه نصرت وظفر بدست خواہد آمد وعلاوه بر این آنکه اینجانب بارہا
[illegible] بکلام روحانی والہام ربانی در مقدمۂ اقامت جہاد وازالۂ کفر وفساد باشارات
صریحه [illegible] فتح [illegible] شده وچون مواعید الہام مطابق کلام ملک
علام باشد لابد قبول باید داشت وعمل بر آن باید ساخت [illegible] واتباع اینجانب را کرم
عمیم خود بہمین وجه وجیه در سلک مجاہدین منسلک گردانیده وبیخ محبت دنیا [illegible]
این طریق را به تعلیم خاص فہمانیده وبجذر قلب انداخته وبه تعلیم آن امر فرموده به برکت ہمین خلوص منصب
مشرف نموده ہر چند اینمعنی بر ہزاران ہزار ملکه بر خلائق بے شمار از واقفان حال این خاکسار واضح ولائح است
چنانچه بسیارے از اہل ہند وسند وخراسان بر اینمعنی آگاه شده اند واغلب که آنجناب ہم مطلع بوده باشند امّا بنا بر
تاکید بطریق تجدید میگویم که خدائے پاک عالم سرائر والخفیات را گواه می نمایم که داعیۂ اقامت جہاد وازالۂ کفر
وعناد از دل اخلاص منزل می جوشد اصلاً شعبۂ وسوسۂ شیطانی وشائبۂ ہوائے نفسانی باین داعیۂ
ربانی مخلوط نه گشته - واللہ علی ما نقول وکیل - زیاده بجز تاکید اکید استعجال جواب بدست قاصد تیز رو وسریع
السیر چه نگارش رود که مقدمۂ عظیمه بر رسیدن جواب متوقف است - والسلام مع الاکرام ؀

(نمبر۲) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام شاه محمود سلطان ہرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بحضور لامع النور ظل سبحانی مورد الطاف ربانی معدن خلاق
جہانبانی مسند آرائے محافل جاه وجلال فرمانروائے اورنگ عزت واقبال رونق افزائے میادین شہامت
معرکه پیرائے اساطین شجاعت جم جاه رفیع پایگاه ابد اللہ ظلال جلاله وضاعف اقباله - بعد از ادائے تحیات
مسنونۂ سید الانام واظہار تعظیمات مکنونۂ قلوب اہل مودت والقیام بر ضمیر آفتاب نظیر مخفی مباد - از بسکه اقامت

جہاد و ازالہ بغی و فساد در ہر زمان و ہر مکان از اہم احکام حضرت رب العباد ست خصوصاً درین چنین زمان کہ وقت شورش اہل کفر و طغیان بحدے رسیدہ کہ تخریب شعائر دین و افساد حکومت سلاطین از دست کفرۂ متمردین و بغاوت بوقوع آمدہ و این فتنۂ عظیم تمام بلاد پنجاب و خراسان و سند را فرا گرفتہ پس درینصورت تغافل در مقدمہ استیصال کفرۂ متمردین و تساہل در باب سرزنش باغیان مفسدین از اکبر معاصی و اقبح آثام است بنا بر علیہ این بندۂ درگاہ حضرت الہٰ از وطن مالوفہ خود برخاستہ در دیار ہند و سند و خراسان و دور و دیر نمودہ و مومنین آن اقطار و مسلمین آن دیار را باین معنی ترغیب کرد الحمد و المنۃ کہ اکثر مومنین مخلصین و صادقین راسخین این دعوت حق را بگوش ہوش شنیدہ رفاقت اینجانب اختیار نمودند و اطاعت اینجانب درین مقدمہ التزام کردند و از بسکہ اقامت جہاد با اہل کفر و فساد بدون نصب امام صورت نمی بست بنا بر علیہ جماہیر مجاہدین و مشاہیر اعلام دین بر دست اینجانب بیعت امامت بجا آوردہ خطبہ بنام اینجانب خواندند از انجا کہ درمیان منصب امامت و منصب سلطنت تفاوت عظیم ست کہ نصب امام برائے اقامت جہاد و ازالہ بغی و فساد است تسلط بر بلاد و امصار و تملک اضلاع و اقطار امام و اتباع آنرا مقصود لذاتہ نمی باشد بلکہ حق حکومت و سلطنت بمستحقان او میرساند بخلاف منصب سلطنت کہ مقصود اصلی از ان حصول معنی تجبر و فرمانروائی و تصرف و کشور کشائی است لہذا بجناب معلی القاب شاہزادہ رفیع القدر وسیع الصدر مسند آرائے محافل شادمانی رونق افزائے مجامع کامرانی نگارش کردہ میشود کہ بنا بر اخذ کردن حق خود و مشارکت و معاونت مجاہدین فرمایند تا مجاہدین مسطورین مملکت قدیم حضور را از نجاست مشرکین و الواث مفسدین مطہر و پاک گردانیدہ حق بحقدار رسانند و این وعدہ بذمہ اینجانب واجب الایفا ست اما بشرط عہود صحیحہ و مواعید درست از ایشان بر ہمین بگیرند کہ شکر این نعمت عظمیٰ بجا آرند یعنی علی الدوام کمربستہ جہاد را جاری دارند و گاہے او را معطل نسازند و در آئین انتظام ممالک رعایت قوانین شرع بے کم و کاست بجا آرند و از فسق و ظلم احتراز کلی دارند پس درینصورت اگر اشارت حضور لامع النور ہم بشاہزادہ ممدوح در مقدمہ متوجہ شدن ایشان بسر انجام دادن این مہم صادر گردد البتہ مہم مسطور بخوبی صورت انجام خواہد پذیرفت - زیادہ تطویل کلام بحضور آن سلطان سلام لقمان را حکمت آموختن است بنا بران برین چند سطور اکتفا نمودہ شد - آفتاب سلطنت و اقبال دائما تابندہ و درخشندہ باد *

نمبر ۵ مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام شاہزادہ کامران

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بجناب معلی القاب سلالۂ خاندان سلاطین کرام نقاوۂ

دودمانِ خواقین ذوی الاحتشام زینت بخش چار بالش حشمت و شوکت یکه تازِ رخش سطوت و صولت یادگار
اربابِ سیف و قلم جگر گوشهٔ اصحابِ جود و کرم گل سرسبز چمنستانِ شادمانی فرمانروائے اورنگ کامرانی زاد
الله اقباله و ضاعف اجلاله۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه از بسکه مهاجرت از
بلادِ کفر و فساد و مجاهده با اہل کفر و عناد و مقابله ارباب بغی و فساد از اعظم ارکانِ اسلام است و تساہل و تغافل درین
اقبح معاصی و آثام لهذا و قتیکه این ملک از شیوع آثار اہلِ کفر و طغیان مملو و مشحون گردیده و این جانب از
وطن مالوف خود برخاسته به نیتِ ہجرت و جہاد بسمتِ خراسان متوجه شده چون درین اضلاع رسید تمام
این بلاد را از مفاسدِ اہلِ بغی و عناد مملو دید بناءً علیه در اوطانِ یوسف زئی رسیده مؤمنین آن دیار و مسلمین
آن اقطار را بسوئے اقامت این رکن رکین یعنی استیصال کفار متمردین دعوت نمود الحمد لله که این دعوتِ
حق رفته رفته بگوش اکثر مسلمین از خان زادیان اہل ننگرہار و آفریدیان و خٹک و مهمند و خلیل و اہلِ سوات
و بنه و اہل پکهلی [illegible] مخلصین و صادقین راسخین این دعوت حق را
[illegible] این جانب اختیار [illegible] مسلّم داشتند و از انجا که قتال
کفار لئام شرعاً بدون نصب امام صورت نمی بست بناءً علیه مشا[illegible]
بردستِ اینجانب بیعت امامت بجا آوردند و خطبه بنام اینجانب خوانده ربقهٔ اطاعت و انقیاد [illegible]
خود ها انداختند امامت این جانب مسلّم داشتند۔ اما چندے از منافقین که فرق درمیان منصب امامت و منصب
سلطنت نفهمیده و بندهٔ درگاه حضرت آله را طالب سلطنت تصور کرده درپے عداوتِ مجاهدین افتادند
حالانکه خالق البریات و عالم السرائر و الخفیات گواه است بر همینی که گاهے بردلِ اخلاص منزل اینجانب
آرزوئے حصول حظی تملک خزائن بے شمار و تسلط بلاد و امصار یا طالب عزت و وجاهت و ریاست و امارت
یا فرمانروائی بر اقران و اخوان یا اهانت رؤسائے عالی مقدار از سلب سلطنتِ سلاطین و الا تبار گاہے
خطور هم نکرده و وسوسهٔ آن هم بهم نرسیده بلکه مقصود از برپا کردن تمام این معرکه پیرائی و عربده آرائی غیر
از اعلائے کلمهٔ رب العالمین و احیائے سُنتِ سید المرسلین و استیصال کفرهٔ متمردین و استخلاص بلادِ
مؤمنین از دست بغاةِ مفسدین چیزے دیگر مقصود نیست۔ علاوه برین آنکه اینجانب از پردهٔ غیب و
مکمن لاریب به اشاراتِ اقامتِ جهاد و ازالهٔ کفر و فساد مامور است و به بشاراتِ فتح و ظفر مبشر چنانچه
بکرات و مرات بکلام روحانی و الهامِ ربانی برین ملطف رحمانی مطلع گردیده که هرگز هرگز شبهٔ وسوسهٔ شیطانی
و شائبهٔ هوائے نفسانی بآن مخلوط نشده باجمله چون منافقین مفسدین بحمایت کفرهٔ متمردین کمر بستند و
عداوتِ مجاهدین ببرده ے کار آوردند پس لابد گوشمالی ایشان از مقدماتِ جهاد و متممات کفر و فساد گردیده

بنا علیہ بجناب کافۂ مجاہدین را بگوشمالی منافقین ترغیب نمودہ چنانچہ عنقریب بسرانجام دادن این مہم عظیم بحول وقوت رب کریم متوجہ میگردد و بعد از پاک کردن این بلاد از انجاس مشرکین و الواث منافقین بمستحقین حکومت و سلطنت و مستعدین ریاست و مملکت تفویض کردہ خواہد شد اما بشرطیکہ شکر این انعام الٰہی بجا آرند و علی الدوام جہاد را بہر حال قائم دارند و گاہے معطل نگزارند و در ابواب عدالت و فصل خصومات از قوانین شریعت سرمو تجاوز و تفاوت بمیان نیارند و از ظلم و فسق بکلی اجتناب ورزند باز خود اینجانب مع مجاہدین صادقین بسمت لاہور بنا بر ازالۂ اہل کفر و طغیان متوجہ خواہد گشت کہ مقصود اصلی خود اقامت جہاد بر اقوام سکھ ملک پنجاب است نہ توطن در دیار افغانستان و یاغستان با لجملہ خان عالی شان رفیع المکان خان خانان غلجائی رئیس قلات بسبب کمال علو ہمت و وفور رغبت در مقدمۂ حمیت ایمانی و غیرت اسلامی این دعوت را بگوش ہوش شنیدہ مستعد مقاتلۂ کفار اشرار و مقابلۂ منافقین نگونسار گردیدند الحمد للہ والمنۃ کہ حق جل و علا خان ممدوح را باین توفیق موفق گردانیدہ لہٰذا بجناب مستطاب نگارش کردہ می شود کہ ہر چند نصرت دین و اعانت مجاہدین بصرف جان و مال بر جماہیر اہل اسلام عموماً و بر مشاہیر حکام خصوصاً واجب و مؤکد است اما چون توجہ آنجناب باین دیار دور اقطار بنا بر موانع چند در چند ظاہر استعذر می نماید پس لازم کہ چند کس را از ملازمان خاص کہ بعقل و کیاست موصوف باشند و بغیرت و وجاہت معروف و بہ بلند پایگی اختصاص نسبت بہ آنجناب مشہور باین سمت روانہ فرمایند تا بعضے از ایشان بخان ممدوح رفاقت نمایند و بعضے دیگر خود را پیش اینجانب رسانند کہ درینباب مشارکت آنجناب متحقق گردد و استحقاق حصول فوائد اخرویہ و منافع دنیویہ ثابت شود و استخلاص حق خود از دست باغیان مفسدین بدست آید۔ باقی تطویل کلام بجناب آن قدوۂ اولی الافہام لقمان را حکمت آموختن است چہ آنجناب درین ابواب فرمانروائی و کشورکشائی حکیم و تجربہ کار اند و عاقل و ہوشیار۔ زیادہ والسلام مع الاکرام +

(نمبر ۹) مکتوب اطلاعی نصب امام و اقامت جہاد از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام مسلمانان ہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت جمیع منتظران اخبار مہاجرین و استفسار آثار مجاہدین از مؤمنین ابرار و صادقین اخیار سلمہم اللہ تعالیٰ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ الحمد للہ والمنۃ کہ فقیر مع جمیع رفقا خود مشمول کفالت یزدانی و حمایت ربانی بخیر و عافیت تمام تا بہ اضلاع یوسف زئی رسید چنانچہ اخبار کوچ و مقام فقیر تا بہ بلدۂ شکارپور بسمع مبارک رسیدہ باشد بعد ازان از درۂ ڈھاڈھر بخیر و عافیت تمام گذر کردہ تا بلدۂ قندہار رسیدہ در بلدۂ مذکور ہفت

روز مقام کرد بعد ازان بسمت دار السلطنت کابل عازم گردید در اثنای راه با مومنین راسخین و مسلمین صادقین
از صغار و کبار خارج از حد و شمار ملاقات واقع گردید با کمال محبت و وداد و اخلاص و اتحاد پیش آمدند و چون بدار السلطنت
کابل رسیدیم اہالی بلدۂ مذکور از سادات کرام و علمائے عظام و مشائخ ذوی الاحترام و رؤسائے عالی مقام
و سائر خواص و عوام بکمال وفور رغبت و نہایت اظہار مودت ملاقات نمودند دران ایام فیما بین سرداران
کابل مقدمۂ قتل و قتال و جنگ و جدال پیش بود فقیر بنا بر امید انیمعنی که شاید بسعی فقیر رفع منازعت و
وقوع مصالحت صورت بندد مدت چہل و پنج روز تخمینا دران بلده اقامت نمود آخر الامر چون سعی خود را
سفید ندید رخت اقامت از بلدۂ مذکور برکشید و بسمت پشاور عازم گردید در اثنای این راه ہم مثل سابق
بلکه ازید ازان از وجام مومنین مخلصین و اجماع مسلمین صادقین پیش آمد بعد ازان به بلدۂ پشاور رسید
و با صغار و کبار آنجا ملاقات نموده دو سه روز دران مقام اقامت کرده بسمت موضع ہشت نگر که بفاصلۂ
ده کروه بسمت مشرق از پشاور [illegible] یوسف زئی واقع است دران موضع چند روز اقامت نموده
[illegible] ازالۂ کفر و فساد ترغیب نمود بقدرت کاملہ
[illegible] جمعے غفیر از مومنین آن اطراف [illegible] ادت و ادراک این
سعادت فراہم آمدند بعد ازان از موضع مذکور کوچ نموده بموضع خویشگی رسید [illegible] بقصد
اقامت چند روزه نموده درین اثنائے لشکر سکھان که بقدر ده ہزار سوار و پیاده باشد بسرکردگی [illegible]
ابن عم رنجیت سنگھ بموضع اکوڑه که بفاصلۂ ہفت کروه از موضع نوشہره واقع است رسید ہر چند درمیان
جنود مجاہدین و لشکر کفرۂ ملاعین دریائے لنڈه حائل بود اما ہیبت و رعب یکے بر دیگرے بسبب قرب
مجاورت ہویدا گردید لابد مصلحت وقت چنان اقتضا کرد که جمعے از مجاہدین صادقین شباشب از دریائے
مسطور عبور کنانیده بر سر کفار بدکردار بطریق شبخون روانه ساخته شود چنانچه مجاہدین ممدوحین بشب بستم
شہر جمادی الاولی ۱۲۴۲ ہجری قدسی بر سر کفار فجار قریب صبح تاخت آوردند مثل روز قیامت در آخر ہمان
شب بر سر غافلین و فتۂ رسیدند و توپ و تفنگ را معطل کنانیده کار و بار بسیوف قاطعه رسانیدند و ہم
صبح آب شمشیر برّان مثل ریزش باران بر سر ایشان بارید بسیارے از ایشان بدار البوار رسانیدند و بسیارے
بزخمہائے پر خطر تا لب سقر رسیدند و اشیائے نفیسه از جنس اسپان و شتران و اسلحه و امتعه دست برد
گردید بالجمله بابے از ابواب فتوح بر روے مجاہدین مفتوح گردید و دروازه از دروازہائے جہنم برائے تعذیب
کفار کشاده شد بعد ازان مجاہدین مذکورین بفرودگاه خود نزد فقیر بخیر و خوبی مراجعت نمودند بعد چند روز فقیر
از موضع نوشہره کوچ کرده بموضع ہنڈ که گذرگاه دریائے اباسین است رسید بار دیگر جماعه از جنود مجاہدین

[illegible]

شبا شب از دریاے اباسین عبور نموده بر سر قریه حضرو که مرکز کفار آن دیار و مجمع متمولان آن اقطار بود تاخت آورده جمعے را از ایشان دسته تیغ بیدریغ گرفتند و جمعے را بطریق سبی مقید کرده آوردند و درین نوبت اموال خطیره و غنائم کثیره از نقود و اجناس بدست عموم ناس آنقدر افتاد که از تقریر و تحریر بیرون است ـ لشکر بدھ سنگھ مخذول چون درین هر دو نوبت شجاعت مؤمنین و جلادت مجاهدین ظاهر و باهر دید از هیبت ایشان مرعوب گردید و از فرودگاه خود اقامت برکشید و در مقام دیگر فرو کش شد که گرد لشکر خود سنگهر کرد چنانچه وقت تحریر این رقیمه بدست خود جان خود را در زندان سنگهر مقید ساخت و از اعظم سوانح عجیبه اینست که از بسکه مجمع جنود مجاهدین در هر دو نوبت مثل بلوائے عام و لشکرے بے سر بود و در کوچ و مقام بے انتظام و لهذا غنائم در هر دو نوبت بر قانون شرع منقسم نگردیده بلکه هر که از ایشان چیزے بدست آورده خفیه بجائے خود برده بنا برآن علیه جمهور مؤمنین حاضرین از سادات کرام و علمائے عظام و مشائخ ذوی الاحترام و امرائے عالی مقام و سائر خواص و عوام از اهل ایمان و اسلام که در آن مقام حاضر بودند بر همینی اتفاق نمودند که اقامت جهاد و ازالهٔ کفر و فساد بر وجه مشروع بدون نصب امام صورت نمی بندد بنا برآن علیه بتاریخ دوازدهم جمادی الثانیه سنه ۱۲۴۲ هجری قدسی بیعت امامت بر دست فقیر بجا آوردند و ربقهٔ اطاعت فقیر در گردن خودها انداختند و در جمعه خطبه بنام فقیر خواندند انشاء الله تعالی به برکت ادائے این رکن رکین یعنی نصب امام که مدار اکثر احکام دین است ضرور بالضرور انشاء الله الغفور مظفر و منصور خواهند گردید اینست بیان اجمالی احوال این فقیر غرض از نگارش این وقائع آنکه وقت کار بر سر رسید و مقدمهٔ کارزار پیش روانجامید پس هر مؤمن راسخ الاعتقاد و مسلم کامل الانقیاد را لازم است که خود را بعجلت تمام بهر وجه که ممکن باشد نزد فقیر رسانیده در سلک مجاهدین منسلک گرداند ـ حق جل و علا بقدرت کاملهٔ خود بر طبق منطوق لازم الوثوق كَذٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ این مقدمه را بانجام خواهد رسانید و دین محمدی را بر سائر ادیان بر وفق وعدهٔ خود غالب خواهد گردانید اما هر که جان خود را درین معرکه حاضر خواهد کرد گوے سعادت جاودانی از میان خواهد برد و هر که امروز درین مقدمه تقاعد و تکاسل خواهد ورزید لابد فردائے قیامت دست افسوس و ندامت خواهد گزید ـ وما علینا الا البلاغ المبین ـ والسلام علی من اتبع الهدی ـ تاریخ دوازدهم جمادی الثانیه سنه ۱۲۴۲ هجری از مقام هند ٭

نمبر ۱ ـ مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بجواب نامه سردار بدھ سنگھ جنرل افواج مهاراجه رنجیت سنگھ

بسم الله الرحمن الرحیم ـ از امیر المؤمنین سید احمد بر ضمیر اصابت تخمیر سپه سالار جنود و عساکر مالک خزائن و دفائن جامع ریاست و سیاست حاوی امارت و ایالت صاحب شمشیر و جنگ عظمت نشان سردار بدھ سنگھ

هداه الله تعالی سواء الطریق وامطر علیه سحاب التوفیق ۔ پوشیده نماند که نامهٔ فصاحت شمامه مشتمل بر اظهار مراتب دعاوی شجاعت و شهامت رسید مضامین مندرجه واضح گردید ۔ ظاهراً آنچه اینجانب را ازین هنگامه آرائی و معرکه پیرائی مقصود است آنرا خوب نفهمیده اند که نامهٔ مذکوره نگارش نموده اند الحال بگوش هوش باید شنید و خلاصهٔ آن بغور تمام باید فهمید که منازعت با اهل حکومت و ریاست بنا بر اغراض متعدده می باشد بعضے را از منازعت مذکوره حصول مال و ریاست مقصود می باشد و بعضے را اظهار شجاعت و شهامت و بعضے را فقط تحصیل مرتبهٔ شهادت و اینجانب را امرے دیگر منظور است و آن فقط بجا آوردن حکم مولائے خود که مالک علی الاطلاق و ملک بالاستحقاق است که در مقدمهٔ نصرت دین محمدی وارد شده است خداے عزوجل گواه است برین معنی که اینجانب را ازین هنگامه آرائی غیر از امر مذکور غرضے دیگر از اغراض نفسانیه در میان نیست بلکه آرزوئے آن هم نه گاہے بزبان جاری میگردد و نه گاہے در دل میگذرد پس در نصرت دین محمدی هر سعی بهر وجه که ممکن می باشد بجا می آرم و هر تدبیر یکه در آن مفید می نماید بروے کار می آرم و انشاء الله تعالی تا دم مرگ در همین سعی مشغول خواهم ماند و تمام عمر در همین تدابیرات مبذول خواهم کرد تا زنده ام همین راه می پویم و تا موجودم همین مقصد میجویم تا سر و پا است همین راه [illegible] خواه غنی خواه منصب سلطنت یابم خواه رعیت گری خواه متهم به جبن شوم خواه متسم به شجاعت [illegible] شهادت ۔ آرے اگر بینیم که رضاے مولاے من در همین منحصر است که در معرکهٔ جنگ تنها بجان خود سپاهیم پس [illegible] نمایم و در مجامع عساکر بے دغدغه و وسواس در آیم بالجمله مرا اظهار دعاوی شجاعت و تحصیل ریاست عز علامتش همین است که اگر کسے از امراء کبار و رؤساے عالی مقدار دین محمدی قبول نماید فی الحال مردانگی او بصد زبان اظهار نمایم و ازدیاد سلطنت او بهزار جان میخواهم بلکه در باب ترقی ریاست او مساعی بیشمار می آرم این امر فی الحال امتحان کنند اگر خلاف بر آید در آن الزام دهند اگر بنظر انصاف غور نمایند اینجانب در مقدمه اصلاً مطعون و ملام نیست زیرا که وقتیکه آن عظمت نشان در مقدمهٔ بجا آوردن احکام حاکم خود هیچ عذرے و حیله نمی توانند آورد حالانکه آن حکومت نشان از افراد ایشان بلکه از سلسله برادران ایشان است پس اینجانب در مقدمهٔ بجا آوردن حکم احکم الحاکمین چگونه عذر تواند آورد حالانکه آن جلیل الشان خالق جمیع افراد انسان بلکه مکون سائر اکوان است ۔ والسلام علی من اتبع الهدیٰ ۔ تحریر بتاریخ پانزدهم شهر جمادی الثانیه ۱۲۴۲ هجری ٭

نمبر ۱۱ مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام میان یقین الله شاه لکھنوی

بسم الله الرحمن الرحیم ۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت فیضدرجت سجاده نشین ارشاد و تلقین رہنمائے

ارباب صدق و یقین یادگار اسلاف کرام تذکار اولیائے عظام مقبول بارگاہ اِلٰہ مخدومی و مکرمی شاہ [illegible]
مدّ اللہ ظلال ہدایتہ علی رؤس المستفیدین الی یوم الدین۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون
واضح آنکہ احوالِ بیخود و بکرم رب معبود مستوجب حمد و شکر است کہ شب و روز بنعایم علی الاطلاق و الطاف
مالک بالاستحقاق برین عاجز خاکسار و ذرۂ بیمقدار مع جماعت مہاجرین ابرار و مجاہدین اخیار باران
صفت می بارد غرضکہ پرورش او بحدے رسیدہ کہ از احاطۂ تحریر و تقریر متعذر می نماید بموجب ابیات؛
؎ اگر ہر بُنِ موے باصد زبان ÷ کند شکر این نعمتش را بیان۔ بتحریر الفاظہا بے شما۔ نباشد یکے از
ہزاران ہزار۔ از اجلِ نعم ربانی و الطاف رحمانی آن است کہ این فقیر را بہ محض قدرت کاملۂ خود باعلائے
کلمۂ رب العلمین و احیائے سنت سید المرسلین و ترغیب کافۂ مؤمنین بسوے اقامت این رکن
رکین و جمع عساکر مجاہدین بنابر استیصال جنود ابلیس لعین موفق گردانید۔ الحمد للہ علی ذلک حمداً
کثیراً۔ ہر چند در مقدمۂ قتل و قتال باہل کفر و ضلال بحکم الحرب بیننا و بینہم سجال در ہر دو طرف فتح
و شکست محتمل است چنانچہ درین ایام خجستہ فرجام مجاہدین اخیار چند بار بر کفار اشرار مظفر و منصور
گردیدند و در یک نوبت بسبب مداخلت چند از منافقین یک گونہ گزندے بہ مؤمنین صادقین بہم رسید
لاکن الحمد للہ و المنۃ کہ ہیچ گونہ فتورے و قصورے در ہمت عالیۂ ایشان راہ نیافتہ چنانچہ این فقیر
بعدِ آن حادثہ در اضلاع یوسف زئی مثل چپلہ و بنیر و سوات دورہ و سیر نمودہ مؤمنین آن دیار و مسلمین
اطراف را بہ اقامت جہاد و ازالۂ فساد بالمشافہہ ترغیب نمودہ و بسیارے را از اقوام افاغنہ مثل خازیان
و آفریدی و مہمندی و خلیل و غیرہم بہ ادراک این سعادت عظمیٰ و اداے این عبادت کبریٰ بالمکاتبہ
دعوت کرد۔ الحمد للہ کہ ہمہ مؤمنین صادقین ایشان این دعوت حق را قبول نمودند و بگوش ہوش شنیدند
بنا بر علیہ در عرصۂ چند روز ان شاء اللہ بحول و قوت ربانی و تائید یزدانی مقدمۂ جنگ و جدال و قتل و قتال
و استیصال اہل کفر و ضلال پیش کردہ خواہد شد۔ امید قوی از کرم کریم مطلق و رحمت رحیم برحق چنان
است کہ غلبۂ دین حق بر ادیان باطلہ جلوہ پذیر می گردد۔ خاطر جمع دارند و ہرگز بہ اخبار واہیہ کہ منافقین
برائے رنجانیدن مؤمنین افشا می نمایند اعتماد نفرمایند و بجمعیت خاطر و اطمینان قلب در دعائے
نصرت دین متین ببارگاہ رب العالمین مشغول مانند و خاطر جمع دارند کہ ہر چند فاعل مختار در ہر کار
و بار محض ذات پروردگار است و ہر مؤمن صحیح الاعتقاد را لازم است کہ در جمیع مقدمات خود بکارساز
رب العباد بجان و دل اعتقاد نماید آرے بنا بر حکم شرع قدرے در جمع اسباب ہم سعی بجا آرد۔ پس
بنا بر ہمین حکم شرعی در جمع کردن عساکر مسلمین برخے سعی کردہ شد۔ الحمد للہ کہ سعی مذکور بانجام رسید

کہ اقوام کثیرہ از مومنین افاغنہ کہ شمار اشخاص ہر قوم بہ ہزار ہا و لکھو کہا میرسد بہ رفاقت این فقیر اتفاق نمودند و اطاعت این عاجز بجان و دل مسلم داشتند و وقتیکہ مومنین صحیح الاعتقاد و مسلمین کامل الانقیاد بنا بر استیصال کفر و فساد و اعلائے دین رب العباد کمر ہمت چست می بندند و نیت قلبیہ درست می نمایند ضرور بالضرور بحول و قوت رب غیور مظفر و منصور می شوند و حق جل و علا بکرم عمیم خود بر طبق منطوق لازم الوثوق کذلک حقًّا علینا نصر المؤمنین۔ وان جندنا لهم الغالبون تائید ایشان می فرماید و پر ظاہرست کہ شوکت ہیچ کافر متمرد و منافق معاند معارضہ قدرت ربانی و تائید رحمانی نتواند کرد لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ شانِ اوست پس ہمین مضمون را پیش نظر خود باید داشت و بر وعدۂ آن کریم نظر باید گماشت الله بس باقی ہوس۔ زیادہ و السلام مع الاکرام ؂

نمبر ۱۲ مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام سلطان محمد خان رئیس پشاور

بسم الله الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت عمدۂ اراکین عالی مقام قدوۂ خوانین ذوی الاحتشام رونق افزائے چار بالش حشمت معرکہ پیرائے میادین صولت سردار عظمت شعار جلالت آثار شوکت نشان سردار سلطان محمد خان زاد الله اقبالہ و ضاعف اجلالہ وفقہ الله لما یحب و یرضاہ و اوصلہ الی غایۃ ما یتمناہ۔ بعد اہدائے احسن تحف اہل اسلام یعنی گلدستۂ ریاحین سلام و ادعیہ ازدیاد مناصب کونین و مدارج دارین واضح آنکہ۔ نامۂ نامی و رقیمۂ گرامی مشتمل بر مراتب مودت و اتحاد و مدارج خلت و وداد در احسن اوقات و اسعد ساعات رسید انواع مسرت و اضعاف فرحت بخشید آنچہ از نوک قلم مودت رقم بنظر علاقۂ صداقت قدیم صادر گردیدہ بود کہ اینجانب علاقۂ اتحاد و اخلاص کہ از مدت مدید فیما بین قائم گردیدہ از خاطر فاتر محو و منسی نشاز ند پس الحق از روزیکہ این جانب را با آن حشمت مآب در دار السلطنت کابل ملاقات گردیدہ و علاقۂ صداقت و اخلاص فیما بین بہم رسیدہ ہیچ گونہ الی الآن بغبار رنجش مکدر نگردیدہ و چیزی کہ باعث ملال باشد میان نیامدہ پس بنظر قوانین رعایت علائق صداقت البتہ علاقۂ مذکور واجب الرعایت است اما حق جل و علا محض بکرم عمیم دل اخلاص منزل این ذرۂ بمقدار و این عاجز خاکسار را بر طریقۂ بس عجیب و نہجے بر غریب از ابتدائے عمر مجبول گردانیدہ کہ در باب علائق محبت و عداوت پاسداری وجوہ صداقت و قرابت از نظر انداختہ و محض تحصیل رضائے خود و اطاعت احکام خود قبلۂ ہمت ساختہ پس محبوب من ہمان است کہ محبوب رب العالمین است و عدو من ہمانست کہ عدو احکام شرع مبین است لہذا بخدمت عالی گذارش کردہ می شود کہ اگر در دوستی علاقۂ خود مع الله کوشش بلیغ فرمایند با چنان

بقدر آن محبوب و مسن شوند و طریق تحصیل مقام محبوبیت حضرت رب العزت همین است که در باب
اطاعت احکام و اعلائے کلمۂ اسلام و احیائے سنت سید الانام و استیصال کفرۂ بد انجام از جمیع علائق
ماسوی الله خواه از جنس علائق صداقت و قرابت باشد خواه از جنس تحصیل سلطنت و وجاهت
خواه از جنس بدست آوردن مال و ریاست منقطع گردند و در ینباب از جمیع ماسوی الله هر دو دست
بردارند و دل اخلاص منزل خود را از اغراض نفسانی و طلب حظوظ جسمانی در مقابلۂ اطاعت احکام ربانی
مطهر سازند و اگر نیک تامل فرمایند التزام این امر بر بندۂ عبودیت شعار و اطاعت آثار لازم و مؤکد
است که بدون آن هرگز هرگز علاقۂ عبودیت خالصه از غبار نفاق مصفی نمیگردد تا امید این امر داشتن
که طمع دخول در سلک عباد مخلصین هم دارند و دل خود را از الواث مذکوره هم مطهر ننمایند پس خیالے
است پر اختلال و وهمے است باطل و محال که هرگز هرگز گاہے شدنی نیست بموجب بیت ۵
هم خدا خواهی و هم دنیائے دون + این خیال است و محال است و جنون + پس وقتیکه ایمان خالص
از شوب نفاق و اطاعت محض حضرت خلاق قبلۂ همت خود ساختند همان وقت مقام محبوبیت حضرت
حق یافتند (قال الله تبارک و تعالی) فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى
الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ
ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (و قال الله تعالی) إِنَّمَا
وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ
رَاكِعُونَ ۝ وَمَن يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۝
(و قال الله تبارک و تعالی) لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ تا هُمُ الْمُفْلِحُونَ لیکن وقتیکه در سلک حزب الله
منسلک گردیدند بالاضطرار محبوب و مسن شدند اگر شوق تحصیل این مقام دارند در جواب همین رقیمه بتفصیل
بزرگوارند تا طریق آن فهمانیده شود و بحول و قوت ربانی بمنزل مقصود رسانیده شود - هر چند مضامین مسطوره
بکرات و مرات در قطعات رقائم و داد نگارش کرده شده بالفعل تکرار لغو می نماید لاکن چه کرده آید که بخیر خواهی
جمهور مؤمنین مامور و بر خواهش صلاح ایشان مفطور بنا بر علیه بار بار همین مضمون در قوالب گوناگون و
السنۂ رنگا رنگ نگارش کرده می شود والا حضرت رب غیور که علیم بما فی الصدور است آگاه است بمعنی که
این فرقه بمقدار عاجز خاکسار هر چند بظاهر قدرے ندارد تا تمام دل اخلاص منزل از توکل محض و تسلیم بحت
ممتلی است اظهار احتیاج بسوئے غیر او باعث ننگ و عار می داند و فی الحقیقت طلب چیزے که غیر رضائے او
باشد اصلا نمی دارد چنانچه این معنی بر آن جلالت آثار کالشمس فی رابعة النهار هویدا و آشکار است حق جل و علا بکرم

عمیم خود در اصل جبلت این امرِ عظیم ودلیعت نهاده بموجب بیت ؎ بارها گفتم وهم بارِ دگر می گویم + که من گم شده
این راه نه بخود می پویم + هرچند بهر حال در دعائے خیر مشغولم و بهر صورت خیرخواهِ آن حشمت مآب لاکن اگر این
معنی متحقق گردد پس محبوبیت تامه به نسبت جناب رب العالمین و سید المرسلین و جمیع عبادِ مقربین بدست
آید باقی تفاصیل سرگذشت اینجود و باظهار حالِ رقیمة الوداد ناظر نظام محی الدین نیکو هویدا خواهد شد۔
زیاده والسلام مع الاکرام۔ تحریر یکم ذی قعد ۱۲۴۲ھ هجری +

(نمبر ۱۳) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام امیر دوست محمد خان والی کابل

بسم الله الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت سردار کثیر الاقتدار جلالت شعار عظمت آثار شجاعت
دثار والا تبار سردار دوست محمد خان زاد اقباله۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه
بر ضمیر کیمیا ست تخمیر آن سردار کثیر الاقتدار این معنی کالشمس فی رابعة النهار هویدا و آشکارا شده باشد که
آنچه اینجانب از وطن مالوف خود برخاسته و محبت اهل و عیال و اخوان و اوطان پس پشت انداخته و مصائب
و متاعب مثل این اسفار بعیده برخود گوارا ساخته در کشاکش جنگ و جدال شب و روز گذرانیده و می گذراند
این همه بسدقی الله و اعلاء کلمة الله و احیاء سنة رسول الله است هرگز هرگز طلب و خواهش دنیا و ما
فیها بآن مخلوط و ممزوج نگردیده از انجا که تطهیر این داعیه رحمانی از تلوث اغراض نفسانی یقیناً و قطعاً معلوم
آنجناب است حاجت تکریر ندارد بناءً علیه آن را بر خاطر دانش ذخائر تفویض نموده باصل مدعا می پردازد که
در اوائل برپا شدن این هنگامه چند بار جنود مجاهدین اخیار بر عساکر کفار شرار تاخت آورده مظفر و منصور گردیده
بودند و در آن مدت انواع خیر و برکت نسبت مهاجرین ابرار و مجاهدین اخیار معائن و مشهود می گشت هر آئینه
ضمیر خلت تخمیر از سابق بخوبی عکس پذیر است حاجت تکریر نیست لیکن از هنگامیکه سرداران والی پشاور
باظهار مودت و اخلاص لباس اعانت دین متین رب العالمین بر خود آراسته و زیب نصرت و احیائے سنت
سید المرسلین بقامت خود پیراسته مع سازو سامان خود مشارک فقیر گردیدند از همان ایام نکبت گونه نکبت
بسوئے عسکر ظفر پیکر اهل اسلام متوجه گشت و اقسام رنج و کلفت و اصناف کربت و شدت بر سر آنها گذشت
که اینجانب هم به نهجے مبتلاے عارضه شد که هوش و حواس هم نمی داشت این هم موضح خاطر حشمت ذخائر
بوجه احسن شده باشد لاکن طرفه ماجرا است که چون قوافل غزاة هندوستان باخلاص نیت صرف باعانت
سنت سید الانام و نصرت دین ملک علام بعد طے مسافت دور و دراز و قطع منازل شاقه تدریجاً می رسند
چنانکه بقرب وجوار بلدهٔ پشاور وارد می شوند سردار مذکور باهمه همت خود قصد ایذا رسانی و تکلیف دهی شان می شود
گاہے بر او شان قصد چپاول می کنند و گاہے اراده جنگ میدان میفرمایند بالجمله سردار مذکور از دین اسلام

بالکل دست بر دار شده بشارکت و معاونت کفار بدکردار می کوشد و محبت این گروہ شقاوت پژوہ از جذر قلب ادمی جو شد پس درین صورت سردار پشاور در روابط اسلامیہ را قطع نمودہ راہ بیگانگی ہمیو دند رائے فطانت پیرائے ان منبع ریاست و سیاست و معدن حشمت و کیاست درینمقدمہ چہ حکم می فرماید وازبسکہ بزبان صدق ترجمان جناب ہدایت مآب افادات خواجہ عبدالخالق نقشبندی ہمت عالی درمقدمۂ فرمانروائی و کشورکشائی موضوح گشت بنائً علیہ نگارش میرود کہ بمقتضائے محبت دیرینہ و خلت پارینہ از اظہار مافی الضمیر خود دریغ ننمایند زیادہ والسلام مع الاکرام - مرقوم پنجبار محرم ۱۲۴۳ ہجری

مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بخدمت شاہ بخارا

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ الذی نور قلوب المومنین باخلاص النیۃ و اتباع السنۃ و تکمیل الایقان و کرم وجود السلاطین بنشر العدالۃ و فضل السماحۃ و تائید الادیان - و فضل جنود المجاہدین بعلو الدرجۃ و عموم المغفرۃ و مزید الامتنان - والصلوٰۃ و السلام علی المبعوث بہ تتمیم التوحید و تعلیم السنۃ و مجاہدۃ ائمۃ الکفر و الطغیان - و علی آلہ و اصحابہ الذین سووا الصفوف و سلوا السیوف و ساقوا الخیول علی اخوان البغی و العصیان - و علی الائمۃ المہدیین و السلاطین العادلین و العلماء العاملین و جموع المجاہدین و کافۃ اہل الخلوص و الایمان - اما بعد از امیر المومنین السید احمد بحضور لامع النور حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی مہبط الطاف ربانی مورد عنایات یزدانی سند آرائے محافل سیادت و کیاست معرکہ پیرائے مجامع شہامت و شجاعت - رونق افزائے اورنگ عظمت و اجلال فرمانروائے کشور حشمت و اقبال سرو نہال بوستان جہانبانی گل سرسبز چمنستان کامرانی رافع شعائر شریعت غراء ناشر امر ملت بیضاء حامی انوار سنت شہباء ماحی آثار بدعت ظلماء باہر احکام رب العالمین قاہر اعدائے شرع مبین منبع ینابیع جود و کرم معدن یواقیت اخلاص و ہمم مرجع اساطین ارباب علو و حکم ملجاء اراکین اصحاب سیف و قلم جگر گوشہ سلاطین خاندان عدل و سیاست نور دیدہ مصابیح دودمان فضل و سیادت سلطان بن سلطان خاقان متع المسلمین بطول بقائہ و انطق المومنین بجمیل ثنائہ و نصر الدین بعز احبائہ و نصر المجاہدین بقہر اعدائہ - بعد از اہدائے تحفۂ تسلیمات مسنون و تحیات اکرام مقرون و تعظیمات اخلاص مشحون و دعوات ترقی مناصب کونین و علو مراتب نشاتین ملتمس آنکہ - این عاجز خاکسار ذرہ بمقدار از خاندان سادات عظام و دودمان شرفائے ذوی الاحترام اسلاف کرام این مسکین بر سجادۂ ارشاد و تلقین از صدہا سنین در بلاد ہندوستان استقرار و تمکین می داشتند و در اطاعت احکام رب العالمین و انقیاد اوامر سید المرسلین عمرہا گذرانیدہ اند و جماعت مستفیدین را بہ افادہ فیوضات فائز گردانیدہ چنانچہ از اعلام بزرگواران این ضعیف مقرب بارگاہ الہ سید علیم اللہ کہ از خلفائے کبار حضرت سید

آدم بنوری رح در احیاے سنتِ محمدیہ درمیان جمیع اقرانِ علم بودہ اند و در افشائے طریقۂ مجددیہ از ہمہ اخوان
پیش قدم این بندۂ عبودیت شعار بعنایتِ قادر مختار در ساعاتِ لیل و نہار در طریقۂ مرضیہ اسلاف کبار
مدتے بہ تربیتِ جماعتِ طالبین مشغول بود و درمیان کافہ سالکین مقبول چنانچہ جمعے کثیر و جمے غفیر از مسلمین
انقیا کیش و مؤمنین اخلاص اندیش بحول و قوت رب قدیر بواسطۂ این فقیر حقیر از درگاہِ واہب العطیات
و بارگاہِ خالق البریات موردِ الطاف و کرم گردیدند و بر صراطِ مستقیم راسخ القدم ۔ سینۂ صفا گنجینۂ ایشان
از ظلماتِ شرک و بدعت خلاص یافت ۔ بر دلِ اخلاص منزلِ ایشان انوارِ خورشیدِ توحید و سنت تافت
بقدرتِ کاملۂ قادر علی الاطلاق و حول و قوتِ مالکِ بالاستحقاق احبائے این بندۂ ضعیف بانعامِ منعم
حقیقی مشمول شدند و اعداے این نحیف بانتقامِ منتقمِ تحقیقی منکوب و مخذول ۔ ترغیباتِ این عاجز و خاکسار
درمیانِ مہتدین ابرار معمول گشتہ و ترہیباتِ این ذرّہ بمقدار در حقِ مبتدعین اشرار سیفِ مسلول ۔ صحابِ
سنّت و اخلاص فائز بمدارجِ عز و اقبال گردیدند و اربابِ بدعت و نفاق گرفتارِ نکبت و وبال ۔ ہزاران
ہزار بلکہ خلائق بے حد و شمار بشرفِ بیعت مشرف شدند و در مقامات و معاملات بانواعِ بشاراتِ مبشر ۔
جماہیرِ اہلِ اسلام و مشاہیرِ خواص و عوام از الواثِ آثام مطہر و پاک گشتند و در طے مدارجِ تقویٰ و ورع چست
و چالاک ۔ جماعتِ مسلمین کامل الانقیاد در انصارِ شریعتِ محمدیہ منسلک گردیدند و در زمرۂ مخلصین راسخ
الاعتقاد در انوارِ طریقۂ مجددیہ منہمک ۔ الحمد للہ علی ذلک حمداً کثیراً لٰکن از مدتِ چند سال بہ تقدیرِ قادرِ فعّال
حالِ حکومت و سلطنتِ این مملکت برین منوال گردیدہ کہ سکھانِ نکوہیدہ خصال و مشرکینِ بد مآل بر اکثر اقطاعِ
غربیِ ہندوستان از لبِ دریائے اباسین تا دار السلطنتِ دہلی تسلط یافتند و دام تشکیک و تزویر بنابر اخمالِ
دینِ ربِ خبیر بر بافتند و تمامی آن اقطار را بظلماتِ ظلم و کفر مشحون گردانیدند و عزّتِ روسا و کبار را بانواعِ
ذلّت مقرون و جماہیرِ مسلمین را عموماً و مشاہیرِ حکام را خصوصاً بانواعِ تکالیف رنجانیدند و بر مساجد و معابدِ
اہلِ اسلام دستِ تعدی رسانیدند و در مقدماتِ ریاست و سیاست و معاملاتِ قضا و عدالت قوانینِ شرع
را بر باد دادہ و آئینِ کفر را بنیاد نہادند بالجملہ در آن بلاد و امصار و اضلاع و اقطار رسومِ کفر مشہور گردیدہ و شعائرِ
اسلام مستور و راياتِ ظلم منصوب شدہ و اعلامِ عدل منکوب ۔ حق پرستی مفقود گشتہ و ہوا پرستی معہود بناءً
علیہ سینۂ بے کینہ بملاحظۂ انیحال پر از رنج و ملال بود و دلِ اخلاص منزل از شوقِ ہجرت مالامال غیرتِ
ایمانی بہ نہانخانۂ دل در جوش بود و آوازۂ اقامتِ جہاد بگنبدِ سر در خروش درین اثنا این ضعیف را امر کارے
دیگر برانگیختند و عزمِ اداے حج در خاطر ریختند الحمد للہ کہ جمع کثیر از مؤمنینِ مخلصین کہ تخمیناً ہفتصد مردم باشند بآن
مقامِ فیض التیام رسیدیم و بزیارتِ حرمین مشرف گردیدیم و دستِ عقیدت و خلاص بالکنۂ متبرکہ رسانیدیم

وچشم اشتیاق بر مواضع منظمه مالیدیم و سر نیاز بر آستانهٔ آن بے نیاز ساییدیم و این جان ناتوان را نثار خانهٔ جان
جان گردانیدیم سبحان الله چه دریائے رحمت مکافات این اخلاص نیت و حسن طویت موجزن گردیده
و چه ملاطفات دلربا در آن مقام دلکشا و مجازات صدق و صفا بشارات بے شمار و معاملات خارج از حد و
حصار بر منصهٔ ظهور رسید نسیم الطاف نهانی و الطاف مهربانی که جان مشتاقین را شیفته و فریفته گردانید
و خصے انعام بیکران و اکرام بے پایان که سر افتخار خاکنشین تا باوج عرش برین رسانید بموجب بیت
؎ اگر بهر سر موئی دو صد زبان * کنند شکر این نعمت را بیان * بهر یک الطافهای بے شمار * نباشد یکے از
هزاران هزار * با جمله چه مشاهدات بوقلمون و مکالمات گوناگون در آن مقام دیده و شنیده ام به میدان
خیال و وهم نمی گنجد و بمیزان قیاس و فهم نمی سنجد آرے این عطیهٔ رحمانی ست که هر کرا میخواهند عطا می فرمایند
و موهبت ربانی ست که هر کرا می خواهند بآن مشرف می نمایند اللهم لا مانع لما اعطیت ولا معطی
لما منعت تهب ما تشاء لمن تشاء و از اعظم معاملات آن مقام این است که از درگاه واهب
العطایا جلت عظمته و از حضور خیر البرایا علیه افضل الصلوة والتحیة در مقدمهٔ اقامت جهاد و ازالهٔ کفر و فساد
بطریق الهام ربانی و کلام روحانی به اشارات غیبی در باب امامت مشرف ساختند و به بشارات لاریبی
در باب فتح و ظفر مبشر در معاملات حقه با علائے کلمهٔ رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین و استیصال
کفرهٔ مشرکین مامور ساختند و در مواعید صادقه بلقب مظفر و منصور نواختند پس بنا بر اقامت همین گرز
رنگین یعنی نصرت دین متین و شکست رونق اعدائے دین از حرم محترم و آن مقام معظم معاودت بقدوم والا
کرام حامل فتح الحجه کرده بمثل آن مقام دلکشائے و مکان راحت افزائے جان خود را کشیده در کشاکش ارباب
کفر و ضلال و اصحاب بدعت و جدال انداز د و قطع نظر از این اشارات و بشارات هم قدر لا بد است که هرگاه
بلاد اهل اسلام در دست کفار لئام افتد بر جماهیر اهل اسلام عموما و بر مشاهیر حکام خصوصا واجب و موکد میگردد
که سعی و کوشش در مقابله و مقاتلهٔ آنها بجا آرند تا وقتیکه بلاد مسلمین را از قبضهٔ ایشان بر آرند و الا آثم و گنهگار
می شوند و عاصی و ستمگار و از درگاه قبول مردود میگردند و از بارگاه قرب مطرود بنا بر علیه چندے در وطن
خود اقامت نمودیم بعد از آن راه هجرت پیمودیم و در بلاد هند و سند و خراسان دور و سیر کردیم و این تحفهٔ بشارت
بیش اکثر اهل صلاح و خیر بردیم و این دعوت حق را بگوش هوش جمهور مسلمین رسانیدیم و اکثر مومنین مخلصین
را در این مقدمه رفیق خود گردانیدیم آخر الامر در اوطان یوسف زئی رسیده مخلصین انصار را رفیق خود ساختیم
و علم جهاد برافراختیم و بکرات و مرات با اهل کفر تاختیم و جان و مال در رضا جوئی ایزد متعال در باختیم اگرچه
در مقدمهٔ قتل و قتال و جنگ و جدال بحکم الحرب بیننا و بینهم سجال فتح و شکست در جانبین متصور است اما

الحمد لله والمنة که مؤمنین صادقین را در هنگام فتح نه نخوت و غرورے بهم میرسد و نه در وقت شکست تقاعد و فتورے و از بسکه بفحوائے کلام ملک علام و سنت سید الانام و فتاوائے جماهیر فقهائے عظام و مشاهیر علمائے ذوی الاحترام و صوابدید عقلائے ذوی الافهام اقامت این افضل ارکان اسلام یعنی قتال با کفار لئام بدون نصب امام بر وجه مشروع صورت نمی بندد بنا بر علیه باتفاق جمیع انسادات کرام و علمائے اعلام و قضاة ذوی الاحترام و مشائخ عالی مقام و خوانین ذوی الاحتشام و جماهیر خواص و عوام از اهل ایمان و اسلام بر دست این فقیر بیعت امامت واقع گردید الحمد لله والمنة که مقاتلهٔ اهل کفر و عناد و صحبت جمعه و اعیاد و بعد مرور دهور بر وجه مشروع صورت بست هر چند این اضعف عباد و الا جهل این منزل بمواعید غیبی مبشر بود ثانیاً باتفاق جماعت مؤمنین باین منصب شریف مشرف گشت اما خالق البریات و عالم السرائر و الخفیات گواه است برین معنی که گاهے بر دل اخلاص منزل این بندهٔ عبودیت شعار و عاجز خاکسار هوا آرزوئے حصول یعنی تملک خزائن بے شمار و تسلط بر بلاد و امصار و تحجیر بر بندگان مالک منان و فرمانروائی بر اقران و اخوان و طلب عزت و وجاهت و ریاست و امارت و اهانت رؤسائے عالی مقدار و سلب سلطنت سلاطین والا تبار و امتیاز خود به سائر بندگان الهی و امتیان رسالت پناهی خطور هم نکرده و وسوسهٔ آن هم نرسید بلکه مقصود از برپا کردن تمام این معرکه پیرائی و عربده آرائی غیر از اعلائے کلمهٔ رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین و استخلاص بلاد مؤمنین از دست کفرهٔ متمردین چیزے دیگر نیست و هرگز هرگز شعبهٔ وسوسهٔ شیطانی و شائبهٔ هوائے نفسانی باین داعیهٔ رحمانی و الهام ربانی مختلط نگردیده والله علی ما نقول وکیل چنانچه تمامی سرگذشت این عاجز و ... تغیر حال این اطراف هندوستان از حجاج بیت الحرام و تجار اهل اسلام و دشت نوردان اقالیم سیاحت و واقفان بلاد دور دست تفحص فرمایند تا حقیقت احوال منکشف گردد و از بسکه آنجناب و اسلاف بزرگوار آنجناب بغیرت ایمانی و حمیت اسلامی موصوف اند و با علائے اعلام دین و احیائے سنت سید المرسلین معروف و دیانت و عدالت ایشان مسلم طوائف انام است و فطانت و کیاست زبان زد هر خاص و عام بلکه جماهیر مومنین آن دیار و مشاهیر متدینین آن اقطار بغیرت ایمانی و حمیت اسلامی در جمیع اقالیم مشهور اند و قلوب ایشان باخلاص نیت و حسن طویت معمور حتی که بخارا شریف در مقدمات دیانت و امانت ضرب المثل شده و رسم مروجهٔ آن بلدهٔ شریفه در حق جماهیر سلاطین مظهر عمل گردیده بنا بر علیه بر طبق منطوق لازم الوثوق و حرض المؤمنین علی القتال بجهت تحریض همت آن حامی انوار ملت بیضا و ماحی آثار بدعت ظلما و ماهر احکام رب العالمین قاهر اعدائے دین متین نگارش کرده می شود که حق جل و علا بکرم عمیم خود آن جناب را بمنصب فرمانروائی و کشورکشائی که اعلائے

مناصب ارباب عزت واقتضائے مآرب اہل وجاہت ہست مشرف گردانیده پس در شکر این نعمت عظمی
لازم که ہمہ اسباب راحت وفرحت وسامان عظمت ومکنت در تحصیل رضائے رب العزت مصروف کرده شود
دراعلائے کلمۂ رب العالمین واحیائے سنت سید المرسلین در کوشش داده آید که رؤسای بلاد ہند وخراسان در
مقدمۂ اطاعت وانقیاد تغافل ورزیدند ودر باب اقامت جہاد تکاسل - واز مقتضائے حمیت عاطل
گردیدند از حقوق عبودیت غافل الحق بنده که بنا بر محبت ما سوی الله از امتثال احکام الٰہی پہلو تہی نماید
فی الحقیقت بنده نیست ومؤمنے که غیرت ایمانی ندارد در نفس الامر مؤمن نے - ومخلصے که مرغوبی را از
مرغوبات نفسانی بر امتثال احکام ربانی ترجیح دہد مخلص نے - سبحان الله کسانیکه تخریب شعائر اسلام از
دست کفار لئام مے بینند ومے شنوند باز غیرت ایمانی در دل ایشان جوش نمیزند وحمیت اسلامی
در سینۂ ایشان خروش نمیکند چگونه ادعائے ایمانی می نمایند وجان خود را در زمرۂ محمدیان می شمارند
آرے محبت حق با محبت دنیا مخالفت می دارد وحق پرستی با ہوا پرستی مضادت تجویز اجتماع این
ہر دو امر در یک قلب خیالے ہست پر اختلال ووہمے ہست سراسر باطل ومحال - الدنیا والآخرة ضرتان
لا تجتمعان حدیثے ہست ماثور ولا جمع بین الحقیقة والمجاز مثلے ہست مشہور - بموجب بیت ؎ ہم خدا خواہی
وہم دنیائے دون + این خیال ست ومحال ہست وجنون + چنانچه رؤسای بلاد مسطوره بپاداش این
کردار رسیدند وگرفتار ذلت وادبار گردیدند واز بسکه وصول اخبار وحشت آثار بمحفل جلالت منزل مشکوک بعد
بنائے علیه احوال نکبت مآل تجبر کفرۀ پنجاب وتعدی منافقین این دیار بسمع مبارک رسانیده شد تا غیرت
ایمانی که موروث از اسلاف کرام ہست بجوش آید واساس اہل کفر وضلال را از بیخ بر اندازد وجمعیت جنود
ابلیس لعین را برہم زند ورونق بازار اہل کفر وشرک بشکند ہر چند ضلع اوطان یوسف زئی که فرودگاه این
عاجز وخاکسار ہست وسراسر کوہسار چه یارا که مہبط انوار اقبال ومحفل موکب اجلال تواند شد چه آنجناب را
انواع کاروبار در مقدمات انتظام بندگان پروردگار در پیش ہست وضلع مذکور از دار الخلافت مبارک واقع
در اقطار وجماہیر مؤمنین رعایا ومشاہیر رؤسای این دیار باین جانب عقد بیعت بر بسته اند ومستعد اطاعت
وانقیاد ومنتظر اقامت جہاد نشسته درینصورت اگر معاونت عظمی از عظمائے دین ومشارکت علی اعلاء اعلام
شرع مبین بنسبت ایشان متحقق شود ہر آئینه علو ہمت ووفور رغبت ایشان دوبالا گردد بنا علیه مناسب
وقت چنان ست که جمیع صغار وکبار را از علمائے متدینین وارکین حضرت وسپاہیان شجاعت شعار ورعایائے
انقیاد آثار را ترغیب فرمایند وجمعے را از لشکر ظفر پیکر تعین نمایند واز خزانۂ عامره پرورش مجاہدین کنند تا
مشارکت آنجناب دراعلائے دین رب الارباب واستیصال کفرۀ ارتیاب باحسن وجوه متحقق گردد ومجاہدین

مذکورین را تقویتِ قلب بدست آید و چنانچه بسلطنتِ این جهانِ فانی مشرف شده اند و بمیامنِ توجهِ عالی اصولِ دینِ متین و رسومِ شرعِ متین در آن دیار واقطار مروج و در نشرِ انوارِ عدالت مصروف اند و به پرورشِ اربابِ هدایت مشغول همچنین اگر استخلاصِ بلادِ مؤمنین از تصرفِ درازمویان ملاعین (اقوام سکهه) بدستِ عسکرِ فیروزی اثر صورت بندد هر آئینه حمایتِ سابقه بجمعیتِ لاحقه ممتزج گردیده بمثابهٔ نورٌ علیٰ نور بر انظارِ مخلصین مودت ظهور جلوه گر شود و غایت منتهی از رضا جوئیِ مولا حاصل گردد و درجهٔ اعلیٰ از مدارجِ جنتِ نعیم در جوارِ ملیکِ مقتدر مقعدِ صدق بدست آید علاوه براین آنکه خزاینِ بے شمار و بلادِ کفارِ اشرار در تصرفِ انصار و اخیار و مویدانِ ملتِ سیدِ مختار در آید این فقیر به تحصیلِ مال و منال و تصرفِ بلاد و امصار غرض نمی دارد مگر که از اخوانِ مؤمنین و اقرانِ مخلصین بلادِ مؤمنین را از دستِ کفرهٔ متمردین استخلاص نموده قوانینِ شرعِ مبین و ریاست و سیاست و قضایا و عدالت کما حقه مرعی دارد مقصود این فقیر حاصل گردیده تسلطِ سلاطینِ عادل نیز را بر تمام روئے زمین بهتر از تسلطِ خود می شمارم زیرا که سلطنتِ هفت کشور را بخیال هم نمی آرم و قتیکه نصرتِ دینِ متین و استیصالِ کفرهٔ متمردین متحقق گردید نیز سعیِ من بر هدفِ مراد رسید درین مقدمه نیک تأمل نمایند و فکرِ عمیق را کار فرمایند که سردارانِ ملکِ خراسان بجبن و نامردی موصوف اند و بظلم و تعدی معروف بنا علیه رعایای ایشان از حکومتِ ایشان بیزار اند و جنودِ ایشان بیکار و کفارِ دراز مویان که بر ملکِ پنجاب تسلط یافته اند نهایت تجربه کار و هوشیار اند و حیله باز و مکار اگر بر اهلِ خراسان بیایند بسهولت تمام جمیع بلادِ آن بدست آرند با حکومتِ آنها مجدود و ولایتِ آنجناب متصل گردد و اطرافِ دار الحرب باطرافِ دار الاسلام متحد شود انواعِ مفاسد در میانِ مسلمینِ دار الاسلام بحیله دیگر خواهند انداخت و علمِ مخالفتِ آنجناب خواهند افراخت اگر فی الحال عسکرِ فیروزی اثر بر اینها تاخت فرماید و جنودِ آنها را زیر و زبر نماید البته از خیالِ تسلط بلادِ مسلمین دست بردار شوند و در کار و بارِ خود گرفتار این مضمون را مثلِ مضامینِ شعریه یا لطائفِ نثریه تصور نفرمایند بلکه اگر فی الحال در سدِّ ابوابِ درآمدنِ ملاعین بدیارِ خراسان تغافل خواهند نمود آنچه در عرصهٔ قریبه از طرفِ ایشان در حقِ اهلِ خراسان بظهور خواهد رسید مشاهده خواهند فرمود که آن ملاعین عزایم بس چست و خیالات نهایت دور دست می دارند و قطع نظر از مراعاتِ این تدبیرِ مذکور را نیقدر ضروری است که این بلاد از اصل دار الحرب نیست بلکه کفرهٔ پنجاب بالفعل بر آن مسلط گردیده پس استخلاصِ بلادِ مذکوره از دستِ آنها بر ذمهٔ جماهیرِ اهلِ اسلام عموماً و مشاهیرِ حکام خصوصاً واجب این فقیر بقدرِ استطاعتِ خود کوشش می نماید آنجناب را لازم که بقدرِ طاقتِ خود سعی فرمایند که بادنی معاونتِ آنجناب بلکه بمجردِ نامِ مشارکتِ آن والا قباب غلبهٔ دین ترقی می گیرد کار و بارِ مجاهدین رونق می پذیرد زیرا که بعنایتِ لطیف و اعانتِ ربِ قدیر هیولائے قیامِ جهاد بکمالِ استعداد رسیده و مادهٔ علو

[illegible] ۱۲ منه

دین واجتماعِ جنودِ مؤمنین آماده گردیده همین که همتِ عالیه متوجه گردد بسهولت تمام سرانجام صورت این امر عظیم بر منصهٔ ظهور جلوه سیفر باید واختتام این مهم فخیم روحی نماید آینده سررشته [illegible] است اول در تاسیس مبانی تدبیر مساعی جمیله بروئے کار آرند وآنرا از عبادات نبیله شمرده بجهد تمام بجا آرند بعد ازان در تفویض بسوئے تقدیر همتِ عالیه برگمارند وآنرا از عقائدِ جلیله قرار داده بر الواح قلوب برنگارند که آیه وشاورهم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی الله نص صریح است از کلام ملک علام وکلمهٔ السعی منی والاتمام من الله قولے است زبان زد هر خاص وعام بیت گفت پیغمبر باواز بلند + بر توکل زانوئے اشتر ببند + این است ملخص مقصود این فقیر وسفتح مکنون مافی الضمیر الکن ازانجا که تشریح این حال وتفصیل این اجمال بتحریر خامهٔ بریده زبان متعسر بنا برآن علیه جناب مستطاب هدایت مآب مقرب بارگاه رب قوی مولوی نظام الدین چشتی هدی الله بکل غبی وغوی ومتع الله بکل فطن وذکی را که بر راه توحید واتباع سنت راسخ القدم اند ودر مرافقت این فقیر اسفار دور دست کشیده اند وکوه ودشت نوردیده ودر ملازمت این حقیر نشیب وفراز تربیت یگانه وبیگانه دیده اند وگرم وسرد زمانه چشیده مع اعلام هدایت مشتمل بر نفیر عام بخدمت جماهیر اهل اسلام بحضور لامع النور روانه گردانیده ام وبواسطهٔ ایشان تفاصیل مافی الضمیر بسمع اشرف رسانیده ام آنچه از کلام هدایت التیام آن مجمع حسنات فائض گردد آن بموقف قبول آرند ومضامین هدایت آگین آنرا از جنس قوانین علم معقول ومنقول شمارند وآنرا باعث سعادات دارین وجالب سعادت نشأتین تصور فرمایند والسلام مع الاکرام +

(نمبر ۱۵) **مکتوب جوابی از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام ملک فیض الله خان مهمند**

بسم الله الرحمن الرحیم - نیکوترین ترانهٔ عندلیب چمنستان سخن آرائی وبهترین ترنم قمریان سروستان دانش پیرائی سپاس بیقیاس تقدس بارگاہے است واطباق کون ومکان وصفائح زمین وزمان از سمک تا سماک واز قعر مغاک تا اوج فلک الافلاک منصهٔ ظهور کمال قدرت سراپا ندرت اوست - حمد حکیمے که هر ذره از ذراتِ بیابان وهر ورقے از اوراقِ درختان آئینه تماشاگاه بدائع جمال حکمت بے علت اوست - بعد از ادائے حمد آن احد خوشترین کلامے که طوطیان شکر بیان بآن سرایند وزیباترین زیورے که ابکار عرائس افکار بدان آرایند درود نامحدود بر حکم عرصهٔ وجود صاحب مقام محمود آئینه دار جمال لایزال مظهر اوصاف ذی الجلال مورد الهام حرّض المؤمنین علی القتال وصلوات متعالیات وتسلیمات متوالیات بر سرور کائنات ملقب بالقاب سید المرسلین ورحمة للعالمین مشرف بخطاب یا ایها النبی جاهد الکفار والمنافقین وبر اهلبیت اطهار وصحابه کبار که فرمانروایان اورنگ فَسَوْفَ یَأْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ اند وکشور کشائے اقلیم وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ وبعد از

حمد و صلوٰة از امیر المؤمنین سید احمد بطالعه خان اخلاص نشان تودد عنوان حشمت مآب عظمت انتساب ملک
فیض اسد خان سلمه الله الملک المنان - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه احوال
این حدود بکرم رب معبود تا تحریر نامهٔ مودت شمامه سراسر مستوجب حمد و شکر - رقیمهٔ نامی صحیفهٔ گرامی مشتمل بر
اظهار مراتب خلت و اختصاص محبت و اخلاص سید انطباع مسرت و اصناف فرحت بخشید بمضامین
وداد آگینش مجملاً از عبارات بلاغت آیات و مفصلاً از بیان حامل نامه اخلاص عنوان لائح گردید بحکم الامر
الذی اجلتمونا لا اجله و چندے از کلمات حکمت سمات تو کریتر جامه اتحاد شمامه بر صفحهٔ قرطاس وداد اساس
شده بود بپاسخ آن تصریحاتی پردازد و جوابش تشریحاتی مطرازد آنچه در مقام عذر عدم تشریف آوری خود
ارقام فرموده بودند که بدون اجازت سرداران عالی مکانات که ناظمان زمانه اند این سعادت غلام را میسر
نخواهد شد حقیقتش آنست که آنکرم را محض بنا بر مشارکت مؤمنین و معاونت مجاهدین و مشاورت در تدبیر
سرانجام دادن این مهم عظیم بقدوم مسرت لزوم ترغیب داده بودم پس اگر اطاعت سرداران زبان را به
نسبت حمیت دین و حمایت شرع مبین بزعم خود واجب و اوکد می دانند و رسوخ این علت را در سویدائے
قلب از امراض ردیه نمی شمارند و در مداوات و معالجهٔ آن سعی نمی آرند پس بحکم کل حزب بما لدیهم فرحون
شادان و فرحان مانند و آنچه در مقام تدبیر قدوم نگارش نموده بودند که اگر ملاقات با بنده درگاهی ضرور
است پس مکتوبے بسرداران ارسال دارند و طلب داشت غلام حلقه بگوش در حاشیه بنگارند که باذنهم مستعد
شرف حضور شود صورتش این است که درخواست ملاقات کسی از مخلوقات بنا بر استعانت در سرانجام دادن
مهمات هیچگونه ضرور نیست زیرا که در مقدمهٔ اقامت جهاد بر کفار شرار توکل و اعتماد محض قادر مختار دارم و
بر طبق وعده و من یتوکل علی الله فهو حسبه در بارهٔ حل مشکلات صرف از درگاه واهب العطیات امید دارم
هر چند عاجز و خاکسار و ذره بمقدار ام اما جاه و جلال مخلوقین در جنب عظمت و جلال رب العالمین بچیزے
نمی شمارم لیکن از انجا که اعلام عام بخدمت اهل اسلام بحکم حرض المؤمنین علی القتال ضروری است و بسا
مضامین هدایت آگین که تمامها در حیطهٔ تحریر نمی گنجد و بر منصهٔ تقریر با حسن وجوه جلوه می پذیرد بناءً علیه درخواست
ملاقات نمودم هرگز هرگز راه استعانت نه پیمودم اگر مکالمه بالمشافهه برتبهٔ تعذر انجامید پس اصل اعلام بطریق
مکاتبه هم بسمع گرامی رسید و مضمون آیت وافی هدایت وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ مؤدی گردید
و آنچه در مقام تعلیم لین کلام در مخاطبهٔ سرداران ذوی الافهام به آیت وافی هدایت فَقُولَا لَهُ قَوْلًا
لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى استشهاد فرموده بودند پس این ضعیف کلمهٔ عنیف و سخن سخیف گاهی
در مکالمهٔ ضعفاء هم فضلاً عن الرؤساء بمیان نمی آرم بلکه آنرا از مساوی اخلاق و شنائع خصال می شمارم

وچرا این امر فهیم بروئے کار آرم که با کسے عداوت جبلی و مخالفت کلی نمیدارم بلکه همین قدر آرزو میدارم که هر
یگانه و بیگانه و رئیس و ضعیف را براه حق دعوت نمایم و با طاعت مالک مطلق کار فرمایم اگر کسے بگوش هوش
شنید در سلک بندگان خاص و مقبولان ذوی الاختصاص منسلک گردید و هر که پهلو تهی کرد حسرت و ندامت
با خود برد نه نفع آن بمن می پیوندد و نه مضرت آن بمن می رسد تا شکر آن بجا آرم و شکایت این بر زبان رانم
و آنچه در مقام استحکام علاقه خلت والتیام با سرداران ذوی الاحترام نگارش فرموده بودند که بخلاف ایام
خالیه ابواب رسل و رسائل بسرداران مفتوح فرمایند بر ضمیر مودت تخمیر واضح باد که سردار سلطان محمد خان
و سردار سعید محمد خان راه رسل و رسائل مسلوک می دارند پس جواب آن همه از ینجا می یابند بلکه اگر مکاتیب طرفین
را شمار کرده آید هر آئینه مکاتیب اینجانب در تعداد زیاده بر آید چنانچه عنقریب یک خط مسرت نمط فرستاده بودند جواب
نگارش کرده شد باز وقتیکه زمان فترت رسل و رسائل ممتد گردید خطے دیگر در طلب جواب ارسال داشته شد
فاما سردار یار محمد خان و سردار پیر محمد خان اصلا این راه نمی پویند و ابتداے این امر از من میجویند حالانکه سابق
واضح گردید که راه الحاح والتجا باحدے از مخلوقین نمی پیمایم تا در استحکام رابطه محبت و اتحاد فوق الطاقه سعی نمایم
آرے اعلام سرداران کثیر الاقتدار از آن که مقصود بود داشتم خطوط مشتمل بر انواع ترغیب و ترهیب بکرات و مرات نگاشتم
وقتیکه ایشان با وجود ولایت بلده پشاور که مخزن قراطیس و اقلام است در ارسال مکاتیب تساهل میفرمایند پس
با فقرا چه یارا که درین کهسار که معرا از دوات کتابت است به دفاتر نگاری مشغول شویم و آنچه در مقام بیان شکایت
سرداران رفیع المقداران رقم زده کلک اتحاد سلک شده که آن حشمت مآبان در محفل خاصه سفیر یابند که مثل پایان
باین مثل مشهور می مانند که محنت بباد و گناه لازم پس ظاهر است که اگر سرداران ممدوحین محض لله و فی الله در خدمت
این ضعیف عباد الله بنابر حمایت شرع مبین و اعانت مجاهدین کمر بسته بودند پس فی الحقیقت این خدمت
دین رب قدیر است نه خدمت این فقیر حقیر لازم که شکر این نعمت عظمی و عطیه کبری بدرگاه خالق الوری بجا آرند
و گردن کسی از مخلوقین را زیر بار منت خود نسازند قال الله تبارک و تعالی یَمُنُّونَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ
لَا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ و اگر خدمت
این بنده درگاه اله لغیر وجه الله بجا آورده بودند پس این امرے است سراسر باطل و از ثمره خیر سراسر عاطل رابطه
که لغیر وجه الله باشد خیالے است پر اختلال و علاقه که بما سوی الله بهم رسد امرے است جالب نکبت و وبال من نه
آنم که رعایت این تعلقات بے معنی نمایم و باین تعلقات بیهوده گرایم بلکه من همانم که در هر باب سینه صافم خاصه
در معاملات صلح و جنگ یکرو و یکرنگ از دو روئی بیزارم و از پاسداری غیر حق دست بردار عاجز و خاکسارم و بنده
عبودیت شعار از اعانت ماسوی الله عار و ننگ می دارم و گلبرگ غیر حق را بسان خار و سنگ می شمارم کسیکه با من

رهٔ اتحاد می پوید و رابطهٔ اخلاص با من می جوید لازم که برنگ عبودیت خالصه رنگین شود و بمتانت استقامت سنگین با
و با من خواجه تاشی اختیار کند و از او باشی اجتناب ورزد هر که خواهد که از حق علاقهٔ تعلق بگسلد و با من رابطهٔ تعلق
بپیوندد و با مولائے من بنیادِ مخالفت نهد و کفار نابکار و بندهٔ عبودیت شعار را در یک سلکِ موافقت کشد
پس هرگز هرگز این امر گاہے شدنی نیست که من محض بندهٔ پروردگارم نه بندهٔ کسے از صغار و کبار آرے اگر
سرداران ممدوحین به نسبت رب العالمین از بندگانِ عبودیت کیش شوند و به نسبت دینِ متین از هواخواهان
خیر اندیش پس البته سردارانِ کرام را واجب التعظیم والاکرام می شمارم و در خدمتگذاری ایشان سعی بجان و دل
می آرم پس من با کسے از رؤسا و ضعفا عداوتِ ذاتی نمیدارم و هیچ معاملهٔ ایشان را نسبت بخود
از گناهان نمی شمارم تا از من شکایتِ این معنی نمایند و حرفِ گله در میان آرند آرے غافل از
حقوقِ پروردگار و خاذلِ دینِ سید ابرار هموست آثم و گنهگار و ظالم و ستمگار خواه با این معامله لطف و مودت
نماید خواه راهِ عنف و عداوت پیماید و آنچه در مقامِ اختتام نامهٔ مودت شمامه به تقریر قلمِ خلت توام این بیت حافظ
شیرازی مرقوم بود (بیت) مصلحت نیست که از پرده برون افتد راز ٭ ورنه در محفلِ رندان خبرے نیست که
نیست ٭ برائے فطانت پیرائے واضح و لائح باد که مراد از نهانی عزم اینجانب است بسمتِ بلدهٔ پشاور بنا بر
پاک کردن مجاهدین هندوستان از خس و خاشاکِ اربابِ نفاق و خار و سنگِ اصحابِ عداوت و شقاق
همیشه مه اصلاً از اسرارِ مخفیه نیست بلکه روبروئے ملا میر عالم خوندزاده وکیل سردار سلطان محمد خان این سخن باواز
بلند گفته ام و هیچ نکتهٔ نهفته و اشارات همیشه مه در سلکِ جوابِ رقیمهٔ کریمهٔ ایشان سفته - آرے تعیین مدت
نه نموده ام یعنی بکدام وقت سرانجامِ این مهم خواهم کرد و بکدام ساعت در دین عبادت سعی بجا خواهم آورد زیرا که سررشتهٔ
کار بدستِ قادرِ مختار است عزم اجمالی دارم و اتمام آن از درگاه واهب العطایا امید دارم پس وصول خبر
این امر ظاهر و باهر بسمعِ اشرف هرگز مستبعد نیست بموجب مصرعه نهان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلها
هاگر مراد از سرِ نهانی حالِ عجز مآل با فقرا که باوجود این بے سروسامانی و ضعف و ناتوانی بر مقابلهٔ اربابِ حشمت
و ثروت چرا اقدام در مخالفتِ اصحابِ عزت و مکنت بے باک پس باید دانست که هر چند ما فقرا هیئت بے سر
و سامانیم در وعدهٔ او فرحان و شادانیم و در اطاعتِ او کامیاب و کامرانیم بر آیتِ کافی هدایت کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ
غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللهِ اعتماد کلی داریم و به مضمون لطف مشحون وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهُ توکل
جبلی حدت مخالفین را اگرچه بهزاران هزار رسد و قوت معاندین را اگرچه بصد اوج بے شمار کشد در جنب عظمت
مولائے خود همسنگ خس و خاشاک نمی شمارم و همرنگ مگس ناپاک هم بخیال نمی آرم بالجمله بندهٔ انقیاد شعارم
با فتح و شکست کار ندارم خیال اعانت اهل دین در سر دارم و عزیمت اهانت متمردین پیش نظر هر فرد تیر یکدید

در کشش دارم درین معرکہ خواہم انداخت و ہر مہرہ تدبیر کہ از تہ دل برآرم برین بساط خواہم باخت - انواع منفعت و مضرت با من رسد یا بکسے دیگر خواہ تاج شہامت بر سرم خواہ خلعت شہادت در برم و السلام مع الاکرام - مورخہ ۷ - محرم ۱۲۴۳ھ ہجری از مقام پنجتار

نمبر ۱۶ - مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام حبیب اللہ خان پسر عظیم خان برادر دوست محمد خان والی کابل

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بمطالعہ سلالۂ خاندان عظمت و اجلال نقاوۂ دودمان عزت و اقبال مسند آرائے محافل سیاست و کیاست معرکہ پیرائے میادین شجاعت و شہامت جلالت نشان سردار حبیب اللہ خان زاد اقبالہ - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ - ہر چند اقامت جہاد و ازالۂ کفر و فساد بر ذمۂ جماہیر مسلمین لازم است اما بر مشاہیر اوجب چنانچہ والد بزرگوار آن سردار کثیر الاقتدار در مقابلۂ کفار شرار داد شجاعت دادہ اند و اساس فراہم آوردن جنود غزا نہادیت چیست شہامت ایشان باطراف و اکناف عالم رسیدہ و آوازۂ جلالت ایشان در اکثر بلاد و امصار منتشر گردیدہ چنانچہ آن عظیم الشان تمام عمر ہمین راہ پیمودہ اند و در ہمین کار و بار ازین جہان فانی رحلت نمودند - الحمد للہ کہ خلف رشید آن سردار سعید ہستند بفضل الٰہی در باب شجاعت و جوانمردی ضرب المثل گشتند چنانچہ تجلد شما در معارک مردآزما و تقدم شما در مصاف شہامت افزا مشہور در میان ارباب پیکار و جنگ و اصحاب ناموس و ننگ گردیدہ - لیکن نہایت مقام حیرت و محل غیرت است کہ امثال ما غربا و مساکین بنابر اعلائے کلمۂ رب العالمین و استیصال کفرۂ متمردین از مسافت دور و دراز قرب و جوار شما وارد شویم و بمقدمۂ جنگ و جدال و قتل و قتال با اہل کفر و ضلال پیش کنیم و در تشیید بنیان ایمان و تاسیس مبانی اسلام و ترویج دین سید الانام شب و روز داد کوشش دہیم و آن سلالۂ خاندان عظمت و نقاوہ دودمان حشمت با وجود عداوت موروثی با کفار شرار و جلادت جبلی در مقدمات جنگ و پیکار شریک ما نشوند و در نصرت دین و اعانت مجاہدین و اہانت متمردین داد کوشش ندہند حالانکہ بحقیقت این امر مطلع اند بر تفاصیل این اخبار آگاہ خیر آنچہ گذشت گذشت الحال از خواب تغافل تساہل سر آرید کہ آخر روزے در محکمۂ حساب کتاب حاضر خواہید گردید و در معرکہ سوال جواب خواہید رسید و مصداق کلام ہدایت التیام ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ خواہید بود لازم کہ امروز تلافی فردا بکنید تا مصداق آیت وافی ہدایت هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا نشوید در آن مقام مزلت اقدام غیر از اطاعت حق چیزے بکار آمدنی نیست

و هرچه درین دار الفناء از مال و منال و عزت و جاه حاصل کرده اند چیزے بدست ماندنی نے اگر ذره از حقوق منعم خود می شناسید درهمین مقدمه نیک نیک تامل فرمایند و در انقیادِ احکامِ رب العباد کمر بسته نمایند و مردانه وار جانِ خود را بجانبِ تمام در مجمع مجاهدین رسانند و هرگز هرگز راهِ تکاسل و تغافل نه پیمایند که دفعتهً ملک الموت بر سر می رسد و تمامِ این راحت و فرحت از دست میرود و هداکم الله رب العالمین و ما علینا الا البلاغ المبین - باقی تفاصیلِ احوال از زبانِ آرندهٔ نامه که از محبانِ قدیمی و مخلصانِ صمیمی اینجانب است واضح خواهد گردید آنچه اظهار نمایند آنرا قرینِ صدق و مصلحت دانند و آنرا در اعمال و افعالِ خود مرعی دارند که باعث سعادت دارین و جالبِ برکاتِ نشاتین است زیاده والسلام مع الاکرام از اینجا بتاریخ ۹ ماهِ محرم سنه ۱۲۴۳ ہجری

(نمبر ۱۷) از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام حاجی کاکڑ که از اعظم ملازمان و عمده مصاحبانِ دوست محمد خان است

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بمطالعهٔ خانِ عالی شان رفیع المکان جلالت نشان عظمت منزلت حاجی خانِ کاکڑ سلمه الله تعالی - بعد از سلامِ مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه - از انجا که حق جل و علا بکرمِ عمیمِ خود آن سامی منزلت را بانواعِ نعم و اصنافِ جود و کرم نواخته و از مقبلانِ زمان و معززانِ دوران ساخته و اجناسِ هنر مثلِ فکرِ صائب و رائے ثاقب و لطافتِ اذهان و وشاقتِ بیان و دقتِ مراتبِ دانش آرائی و شدتِ صولتِ معرکه پیرائی در خاطرِ فضائل ذخائر ودیعت نهاده و آن عالی شان این تمام انواعِ هنر و کمال را الی الآن در طلبِ تحصیلِ مال و منال و جاه و جلال مصروف فرموده اند و بمقصدِ اعلی و مآربِ اقصی رسیده چنانچه سردارانِ زمان و اراکینِ دوران مجالست و مصاحبتِ ایشانرا غنیمتِ کبری میدانند در مشاورتِ ایشان در مهماتِ فرمانروائی و کشورکشائی عمل می نمایند لازم که بالحال قدرے حقوقِ مالکِ باستحقاق و منعمِ علی الاطلاق بشناسید و در ادائے شکرِ او بشتابید و این رائے صائب و فهمِ ثاقب و جلادت و شجاعت و عظمت و شهامت را در اعانتِ احیائے شرعِ مبین و اهانتِ اعدائے دینِ متین صرف نمائید و چنانکه سردارانِ کثیر الاقتدار را بانواعِ مشاورات در مهماتِ معاش شید اعانت کرده اید همچنین الحال ایشان را بر اقامتِ این رکنِ رکین یعنی نصرتِ دین و استیصالِ کفرهٔ متمردین و پرورشِ جنودِ مجاهدین برانگیخته کنید تا چنانکه عمرِ خود را در انواعِ راحتِ اینجهانِ فانی گذرانیده اند همچنین دولتِ جاودانی بدست آید - بالجمله وقتیکه دعوی اسلام میدارید و جانِ خود را در محمدیان می شمارید لازم که در تائیدِ دینِ حقِ محمدی سعی بلیغ بجا آرید و غیرتِ ایمانی و حمیتِ اسلامی را کار فرمائید و در رضا جوئی حضرتِ رب الارباب راسخ القدم شوید که همین وقت است و وقت از دست رفته باز بدست نمی آید - زیاده بجز تاکید در همینی چه نگاشته آید - والسلام مع الاکرام - فقط

مورخه ۹ محرم سنه ۱۲۴۳ ہجری +

نمبر ۱۹ - اعلان‌نامه از جانب امیر المؤمنین سید احمد صاحب مضمون اقامت جهاد بر قوم سکھ

بسم الله الرحمن الرحیم - از فقیر سید احمد بر الواح خواطر سادات کرام و مشاهیر علمائے عظام و جماهیر مشائخ ذوی الاحترام و اراکین امراء عالی مقام و سائر خواص و عوام از اهل ایمان و اسلام منقش و مبرهن باد - هرچند این فقیر در زمان سابق بحمد الله در امر حق یعنی دعوت جمهور انام بسوئے اتباع سنت سید الانام علیه الصلوٰة والسلام در ساعات لیالی و ایام بکوشش تمام و سعی مالا کلام مشغول بود چنانچه این معنی بر اکثر دوستان فقیر واضح و لائح هست بعد ازان حق جل و علا بمحض کرم عمیم خود این فقیر را مع چندے از مومنین مخلصین در سلک مهاجرین صادقین منسلک گردانید - الحمد لله علی ذلک حمداً کثیراً - ازانجا که دعوت لسان بدون انضمام جهاد سیف و سنان کامل و تمام نمیگردد لهذا امام هادیان و رئیس داعیان یعنی سید المرسلین علیه الصلوٰة والسلام آخر کار بقتال کفار مامور گردیدند فظهور شعائر دین متین و علو اعلام شرع مبین از اقامت همین رکن رکین صورت بست بناءً علیه عزم این عبادت عظمی و ادراک این سعادت علیا بوجهے در خاطر فقیر القا کرده اند که صرف جان و مال و ترک اهل و عیال و مهاجرت اخوان در جنب سر انجام دادن این امر عظیم و اتمام این مهم فخیم مثل راندن مگس ناپاک و بر تافتن خس و خاشاک می نماید و اینهمه محض لله و فی الله است که شعبهٔ وسوسهٔ شیطانی و شائبهٔ هوائے نفسانی با این داعیهٔ رحمانی اصلا مخلوط نگردیده هرچند اینمعنی بر اکثر واقفان حال فقیر ظاهر و باهر است اما بسبیل مزید تاکید باز بطریق تجدید می گوید که خدائے پاک جل شانه را که دانائے پنهان و آشکارا است و محیط بجمیع خفیات و اسرار گواه میکنم برینمعنی که آنچه داعیهٔ جهاد با اهل کفر و عناد از دل فقیر جوش میزند اصلاً و مطلقاً بوجهے من الوجوه بکدورت طلب مال و عزت و جاه و حشمت و امارت و سلطنت و نام و نشان و ترفع بر اخوان و اقران بالجمله بطلب چیزے سوائے رضائے مالک حقیقی و اعلائے کلمهٔ ملک تحقیقی باشد هرگز هرگز ممزوج نیست والله علی ما نقول وکیل پس هر که خود را در سلک مسلمین منسلک می سازد و در زمرهٔ محمدیان می شمارد بر ذمهٔ او لازم و موکد است که خود را نزد فقیر رسانیده مشارکت فقیر در نیابت اختیار کند تا بمعرکهٔ محشر که مجمع اولین و آخرین است و هم بحضور حضرت خالق السموات والارض و هم روبروئے جناب سید المرسلین علیه الصلوٰة والسلام الی یوم الدین سرخروئی حاصل کند و به شفاعت حضرت رسول مقبول صلوٰة الله و سلامه علیه فائز شده بمزید عز و اکرام که بامت حضرت سید الانام علیه الصلوٰة والسلام مخصوص است بهره ور شود هرچند غلبهٔ دین محمدی بر مشارکت کسی معین و متوقف نیست زیرا که اگر قومے درین امر تقاعد و تساهل خواهند کرد قومے دیگر از بندگان الٰهی در عوض ایشان در نیابت داد کوشش خواهند داد لاکن اهل تقاعد و تساهل در حضور مالک خود و روبروئے پیغمبر صلی الله علیه وسلم چه جوابها

خواہند کشید و در انتقام منتقم حقیقی گرفتار شدہ چہ دست ندامت و افسوس خواہند گزید قال اللہ تعالیٰ اِلَّا تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا وَّیَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ وَلَا تَضُرُّوْہُ شَیْئًا وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ + بالجملہ وقت امتیاز مومن از منافق بر سر رسیدہ و مقابلہ اہل کفر و طغیان پیش روانجامید پس ہر کہ خواہد خود را ز جماعۂ معاندین کہ بانکار رضاف مقابلہ شرع مبین می نمایند داخل کند یا در زمرۂ منافقین کہ در پردۂ حیل باطلہ حکم حق را دفع می نمایند خود را شمارد مثلاً یکے بعضے از اعذار جسمانی مثل ضعف و ناتوانی بہ بنسبت تحمل مشاق سفر و تکالیف جہاد اظہار می نماید حالانکہ حق جل و علا در حق امثال ایشان میفرماید فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِہِمْ تا یَفْقَہُوْنَ و دیگر محبت والدین و پاسداری آقا و پابستگی علائق اہل و عیال و اخوان و اوطان و سائر امور معاشیہ پیش میکند حالانکہ حق جل علا میفرماید قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ تا الْفٰسِقِیْنَ وہر کہ خواہد خود را از لوث عناد و نفاق پاک گردانیدہ در اطاعت و انقیاد حضرت رب العباد کمر ہمت چست بستہ و قلت قلبیہ درست نمودہ نام خود را در سلک مخلصین در اعلائے علیین داخل کند پس اینست طریق آنکہ بیان کردیم و ما علینا الا البلاغ المبین +

(نمبر ۲۶) مکتوب متضمن تفہیم در فائدۂ بیعت بالتعمیم از جانب سید احمد صاحب امیر المومنین

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بر ضمیر صفا پذیر طالبان راہ حضرت حق و سالکین طریق آن ہادی مطلق عموماً و کسانیکہ باین جانب للہ و فی اللہ حاضرانہ و یا غائبانہ محبت میدارند خصوصاً پوشیدہ نماند کہ مقصود از بیعت بر دست مشائخ طریقت ہمین است کہ راہ رضامندی حضرت حق بدست آید و راہ رضامندی حضرت حق منحصر است در اتباع شریعت غرا و ہر کہ سوائے شریعت مصطفویہ را طریق تحصیل رضامندی حق انگارد پس بیشک آن شخص کاذب و گمراہ است و دعوی او باطل و نامسموع و اساس شریعت مصطفوی دو امر است اول ترک اشراک و ثانی ترک بدعات - اما ترک اشراک پس بیانش آنکہ ہیچکس را از ملک و جن و پیر و مرید و استاد و شاگرد و نبی و ولی حل کنندۂ مشکلات و دافع بلیات و قادر بہ تحصیل منافع نداند و ہمہ را مثل خود عاجز و ناتوان در جنب قدرت و علم حضرت حق شمارد و ہرگز بنا بر طلب حوائج خود نذر و نیاز کسے از انبیاء و اولیاء و صلحاء و ملائکہ بجا نیارد آرے اینقدر داند کہ ایشان مقبولان بارگاہ صمدیت اند و ثمرۂ مقبولیت ایشان ہمین است کہ در باب تحصیل رضامندی پروردگار اتباع ایشان باید کرد و ایشان را پیشوایان طریق باید شمرد نہ ایشان را قادر بر حوادث زمان و عالم سر و الاعلان داند کہ امر محض کفر و شرک است ہرگز مومن پاک را ملوث بہ آن شدن جائز نیست اما ترک بدعت پس بیانش آنکہ در جمیع عبادات و معاملات و امور معاشیہ و معادیہ طریق خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را بکمال توت

وعلو ہمت باید گرفت و آنچہ مردمان دیگر بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم از قسم رسوم اختراع کردہ اند مثل رسوم شادی و ماتم و تجمل قبور و بنائے عمارات بر آن و اسراف در مجالس اعراس و تعزیہ داری و امثال ذلک ہرگز پیرامون آن نباید گردید و حتی الوسع سعی در محو آن باید کرد اول خود ترک باید نمود بعد ازان ہر مسلمانے را دعوت بسوئے آن باید کرد چنانچہ اتباع شریعت فرض است ہمچنین امر بالمعروف و نہی عن المنکر نیز فرض است چون این امر ذہن نشین شد پس طالبین حق را باید کہ ہمین امور را پیش نظر خود ہا داشتہ باید کہ بیعت نمایند خصوصاً کہ بر دست اینجانب بیعت نمودہ اند و اینجانب این امور را رو بروئے ایشان کما حقہ اظہار نمودہ پس بر ذمہ ایشان لازم است کہ اول خود ترک امور مذکورۃ الصدر نمایند و قلب و قالب خود را متوجہ بسوئے حق کنند و اتباع شریعت غراء را ظاہراً و باطناً پیش گیرند و تمامی انجاس اشراک و الواث بدعات را از خود دور نمایند و بعد ازان جمیع طالبین حق را بسوئے آن ترغیب دہند و در اخذ بیعت بر دست خود از خود ساعی باشند و ترغیب وافر نمایند و ہرگز اغماض ازان ننمایند چہ درین بیعت کہ بر دست یاران اینجانب واقع خواہد شد فائدہ شدنی است انشاء اللہ تعالیٰ کلمہ گویان از رسوم شرک پاک خواہند شد و تعظیم شرع شریف در دل ایشان جا خواہد گرفت و اینجانب دعا خواہد کرد کہ آن بیعت مثمر ثمرات جمیلہ جزیلہ گردد و در تعلیم و تفہیم لباب سعی بجان و دل نمایند و از ایشان اخذ بیعت کنند و ایشان را تعلیم اشتغال فرمایند حق جل و علا اینجانب را و جمیع مخلصین و محبین ما را در زمرہ موحدین مخلصین و متبعین شریعت غراء منسلک گرداناد- آمین-

اما بیعت امامت پس بیانش آنکہ قتل و قتال و جنگ و جدال کہ با اہل کفر و ضلال واقع می شود اگر محض بنا بر تحصیل مال و عزت و ریاست و حکومت باشد عند اللہ اصلاً اعتبارے نمیدارد و اگر بنا بر نصرت دین و اعلائے کلمہ رب العالمین و ترویج سنت سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم متحقق گردد آنرا در عرف شرع جہاد میگویند و آن افضل عبادات و اکمل طاعات است کہ ہیچ یک از عبادات در باب رفع درجات و تکفیر سیئات مساوی آن نمی تواند شد چنانچہ کریمہ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَ مَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً بر آن دلالت میدارد پس آنرا بوجہے ادا باید کرد کہ موافق قانون شرع شریف باشد تا در عقبیٰ وسیلہ نجات و در دنیا مثمر برکات باشد و باعث نزول رحمت یزدانی و تائید آسمانی گردد و از اعظم شروط جہاد نصب امام است چنانچہ کریمہ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ و کریمہ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ و حدیث من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ و حدیث صلوا خمسکم و صوموا شھرکم و اطیعوا اذا امرکم تدخلوا جنۃ ربکم و حدیث من قتل تحت رایۃ عمیۃ فقد مات میتۃ جاھلیۃ و دیگر آیات و احادیث بے شمار بران

دلالت میکند پس نصب امام واجب و موکدست الحمد للہ والمنتہ کہ مالک علی الاطلاق و ملک بالاستحقاق این زاویہ گزین فقیر و خاک نشین عجز اولاً باشارات غیبی و الہامات لاریبی بلیاقت خلافت مبشر گردانید وثانیاً بتالیف قلوب جمعے کثیر از اہل اسلام و جمعے از خواص و عوام بہ آن منصب امامت مشرف ساخت چنانچہ بتاریخ دوازدہم جمادی الثانیہ روز پنجشنبہ ۱۲۴۲ ہجری قدسی جماعہ از سادات کرام و علماء علام و مشائخ عظام و صاحب زادگان ذوی الاحتشام و خوانین عالی مقام مع جماہیر خواص و عوام از اہل ایمان و اسلام بر دست اینجانب بعیت امامت بجا آوردہ امام خود قرار دادند و امامت و ریاست اینجانب مسلم داشتہ ربقۂ اطاعت در گردن انداختند و از آروز تا حال بعیت مذکورہ بر دست این فقیر جاری است و در میان جماہیر اہل اسلام ساری پس مؤمنین غائبین راہم لازم کہ بعیت مذکورہ بر دست نائبان اینجانب بجا آرند و آنرا از جنس ادائے واجب شرعی شمارند تا از معصیت ترک نصب امام رہائی یابند و باقامت سنت متواترہ ثواب یابند پس لازم کہ ہر کہ از مؤمنین مخلصین رغبت انتساب باین فقیر داشتہ باشد بر دست خلفاء و نائبان اینجانب بعیت نماید حق تبارک و تعالی ایشانرا اجور و مساعی ایشانرا مشکور گرداند و مارا و جمیع مؤمنین مخلصین را در سلک مقبولین خود منسلک فرماید آمین یارب العالمین و صلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ٭

(نمبر ۲) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بجانب نواب احمد علیخان رامپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المؤمنین سید احمد بجناب مستطاب معلی القاب حشمت مآب شوکت انتساب محامد اکتساب نواب احمد علیخان صاحب زاد اللہ اقبالہ و ضاعف اجلالہ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ۔ نامۂ نامی و صحیفۂ گرامی مشتمل مراتب اتحاد و اخلاص و مدارج وداد و اختصاص عز ورود فرمود علاقۂ صداقت در رشتۂ مودت رامحکم تر نمود و دیدہ را نورے و دل را سرورے بخشید انچہ بنوک قلم خلت شیم رقم فرمودہ بودند کہ بخدمت بابرکت جناب ہدایت مآب افادت انتساب مقرب بارگاہ رب قوی مولانا سید حیدر علی صاحب معاملۂ مسنونہ بجا آوردند از استماع آن فرحت بر فرحت افزود۔ الحمد للہ والمنتہ کہ حق جل و علا بکرم عمیم خود آن حشمت مآب را باین توفیق خیر موفق گردانید۔ اکثر تجربہ کردہ شد کہ ہر کہ از مؤمنین مخلصین بہ نیت پاک این معاملہ رامی کند ابواب ہدایت بر روے او مفتوح می شود امید قوی است کہ حق جل و علا بکرم عمیم خود بہ برکت ادائے این امر مسنون در سلک بندگان خاص و مقبولان ذوی الاختصاص منسلک خواہد گردانید۔ و احوال اینجد و بکرم رب معبود باین منوال ست کہ قادر علی الاطلاق و مالک بالاستحقاق این عاجز و خاکسار و ذرۂ بمقدار را محض بکرم عمیم خود بوجہے نواخت کہ محبت ماسوائے ذات خود را پس پشت

این ضعیف انداخت وفقط بتحصیل رضائے خود را قبلۂ ہمت این ضعیف ساخت وبکفالت پرورش این فقیر بذات پاک خود پرداخت شکر نعمت عظمی بجناب آن معبود بکدام جوارح ادا توانذکرد وحمد این عطیۂ کبری بہ بارگاہ آن محمود بکدام زبان بجا باید آورد بموجب ابیات اگر ہر بن موے باصد زبان + کند شکر این نعمتش را بیان + بہ تحریر الطافہاے بے شمار + نباشد یکے از ہزاران ہزار - بالجملہ برکت این اخلاص و یمن این اختصاص قلوب بندگان خود را بجذبے مسخر این ضعیف گردانید کہ از حیطۂ تحریر وتقریر بیرون است وکیفیت توجہ عنایات حضرت منان دربارۂ این ضعیف ناتوان قابل تماشا کردنی است حقیقت آن کماحقہ بعیان منکشف می شوند نہ بیان - اگر اینجانب را مشاہدہ فرمایند چہ مراتب تعجبہا است کہ لاحق گردد - ہر چند مقتضائے غیرت ایمانی وحمیت اسلامی درحق جماہیر مسلمین عموماً ورؤسائے ایشان خصوصاً ہمین است کہ درین معرکہ بجان ومال حاضر شوند ودر سلک اَلَّذِیْنَ جَاہَدُوْا بِاَمْوَالِہِمْ وَاَنْفُسِہِمْ منسلک گردند لیکن از انجا کہ حرکت آن والا منزلت درین ایام باعث حدوث مفاسد شدیدہ است بناءً علیہ نگارش کردہ می شود کہ بنفس نفیس خود اقامت نمایند وسائر محبین ومخلصین را ترغیب فرمایند ودربارہ عازمین این صوب اعانت مالی بجا آرند خصوصاً کسانیکہ بدیانت وتقوی موصوف اند ودر علم ووجاہت معروف مثل فضائل وکمالات اکتساب محامد انتساب مولوی غلام جیلانی صاحب امثال ایشان کہ انصرام عنان عنایت دربارۂ ایشان پر ضرورست وآنچہ مضامین مراتب نہایت خلت ومدارج غایت محبت ورنامۂ نامی درج بود از انسکہ این محبت للہ وفی اللہ است حق جل وعلا بذات پاک خود متکفل مجازات آن در دنیا وعقبی خواہد گردید انشاء اللہ تعالی باعث حصول سعادت اخرویہ وموجب نزول برکات دنیویہ بحدے خواہد شد کہ سیمرغ بلند پرواز تمنیات بشری گاہے باوج آن نرسیدہ باشد ودر قلوب انسانی خیال حصول آن خطورے ہم نکردہ باشد ودر حضور حضرت رب العالمین وجناب سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم مراتب وجاہت ومناصب مقبولیت بوجہے حاصل خواہد شد کہ رشک افزائے اخوان واقران باشد زیادہ والسلام مع الاکرام +

(نمبر ۱۳) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام مولوی حیدر علی صاحب رامپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت سراپا برکت مولوی صاحب معدن علوم ومنبع فہوم مورد فیوض ربانی مخزن اسرار روحانی حامی انوار سنت شہباء وماحی آثار بدعت ظلماء ہدایت مآب کمالات اکتساب مقرب بارگاہ رب قوی مولانا سید حیدر علی مد اللہ ظلال افاضتہ علی روس المستفیضین الی یوم الدین آمین یارب العالمین - بعد از سلام مسنون ودعائے اجابت مقرون واضح آنکہ - بقدوم

مولوی محمد علی صاحب چه ابواب فرحت و مسرت که بروئے این ضعیف و نحیف مفتوح نگردید لاسیما وقتیکه از زبانِ صدق ترجمانِ آن مقبول منان اخبار فرحت آثار انعطاف عنان عزیمت آن والا همت بشر غیب جماهیرِ مومنین عموماً و مشاهیر رؤسا خصوصاً در بابِ اعانتِ مجاهدین و استیصالِ کفرهٔ متمردین شنید فرحت بر فرحت و مسرت بر مسرت حاصل گردید حق جل وعلا بکرم عمیم خود این ضعفا و آن هدایت مآب بلکه جمیع بندگانِ خود را درهمین کاروبار علی ممر الدهور والاعصار مشغول کناد و دلِ اخلاص منزلِ جمیع مومنین صادقین را همتی اعلائے کلمهٔ ربّ العالمین و احیائے سنتِ سید المرسلین تا دمِ واپسین مملو و مشحون داراد آمین یارب العباد و احوالِ اینجد و دیگرِ مرب معبود سراسر مستوجبِ حمد و شکر است که الوف الوف نام بلکه جماهیر اهلِ اسلام از سکنهٔ این دیار و اقطار در اقامتِ جهاد و ازالهٔ کفر و فساد رفاقتِ این خاکسار و ذره بمقدار بمحض قدرتِ قادر اختیار نموده اند و در صرفِ جان و مال بتحصیلِ رضائے رب ذو الجلال مستعد گردیده - سبحان الله که به تسخیر آن رب قدیر رؤسا قومِ آفریدی و مهمند و خلیل و یوسف زئی که از مرورِ دهور پیشهٔ بغی و استکبار بر سلاطین ذوی الاقتدار میداشتند ربقهٔ اطاعت این بندهٔ عاجز و نحیف در گردنِ خود ها انداخته و ریاستِ این فقیر را بر سر خود ها مسلم داشته چه قدر شادان و فرحان اند که از حیطهٔ تحریر و تقریر بیرون است بنا بر تفریح خاطر عاطر این چند اشارات اجمالیه نگارش کرده شد و الا حقیقتِ سرگذشتِ اینجد و بعیان واضح میگردد نه ببیان که از اکتناه آن من خود قاصرم تا بدیگرے چه رسد حمد این نعمتِ عظمی در بارهٔ آن محمود علی الاطلاق بکدام زبان برآرم و شکر این عطیهٔ کبری در درگاه آن معبود بالاستحقاق بکدام قلب و قالب بجا آرم بموجب ابیات کرا باشد آن فکرهائے غریق + که غوزد درین بحرهائے عمیق + کرا آن زبان و کرا آن بیان + که ذکرِ ثنایت تواند بیان + ثنایت همان به که تو گفته + تمامی سزد آنچه تو سفته + زباریکی و دقّتِ آن بیان + بیان چون کند کس بجز آن دهان + نظر چون کنم در نعمهائے تو - تعجب کنم از کرمهائے تو - که چون من خسے را تو بنواختی - باصلاحِ عالم تو پرداختی + ثنا حمد گویم بصد احترام + کلامم برین ختم شد والسلام

(نمبر ۲۳) از امیر المومنین سید احمد بنام مولوی غلام جیلانی صاحب رامپوری

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت فیضدرجت جناب هدایت مآب کمالات انتساب مورد فیض رحمانی مهبطِ انوار ربانی مخدومی مولوی غلام جیلانی - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه رقیمهٔ کریمه مودت ضمیمه مشتمل بر نهایت وفور رغبت و تاکد عزیمت و کمال مراتب اشتیاق در اعانت دینِ رب خلاق و انسلاک در سلکِ مجاهدین و استیصال کفرهٔ متمردین رسید مضامین مندرجه واضح گردید - الحمد لله و المنته که حق جل و علا بکرم عمیم خود در دل هدایت منزل آن مناقب اکتساب این داعیه

رحمانی القا فرموده آنچه در نامهٔ نامی مندرج بود که بسیاری از مؤمنین مخلصین بنابر استیصال اعدائے دین مستعد
گردیده اند و در رفاقت آن ہدایت مآب اختیار نموده لہذا نظر بقلت سامان سفر و کثرت رفقائے یک گونه توقف
واقع گردیده از استماع این کلام نہایت تعجب دست داد باوجودیکه حق جل وعلا آن ہدایت مآب را بعلم و عمل
مشرف گردانیده باز امثال این خیال پر اختلال در سینهٔ اخلاص گنجینه خطور کند چه حق جل وعلا در کلام پاک
خود میفرماید وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ۝ وَ
مَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا ـ آیا محل ایفائے این وعده در رام پور و بلاس پور منحصر است
تا وقتیکه ازان دیار قدم بیرون نہادند از ایفائے این وعده مایوس خواہند گردید یا اینکه ہر چند رزق ہر کس از
جناب جواد مطلق موجود است اما چون چندے از بندگان الٰہی بنابر امتثال احکام او تعالی مجتمع خواہند گردید
ابواب رزق بر روئے ایشان مسدود خواہند گشت سبحان الله این چه خیالات دور و دراز است توکل را
کار فرمایند و ایمان بالقدر را ملاحظه نمایند و از ته دل ہمین اذعان کنند که خزائن ربانی بفحوائے آیت قرآنی وَإِن
مِّن شَيْءٍ إِلَّا عِندَنَا خَزَائِنُهُ غیر متناہی است اگر آن قادر علی الاطلاق را رزق رسانیدن منظور است پس
ہیچ مکان و ہیچ زمان و ہیچ حال مانع نمی تواند شد و اگر این معنی منظور او نیست پس ہرگز ہرگز از ہیچ تدبیر از تدبیرات
بدست آمدنی نیست لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَيْتَ شان او است
پس این وسوسهٔ شیطانی را دور فرمایند و بر کفالت مالک حقیقی و ملک تحقیقی اعتماد نمایند و در جمیع مؤمنین به آواز
بلند نفیر عام در دہند ہر که رفاقت ایشان اختیار نماید آنرا ہمراه گرفته محض اعتماداً علی الله بر خیزند انشاء الله بر
طبق منطوق لازم الوثوق وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ عنایت ربانی و کفالت رحمانی را در باره خود بوجہے سندو
خواہند یافت که از وہم و خیال دور باشد ـ آرے اگر درین اثنا کسے از مؤمنین اغنیا بنابر تحصیل سعادت
مشارکت مجاہدین از اعانت مالیه بوجہے نماید آنرا من الله فہمیده ہرگز رد نباید کرد که رد عطیۂ الٰہیه از قبیل
سوء ادب است آرے آن ہمه را در مرضیات او صرف باید نمود و ہوائے نفسانی را ہیچگونه دران دخل نباید داد
زیاده تطویل کلام در خدمت آن قدوهٔ انام لقمان را حکمت آموختن است ـ والسلام مع الاکرام

نمبر ۲۳ مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام سردار میر عالم خان باجوڑی که امیر کبیر آن زمان است

بسم الله الرحمن الرحیم ـ از امیر المؤمنین سید احمد بمطالعه سردار کثیر الاقتدار دیانت شعار شجاعت آثار سرحلقهٔ محافل
ریاست و کیاست پیش قدم معارک صولت و جلالت حشمت نشان سردار میر عالم خان ادام الله جلاله و ضاعف
اقباله ـ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه ہر چند اقامت جہاد و ازالهٔ کفر و فساد بر
جمیع مؤمنین عموماً و مشاہیر مسلمین خصوصاً در ہر زمان و ہر مکان لازم است اما درین جزو زمان که وقت

شورش اهل بدعت وطغیان است اوجب واوکد بنا برعلیه این ضعیف مع چندے از مومنین صادقین از وطنِ
مالوف خود برخاسته محض لله وفی الله بنا بر اقامت همین رکن رکین یعنی نصرت دین رب العالمین کمر همت
بسته حال این عاجز خاکسار ذره بمقدار بر خاطر عاطر ان سردار کثیر الاقتدار باخبار متواتره واضح ولایح شده باشد
که آنچه داعیه استیصال معاندین دین در دل اخلاص منزل این ضعیف متمرکز است اصلا ومطلقا بطلب غرضے
از اغراض دنیویه مثل تحصیل مال و منال یا بدست آوردن عزت و وجاهت یا تسلط بر قری وامصار وامثال
آن هرگز ممزوج نیست بلکه سوائے اعلائے کلمهٔ دین واحیائے سنت سید المرسلین هیچ غرض درمیان نے
درین صورت بر هر مومن راسخ الاعتقاد ومسلم کامل الانقیاد لازم که در مقدمهٔ اعانت دین رب ذو الجلال
قصورے در صرف جان ومال نورزند هرگز هرگز ازین امر پهلو تهی نکنند که محکمهٔ حساب وکتاب بحضور رب الارباب
در پیش است لابد در آن مقام بمقتضائے کریمهٔ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیمِ شکر نعمت مال ومنال وعزت و وجاهت
طلب شدنی است واز تغافل وتساهل که در باب امتثال احکام رب العالمین واقع می شود سوال متوجه خواهد گردید
پس بکدام زبان جواب پیش کرده خواهد شد بالجمله اگر این جان ناتوان ونهاد سست بنیان ومال سریع الزوال
ومتاع قریب الانتقال و وجاهت مشوب بذلت امروز در حضرت رب العزت مصروف نگردید پس صرف خیالست
پر اختلال بلکه باعث نکبت و وبال وعلاوه برین آنکه چیزیکه در راه خدا مصروف میگردد فی الحقیقت برباد نمی رود
بلکه منافع آن در دنیا وفوائد آن در عقبی وحصول اجر جزیل در جنان وثنائے جمیل درمیان اخوان واقران
بوجهے حاصل می شود که خارج از حیطهٔ وهم وخیال است بنا برعلیه بخدمت عالی نوشته می شود که هرچند مشارکت
مجاهدین بظاهر امرے صعب می نماید لاکن فی الحقیقت بمقتضائے کریمهٔ یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّکُمْ عَلَی
تِجَارَةٍ تُنْجِیکُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِیمٍ تا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِینَ ۝ نوعے است از سوداگری که منفعت آن حصول رحمت
کونین وسعادت دارین وسرخروئی بارگاه رب العالمین وجناب سید المرسلین وبدست آمدن عزت و وجاهت
ومملکت وامارت وتصرف قری وامصار واضلاع واقطار وتحصیل مال وجلال از غنائم کفار بدمآل است پس قدرے
اگر رنج بر نفس خود اختیار نمایند انواع راحات بعوض آن در دنیا وعقبی مشاهده فرمایند اما اینقدر لازم است که مردانه وار
درین معرکه در آیند وگسیخته شده علائق طمع وخوف از غیر ذات حضرت حق منقطع گردانند ودر زمرهٔ مجاهدون فی
سبیل الله ولا یخافون لومة لائم منسلک شوند غرض اینکه اقامت جهاد وازالهٔ بغی وفساد افضل احکام رب
العباد است که هیچ عبادتے از عبادات وطاعتے از طاعات مساوی آن نمی تواند شد (قال الله تعالی) لَا
یَسْتَوِی الْقَاعِدُونَ تا عَلَی الْقَاعِدِینَ دَرَجَةً بنا برعلیه این ضعیف بکرم عمیم حضرت حق وقدرت کامله قادر
مطلق بنا بر ادائے این عبادت عظمی وادراک این سعادت علیا خود هم کمر همت بسته وندائے قوموا

بقیه آیت تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِی سَبِیلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِکُمْ وَأَنْفُسِکُمْ ذَلِکُمْ خَیْرٌ لَکُمْ إِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُونَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوبَکُمْ وَیُدْخِلْکُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِی مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاکِنَ طَیِّبَةً فِی جَنَّاتِ عَدْنٍ ذَلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیمُ وَأُخْرَی تُحِبُّونَهَا نَصْرٌ مِنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِیبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِینَ

بقیه آیت مِنَ الْمُؤْمِنِینَ غَیْرُ أُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِی سَبِیلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِینَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَی الْقَاعِدِینَ دَرَجَةً وَکُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَی وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِینَ عَلَی الْقَاعِدِینَ أَجْرًا عَظِیمًا دَرَجَاتٍ مِنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً وَکَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِیمًا

الی الجنة عرضہا السموات والارض درمیان جماہیر مؤمنین ومشاہیر مسلمین درداد چنانچہ جمعے کثیر وجمے غفیر از ایشان مشارکت مجاہدین اختیار نمودہ داد دیانت وشجاعت در معرکۂ قتال اہل کفر وضلالت درداد ند لیکن درین اثنا عجیب مقدمہ درپیش آمد کہ سرداران پشاور بنا بر عادت قدیمہ خود کہ پیشۂ حسد ونفاق ہر کس درسینۂ پرکینۂ خود مرکوز میدارند درین مقدمہ ہم مداخلت نمودہ وراہ حیلہ وتزویر بیہودہ گزندے بعساکر مسلمین رسانیدند لکن الحمد للہ والمنة کہ نکبت ووبال این قبائح افعال لاحق حال ایشان گردید وہیچگونہ مضرتے باہل ایمان نرسید چنانچہ مؤمنین سوات وبنیر وامثال ایشان باز برا قامت جہاد وازالۂ کفر ونفاق وفساد مستعد گردیدہ اند لاکن منافقین مذکورین تا حال ہم از قبائح افعال خود دست بردار نمی شوند چنانچہ مجاہدین ہندوستان کہ تفرقہ یافتہ ونذریجا می آیند در بدسگالی ایشان داد نفاق می دہند درین صورت بحکم مقدمة الواجب واجب جہاد با منافقین ہم واجب گردیدہ بنا علیہ این ضعیف با مؤمنین صادقین عزم پاک کردن بلدۂ پشاور وقرب وجوار آن از الواث منافقین بدکردار مصمم کردہ تا بموضع پنجتار رسیدیم وبنا بر امتثال فرمان عالیشان حضرت مالک دیان کہ منطوق کلام لازم الوثوق یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم ست کمر ہمت بستیم وبر حول وقوت الٰہی اعتماد کردہ ودعائے ماثورہ اللہم بک احول وبک اصول وانت عضدی ونصیری بر زبان خلائق ترجمان راندہ متوجہ بسمت بلدۂ مسطور گردیدیم حق تبارک وتعالی بقدرت کاملۂ خود مظفر ومنصور گرداناد ہر چند ما ضعفا بظاہر سروسامانے نداریم اما بمقتضائے کریمہ کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ بحکم مالک علی الاطلاق وملک بالاستحقاق در باب استیصال کفرۂ تمردین ومنافقین مخذولین بقدر وسعت خود کوشش می نمائیم آیندہ سرانجام دادن ہر کار بدست قادر مختار ست بموجب بلیت اوست مالک ہر چہ خواہد آن کند عالمے را در دمے ویران کند درینصورت لازم کہ آن حشمت مآب ہم غیرت ایمانی وحمیت اسلامی را کار فرمایند ودر منطوق انما المؤمنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ وجاہدوا باموالہم وانفسہم غور نمایند کہ مجرد ایمان بے اقامت جہاد از پایۂ اعتبار ساقط ست ہر چند مشارکت آن حشمت مآب بنفس نفیس خود درینمقدمہ بعید تر می نماید لاکن بفرستادن اقربا واتباع ممکن پس لازم وقتیکہ این فوج از پنجتار کوچ نماید عسکر ظفر پیکر خود درسلک مجاہدین منسلک گردانند باقی تفصیل احوال زبانی حافظ کلام ربانی مورد عنایات رحمانی مقبول بارگاہ الٰہ حافظ اعظم شاہ واضح خواہد گردید آنچہ حافظ ممدوح از زبان صدق ترجمان اظہار نمایند آن را قرین صدق ومصلحت تصور دیدہ بر طبق آن عمل باید نمود کہ حافظ ممدوح از مخلص یاران اینجانب وخیر خواہان دین اسلام است۔ زیادہ والسلام مع الاکرام +

نمبر ۴۳ - مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام احمد خان ابن لشکر خان کمال زئی متوسل و معتمد یار محمد خان رئیس پشاور ٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ از امیر المومنین سید احمد لطالہٗ خان والا مناصب عالی مراتب کثیر المناقب عظمت نشان رفیع المکان احمد خان سلمہ اللہ تعالیٰ - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ رقیمۂ کریمہ مشتمل مراتب محبت و اخلاص و مودت اختصاص رسید انواع فرحت و اصناف مسرت بخشید حق جل و علا بر جمعیت خود این مراتب خلت را کہ محض بالنبی و آلہ الامجاد ہست و فی اللہ ہست روز افزون گرداناد - وانچہ کمال وفور رغبت و نہایت علو ہمت آن والا ہمت درباب اعلائے دین رب العزت از قلم خلت شیم نگارش فرمودہ اند ہمہ ناشی از حمیت اسلامی و غیرت ایمانی ہست حقا کہ تمامی این عزت و وجاہت و حکومت و ریاست و آرام و راحت لابد روزے گذشتنی و گذاشتنی ہست و در محکمۂ سوال و جواب و حساب کتاب بحضور رب الارباب حاضر شدنی ہست و در آن مقام پرہول غیر از ایمان و اسلام چیزے دیگر کار آمدنی نیست و در ظلمات قبر و صراط غیر از نور اخلاص چیزے افروختنی نہ بموجب رباعی دائم نہ علم نہ عمر افراشتنی است ٭ وین تخم طرب ہمیشہ نے کاشتنی ہست ٭ این داشتنی را ہمہ بگذاشتنی ہست ٭ جز ذرۂ درد کہ نگہداشتنی ہست - غرض آنکہ اگر این لذائذ دنیاویہ را امروز در راہ مولائے خود صرف نکردیم لابد فردا جنود عزرائیل بجبر و زور بستانند پس بہتر آنست کہ بطوع و رغبت جان و مال در رضائے رب ذو الجلال در بازیم و وسیلۂ حصول سعادت کونین و راحت دارین بدست آریم و علاقۂ بندگی را بحضور مالک خود محکم سازیم و ایمان کامل حاصل نمائیم و تکمیل ایمان غیر از مقاتلۂ اہل کفر و طغیان صورت نمی بندد قال اللہ تبارک و تعالیٰ قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم وان تطیعوا اللہ ورسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئا ان اللہ علیم خبیر٭ انما المؤمنون الذین امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصادقون ٭ پس لابد دعویٰ ایمان را بہ شہادت اقامت جہاد مبرہن باید کرد والا مجرد ایمان بدون اقامت جہاد از پایۂ اعتبار ساقط ہست الحق بندہ کہ در مقابلہ اعدائے مولائے خود غیرت و حمیت نمی دارد فی الحقیقت بندہ نیست و محبیکہ جان و مال و عزت و آبروئے خود را در تحصیل رضائے محبوب نگہدارد فی الحقیقت محب نیست و مخلصے کہ پاسداری وجاہت غیر معبود خود را ملحوظ دارد در دعویٰ اخلاص کاذب و دروغزن ہست مقتضائے علاقۂ عبودیت ہمانست کہ محبت اہل و عیال و طلب مال و منال و مراعات عزت و وجاہت و الفت ازواج و الفت اخوان و اقران و پاسداری رؤسا و دوستان پس پشت انداز و فقط رضائے رب ذو الجلال مجرد انقیاد ایزد متعال قبلۂ ہمت سازد مصلحت دیدہ من آنست کہ یاران ہمہ کار بگذارند و خم طرۂ یارے گیرند بر خاطر عاطر واضح و لائح ہست کہ سرداران زبان با وجود دعویٰ اسلام رعیت گری کفار لئام اختیار نمودند و بلا

مسلمین را بسبب این عمل قبیح دار الحرب گردانیدند و اولاد خود را در زیر عمل کفار اشرار درداوند قبحت و خذلت آن ملاعین بحدے در سینهٔ نفاق گنجینهٔ خود مرتکز ساختند که در پے ایذاے مهاجرین ابرار و مجاهدین اخیار افتادند سبحان الله زہے اسلام و خہے ایمان است که بنابر خیر خواهی کفرهٔ ملاعین بدخواهی افاضل مومنین که زمرهٔ مهاجرین و مجاهدین بعمل می آرند نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا آخر شده شده نوبت ایشان بحدے رسید که مومنین را اشتغال بجهاد بدون استیصال آن اهل فساد متعذر گردید بحکم مقدمة الواجب واجب ایشان به نسبت جهاد با کفار واجب و اوکد شدند تا وقتیکه استیصال ایشان متحقق نشود جهاد با اهل کفر و عناد صورت نه بندد بنابر علیه این عاجز و خاکسار ذرهٔ بمقدار با چندے از مهاجرین اخیار بر طبق فرمان عالیشان واجب الاذعان یا ایها النبی جاهد الکفار والمنافقین واغلظ علیهم وماواهم جهنم وبئس المصیر بر جهاد منافقین مخذولین کمر بسته بالموضع پنجتار رسیدیم انشاء الله عنقریب بحول و قوت مالک جبار و مالک قهار تمام شوکت منافقین بدکردار بسهولت تمام مضمحل می گردد در عرصهٔ قلیله انشاء الله تعالی این تماشائے قدرت قادر مختار بعین الیقین مشاهده خواهند فرمود لازم که آن والا مناصب بشارکت عساکر رب العالمین بر رفاقت جنود شیاطین ترجیح دهند و پاسداری رب العالمین را بر بردداری منافقین ایثار فرمایند آنچه از سرداران زمان توقع حصول منافع دنیویه میدارند اضعاف آن از درگاه شاه شاهان و خالق انس و جان باید داشت بامید واثق از درگاه خالق آنست که اگر بکبر و و یکجهت شده در زمرهٔ ناصرین دین متین منسلک خواهند گردید منافع دنیویه هم بحدے حاصل خواهند کرد که خارج از وهم و خیال است اما اگر کسے خواهد که پاسداری جانبین ملحوظ دارد و در زمرهٔ مذبذبین بین ذلک خود را منسلک گرداند باز جان خود را در بندگان عبودیت کیش و محبان اخلاص اندیش شمارد و بحصول رضاے حضرت حق متوقع ماند پس این خیالیست پر اختلال و وهمیست سراپا باطل و محال بموجب بیت

هم خدا خواهی و هم دنیائے دون + این خیال است و محال است و جنون +

آنچه از واقعهٔ منازعت فیما بین عالیجاه محمد خان و سیف الله خان نگارش فرموده بودند حقیقت آن واضح گردید بالفعل اهتمام از ادر حیز تعطیل و اهمال باید انداخت و استیصال اعدائے دین پیش نظر باید ساخت وقتیکه این دیار و اقطار از الواث مفسدین بدکردار مطهر و پاک گردید بصلاح فیما بین علاجش بنهایت سهولت صورت خواهد بست اگر بالفرض آن علاج واقع نخواهد شد تدبیرے دیگر که مناسب وقت خواهیم و بعمل خواهیم آورد- زیاده والسلام مع الاکرام +

نمبر ۲۵ مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام سردار سلطان محمد خان پشاور

بسم الله الرحمن الرحیم — از امیر المومنین سید احمد بخدمت عمدهٔ اراکین عالی مقام دودهٔ خوانین ذوی الاحتشام رونق افزاے چار بالش حشمت معرکه پیرائے میادین صولت سردار عظمت شعار جلالت آثار شوکت نشان سردار

سلطان محمد خان زاد الله اقباله وضاعف اجلاله - بعد از اهدائے احسن تحف اسلام یعنی گلدستهٔ ریاحین سلام و
داعیهٔ ترقی مناصب دارین و مدارج نشأتین واضح آنکه رقیمهٔ مودت ضمیمه مشتمل بر غایت مراتب اخلاص و نهایت
مدارج اختصاص مع تفاصیل احوال خیر مآل در حین انتظار رسید مضامین مندرجه از تحریر دلپذیرش اجمالاً و از تقریر
فضیلت پناه ملا میر عالم آخوندزاده تفصیلاً واضح و لائح گردید - الحمد لله والمنة که محبت دیرینه و خلت پارینه تا حال
بسان سرو نونهال در سینهٔ بے کینه اخلاص گنجینه بکرم رب الارباب سر سبز و شاداب است حق تبارک و تعالی
بقدرت کامله و تربیت بالغهٔ خود این شجر موالات را مثمر ثمرات گرداناد و آمین یا رب العباد - آنچه از تحوف انواع
پیچ و تاب قلق و اضطراب در مفارقت خان سعادت نشان محمد حسن خان بخاطر شفقت ذخائر آن عظمت نشان
و سردار کلان رقم زدهٔ کلک مودت سلک شده بود انشاء الله تعالی در مقدمهٔ صیانت خان مسعود از شر کافر مردود
دعا کرده خواهد شد حضرت رب کریم بفضل عمیم خود در موقف اجابت آرد فاما آنچه استشاره در تدبیر استخلاص آن
نوجوان از پنجهٔ ظالم نا مهربان فو کریز خامهٔ محبت شمامه بود پس حقیقتش آنست که در هنگام تفویض آن سعید در
دست عدو عنید هیچگونه مشاورت به اینجانب ننموده بودند تا الحال در مقدمهٔ استخلاص استصواب فرمایند بالفعل
چارهٔ استخلاص آن بیچاره غیر ازین هیچ بنظر نمی آید که جمیع اقربا و اصدقاء آن گرفتار رنج و بلا تمامی همت خود را فراهم
آورده دفعةً شورشے عظیم بر سر آن لئیم بوجهے برپا کنند که بالاضطرار آن برخوردار را دست بردار شود و آنچه در مقدمهٔ
تعطیل و اهمال و تسویف و امهال در اقامت جنگ و جدال با اهل کفر و ضلال تا زمان استخلاص آن عزیز از قبضهٔ
متعدی بے تمیز نگارش فرموده بودند پس حقیقتش آنست که ما مردم امتثال احکام رب العالمین و احیائے سنت
سید المرسلین ترک اهل و عیال خود گزیدیم و مهاجرت اوطان و اخوان ورزیدیم و جمیع ما سوی الله را پس پشت
انداختیم و اطاعت و انقیاد احکام رب العباد قبلهٔ همت ساختیم و علائق راسخه که با فرزند و عیال و مال و منال
و اوطان و اخوان می باشد از سویدائے قلب بر کندیم و انواع انواع رنج و تکالیف سفر و حضر بر خود پسندیدیم و تعطیل
و اهمال را هیچگونه در مقدمهٔ اقامت این رکن رکین و نصرت دین سید المرسلین بدون توقع منفعتے از منافع دین
روا نداشتیم و از پاسداری محبان قدیمی و اخوان صمیمی درین ماده دست کشیدیم و از ملاحظهٔ منافع و مضار جان خود
درین باب دست برداریم و از پاسداری ما سوی الله درین راه بیزار - بالجمله شب و روز در کار و بار خود چالاکیم
و از لحاظ چپ و راست بے باک و در تدابیر نصرت دین حاقلیم و از پس و پیش غافل - ما بندگان عبودیت شعار
را چه یارا که در امتثال احکام مولائے خود دمے توقف ورزیم و عاجزان خاکسار را چه طاقت که بر مصروف شدن
جان و مال در راه قادر ذو الجلال نوعے تاسف کنیم پس توقف و انتظار در مقدمهٔ استیصال اشرار بدون منتظر
حصول رضائے پروردگار خیالیست پر اختلال و وہمیست سراسر باطل و محال و اگر بالفرض قدرے مهلت

روا داریم لابد اطمینان بر اقوال شما بدست آریم و اعتماد مسلمان خالص الایمان بر مواعید و مواثیق سردار کلان خیلے متعذر الحصول پس تا خیر از مامردم غیر مامول شب و روز در منعقد مه سعی بجان و دل بجا می آریم و اتمام آن از درگاه واهب العطایا امیدداریم بالجملہ تا جان در بدن و سر بر تن است بهمین کار رو باریم و انجام این کار بدست قادر مختار می شماریم در صورت فتح توقع غلبہ دین است در مآل و در صورت شکست نقد شهادت است فی الحال در هر دو صورت بمقصد خود فائزیم و بمراد خود کامیاب و بلسان بقرار در بهار و خزان سرسبز و شاداب باقی تفاصیل احوال از زبان صدق ترجمان ملا امیر آخوند زاده بمنصۂ ظهور خواهد رسید والسلام مع الاکرام ۔ ۲۵ ذی الحجه ۱۲۴۲ هجری

نمبر ۲۶ مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام سردار دوست محمد خان والی کابل

بسم الله الرحمن الرحیم ۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت سردار کثیر الاقتدار جلالت شعار عظمت آثار شجاعت دثار والا تبار سردار دوست محمد خان زاد اقباله ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه نامۂ نامی و رقیمۂ گرامی مشتمل قوت استعداد آن عالی نهاد در اقامت جهاد و استیصال کفر و فساد با دیگر مراتب اظهار اخلاص و ایجاد محبت و اتحاد رسید مضامین مندرجه واضح گردید الحمد لله و المنة که عزم اقامت این رکن رکین یعنی نصرت دین متین و استیصال کفرۂ متمردین در دل جلالت منزل آن سردار جلالت آثار هویدا گردید الحق مثل این علو همت و تاکد عزیمت شایان شان مثل آن عظیم الشان تواند بود ۔ هر چند سعی در اقامت این رکن اسلام یعنی قتال با کفار لئام در هر زمان و هر مکان واجب است اما درین جزو زمان که وقت شورش اهل کفر و طغیان است بر ذمۂ جماهیر مومنین عموماً و مشاهیر مسلمین خصوصاً واجب و اوکد هر قدر که حصول معنی اقتدار و کثرت جنود و انصار و تسلط بر بلدان و امصار و وجاهت در اضلاع و اقطار بیشتر اقامت این رکن دین و اعلان دین سید المرسلین موکد و لهذا هر که از سرداران نامدار و روسائے ذوی الاقتدار بنصرت دین پروردگار و ترویج سنت سید مختار موفق میگردد مستحق اجر جزیل در عقبی و ثنائے جمیل در دنیا می شود و حصول سعادت اخروی و نزول برکات دنیوی و صعود در مراتب جنت و عروج در معارج حشمت بوجهے نصیب او میگردد که احاد مسلمین را ادراک آن خیلے متعذر و اگر معاذ الله از ایشان در اقامت همین امر ماثور ادنی تساهل و قصور واقع شود پس بحکم الناس علی دین ملوکهم تمام رعایا و عساکر ایشان بالکل درینباب در تغافل و تساهل خواهند داد پس بحکم من یشفع شفاعة سیئة یکن له کفل منها اعمال ایشان بمعاصی جمیع رعایا و سیاه مشحون و سیاه خواهد گردید درینباب نیک نیک تامل فرمایند و غور غریق[۱] را بکار برند و از قبیل مخیلات شعراء و نکات بلغاء که مختص بنا بر زبان آرائی و عبارت پیرائی در سلک تحریر می کشند نشمارند که این مضمون

[۱] و معان بنظر ؟

در کلام ملک علام و احادیث سید الانام منصوص و مصرح است پس کسیکه ایمان باللّٰه و بالرسول و بالآخرة می دارد البته بیقین قطعی میداند که این امر محض و صدق بحت است پس پاداش این تغافل و تساهل در محکمهٔ حساب و کتاب بحضور رب الارباب شدنی است و در محاذات آن چه انواع رنج و متاعب و اجناس تکالیف و مصائب کشیدنی است فاما آنچه در ظن اکثر تجربه کاران زمان مرتکز است که بغیر اعانت سرداران تاجدار و اصحاب مکنت و اقتدار حصول این معنی صورت نمی بندد پس این خیالیست محال و احتمالیست پر اختلال زیرا که ممکن است که حق جل و علا بقدرت کاملهٔ خود دیگر سعادتمندان ازلی و مقبلان لم یزلی را که از ضعفاے مسلمین و فقراے مخلصین باشند بروے کار آرد که بمحض عنایت خود این مهم عظیم از دست ایشان بر آرد و قال اللّٰه تبارک و تعالی اِنْ لَا تَنْصُرُوْهُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ باقی احوال این حدود بکرم رب معبود برین منوال است که این عاجز از دار السلطنت کابل بر آمده و اضلاع جلال آباد و نواحی پشاور را طے کرده در بلدهٔ نوشهره رسید درین اثنا لشکر مخالفین بموضع اکوڑه بکمال جمعیت و نهایت استکبار و نخوت آمده ایراق کرد هر چند همراه این فقیر جمعے قلیل بے سروسامان بودند اما از انجا که طالبان رضاے حضرت خلاق بودند و در صرف جان و مال نهایت مشتاق بناء علیه ایشان را شبا شب از دریاے لنڈه عبور کنانیده بر سر کفار نگونسار بطریق شبخون و تاخت روانه کرده شد در آخر همان شب بحکم حضرت رب العالمین جنود مجاهدین بر سر آن غافلین رسیده اولا از اسلحهٔ دور دست مثل تیر و تفنگ درگذشته آنها را از زیر تیغ بیدریغ گرفتند معسکر ایشان از خون ایشان لاله زار ساختند چنانچه جمعے کثیر را از ایشان که قریب یکهزار باشند یا ازین هم بسیار بدار البوار فرستادند و جمعے را بجهنمهاے پر خطر تالب سقر رسانیدند و اجناس نفیسه از قسم اسپ و شتر و یراق و غیره بیش از بیش بردند بعضے از ان آنچه بمرتبهٔ شهادت مشرف گردیدند بجنت المادی ماوی ساختند و اکثر ایشان بشمول حفاظت ربانی و کفالت رحمانی بمعسکر خود مراجعت نمودند و این شبخون کفار بدکردار را بحدے شکست داد که از مقام اقامت خود برخاسته بمقامے دیگر بار انداختند و از شدت خوف گرداگرد معسکر سنگ زدند بعد ازان فقیر از بلدهٔ نوشهره برخاسته بموضع هند آمده اقامت نمود مومنین این اقطار از دریاے اباسین عبور نموده بر سر شهر حضرو که مرکز کفار آن دیار و مجمع متمولان ان اقطار بوده تاخت آورده چهار صد ناکس را بجهنم رسانیدند و اشیاے نفیسه و اموال خطیره از نقود و اجناس بدست عموم الناس آنقدر افتاد که از تحریر و تقریر بیرون است بعد ازان ابواب جنگ و جدال و قتل و قتال مفتوح گردید و شب و روز نصرت آسمانی و تائید رحمانی باران صفت می بارد و از جمله تائیدات الهی این است که اجتماع جنود مجاهدین هر چند بسیار از بسیار بود لیکن از بسکه لشکر بے سر بود مثل بلواے عام در کوچ و مقام بے انتظام می نمود بناء علیه بر طبق فحواے کلام ملک علام و احادیث سید الانام علیه الصلوة والسلام و فتواے فقهاے عظام و صوابدید عقلاے

ذوی الافهام مصلحتِ وقت چنان اقتضا کرد که اقامتِ این رکنِ رکین اسلام بدون نصبِ امام بوجهِ مشروع صورت نمی بندد بناءً علیه بتاریخ دوازدهم جمادی الثانیه سنه ۱۲۴۲ هجری مقدس باتفاق مشاهیرِ سادات کرام و علماءِ اعلام و مشائخ عظام و صاحبزادگانِ ذوی الاحترام و خوانینِ ذوی الاحتشام و جماهیرِ خواص و عوام از اهلِ ایمان و اسلام بیعتِ امامت بردستِ اینجانب واقع گردید و بروزِ جمعه خطبه بنامِ اینجانب خوانده شد هرچند این عاجزِ خاکسار و ذرهٔ بیمقدار بحصولِ این مرتبهٔ منیف اولاً به اشارات غیبی و الهاماتِ لاریبی مبشر بود ثانیاً بحصولِ این منصبِ شریف باتفاق جماعاتِ اهلِ اسلام از خواص و عوام مشرف گردید لیکن ربِ غیور که علیم بما فی الصدور و دانائے نهان و آشکار و محیط بمراتبِ اعلان و اسرار است گواه است بریں معنی که این فقیر را از قبولِ این منصبِ شریف غیر از اقامتِ جهاد و صحتِ جمعه و اعیاد و امثالِ آن از اظهارِ احکامِ دین و اعلائے کلمهٔ رب العالمین غرضے دیگر از اغراضِ دنیویه مثلِ تحصیلِ مال و عزت و جاه و سلطنت یا حصولِ معنی تسلط بر قربی و امصار و اضلاع و اقطار یا تذلیلِ اهلِ ریاست و سیاست یا اهانتِ اربابِ ریاست یا تنفیذِ احکامِ خود بر بندگانِ ملک دیان یا تحصیل معنی ترفع بر اخوان و اقران هرگز هرگز نیست بالجمله شعبهٔ وسوسهٔ شیطانی و شائبه هوائے نفسانی بایں داعیهٔ رحمانی اصلا مخلوط نگردیده و از بسکه اقامتِ این امر خالصاً لوجه الله الکریم بوقوع آمده بود بناءً علیه آثارِ آن هویدا گردید چنانچه جمعے کثیر و جمے غفیر هزاران هزار بلکه بے عدد و شمار از هر جانب مثلِ مور و ملخ فراهم آمد . ندومی آیند و در میدانِ جلادت و دیانت دادِ شجاعت و جمعیت داده اند و می دهند و علاوه بریں آنکه حق جل و علا بکرمِ عمیم خود علائقِ خوف و طمع را از ماسوائی خود منقطع گردانیده است نه از شوکتِ مخالفین فی الحال داریم و نه از کثرتِ موافقین طمعے - آرے اینقدر میدانیم که هر که جانِ خود را در سلکِ مجاهدین منسلک گردانیده دعوئی ایمانِ خود را مبرهن کرد و هر که درینوقت پهلو تهی کرد بادِ حسرت بدست برد - اے مدعیانِ دین بیائید و در نصرتِ دینِ خود جان و مال بیازید تا گوے سعادتِ جاودانی و راحتِ دو جهانی بربائید چنانکه ما هم منعمِ حقیقی عمرها گذرانیده ایدالحال در ادائے شکرِ آن مال و جانِ خود را حاضر کرده کوششِ بلیغ نمائید تا سعادتِ دارین و ریاستِ کونین حاصل کنید *

(نمبر ۲۷) از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام مسلمین قوم خلجانی از مقام پنجتار

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بمطالعهٔ خوانین کرام و اراکینِ عالی مقام و ملکانِ ذوی الاحترام و سائرِ مومنین خلجانی کثرهم الله تعالی و وفقهم لما یحب و یرضی - بعد سلامِ مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه هرچند اقامتِ جهاد و ازالهٔ کفر و فساد بر جماهیرِ مومنین عموماً و مشاهیرِ مسلمین خصوصاً در هر زمان و هر مکان واجب و موکد است اما درین جزو زمان که وقتِ شورشِ کفر و طغیان است اوجب و اوکد گردیده بناءً علیه این بندهٔ ضعیف با جمعے از مومنین صادقین از وطنِ مالوفِ خود برخاسته محض لله فی الله برائے اقامتِ این رکنِ رکین و نصرتِ

دین متین کمر ہمت بستہ دانائے نہان و آشکار انیکو آگاہ و خبردار است کہ سوائے اعلائے اعلام دین و احیائے سنتِ سید المرسلین ہیچ غرضے و مطلبے درمیان ندارم درینصورت بر ہر مومنِ راسخ الاعتقاد و مسلم کامل الانقیاد واجب و لازم کہ غیرتِ ایمانی و حمیّتِ اسلامی را کار فرمودہ براعانتِ دین و نصرتِ شرع مبین کمرِ عزیمت چست بندند و در صرفِ جان و مال در راہِ ذوالجلال دریغ نورزند و ہرگز ہرگز از ادائے این عبادتِ عظمیٰ و ادراکِ این سعادتِ کبریٰ رو نتابند تا روزِ جزا در محکمۂ حساب و کتاب بحضور ربّ الارباب بسرخروئی برخیزند و بروئے خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام شرمسار نشوند کہ شکرِ نعمتِ مال و منال و جاہ و عزت طلب شدنی است و از تغافل و تساہل در اطاعتِ فرمانِ ربّ العزت سوال متوجہ گردیدنی پس بکدام زبان جواب خواہند داد و چہ عذر پیش خواہند نہاد بالجملہ اگرامروز جان و مال در راہ ایزدِ متعال صرف نگردید فردا وبالِ جان است و ہیچ کار آمدنی نے۔ پس اگر کمر ہمت چست بستہ دریناب دادِ شجاعت و شہامت خواہند داد و در راہِ تائیدِ دین قدم ثابت خواہند نہاد انچہ اجر جزیل از حضور ملکِ منّان و ثنائے جمیل درمیانِ اخوان و اقران خواہند یافت بر ہیچ عاقل نہان نیست فامّا آنچہ منافع بسیار و محاصلِ بیشمار از عزّت و وجاہت و دولت و مکنت بدست خواہند آورد بیرون از اندازۂ قیاس خواہند بود انشاء اللہ تعالیٰ ہم مناصبِ موروثی ایشان بدست خواہند آمد و ہم نظر بر مساعی جمیلۂ ایشان درینباب فوائدِ بیش از بیش علاوہ برآن حاصل خواہند شد زیادہ والسلام والاکرام مرقومۂ بست و نہم ذی الحجہ ۱۲۴۲ ہجری ؁

(نمبر ۲۸) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد بنام شاہ پسند خانصاحب وزیر شاہ محمود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بمطالعۂ عمدۂ خوانین عظام زبدۂ اراکین عالی مقام والا مناصب کثیر المناقب عالی شان عظمت نشان شاہ پسند خان سلمہ اللہ تعالیٰ وعظمہ - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ ایزدِ متعال و منعمِ لایزال بمحض جود و نوال خود آن کثیر المناقب را بمناصبِ عالیۂ ریاست و مراتبِ رفیعۂ حکومت نواختہ و بانواعِ نعم و حشمت و شوکت و اصنافِ شیمِ شجاعت و شہامت بہرہ ور ساختہ پس مقتضائے شکر این دولتِ عظمیٰ و لازمۂ سپاسِ این موہبتِ کبریٰ آنست کہ درباب اطاعت احکامِ ملکِ علام بالِ ہمت کشایند و راہِ فرمانبرداری و رضاجوئی پروردگار بقدمِ عزیمت بپیمایند و کمر ہمت چست بستہ و نیتِ قلبیہ درست نمودہ در اعانتِ ملّتِ بیضا و حمایتِ شریعتِ غرا مساعی جمیلہ بروئے کار آرند و محبتِ اہل و عیال و جان و مال پس پشت انداختہ و رضامندی و خوشنودی ایزدِ کریم را قبلۂ ہمت ساختہ در اعلائے کلمۂ ربّ العالمین و احیائے سنت سید المرسلین ہمت عالیہ گمارند کہ اینہمہ مال و منال

سریع الزوال واین حشمت وریاست فنا مآل روزے گذشتنی وگذاشتنی است وروز جزا در معرکہ پرہول حساب
وسوال وجواب روبروے رب الارباب حاضر شدنی پس مقتضائے حرارت ایمانی وغیرت اسلامی آنست کہ در
راہ رضائے مولائے خود جان بازند وجہان تازند وماسوی اللہ را پس پشت اندازند واقامت جہاد بر کفر وعناد و
ارباب بغی وفساد سازند واین جان ناتوان ونہاد سست بنیان را بجاوند حقیقی بسپارند وزندگانی فانی را عوض
حیات جاودانی بفروشند ودر تحصیل رضامندی رب العزت بکمال علو ہمت ووفور رغبت بکوشند ودر تالیف تام
وترغیب خواص وعوام بسوئے اقامت این رکن رکین واعانت دین متین جد وجہد بلیغ بکار برند وداد کوششہا
دہند خصوصاً بحضور لامع النور حضرت بادشاہے بطور مناسب وانداز معقول باین مضمون عرض لازم القبول
فرمایند وگوش حق نیوش ملازمین انجناب عالی را بدر مکنون خوش بیانی وگوہر فشانی چنان آرایند کہ مدعائے
دلی وخواہش قلبی آنحضرت یعنی اقامت جہاد بر اہل کفر وضلالت واستیصال بیخ وبنیاد اہل بغی ونخوت از پردہ
اختفا بظہور آید واز قوت بفعل گراید وبنوعے مشارکت فقیر درینباب بمعرض قبول افتد وبوجہ من الوجوہ معاونت
دین رب الارباب بمنصۂ ظہور جلوہ آرا گردد ہرچند نہضت فرمائی دائرۂ دولت واقبال آنحضرت ورونق افزائی
قدوم میمنت لزوم آن والا ہمت باین دیار واقطار متعسر ودشوار ہست کہ حاجت روائی رعایا وانجاح مسئول و
مامول وادرسی برایا تا فتح این کار ظاہر واشکار را اما انفاذ امر عالی مقدار درباب سرانجام این امر عظیم ومہم فخیم بنسبت
کسے از عمدہ اراکین عقیدت وفدویت آئین خیلے آسان ومیسر الحصول وانبعاث وانتہاض این داعیۂ سلطانی
واعداد شرع ربانی نظر بوفور رغبت وتاکد عزیمت آن سلطان حق پسند سزاوار اجابت است وقابل قبول بالجملہ
بہر وجہ کہ دانند وتوانند باعانت دین متین ونصرت شرع مبین بجان ودل کوشند تا فردا روز جزا روبروئے
حق تبارک وتعالی وحضرت سید الوری افضل البرایا تشریف شرف وخلعت عزت پوشند کہ ثمرۂ نمکحلالی مولی ہمین
است ونتیجہ حق شناسی مالک چنین کہ دار عقبی برائے مکافات ہمین سعیہا است وروز جزا برائے ایفائے مواعید
حقہ عوض چنین پیرویہا وانچہ ثمرات این جد جمیل ونتائج این جہد جزیل در دنیا خواہند دید کہ از دید وشنید
بیرون ہست واز وہم وخیال افزون انشاء اللہ تعالی زود مناصب رفیعہ حاصل خواہد گردید ومراتب منیعہ واصل
الحاصل کہ بالفعل کار وبار دیگر را بجائے خود واگذارند وہمہ ہمت بہ نصرت دین متین واعلائے کلمہ رب العالمین
واستیصال کفرۂ متمردین وشکست رونق این فرق ملاعین برگمارند کہ در سرانجام آن ہم دنیا وہم دین وہم منفعت
آجل بسیار ہست وہم بہبودی عاجل خارج از حد وحصار ہم طالب رضائے ایزد متعال ہست وہم باعث حصول
حشمت وشوکت بے اقران وامثال وموجب ازدیاد مال ومنال ہست وواسطۂ عزت واقبال وعلاوہ ازین
نیکنامی در دنیا نقد وقت ہست ودر دین نجات نسیہ وقت پس لابد بامتثال اوامر آلہیہ کار فرمایند تا کہ عزیمت

نمایند کہ مقتضائے غیرتِ ایمانی و لازمۂ حمیتِ اسلامی ہمین است و لبس خ السلام مع الاکرام ۔ مرقومہ دوم محرم الحرام ۱۲۴۶ھ ہجری از مقام پنجتار +

(نمبر ۲۹) استفتار در مخالفتِ امام مجمع علیہ انام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم + ما قول العلماء الربانیین خدام الشرع المبین درینصورت کہ جمعے کثیر و جمے غفیر از علمائے اعلام و رؤسائے ذوی الاحترام بر دستِ امام ہمام خلیفہ سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام سید احمد امیر المؤمنین سید احمد مد اللہ ظلہ بیعتِ امامت بجا آوردند و اطاعتِ آنجناب التزام نمودند پس اگر آنجناب بنا بر خدمتِ دین و اجرائے احکامِ شرع مبین امرے اصدار فرمایند و کسے از مسلمین خواہ رئیس باشد خواہ ضعیف امرِ آنجناب را رد نماید و بر مخالفتِ ایشان مستعد شود حتّٰی کہ بنا بر دو حکمِ آنجناب بر قتل و قتال و جنگ و جدال آمادہ گردد درینصورت حکمِ شرع شریف در مقدمۂ مخالفِ مذکور و رفیقانِ او چیست ۔ بیّنوا توجروا +

جواب ۔ امامت چنانکہ مذکور شد بہ بیعتِ علماء و رؤسائے مذکورین منعقد گردید زیرا کہ امامت بہ بیعتِ یکے از مسلمین منعقد میگردد چہ جائیکہ جمعے کثیر و جمے غفیر از ایشان بیعتِ مذکور بجا آرند قال فی شرح الفقہ الاکبر ینعقد الامامۃ بعقد واحدٍ وہکذا فی شرح المقاصد و شرح المواقف و قتیکہ امامتِ آنجناب ثابت گردید پس انکار از حکمِ آنجناب اثم صریح است و جرم قبیح قال اللہ تبارک و تعالیٰ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۔ (و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ومن اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعص الامیر فقد عصانی (ایضاً) من خرج من الطاعۃ و فارق الجماعۃ فمات میتۃ جاھلیۃ (ایضاً) من خلع یداً عن طاعۃ لقی اللہ یوم القیامۃ ولا حجۃ لہ + وچون سرکشی مخالفین بحدے رسید کہ بدون برپا کردنِ معرکۂ قتل و قتال و جنگ و جدال از مخالفت دست بردار نشوند و بر حکمِ امام گردن ننہند پس جمیع مسلمین مامور می شوند کہ بر ایشان لشکر کشی کنند و حکمِ امام بر ایشان جبراً جاری گردانند (قال اللہ تبارک و تعالیٰ) فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰہِ ط (و قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم) انہ ستکون ھنات وھنات فمن اراد ان یفرق امر ھذہ الامۃ وھی جمیع فاضربوہ بالسیف کائناً من کان (ایضاً) من اتاکم وامرکم جمیع علی رجل واحدٍ یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوہ ۔ (و قال فی مختصر الوقایہ) والبغاۃ قوم مسلمون خرجوا عن طاعۃ الامام فیدعوھم الی العود فان تحیزوا مجتمعین حل لنا قتالھم بدأ + پس لابد ہر کہ از لشکر امام درین معرکہ مقتول خواہد گردید پس ہمو نسبت شہید ناجی و ہر کہ از لشکر مخالفین مقتول خواہد گردید ہمو نسبت طریق ناری و موت این مخالفین قبیح است از سائر

فاسقین مثل زناة وسارقین چہ نماز جنازہ بر سائر فاسقین ادا کردن واجب است بخلاف این مخالفین کہ نماز
جنازہ بر ایشان ہم جائز نیست کما فی الدر المختار۔ واللہ اعلم بالصواب +

نمبر ۳۳۔ مکتوب از جانب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی بنام نواب وزیر الدولہ بہادر رئیس ٹونک

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از بندۂ ضعیف محمد اسمٰعیل بجناب حشمت مآب جلالت انتساب نواب وزیر الدولہ بہادر
زاد اقبالہ و ضاعف اجلالہ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اخلاص مشحون ملتمس آنکہ نامۂ نامی و رقیمۂ گرامی کہ
بدست شجاعت نشان عبد الحمید خان بنام این ضعیف ارسال فرمودہ بودند بخان ممدوح بمعسکر اقبال پیکر
رسیدند تفاصیل اخبار صداقت آثار از زبان واضح البیان خان ممدوح بوضوح انجامید۔ حاجی محمد صابر کہ
سابق از ایشان بعرصۂ قلیلہ رسیدہ بودند از زبان ایشان چنان بوضوح پیوست کہ اکثر مدعیان اسلام
از سکان ہندوستان از قسم دانشمندان کتب فضیلت نمائے و سالکان طریقت پیشوائے و امیران نخوت شعار
و اتباع ایشان از فساق و فجار بلکہ جمیع منافقین اشرار و فاسقین بدکردار از ملت محمدیہ دست بردار شدہ
راہ کفر و ارتداد و طعن بر ساعیان جہاد اختیار نمودند و وساوس شیطانی بطریق نیابت از وسواس خناس در
قلوب طالبین حق القا کردند و در راہ راست ملت محمدیہ کج مج و طالبین حق را سد راہ گردیدند آن گروہ
شقاوت پژوہ بیشک بغض یزدانی مورد لعن رب العالمین شدند چنانچہ حق جل و علا در کلام پاک خود میفرماید
الا لعنة اللہ علی الظالمین الذین یصدون عن سبیل اللہ و یبغونہا عوجا چنانچہ پارۂ از اشکالات
ایشان کہ بحسب ظاہر امام ہمام و عسکر اسلام ایراد کردہ بودند و بحسب حقیقت آنہمہ اشکالات بر کلام ملک علام
و بر ذات سید الانام وارد میگردید از زبان صدق ترجمان حاجی صاحب ممدوح مسموع گردید حالا اشکالات
مذکورہ از کلام رب العالمین و سنت سید المرسلین روبروے حاجی ممدوح باحسن وجوہ بیان کردہ شد ہر چند
حاجی صاحب ممدوح کہ طالب حق بودند از حال مذکور منتفع گردیدند اما این ضعیف را یقین قطعی باینمعنی حاصل
است کہ تقریر مذکور ہیچ منفعتے بملاعین مذکورین نخواہد رسانید کہ سند تقریرات مذکورہ از کتاب و سنت است و مقصود
منافقین مذکورین در پردہ ایراد اشکالات بر عین کتاب و سنت است و مطلب ایشان رد و قدح بر سیرت
نبویہ است پس جواب ایشان غیر ضربة السیف چیزے دیگر نمی تواند شد و ما را ہنوز استطاعت این امر حاصل
نیست جواب ایشان ہمین عدم التفات بکلام ایشان است و بس بموجب بیت انکس کہ بقرآن و خبر
زو نرہی + آنست جوابش کہ جوابش ندہی + آنجناب از صفائی عقیدت بے بدل اند و در صدق نیت
ضرب المثل انشاء اللہ عند الملاقات حقیقت این امر تفصیلاً بخدمت عالی عرض خواہم نمود اما درین جزو زمان
کہ وقت شورش وساوس شیطان است محافظت جان خود از وساوس آن شیاطین و نزغات جنود ابلیس

لعین واجب و متوکد دانند و تا زبان ملاقات برادرا ک ہمین نکتہ قناعت فرمایند کہ اصل سیرت سید المرسلین و جمیع خلفائے راشدین و اہل بیت مطہرین و صحابۂ مکرمین ہمین است کہ تمام عمر خود را بلکہ ہر ساعتے از ساعات روز و شب را در سعی اقامت جہاد صرف نمایند و جمیع اوقات عزیزہ را ہمین مساعی جمیلہ معمور دارند و صرف عمر گرانمایہ را در ہمین شغل جلیل سعادت عظمیٰ شمارند خواہ سعی مذکور بانجام رسد یا نرسد چہ مقصود صرف عمر خود است در اطاعت رب العالمین و اتباع سید المرسلین فاما انقلاب ادوار و اطوار و برہم تقلب اقبال و ادبار و بر ہم زدن ملل و دول پس تعلق بقدرت کاملۂ ربانی میدارد نہ باستطاعت ناقصۂ انسانی و مسلمان محمدی را ہمین لازم است کہ مال و جان و عزت و آبروئے خود را در ہمین راہ دربازد و آنرا عین سعادت خود شمارد و ترقی و تنزل موافق و مخالف بقدرت کاملۂ ربانیہ سپارد بموجب بیت بخت اگر مدد کند دامنش آورم بکف + گر بکشم زہے طرب ور بکشد زہے شرف + و صرف اوقات را در ہمین مساعی معظمہ عبادات انگارد و قرب حق را در ہمین راہ منحصر پندارد و دیگر مشاغل دینیہ و دنیویہ را معطل کردہ مردانہ وار در ہمین میدان درآید **فرد** مصلحت دید من آنست کہ یاران ہمہ کار + بگذارند و خم طرۂ یاری گیرند + پس آنجناب را لازم کہ ہمین راہ را راہ خدا و رسول انگارند و ہر کہ درین امر زبان طعن و طنز کشاید او را از جملہ اعدائے دین و مطرودان رب العالمین مثل اقوام سکھ و ہنودان شمارند والسلام مع الاکرام ٭

(نمبر ۱۳۳) از مولانا محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی بنام میر شاہ علی صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از بندۂ ضعیف محمد اسمٰعیل بخدمت معدن غیرت ایمانی منبع حمیت اسلامی مقبول بارگاہ رب قوی مخدومی میر شاہ علی سلمہ اللہ تعالیٰ - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ - نامۂ نامی و رقیمہ گرامی متضمن بر کلامیکہ فیما بین صادقین و منافقین واقع گردیدہ رسید مضامین مندرجہ واضح گردید جزاکم اللہ خیرا - آنچہ نگارش فرمودہ بودند کہ مضامین سوال و جواب را منقح گردانیدہ و آنرا کسوت تالیف رسالہ پوشانیدہ ارسال باید داشت - مخدوما حقیقت الامر این است ہر چند کہ تحریر و تقریر ہم در مقدمات نوعے از جہاد است فاما این ضعیف بلکہ سائر حاضرین انتقام درامرے مشغول اند کہ تقریرات و تحریرات را در آن امر اصلاً گنجایش نیست حال ما مردم بہ نسبت حال اہل تحریر و تقریر مشابۂ حال شخصے است کہ بنفس ادائے صلوٰۃ مشغول است بہ نسبت کسیکہ تعلیم مساعی صلوٰۃ می نماید پس ہر چند تعلیم مساعی صلوٰۃ ہم از جملہ مقدمات صلوٰۃ ہست فاما حال ادائے نفس صلوٰۃ مانع است از اشتغال بہ تعلیم مساعی صلوٰۃ - کسیکہ حال مجاہدین را مشاہدہ نماید بالیقین بداند کہ مسلک قیل و قال و بحث و جدال خواہ حق باشد خواہ باطل دیگر و مسلک این مردم دیگر - مسلک اول از جنس مسلک علما است و مسلک ثانی از جنس مسلک سپاہیان

دشمنان بنهیها حالانکه درین مقام چند کلمه تحریر کرده می شود آنهم بر خاطر فاتر بس گران است فاما بنابر پاس خاطر
عاطر نوشته می شود که در انعقاد امامت جناب امیر المؤمنین بر قانون حدیث و کلام و فقه اصلا شبهه نیست
و آنچه مخالفین از جنس قبائح با نجناب یا باتباع آنجناب نسبت می نمایند پس اولاً اینکه آنچه بذات آنجناب
نسبت می کنند آن همه سراسر باطل است و از وسمهٔ صدق عاطل و آنچه برفقائے آنجناب نسبت می نمایند
پس اکثرے ازانهم مطابق واقعه نیست بر تقدیر تسلیم پس قبح رفقائے امام هرگز در امامت آن قادح نیست
چنانچه قبح امتیان هرگز در نبوت نبی ایشان قدح نمی تواند کرد و نیز بر تقدیر تسلیم آنچه بذات آنجناب هم
نسبت می کنند پس ظاهر است که آنهم در ثبوت امامت با بقاء آن اصلاً قادح نیست چه منتهائے آن
قدح در مراتب ولایت است و ثبوت مراتب ولایت اصلاً در شروط امامت نیست بلکه فسق و ظلم هم سبب
زوال امامت بعد ثبوت آن هرگز نمی تواند شد چنانچه در احادیث متواتره و عبارات اسلاف و اخلاف و
فقهائے متکلمین بر آن دلالت می دارد بالجمله مدار کلام به همین دو امر است اول ثبوت امامت بعد ازان
عدم زوال آن بسبب اعتراضات مسطوره اما مقدمهٔ اولی پس بیانش آنکه طریق ثبوت امامت را از کتب
حدیث و کلام و فقه تفتیش باید کرد و درین مقدمه روایات قوی را از ضعیف و راجح را از مرجوح تمیز باید داد و
بعد ازان خلاصهٔ مضمون قوی راجح که در باب طریق انعقاد امامت است منقح کرده در ذهن ملحوظ باید داشت
و بعد ازان تأمل باید کرد که در ما نحن فیه آن امر منقح متحقق است یا نه هر چند حقیقت الامر در امثال این مقدمات
بمشاهده منکشف می گردد که لیس الخبر کالمعاینة حدیثے است ماثور و شنیده کے بود مانند دیده مثلے است
مشهور اما بنابر آنکه مشاهدهٔ حال به نسبت غائبین مفقود است پس انکشاف حال بر سبیل اجمال به نسبت
ایشان از اطلاع بر اخبار این مجمع اخیار هم بقدر ضرورت می تواند شد بنابر آنکه یک قطعه پرچه اخبار اطلاع
مع چند قطعات کواغذ دیگر که شارح قطعهٔ مذکور می تواند شد بخدمت ارسال داشته شد تا بوجه من الوجوه حقیقت
الحال منکشف گردد پس هر که درین مقدمه بخوبی تأمل خواهد کرد لابد انعقاد امامت آنجناب اذعان خواهد نمود اما
مقدمهٔ ثانیه پس آنرا هم از کتب حدیث و کلام و فقه تفتیش باید نمود که کدام امر باعث انعزال امام شد
از منصب امامت خود و این بحدے در بارگاه آنجناب بعید است که کس از کفار سکه و غیرهم ادعائے وجود
این قبائح در ذات آنجناب نمی تواند کرد بالجمله چون امامت آنجناب ثابت گردیده هیچ امرے که باعث
انعزال آنجناب از منصب امامت باشد یافته نشد پس اطاعت آنجناب بر کافهٔ مسلمین واجب
گردید هر که امامت آنجناب ابتداءً قبول نکند یا بعد القبول انکار نماید پس همو است باغی مستحل الدم که قتل
او مثل قتل کفار عین جهاد است و هتک او مثل هتک سائر اهل فساد عین مرضی رب العباد و چه مثال

این اشخاص بحکم احادیث متواتره ازجمله کلاب رفتار و ملعونین اشرار اند این است مذهب این ضعیف در مقدمه
پس جواب اعتراضات معترضین نزد این ضعیف همین ضرب بالسیف است نه تحریر و تقریر اما آنچه ذکر می نمایند
که برای مقابله اهل شوکت مماثلة ایشان در شوکت ضروری است پس میگوییم اولاً اینکه این مقدمه کونه
ممنوع است بلکه سعی در تحصیل معنی شوکت بقدر استطاعت خود کافی است مماثل شوکت مخالفین باشد
یا نباشد قال الله تبارک و تعالی وَاَعِدُّوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ (ولم یقل) وَاَعِدُّوا لَهُمْ مِّثْلَ مَا اَعَدُّوا
لَكُمْ و ثانیاً آنکه معنی وجود شوکت این نیست که در جسم امام قوتی بهم رسد که همان وقت دولت مخالفین را
برهم زند و بذات خود تمام جنود و عساکر ایشانرا هزیمت دهد بلکه معنیش همین است که جماعات موافقین همراه او
بحدی مجتمع شوند که باعتبار ظاهر عقل مدافعت مخالفین بقوت ایشان می تواند کرد و مراد از اجتماع این نیست
که در هر آن گرداگرد او ایستاده باشند بلکه معنیش همین است که ایشانرا بذات او علاقه بهم رسد که مقتضای آن
علاقه در حق ایشان اطاعت احکام او باشد مثل علاقه نوکری در عرف سلاطین علاقه قرابت و برادری در عرف افاغنه و در عرف
شرع همین علاقه بیعت را اعتبار فرموده اند پس چنانکه صاحب شوکت در عرف سلاطین همونست که مجمع کثیر از نوکران
داشته باشد و در عرف افاغنه همانست که مجمع کثیر از الوس داشته باشد همچنین در عرف شرع امام صاحب شوکت همانست که مجمع کثیر
از مسلمین دست او بیعت امامت بجا آورده باشند چه علاقه بیعت نزد شارع اقوی است از علاقه نوکری و قرابت پس جناب امام همام شوکت شرعیه
بالفعل بحمد الله حاصل است که بمراتب اقوی است از شوکت مخالفین چه سرداران پشاور که صاحب عساکر و جنود
و توپ و شاهین اند و خوانین سوات و بنیر و سمه همه خواص و عوام ایشان و پاینده خان تنولی بیعت
امامت بر دست آنجناب بجا آورده اند و شمار این اشخاص به لکهوکها میرسد پس لابد شمار عساکر آنجناب
بحدی خواهد رسید که شمار جنود کسی از مخالفین هرگز بآن حد نمیتواند رسید فاما اینکه بعضی از ایشان نکث
بیعت نموده و حق آنکه اطاعت است بجا نیاوردند پس محتمل است که دیگران هم همین معامله پیش کنند پس
اینمعنی اصلا در شوکت شرعیه قدح نمی تواند کرد چنانکه بسیاری از نوکران نمکحرامی می کنند و در بدخواهی
آقای خود می کوشند پس احتمال است که دیگران هم همین معامله پیش کنند پس چنانکه این احتمال در شوکت
عرفیه سلاطین قدح نمی کند پس همچنین آن احتمال در شوکت شرعیه ائمه قدح نمی تواند کرد ثالثاً آنکه مماثلت
شوکت با شوکت جمیع مخالفین از کفره شرق و غرب اصلا مراد نیست والا امامت هیچ امامی از سابقین
و لاحقین ثابت نگردد پس مماثلت با شوکت همین مخالفین مراد باشد که بالفعل مقابله با ایشان در پیش
است و در ما نحن فیه اینقدر شوکت البته متحقق است که مماثل شوکت ناظمان چهچه و هزاره و پکهلی میتواند
شد اگرچه مماثل شوکت راجه رنجیت سنگه نباشد و کدام کس با ایشان خبر داده که جناب امام همام همین

جمعیت قلیله عزم لاهور میدارند بلکه شب و روز بر ازدیاد جمعیت مسلمین و ترقی شوکت ایشان مساعی جمیله
بجا می آرند و عروج شوکت اسلامیه تدریجاً امید میدارند و این امر اصلاً مستبعد الوقوع نیست بلکه در انقلاب
ملل و دول همین سنت الله جاری است که شخصی از ضعفاء احاد الناس مثل نادر شاه و رنجیت سنگه وغیره سر
می برآرد و آهسته آهسته از رفقا جماعتی بهم میرساند و قوتی و شوکتی تدریجاً بدست می آرد حتی که سلطنت
سلاطین عظام و ممالکت خواقین ذوی الاحتشام را بهم میزند چه بلا بی انصافی است کسیکه محض برای طلب
دنیا کمر بسته باشد در حق او گمان فتح و نصرت شاید و بهمین گمان رفاقت او اختیار کنند و کسیکه محض لله فی لله
و ابتغاء لوجه الله برای نصرت دین حق مستعد گردد در حق او حصول یعنی فتح و نصرت مستبعد می پندارند و
آنرا از جمله اوهام بعیده می شمارند و اشکالات بیگانه رنگ و اعتراضات گوناگون بروی وارد گردانند و خود رفیق او
نشوند بلکه عوام مسلمین را از رفاقت او متنفر گردانند و آخر شده شده نوبت باین حد رسانند که در برهم زدن
کار و بار جهاد سعی نامشکور بجا آرند الا لعنة الله على الظالمين الذين يصدون عن سبيل الله ويبغونها عوجا و در ابقا
آنکه مسلمنا حصول شوکت قویه شرط اقامت جهاد یا اهل شوکت باشد و آنجناب را شوکت بالفعل حاصل
نیست لیکن می پرسم که طریق حصول شوکت برای امام وقت چیست آیا شوکت باین طریق حاصل می شود
که شخصی از شکم مادر خود مع عساکر و جنود و سائر سامان جنگ بیرون برآید یا وقتیکه برای اقامت جهاد دست زند شود
پس همان وقت فی الفور از غیب الغیب تمام عساکر و جنود و سائر سامان جنگ با او عطا شود این سخنیست
و ناگاه شدنی است بلکه طریقش همانست که چنانچه نصب امام بر ذمه کافه مسلمین فرض است
و در آن موجب معصیت همچنین تحصیل شوکت هم برای امام وقت بر ذمه ایشان فرض است که کل جماعة
مسلمین از هر سو دوان شوند و او جمع شوند و هر کس از ایشان بقدر استطاعت خود در تحصیل سامان جنگ
کوشش نموده و اسباب آن بقدر طاقت خود بدست آورده بحضور امام وقت حاضر گردانند و لهذا در کریمه
اعدوا لهم ما استطعتم و کریمه جاهدوا باموالکم و انفسکم خطاب بجمیع سلف متوجه گردیده نه بخصوص امام پس هر که
می گوید که شوکت امام شرط جهاد است و شوکت مذکوره با مختص نیست پس او را لازم که اول خود با
و بقدر استطاعت خود سامان جنگ همراه آورد و انتظار مشارکت دیگری درین امر اصلاً جایز نیست پس در آنجا
در امر جهاد تعویق و تعطیل واقع می شود و بال و نکال آن همه بر گردن قاعدین متخلفین است بمثابه آنکه نماز جمعه
بر هر کس واجب است و ادا بدون جماعت متصور نه و انعقاد جماعت بدون امام ممتنع پس اگر کسی
در خانه نشسته انتظار همین کشد که وقتیکه امام قائم خواهد شد و جماعت مجتمع خواهد گشت همان وقت من هم حاضر خواهم شد
پس لابد نماز جمعه فوت شود آنکس عاصی و آثم گردد چه نزول الاستطاعت مستعد

وجماعتی از جماعات ملائک برائی اقامت جمعه هرگز واقعه شدنی نیست بلکه طریق همانست که هرکس از خانه اگرچه
تنها باشد بیرون برآید و در مسجد رود و اگر جماعت مجتمع باشد شریک ایشان شود والا در همان مسجد بنشیند و انتظار
دیگری نماید نه اینکه مسجد را خالی بیند بخانه خود بازگردد که انعقاد جماعت واقامت جمعه هرگز باین هیچ نخواهد شد
همچنین لازم که هرکس اگرچه تنها وضعیف وقلیل الاستطاعت باشد بمجرد استماع آوازۀ دعوت امام از خانه خود
برآید و جان خود را مع هر قدری از سامان جنگ که میسر باشد در مجمع مسلمین رساند تا قیام جهاد صورت بندد
اینکه جان خود را از سلک عباد الله کشیده در زمرۀ عباد الاجنبین داخل گردانند واین رکن رکین دین متین را
گذاشته در کاسه لیسی اغنیاء متمردین وفرج سائی نسوان در امهات الدین مشغول شوند سبحان الله حق اسلام
همین است که چنین رکن عظیم ادبار برگشته در کسیکه با وجود ضعف ونادانی غیرت ایمانی وحمیت اسلامی در سینه او
جوش زند او را امام وسلطون ساز نیست آمده وقوم از جماعت مسلمین باشد نخواهد که با آلت محدود حلاوت بیدار شد فماذا
بعد الحق الا الضلال دیگر مقتضای محبت همین بود که اگر کسی بطریق امور دنیاوی ذکر جهاد بر زبان میراند قلوب
مسلمین از استماع آن بسان گل شگفته می گردید و بسان سنبل سر بسر پریشان شد واگر از بلاد دوردست هم آوازه قیام
جهاد بگوش هوش اهل غیرت اسلامی میرسید برق المعود دیوانه وار در دشت وکوهسار میدوید بلکه مثل شهباز می پرید
آیا امر جهاد با وجود این عظیم شان از پایه تعلیم وتعلم مثل کتاب تحفة النفائس هم ساقط گردید مناسب همین است
که این هواجس نفسانی ووساوس شیطانی را از دل دور گردانند وغیرت ایمانی وحمیت اسلامی را بجوش آرند و
مردانه وار در مجمع مجاهدین در آیند و در نشیب وفراز زمانه که بر ایشان می گذرد مصابرت ورزند و خیالات دور و دراز
که از عقل اسباب پرست سر بر می آرند دست بردارند وآنرا از اوهام جزبه شمارند وعلائق دنیه دنیویه را که مانع استعجال
این امر باشند از هم پاشند بموجب بیت مصلحت دید من آنست که یاران همه کار + بگذارند وخم طرۀ یاری
گیرند: (و در حدیث شریف وارد گردیده) اِنَّ لِقَلْبِ ابْنِ آدَمَ بِكُلِّ وَادٍ شُعْبَةً فَمَنِ اتَّبَعَ قَلْبَهُ الشُّعَبَ كُلَّهَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ
بِأَيِّ وَادٍ أَهْلَكَهُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ كَفَاهُ الشُّعَبَ + مخاطب این کلام سیادت پناه سید محبوب علی وامثال
ایشان از طالبین حق هستند که دین وایمان را هم در جنس صفات محموده می شمارند نه مولوی نصیر الدین وامثال
ایشان که بسبب بلادت طبع وغباوت فهم منتهای مقصود ایشان همین قیل وقال وبحث وجدال است نه
تفتیش حقیقت واکتفاء کنه مقال وقتیکه این ضعیف با این هر دو بزرگ در شاهجهان آباد ملاقات پیدا شد
حال هرکس از ایشان بر همین منوال بود که نگارش کرده شد اما فی الحال اگر حال ایشان منقلب گردیده باشد
بر آن اطلاع نمی دارم وآنرا از ممکنات عقلیه می شمارم - والسلام مع الاکرام ::

(نمبر ۳۲) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام سلطان خان شاه صاحب

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بحضور لامع النور جناب معلی القاب زینت افزائے اورنگ
عزت وجلال زینت دہ چار بالش حشمت و اقبال صاحب عزت وبخت مالک سهیم وتخت قدوۃ السلاطین
عمدۃ الخواقین زاد اللہ اجلالہ وضاعف اقبالہ - بعد از سلام وادعیۂ ترقی مناصب کونین ومدارج دارین واضح
آنکہ شقۂ خاص مشتمل بر مراتب اختصاص بہ دست اخلاص نشان شیر زمان خان عز نزول فرمود محبت دیرینہ و
اتحاد پارینہ را تجدید نمود و آنچہ در باب نزول موکب اجلال بنا بر اعانت لشکر ذو الجلال و استیصال اہل کفر وضلال تحریر
خامۂ حشمت شمامہ بود حقیقت الامر اینست کہ قدریکہ اشتیاق ملاقات این فقیر در دل عظمت منزل میدارند زیادہ
چندان این فقیر را اشتیاق ملازمت خود شمارند اول آنکہ رابطۂ محبت قدیم کہ فیما بین طرفین واقع است چنانکہ آنجناب
را اشتیاق ملاقات این فقیر گردانیدہ چند بار از آن این فقیر را باشتیاق ملازمت آنجناب رسانیدہ و ثانیاً آنکہ درین
ایام مشارکت یک گدائے فقیر را ہم غنیمت کبری می شمارم چہ جائیکہ معاونت بادشاہے کبیر و نیز حال این فقیر بر
آنجناب بخوبی واضح باشد یا نباشد لاکن حقیقت الامر اینست کہ این فقیر را از تمامی این معرکہ آرائی وعربدہ پیرائی
غیر از خدمت دین و اعلائے کلمۂ رب العالمین امرے دیگر مقصود نیست بلکہ آرزوے این فقیر ہمین ست کہ ہر گاہ
کافر عنید وجابر مرید از میان برخیزد ومسلمانے خدا پرست بر سریر سلطنت نشیند و این فقیر خدمت او بجان
و دل بجا آرد و اعانت او را از جملۂ خدمت دین متین شمارد و اولی والیق باین منصب فی الحال غیر از آنجناب
کسے دیگر بنظر نمی آید آنجناب ہم سلطان قدیم این دیار اند و ہم قاتل کفار شرار آئین سیاست بخوبی میدانند
و قوانین ریاست بوجہ احسن می شناسند حامل کلام ملک علام اند و حاجی بیت الحرام لیکن چنانکہ این فقیر
بجان و دل آرزومند ملاقات آنجناب است ہمچنین بہر وجہ خیر خواہ آن والا قباب ہر چند آرزوے ملاقات تعجیل
تشریف آوری آنجناب بغایت انسب و اولی ست و نہایت افضل واعلی انشاء اللہ تعالی بعد فتح پشاور مکلف
خدمت خواہم گردید و بمقتضائے قلبی خواہم رسید بالفعل فضیلت پناہ ملا ہدایت اللہ و اخلاص نشان دایم خان و
امثال ایشان را باستعجال تمام نزد اینجانب روانہ فرمایند و درینوقت بر ہمین قدر اکتفا نمایند فی الحال مجمل
این سخن را در خاطر فیض مناظر محفوظ دارند انشاء اللہ تعالی عنقریب بعد از دو سہ روز شخصے را از اقدم رفقائے
خود کہ مقبول بارگاہ آن حاجی بہادر شاہ اند بحضور لامع النور روانہ خواہم ساخت تفصیل این اجمال وتشریح
این مقال از زبان صدق ترجمان ایشان واضح خواہد گردید فقط

(نمبر ۳۳) مکتوب از امیر المومنین سید احمد بخدمت سلیمان شاہ بادشاہ کاشغر

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بجناب خلائق مآب معلی القاب رونق افزائے اورنگ جلالت
فرمانروائے کشور شہامت مسند آرائے محفل سیاست و کیاست معرکہ پیرائے میادین صولت وشجاعت

مقبولِ بارگاهِ اله مروّجِ دینِ رسول الله عظمت مآب دیانت انتساب سلیمان شاه ادام الله جلاله وضاعف اقباله
سلامیکه روح وریحان بهجتی وجان ورنگ وبوئے گلستانِ یکتادلی اعنی گلدستۂ بهارستانِ سنّتِ نبوی و
نوباوۂ نگارستانِ شریعتِ مصطفوی که اکمل تحائف واحسنِ هدایائے اهلِ اسلام است پیش نموده لوحۂ اتحاد وصفا
بنقوشِ مدّعا باد۔ نامۂ عنبرین شمامه که همانا هر حرفش دبستانِ مودّت وهر لفظش کتابِ محبت بود پس از انتظارِ
بسیار باوانِ محمود وساعاتِ مسعود ورود نموده نزولِ کرامت آمود فرمود بادراکِ مضامینِ دلنشینش ابوابِ
مسرّت مفتوح گشت وبدریافتِ نویدِ فرحت جاوید فتح نمودن ملکِ گلگت که رقمزدۂ کلکِ بدیع نگارِ دلگشا
قلمِ ندرت شعار بود جهان جهان فرحت وعالم عالم بهجت حاصل گردید حق تبارک وتعالیٰ مبارک ومیمون
گرداناد واین عزم بالجزم که فی الحقیقت اقامتِ جهاد واعانتِ دینِ رب العباد است پیوسته ومدام مرغوبِ
خاطرِ عاطر داراد خوشا چشمے که بامتثالِ اوامرِ مالکِ کون ومکان دوخته وهمایون دلے که بکاشانۂ تمنیاتِ خود
چراغِ اعلائے کلمة الله افروخته زهے خوش نصیبے سعادتمندے که باین توفیقِ خیر موفق گردید وهے خوش طالعے ارجمندے
بمدارجِ عالیهٔ رضاجوئی مولائے خود رسید آنچه درمقامِ بیانِ تعذرِ وصولِ عسکرِ ظفر پیکر در اضلاعِ افغانستان
بنابر حیلولتِ برف وکوهستان رقمزدۂ قلمِ شهادت توام گردیده بود پس الحق که گذرِ عساکر دوردست درین راه صعب
وسخت نهایت دشوار است اینجانب که در رقیمة الوداد ترغیب باقامتِ جهاد کرده بود مقصود این نبود که جنودِ آنجناب
ازین راه دشوار گذار عبور نماید بلکه مقصود همین بود که مستعد بودنِ شما در مقدمۂ قتل وقتال با اهلِ کفر وضلال
واضح گردد الحمدلله که قوتِ استعدادِ شما در مقدمه لائح گردید ووفورِ رغبت وعلوِ همت از فحوائے نامۂ نامی منصۂ
ظهور رسید الحمدلله والمنة که حق جل وعلا بکرمِ عمیمِ خود روئے زمین را بانوارِ سلاطینِ عادلین منور گردانیده واخبارِ فرحت آثار
التیام بگوشِ هوشِ ما مردم رسانیده وآنچه دربیانِ مشارکتِ این فقیر در مهمِ بلادِ کشمیر نوکریزِ خامۂ جلالت شمامه
شده بود که اعانتِ مجاهدینِ ابرار ونصرتِ دینِ پروردگار بسمتِ بلادِ مسطوره خواهند فرمود آفرین آفرین برهمتِ
آن شاه ارجمند که باوجودِ شدتِ اشتغال بجهادِ اهلِ رفض وضلال را اعانتِ مجاهدین واهانتِ مشرکین مستعد
گردیدند انشاءالله به یمنِ علوِ همت وتاکدِ عزیمت سرانجامِ این رکنِ رکین صورت خواهد بست وتمنائے قلبی
بتائیدِ غیبی برکرسیِ مراد خواهد نشست بموجب مصرعه این کار از تو آید ومردان چنین کنند + لیکن آنچه ایمائے
مصلحت انتما فرموده بودند که بعد از فتحِ خیرآباد واٹک بسمت کشمیر متوجه باید شد صورتش اینست که ضلعِ خیرآباد و
اٹک منتهائے حکومتِ مشرکین است ومتصل بضلعِ مذکور حکومتِ اهلِ پشاور است وسردارانِ پشاور عنادے
در سینۂ پرکینۂ خود از طرفِ عساکرِ مجاهدین میدارند پس اگر عساکرِ مجاهدین ضلعِ مذکوره بدست آرند ودر آن مقام
اقامت نمایند البته درمیانِ مشرکین ومنافقین خواهند افتاد واین هردو جانب بنیادِ مخالفت خواهند نهاد

درینصورت تشویش بس عظیم لاحق حال مجاهدین نیک مآل خواهد گردید غالبا که گزندے بایشان خواهد رسید
بیباک کردن پشاور از الواث منافقین بقتل وقتال وجنگ وجدال اگرچه بشرع مقبول است و بظاهر قریب الحصول
لاکن ازانجاکه منافقین مذکورین بظاهر خود را در سالک مؤمنین منسلک می شمارند و انواع مکر و تزویر بر انجال دین
رب قدیر بروے کار می آرند و در ظاهر بمسلمین بنام اسلام اشتهار میدارند بنا بر علیه ابتدائے قتل وقتال وجنگ
وجدال با ایشان باعث بدنامی است لهذا تدبیرے بس نیک نموده و راهے نهایت باریک پیموده ام انشاء الله
تعالی بسهولت تمام بلدهٔ مذکور از الواث منافقین مسطور بدون ارتکاب قتل وقتال صورت بندد لاکن ازانجاکه
مؤمنین ضلع باجوڑ و پکهلی و دهمتوڑ و کهیپ و دهنی و نهزارا و راجهائے کشمیر با این فقیر در مقدمهٔ اعانت دین
رب قدیر رفاقت محکم بربسته اند و منتظر طلب این فقیر نشسته و جمعے کثیر و جمے غفیر از غازیان هندوستان فراهم آمده
پس تعطیل این جمیع مجاهدان تا امتداد زمان مناسب وقت نبود بنا بر علیه بدرخواست مؤمنین مسطورین لشکرے
از مجاهدین بسرکردگی جناب هدایت مآب کمالات انتساب ملا شاه سید شجاعت شعار جلالت آثار عظمت نشان
سید مقیم خان بسمت پکهلی متوجه است تا در کار و بار جهاد کفار مشغول شوند و تدریجا راه ضلع کشمیر بیند و ضلع پکهلی برائے
همین معنی متعین کرده شد که از کاشغر تا ضلع مذکور راه هموار است که عبور جنود در آن بسهولت توان شد لهذا بحضور
معلی الخ نگارش کرده می شود که هر چند حرکت انتخاب ازدار الحکومت خود باعث اختلال امور سلطنت می نماید
لیکن جمیع را از عساکر ظفر پیکر بستند و آماده فرمایند یا بمجرد طلب شاه سید و سید محمد مقیم خان عساکر فیروزی اثر بسمت
ضلع پکهلی بنا بر مشارکت مؤمنین و معاونت مجاهدین متوجه گردد و یا استعجال تمام شریک حال ایشان شود ازانکه
تفاصیل احوال در سالک تحریر آوردن متعذر بود بنا بر علیه فضیلت مآب کمالات انتساب مقرب بارگاه رب صمد
ملا فیض محمد را که از خاص رفقائے این ضعیف اند و اعظم خلفائے این نحیف نشیب و فراز دوران دیده اند
و سرد و گرم زمانه چشیده و انواع ترتیب سلوک و اشغال طریقت از صحبت این فقیر یافته اند و در راه رضاجوئی حضرت
حق شتافته بحضور معلی فرستاده شد تا تفاصیل احوال بحسن مقال اظهار نمایند و بمصالح وقت آگاه فرمایند و چند
روز در هدایت طالبین و افادت سالکین مشغول باشند و حقیقت حال کماحقه مکشوف سازند و آنچه چکن بدست حامل
رقیمه کریمه ارسال فرموده بودند رسید جزاکم الله خیر الجزاء فی الدنیا والعقبی و یک عدد تفنگچه نهایت عجیب و نفیس بصحابت
ملا سید محمد بطریق هدیه بحضور پرنور ارسال داشته ام حق تبارک و تعالی بحفاظت خود رساناد - آمین یا رب
العباد والسلام مع الاکرام ۲۲ محرم سنه ۱۲۴۴ هجری

(نمبر ۹۳) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام امیر الدوله محمد امیر خان بهادر والی ٹونک

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بجناب خلائق مآب معلی القاب رفعت قباب حشمت انتساب

مجامد اکتساب نواب امیرالدوله بهادر محمد امیرخان زاد مجده اقباله و ضاعف اجلاله. بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت
مقرون واضح آنکه نامهٔ نامی و رقیمهٔ گرامی مشعر بر صحت مزاج شریف و عافیت عنصر لطیف مشتمل بر مراتب اخلاق کریمانه
و اشفاق محبانه رسید اصناف مسرت و انواع فرحت بیش از بیش بخشید احوال این حدود بکرم رب معبود برین منوال
است که روسائے علیجائی و اهل نگرهار و شنواری و آفریدی و مهمند و خلیل و ختک و منڈر و اهل سوات و بنیر و باجوڑ و پکهلی
و تنبول و راجهائے کشمیر همه با این فقیر راه اخلاص و مودت پیموده‌اند و معاملهٔ اطاعت و انقیاد نموده‌اند و براعانت
دین متین و استیصال کفرهٔ متمردین کمر بسته‌اند و در مقدمهٔ جنگ و جدال و قتل و قتال مستعد هستند اولاً اولاد پاینده خان
بارک زئی که بعض از ایشان بر سر مخالفت اند و بعض میلان بموافقت میدارند بالجمله حق جل و علا بکرم عمیم خود توجهے
در تالیف قلوب مومنین و تسخیر مشاهیر مسلمین تائید فرموده که قابل تماشا کردنی است شب و روز شکر بجا می آرم
و بر حال خود تعجب می نمایم که این ذرهٔ بیمقدار و عاجز خاکسار را باین نعمت عظمی و عطیهٔ کبری موفق گردانید یعنی بجان
و مال این ضعیف ناتوان بیسر و سامان را بموقف قبول خود رسانید که شب و روز در اعانت دین مشغول‌ام و در میان
جماعهٔ مومنین مخلصین صادقین مقبول و در حق کفرهٔ متمردین سیف مسلول‌ام و در بارهٔ مومنین مخلصین بر لطف و رحمت
مجبول و عجب تر آنکه در تمامی این کار و بار و همگی این نشیب و فراز دل اخلاص منزل باعتماد توکل مشغول دارم
و بر رضا و تسلیم مقرون سینهٔ صفا گنجینه از آرزوئے انقیاد احکام رب العباد مالامال است و از نشیب و فراز
زمانه مبرا از رنج و ملال باعانت ربانی شاد و ام و بحمایت رحمانی نازان از استعانت غیر حق بیزارم و از خوف
هیچ ما سوی الله دست بردار اطلاعات عامه که باهل هندوستان برنگاشتم محض امتثال حکم حرض المومنین علی القتال
بیداشتم نه آنکه التجا به مخلوقین نموده‌ام و راه استعانت بغیر الله پیموده‌ام نعوذ بالله من ذلک و همچنین اشارات طلب اعانت
مجاهدین که بحضور آنجناب یا بخدمت دیگر احباب نوشتم هرگز هرگز راه اظهار احتیاج الی غیر الله نرفتم بلکه این امر
محض بنا بر وعده بود که در وقت ملاقات آنجناب فرموده بودند که اگر عند الضرورت طلب شیء واقعه نخواهد گردید
پس معاملهٔ یگانگی تشکر بیگانگی نخواهد انجامید و از بسکه وصول خطوط باین مسافت دور و دراز مشکوک بنا بر علیه
در رقائم متعدد اشارت مذکوره مندرج کرده شد احتمال که از فحوائے رقیمهٔ کریمه بملاحظهٔ عالی رسید و تدارک مذکور
انجامید بار دیگر نگارش مذکور احتیاج نیست و انشاء الله این امر واقع نخواهد شد زیرا که خزائن الهی غیر متناهی
و پرورش عساکر مجاهدین که فی الحقیقت جنود رب العالمین اند از بارگاه پروردگار مامول است نه از بندگان خاکسار
و عاجزان بیمقدار. آرے اگر کسے از بندگان عبودیت کیش و مطیعان انقیاد اندیش بنا بر استحصال سعادت
خویش باعانت مجاهدین بنفس یا بمال یا بحسن مقال نماید پس زہے سعادت و خہے اطاعت او بالجمله غرض از
دعوات افراد انسانی بجهاد مالی و جانی و لسانی همین قدر است که مضمون کریمه جاهدوا باموالکم و انفسکم بگوش هوش

بندگان حق نیوش رسانیده شود الا رب غیور که علیم بما فی الصدور ست آگاه است بر یمینی که اظهار حاجت
نزد غیر مالک بالاستحقاق عار و ننگ می دارم و در حق خود بسان خار و سنگ می شمارم خاطر جمع فرمایند و
دائما در باب نصرت دین دعاها نمایند این آرزوے در سویدائے دل دارم که خدمت آنجناب در دنیا و عقبی
بجا آرم هر چند عاجز و خاکسارم اما حصول این آرزو را امیدوارم که مولائے عظمت قدرته و عمت رحمته بفتح و
نصرت مبشر گردانیده و بمقام رضا و تسلیم رسانیده بنا بر تسلی خاطر الطاف ذخائر این چند کلمات نوشته شد دل
شفقت منزل بسبب تموج اخبار وحشت آثار به پیچ و تاب در گرداب اضطراب نباید زیاده والسلام مع الاکرام
مکرر آنکه چند خطوط رؤسائے مسلمین مثل سلیمان شاه بادشاه کاشغر و خان خانان عالم خیل رئیس قوم غلجائی
که مشتمل بر رفاقت ایشان است با این فقیر در اعانت دین رب قدیر در لف همین رقیمة الوداد بحضور عالی ارسال
داشته شد تا بملاحظه آنها اطمینان قلب و تسلی خاطر حاصل گردد زیاده خیر

(نمبر ۳۵) مکتوب از سید احمد صاحب بنام فقیر محمد خان صاحب

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت خان صاحب عالی مراتب و الا مناصب کثیر المناقب
فقیر محمد خان صاحب سلمه الله تعالی و وفقه لما یحب و یرضی - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون
واضح آنکه - احوال اینحدود بکرم رب معبود مستوجب حمد بعید و سپاس بیقیاس است که شب و روز بحمایت و
کفایت ربانی بشمول نعیم و ازدیاد توفیق خیر آل داریم - هر چند در واقعه جنگ و جدال و قتل و قتال با اهل کفر و ضلال
بنا بر مشارکت چندے از منافقین یک گونه گزندے بمومنین رسیده بود و این فقیر هم در مرضے شدید که از
آثار سم تشخیص می نمودند مبتلا گردیده لاکن حق جل و علا بکرم عمیم خود بعد از چند روز شفائے کلی عطا فرمود بعد از
حصول صحت بسمت سوات و بنیر و چمله دورو سیر نمودم جمیع رؤسا و ضعفائے و علماء و فقراء اضلاع مذکور که تخمیناً
ستہ چار لکه مردم باشند بر دست این فقیر بیعت امامت بجا آوردند و رفاقت فقیر در اعانت دین رب قدیر
اختیار نمودند و ربقه اطاعت و انقیاد به نسبت این ضعف العباد در گلوئے خود انداختند آخر الامر از دعوت
ایشان فارغ گردیده بموضع پنجتار که وطن فتح خان یوسف زئی است معاودت ساختیم و رخت اقامت
چند روزه در موضع مذکور انداختیم درین اثناء ساکنان سواحل دریائے اباسین مثل اهل تنول و دمتور و
جدون و پکهلی و گهیب و دهنی و هزارا بر فضائل جهاد با اهل کفر و عناد آگاه گردیدند و رفاقت اینجانب در مقدمه
اعانت دین پروردگار ورزیدند و باعث همینی شدند که عسکر فیروزی اثر مجاهدین درین نوبت بجانب
پکهلی و تنول متوجه گردد بالجمله بعنایت ربانی و تائید یزدانی مومنین سنده و خراسان مثل غلجائی و اهل غزنی
و کابل و فارسی زبانان کوهسار و اهل ننگرهار و شنواری و آفریدی و مهمند و خلیل و خټک و مندر و یوسف زئی

از اہلِ سوات و بنیر و چملہ و اہلِ باجوڑ و اہلِ پکھلی و تنول و دنتوڑ و کھیپ و دھمتوڑ و ہزارہ و راجہ ہائے حوالی کشمیر و بادشاہ کاشغر بر اعانتِ دینِ رب العالمین کمر بستہ اند و منتظرِ طلب نشستہ و اکثر قوم درانی ہم رفاقتِ این فقیر اختیار نمودہ اند حالا خاندان نفاق نشان پایندہ خیل کہ بعضے از ایشان بر سرِ مخالفت اند و بعضے ساکت غرضیکہ درین دیار و اقطار بقدرتِ قادرِ مختار حمیتِ ایمانی در جوش است و غلغلہ امامت جہاد در خروش ہر چند در مقدمہ اعانتِ دین متین و پرورش عساکر مجاہدین کہ فی الحقیقت از جنود رب العالمین اند دستگیری مالک علی الاطلاق و ملک بالاستحقاق بر طبق منطوق لازم الوثوق ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ کافی و شافی است اما از انجا کہ این نعمت عظمیٰ و عطیہ کبریٰ از قبیل نوادر زمان و بدائع دوران است کہ گاہ گاہ بعد از مرورِ دہور رو می نماید و بر روے مؤمنین مخلصین ابواب فتوح و سرور می کشاید بنا بر علیہ میخواہم کہ دوستان قدیمی و محبان صمیمی خود را شریک این فیض ربانی و دولت جاودانی گردانم و بمراتب عزت دارین و وجاہت کونین رسانم لہذا بخدمت صداقت درجت نگارش کردہ می شود کہ ورودِ این زمان محمود و آوان مسعود را بنسبت مؤمنین راسخ الاعتقاد و مخلصین کامل الانقیاد بمثابہ آمد موسم بہار در حق گل و بلبل و یا موسم برشکال در حق اشجار و نباتات شمارند و آنچہ کردنی باشد بکنند و اگر تجارت مالی می خواہند اینک وقت او در رسید یکدانہ بکارند و ہفت صد دانہ بدست آرند و وقت را از دست ندہند و آنچہ از دست تواند شد فی الحال بکنند کہ اوقات محمودہ و ساعات مسعودہ از دست میرود و جز باد حسرت و ندامت بدست نمی آید اینده مختار اند در معاملات معاشیہ و معادیہ ہوشیار و تجربہ کار بر لوح ضمیر کیاست تخمیر واضح و مبرہن است کہ اعانت دین متین و مشارکت مجاہدین بلسان سائر المؤمنین بر آنجناب ہم لازم و مؤکد است و اگر بالتعیین طلب نمایم اینک فرض عین می گردد لاکن درینباب کہ تغافل بر روے کار می آرم بمقتضی از منافع دینیہ امیدوارم کہ ترغیب مسلمین خواہند نمود و راہ اعانت مالی خواہند پیمود و اگر اینہم بمنصۂ ظہور نرسید محض حرمان و حسرت نصیب اعدا از خبیک نیک تامل فرمایند کہ محض بنا بر خیر خواہی کہ مقتضائے محبت قدیمہ است ہمین قدر اظہار می نمایم و ہرگز ہرگز راہ استعانت لغیر اللہ بوجہ من الوجوہ نمی پیمایم کہ این امر را از قبیح معاصی می شمارم و قوت و ثروت مخلوقین را در جنب عظمت پروردگار بخیال ہم نمی آرم - لاحول ولا قوۃ الا باللہ - والسلام مع الاکرام - ۱۲ / محرم سنہ ۱۲۴۲ ہجری

(نمبر ۶۳) - مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد بنام سید محبوب علی صاحب دہلوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت سراپا برکت جناب ہدایت مآب سیادت انتساب مناقب اکتساب سلالہ اولاد ائمہ اطہار نقاوہ احفاد اسلاف کبار گل سرسبز چمنستان مصطفوی سرو نونہال بستان مرتضوی مقبول بارگاہ رب قوی اخوی اعزی سید محبوب علی متع المسلمین بطول بقائہ و انطق

المؤمنین تعجیل شمائله - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون مع اضح انکه فضیلت پناه ملا قطب الدین و مرزا
صاحب سعادت نشان مرزا احمد گل بیگ رسیدند تفاصیل مضامین عسکر ظفر پیکر از زبان صدق ترجمان خود
اظهار گردانیدند و دو نص از نصوص فرقانی یعنی دو آیت از آیات قرآنی در قرطاس هدایت اساس که تحریر
خامهٔ افادت شمامه شده بود بملاحظه رسید مقصود آن واضح و لایح گردید الحق که توکل علی خالق البریات فی جمیع
المهمات از افضل آثار ایمان و ثمرات ایقان است لکن در مقدمهٔ سیاست ملت و احیائے سنت و اقامت
جهاد و ازالهٔ کفر و فساد و استعمال انظار و افکار بقدر منتهائے طاقت خود ضروری است خصوصاً بر ذمهٔ کسیکه جماعه
اهل اسلام و مشاهیر اعلام او را بمنصب ریاست و امامت قائم کرده باشند که او را استعمال رائے ثاقب و فکر صائب
در تدبیر انجام این مهم عظیم و اتمام این امر فخیم از واجبات موکد است تلفیق تدبیر منافی تفویض تقدیر هرگز نیست
که و شاورهم فی الامر نصیست ماثور و گفت پیغمبر باواز بلند + بر توکل زانوئے اشتر ببند بیتے است مشهور مناسب
وقت همین است که بمجرد ملاحظهٔ این رقیمه مستعد کوچ شوند و روئے عزیمت باین صوب بنهند ارباب بهرام خان
نزد اینجانب روبروے بسیار از اعزهٔ این دیار کفیل محافظت ایشان گردیده و چنان اظهار نموده که من ایشان را
براه ماموں نزد شما خواهم رسانید یعنی سه چهار اشخاص را از واقفان راه بطرف ایشان روانه خواهم ساخت که
ایشان را از قرب و جوار صبح یعنی عبور کنانیده بحفاظت تمام رسانند و بر نشیب و فراز راه آگاه سازند انشاء الله
همراه فضیلت پناه ملا قطب الدین آخوندزاده آدمان بهرام خان بخدمت سامی میرسند و مرزا ممدوح بسبب
آبلهٔ پا رفتن نمی توانند بنابر آن طلبیده فرستادن ملائے موصوف مع آدمان مذکور اکتفا کرده شد در استعجال تشریف آوری
تعطیل و اهمال و تسویف و امهال را کار نفرمایند که مصالح آن بالمشافه اظهار کرده خواهد شد و این را منافی توکل و
تجلد تصور نفرمایند و در سلک سلوک فی بشارات هذه مسلک نسازند در باب توکل و تجلد و بشارت فتح و نصرت
نظیر رسول بشیر و نذیر هیچکس از مخلوقات نه گاهے شده است و نه گاهے شدنی است با وجود اینچنین توکل و اعتماد
و رسوخ اعتقاد و وفور جلادت و ثبوت بشارت صلح حدیبیه بوجهے که واقع شد بر ضمیر کیاست تخمیر ظاهر و مبرهن است
هر چند غیرت اسلامی و حمیت ایمانی در دل جلادت منزل هر صحابی مکرم لاسیما فاروق اعظم چه قدر جوش میزد و
کلمات حدیث سمات از زبان غیب ترجمان ایشان چه قدر سر می زد اما جناب رسالت مآب صلی الله علیه
وسلم مصلحت وقت را رعایت فرمودند و باستنکاف مؤمنین و استهزار منافقین و استکبار کافرین التفات ننمودند
لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة بالجمله بر طبق منطوق لازم الوثوق کریمهٔ ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر
منهم و حدیث ولا تنازع الامر اهله کلام این عاجز خاکسار و ذرهٔ بیمقدار را قبول نمایند و درین مقام تشریف آورده
مصالح و منافع این امر را مشاهده فرمایند و قدرے اذان از زبان صدق ترجمان ملا قطب الدین خواهند شنید

دیارہ ازان از کلام ایشان خواہند فہمید ہر چند بحکم الشاہد یریٰ مالا یریٰ الغائب حقیقت حال بدون تشریف آوری جلوہ گر نخواہد شد اما فراست این معنی از کلام ملا ئے ممدوح ہم یکنہ امر کہ خواہند برد و طریق سفر راہمین اختیار فرمایند از انجا کہ موسم تابستان و اوقات شب ماہ است شب روی اختیار فرمایند و شتران رامع تمامی احمال بصوابدید ملا علی خان تفویض کسے از معتبران بطریق امانت باید کرد و جریدہ شدہ بعد مغرب کوچ باید کرد و تمامی شب راہ باید زد و روز بمقام محفوظ در بغل کوہ باید گذرانید و بہمین طریق خود را نزد این جانب باید رسانید و چند کس را از ضعفائے برائے حفاظت و خدمت شتران تعین نمایند و اسلحہ ایشان را ہم ہمراہ خود بیارند انشاء اللہ بسعی آدمان بہرام خان ہمہ جمال مع تمامی احمال باینجانب خواہند رسید خاطر جمع فرمایند و مومنین آن دیار و مخلصین آن اقطار را تسلی نمایند انشاء اللہ تعالیٰ این جانب در عرصہ بست روز یا یکماہ تخمیناً بسمت پشاور عزم خواہد نمود ہرگز ہرگز با منافقین مصالحت نمودہ ام و اصلا راہ موافقت نہ پیمودہ چنانچہ خط ملک فیض طلب خان درین ایام نزد این جانب رسیدہ بود جواب آن نوشتہ شد نقل ہر دو در لف این رقیمہ بخدمت سامی میرسد ملاحظہ نمایند و تسلی ہمہ ہا فرمایند و ملا علی خان را ضرور بالضرور ہمراہ خود آرند زیادہ والسلام مع الاکرام۔

مرقومہ چہاردہم محرم ۱۲۴۴ھ ہجری

(نمبر ۳۷) مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام شاہ صبغۃ اللہ سندھی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت بابرکت سجادہ نشین محافل ارشاد و تلقین رہنمائے ارباب صدق و یقین مرجع مستفیدین ملاذ مسترشدین ہادی راہ آگہ مخدومی حضرت شاہ صبغۃ اللہ صاحب مد اللہ ظلال ہدایتہ علیٰ رؤس الطالبین الیٰ یوم الدین ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ رقائم کرائم مشتمل بر کمال وفور رغبت و علو ہمت و تاکد عزمیت در باب افشائے ملت و احیائے سنت و اقامت جہاد و استیصال کفر و عناد رسید مضامین مندرجہ اش اجمالاً از عبارات بلاغت آیات و تفصیلاً از بیان آیندگان و روندگان واضح گردید الحق کہ رغبت بہ سرانجام دادن این امر عظیم و اختتام این مہم فخیم از امثال آن ہدایت مآب کہ از مقبولان سرفراز و ہادیان ممتاز و ارباب ہمت بلند پرواز زیبد ہر عصر این کار از تو آید و مردان چنین کنند ۔ ہر چند اگر خارستان کوہ و دشت را بقدم عالی بپیمایند و محفل فقراء را بقدوم جلالت لزوم رشک افزائے چمن جنان و رونق شکن سمن و ریحان نمایند بعید از ہمت عالیہ و عزمیت سامیہ نخواہد بود لاکن صوابدید وقت چنان می نماید کہ مخلصین محبین را خصوصاً و سائر مومنین صادقین را عموماً ترغیب فرمودہ و مشاہیر آن دیار را بلکہ جماہیر آن اقطار را رفیق گردانیدہ در مقامیکہ از گزند مخالفین مصئون باشد و از دست برد معاندین مامون و بجد و دکفار اقوام سکھ متصل باشد و از مضرت متعدیان ستمگار

منفصل شل و داخل وغیرہ اقامت فرمایند و اہل و عیال این فقیر را مع اہل و عیال خود در موضع مذکور یا غیر آن از موضع محفوظ مقیم نمایند و بال ہمت و ہزان مقام بکشایند و معرکۂ جہاد بر اہل کفر و فساد باظہار جلادت و شجاعت بیارایند و دست ہمت باطراف و جوانب دراز کنند و بلاد کفر را موکب مجاہدین و مشرف بکوکب دین متین گردانند و تا ہر جا کہ ممکن باشد صیت اقامت جہاد و غلغلۂ استیصال کفر و فساد رسانند بالجملہ چپ و راست در میدان شہامت بیازند و بیوت کفار را بخونریزی اشرار بسان لالہ زار فرمایند حتی کہ ظلمت شرک بشوارق سیوف الماس رنگ و بوارق تیر و تفنگ مفقود گردد و تمامی این حدود ممتلی بتوحید رب معبود شود و شب کفر براو یہ عدم رود و آفتاب عالمتاب ہدایت و متانت از افق شجاعت و شہامت طلوع کند ہرچہ کہ منتہائے طاقت باشد در صرف آن سعی بلیغ بجا آرند و اتمام آنرا از درگاہ واہب العطیات امیدوار ند کار بندگان عبودیت شعار ہمین است کہ در مقدمۂ انقیاد احکام رب العباد از طرف خود اقصائے تدبیر بجا آرند و اتمام آنرا بر تقدیر گذارند لہذا اعلام عام بخدمت جماہیر اہل اسلام بخدمت عالی میر سید نقول انرا گرفتہ در اطراف و اکناف منتشر باید گردانید و بمسامع علماء و فقراء و سادات و ضعفاء این دعوت عامہ با ید رسانید انشاء اللہ در عقب این رقیمہ شخصے از رفقائے خود کہ از مومنین راسخ الاعتقاد و مسلمین کامل الانقیاد و صاحب ہمت بلند و بخت ارجمند باشد بخدمت سامی روانہ خواہم نمود و او را نائب خود در باب اخذ بیعت امامت خواہم گردانید کہ مومنین آن دیار و مسلمین آن اقطار را باین معنی ترغیب نماید کہ بیعت امامت این فقیر بر دست او بجا آرند ہر چند اولی و انسب چنان می نمود کہ خود آنجناب را درین باب نائب خود گردانم و آوازۂ این نیابت بگوش کافۂ مومنین آن دیار رسانم لاکن از انجا کہ بحکم و آنحضرت الاقدس الشیخ اکثر نفوس انسانی بر اتحاد مجبول اند و صفائی لوح قلب از ایشان غیر مامول پس محتمل کہ بعضے اعزۂ آن دیار کہ در زعم خود دعوی ہمچشمی آنجناب میدارند و جان خود را ہمسر آن والاقباب می شمارند پس بجا آوردن بیعت امامت اگرچہ بطریق نیابت باشد بر جان گوارا ندارند و باین باعث امر مسنون را بجا نیارند شاید علیہ شخصے اجنبی برائے نام بنا بر سرانجام این افضل اسلام تعین کردہ شد حالانکہ فی الحقیقت منصب نیابت اینجانب با آنجناب می رسید باقی تفاصیل احوال از زبان صدق ترجمان مجمع مکارم برادر دینی میاں محمد قاسم واضح خواہد گردید آنچہ از کلام مصلحت التیام ایشان مفہوم گردد آنرا قرین صدق و صواب دانستہ بعمل آرند - زیادہ والسلام مع الاکرام

(نمبر ۱۲۳) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام نواب سکندر جاہ فولاد جنگ بہادر

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بجناب خلائق مآب معلی القاب رونق افزائے اورنگ جلالت و فرمانروائی کشور شہامت مسند آرائے محفل سیاست و کیاست معرکہ پیرائے میادین صولت و شجاعت

عظمت آب ابہت انتساب نواب سکندر جاہ فولاد جنگ بہادر زاد اقبالہ وضاعف اجلالہ ووفقہ اللہ لما یحب
ویرضاہ واوصلہ الی ما یتمناہ - بعد از ادائے تسلیمات مسنون وتحیات اخلاص مشحون برائے جلالت پیرائے
واضح آنکہ از انجا کہ حمیت دین متین شعار بندگان عبودیت کیش است وحمایت شرع مبین دثار محمدیان
خیر اندیش وتذلیل کفرۂ متجبرین از علامات صولت ایمانی است وتحقیر ظلمۂ متغلبین از امارات سطوت سلطانی -
اہانت اشرار متمردین اکمل عبادات اسلام است واعانت اخیار مجاہدین افضل عادات حکام - کافر کشی در
جنگ وپیکار از متممات غیرت دین است ولشکر کشی از مہمات سیرت سلاطین مخالفت اعدائے دین متین
عین مدعائے اعلام نبوت است وموافقت انصار شرع مبین اصل مقتضائے فتوت - فاما سد ادیان بقوت
سیف وسنان ثمرۂ قوانین انبیاء کبار است وکسر شوکت اہل فساد باستیصال ارباب بغی وعناد نتیجۂ آئین روسا
ذوی الاقتدار واز بسکہ دودمان عالیشان آن عظمت نشان زبان مفخر جاہ وجلال ومرکز عز واقبال - معدن
معالی اخلاق وہمم ومنبع ینابیع جود وکرم مرجع ارباب سیف وقلم بودہ از غایت سطوت ارکان خاندان قلوب
متکبرین زمین وزمان می لرزید واز نہایت صولت اعلام آن دودمان زہرۂ متجبرین دوران می ترقید لیکن
از چند سال بتقدیر قادر فعال غلبۂ مشرکین اقوام سکھ بر ممالک اکثر ارباب ناموس وننگ صورت بستہ جاہ وجلال
ارباب علم ودیانت برہم گشتہ وعز واقبال اصحاب حکم وریاست درہم شدہ بناء علیہ بجناب والا قباب نگارش
کردہ می شود کہ آخر این جان ناتوان ومال سریع الزوال ومتاع قریب الانتقال وجاہ وجلال فنا مآل روزے
گذشتنی وگذاشتنی است ودر محکمۂ حساب کتاب وسوال وجواب بحضور رب الارباب حاضر شدنی - ہر چند امروز
در حفاظت آن کمال جد وجہد بجا آریم لاکن لابد روزے آنہمہ را گذاریم وبحضور عزرائیل واعوان ملک الموت
سپاریم پس چرا بکمال علو ہمت ووفور رضا ورغبت بدست خود نثار مولائے خود امروز نکنیم کہ فردا بکمال مسکنت
وذلت وحسرت وندامت بغیر خود دہیم ومتاع نکبت ونکال معصیت ووبال ہمراہ بریم پس بہتر ہمین است
کہ امروز باعلائے کلمۂ رب العالمین واحیائے سنت سید المرسلین واستیصال کفرۂ متمردین کمر بستہ سازیم و
علم تائید شرع مبین برافرازیم ہر چند اقامت جہاد وازالۂ کفر وفساد بر ذمۂ جماہیر اہل اسلام عموما واجب است
اما بر مشاہیر حکام خصوصا اوجب بناءً علیہ نگارش کردہ می شود کہ این عاجز وخاکسار ذرۂ بیمقدار بمقتضائے
حمیت اسلام ومدعائے تائید دین خیر الانام با چندے از مومنین مخلصین از وطن مالوف خود بنیت استعمال
ہجرت واقامت جہاد بر اقوام سکھ اہل فساد برخاستہ در بلاد ہندوستان وخراسان دور وسیر نمودہ وکلائے
مومنین را بسوئے اولاد این جنگ ترغیب دادہ باوطان یوسفزئی رسیدیم ودر آنجا برفاقت مومنین آن دیار
واعانت مخلصین آن اقطار مقدمۂ جنگ وپیکار وحرب وکارزار با کفار نگونسار پیش کردیم الحمد للہ والمنۃ کہ

علامات فتح ونصرت برطبق وعدهٔ حضرت رب العزت یعنی وکان حقًّا علینا نصر المؤمنین مظفر ومنصور گردیدیم گو که در
بعض اوقات بنابر مشارکت چندے از منافقین یک گونہ گزندے بجنود مؤمنین رسید فاما اصل شجرهٔ اقامت
جهاد واساس بنیان استیصال اہل کفر وعناد بوجہے محکم گردید که از فرو ریختن چندے از برگ وبار بنابر مصادمت
صرصر شورش کفار شرار یا بیجا شدن چندے از کلوخ وسنگ بنابر تزلزل بعضے از نامردان بے ناموس وننگ
اصل واساس مؤسس نمی جنبد بلکه مؤمنین مخلصین را عرق غیرت ایمانی وحمیت اسلامی بیش از بیش در
جوش آمد وبر زبان مسلمین صادقین نعرهٔ نحن انصار اللہ از چارسو در خروش هزاران هزار بلکه خلائق بے عد وشمار
حلقهٔ اطاعت وانقیاد در گوش وغاشیهٔ استقامت وسداد بر دوش انداختند وتاج غیرت وحمیت بر سر وخلعت
شجاعت وشهامت در بر ساختند واز محبت جان ومال واہل وعیال وعزت ونمایش وراحت وآسایش دست
افشانده کمر همت چست بستند ودر میدان اعلائے اعلام دین وافشائے سنت سید المرسلین چون شیر غران
بر جستند واز بسکه بفحوائے کلام ملک علام وسنت سید الانام وفتاوائے علمائے کرام اقامت این عمده ارکان
اسلام بدون نصب امام بر وجه مشروع صورت نمی بندد بنا بر علیه جمعے از سادات کرام وعلمائے اعلام وقضاة
ومشائخ عالی مقام وخوانین ذوی الاحتشام وجماهیر خواص وعوام بر دست این فقیر بیعت امامت نموده اند
الحمد لله والمنة که بعد مرور دهور مقابلهٔ اہل کفر وعناد وصحت جمعه واعیاد بر وجه مشروع صورت بست هر چند
این بندهٔ ضعیف بحصول این منصب شریف اولاً به بشارات غیبی مبشر بود وثانیاً باتفاق جماهیر مؤمنین مشرف
گشت فاما عالم السرائر والخفیات گواه ست از تمام این معرکه پیرائی وعربده آرائی غیر از اعلائے کلمهٔ رب العالمین
واحیائے سنت سید المرسلین واستخلاص بلاد مؤمنین از دست این دراز مویان مشرکین امرے دیگر مقصود
ندارم وآرزوئے تسلط بر بلاد وامصار وتملک خزائن بے شمار وسلب سلطنت سلاطین والاتبار وریاست روسائے
عالی مقدار واختیار خود از بندگان واتباع سید الابرار گاہے بخیال هم نمی آرم وهرگز هرگز شعبهٔ وسوسهٔ شیطانی
وشائبهٔ هوائے نفسانی باین داعیهٔ رحمانی مخلوط نگردیده والله علی ما نقول وکیل پس هرگاه این عاجز خاکسار و
ذرهٔ بیمقدار با وجودیکه خانه نشینی کار ماست وخلوت گزینی شعار ما بمقتضائے غیرت ایمانی وحمیت اسلامی خالصًا
لوجهه ومحض ابتغاء لمرضات الله کمر همت چست بسته بنابر نصرت دین متین وحمایت شرع مبین بمیدان استقامت
قدم ثابت نهاده ایم وبقدر جهد وطاقت داد کوشش ها داده ایم بیقین واثق هست که آن والاجاه که بعزت ایمانی
وحمیت خاندانی موصوف اند وبه سیرت عساکر کشی معروف در اعلائے اعلام دین وافشائے سنت خاتم النبیین
واستیصال کفرهٔ متمردین واستخلاص بلاد اسلام از دست کفار مشرکین واجرائے احکام رب العالمین وانتظام
مجاری سیاست وعدالت بر قوانین شرع مبین البته همت والانهمت متوجه خواهند ساخت وعلم شجاعت

وشہامت و لوائے صولت و استقامت خواہند افراخت لاکن اگر توجہ موکب اجلال بدین دیار و اقطار متعذر بود شما را
شاید لازم کہ جمیع صغار و کبار و علمائے اخیار و ارکین ذوی الاعتبار و سپاہیان شجاعت شعار و رعایا انقیاد آثار را
ترغیب فرمایند و جمعے را از لشکر ظفر پیکر متوجہ این سمت نمایند و در اعانت مجاہدین از خزانۂ عامرہ بال ہمت
کشایند تا مشارکت آن والاقباب در اعلائے دین رب الارباب و استیصال کفرہ و اہل ارتیاب باحسن
وجوہ بر منصۂ ظہور گراید و حظے وافی از منطوق آیت و فضل اللہ المجاہدین باموالہم وانفسہم علی القاعدین
درجۃ بدست آید چنانکہ بریاست و امارت آنجہان ممتاز ہنی نوع اند ہمچنین بدرجات عالیہ جنت نعیم و مقعد
صدق در جوار رب کریم مباہی امثال شوند و انشاء اللہ بر طبق مواعید صادقہ کلام ربانی و کان حقا علینا
نصر المؤمنین و ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم و ہم بموجب اشارات غیبی و بشارات لاریبی کہ این فقیر
بآن مبشر است عنقریب فتح و نصرت جلوۂ ظہور خواہد داد و خزائن بیشمار و بلاد کفار نگونسار از پشاور تا دریائے
ستلج در دست تصرف انصار اخیار خواہد افتاد و این فقیر تحصیل مال و منال و تصرف بلاد و امصار غرضے ندارد
بلکہ از اخوان مؤمنین استخلاص بلاد از دست کفار مشرکین نمودہ در اجرائے احکام رب العالمین و احیائے
سنت سید المرسلین کوشیدہ قوانین شریعت غرا در سیاست و عدالت مرعی داشت مقصود فقیر حاصل گشت
و تیر سعی من بر ہدف نشست درین مقدمہ نیک نیک تامل فرمایند و عقل دوربین را کار فرمایند و دولت
دو جہانی و سعادت جاودانی بدست آرند۔ والسلام مع الاکرام ﴿

(نمبر ۳۹) مکتوب از جانب کسے رئیس انصار بنام محمد بہاول خان عباسی والی بہاول پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بخدمت خان شہامت نشان شوکت عنوان عالی جاہ رفیع جایگاہ عظمت پایگاہ
شجاعت آثار تہور دثار حافظ الملک نصرت جنگ رکن الدولہ محمد بہاول خان عباسی بہادر زاد اللہ حشمتہ۔
بتاریخ سیزدہم ماہ محرم الحرام ۱۲۴۴ ہجری روز یکشنبہ مخزن افاضات جزیل معدن افادات نبیل ہادی
انام اہل اسلام مقرب بارگاہ جلیل مولانا محمد اسمٰعیل از حضور فیض معمور سیدنا و سندنا حضرت امیر المؤمنین و امام
المسلمین اید اللہ الدین بنصرہ و بقائہ با جمعیت لشکرے از غزاۃ ابرار و مجاہدین اخیار بطرف پکھلی رخصت شدند
واللہ الناصر والمعین۔ از مقام پنجتار

(نمبر ۴۰) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام درانیان عالیجاہان

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت مؤمنین مخلصین صادقین راسخین از قوم
درانی و غلزئی کہ در سلک عساکر یار محمد خان منسلک اند بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ
کسیکہ دعوای اسلام می نماید و جان خود را در اسپ محمد رسول اللہ می شمارد لازم کہ در مقدمۂ نصرت دین محمدی

کوشش بلیغ بجا آرد و در تهیّه سه جانب خدا و رسول را بر جانب منافقین و کفار ترجیح دهد و در موافقت دشمنان دین بگذارد و جان خود را شریک مجاهدین سازد، بالفعل این عاجز خاکسار و ذرّه بمقدار یعنی سید احمد که بندهٔ عبودیت شعار از بندگان قادر مختار و باعتبار نسب از اولاد نبی سید ابرار محض بنا بر نصرت دین و احیائے سنت سید المرسلین کمر بسته و باستیصال کفرهٔ متمردین پیش نظر نهاده، اما العیاذ باللّٰه از کلمه گویان منافقین که محبت و خیر خواهی کفار در دل نفاق منزل مرکوز می دارند و بنا بر بد خواهی جماهیر مسلمین عموماً و مشاهیر علما خصوصاً می نمایند و در حق مهاجرین و مجاهدین بحدے داد عداوت میدهند که مضرت آنها بنسبت مضرت کفار بمراتب زائد گردیده آخر شده عداوت آنها بمرتبه رسیده که مؤمنین را مانع از اقامت جهاد می شوند و مجاهدین را سد راه می گردند، درینصورت جهاد با ایشان بنسبت جهاد با کفار لازم تر گردیده، پس هر که ایمان خود را عزیز می دارد و دین اسلام را فخر خود می شمارد و محمد رسول اللّٰه را پیشوائے خود می شناسد و توقع شفاعت آنحضرت در روز جزا امیدارد، لازم که خود را شریک مجاهدین گرداند و غیرت ایمانی و حمیت اسلامی را بکار فرماید و خیر خواهی کفار و رفاقت منافقین را ترک کند و دل را از محبت این هر دو گروه شقاوت پژوه پاک سازد و در عسکر مجاهدین داخل شود، هر آنچه در رفاقت کفار یا منافقین از منفعت دنیاوی حاصل می شد زائد از ان بمراتب انشاء اللّٰه خواهد یافت و در دنیا و آخرت وجاهت و سرخروئی حاصل خواهد نمود، بالجمله هر کس که اراده مشارکت مؤمنین مجاهدین دارد لازم که اینجانب را آگاه نماید تا صورت حالش و طریق گذرانش معین کرده شود - زیاده والسلام مع الاکرام ۞

(نمبر ۱۴۲) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام شاهزاده محمود بخت

بسم اللّٰه الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت شاهزاده والاتبار عالی مقدار رفیع القدر وسیع الصدر سلالهٔ خاندان ارباب دیهیم و تخت شاهزاده مرزا محمود بخت سلمه اللّٰه تعالی و اوصلهم الی غایة ما یتمناه - بعد از تحیات اکرام مشحون و دعوات اجابت مقرون برائے جلالت پیرائے واضح آنکه رقیمهٔ کریمه سعادت نشان بوساطت سید عبد الرحمن همشیره زادهٔ این ضعیف صادر گردیده بود، سید ممدوح صحیفهٔ عالیه[له] بعینه در رقیمهٔ خود ملفوف ساخته نزد اینجانب ارسال نموده بود، نزد اینجانب رسید، مضامین لطف آگین واضح گردید، آنچه علاقهٔ مودت و خلّت در میان طرفین بخوبی استحکام و علاقهٔ موالات و مصافات درمیان طرفین کمال انتظام گرفته، اظهار آن بمراتب تحریر و تقریر متعذر بلکه بکمال ظهور مستغنی از اظهار و نهایت و بدایت آن غیر محتاج باخبار - از بسکه از چند روز ابواب رسل و رسائل ازین کوهستان دور دست تا بلاد پورب مسدود بود، بنا بر علیه ارسال مکاتیب مودت اسالیب یک گونه تعویق و اهمال و تسویف و امهال واقع گردید، بالفعل در کار و بار خود مشغولیم و ظهور ثمرات آن از بارگاه خالق انس و جان عنقریب مأمول انشاء اللّٰه تعالی بوقت مناسب تصریح اوقات گردیده البته در آن وقت حرکت سرایا برکت بمرتبهٔ قبول فیض

له این عبارت بطور پیوند است در اصل مکتوب همچنین بود ۱۲

خواہد رسید بالفعل دعائے خیر مطلوب ست و ترقی دارین آنجناب بغایت مرغوب والسلام مع الاکرام ۞

(نمبر ۴۲) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام شاہ نظام الدین صاحب سندھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت سراپا برکت افادت مآب کمالات انتساب زیب افزائے سجادہ کرام اسلاف رونق افزائے مسند اولیاء عظام اخلاف نظام شرع متین نظام الملۃ والدین مد اللہ ظلال ہدایتہ علی رؤس المستفیدین والمسترشدین - بعد از ادائے تحیات مسنون و ادعیۂ اکرام مشحون برائے ہدایت پیرائے واضح آنکہ صحیفۂ علیہ و رقیمۂ بہیہ عز ورود فرمود مراتب سرور و نشاط افزود آنچہ مضامین الطاف آگین مندرج بود بمرتبۂ وضوح انجامید علائق یگانگت و اتحاد محکم تر گردانید جو رطبی قاصد کہ بمعرفت آنجناب روانہ شدہ بود در حین انتظار رسید باعث تسلی خاطر نگران گردید در وقتیکہ از پنجتار بسمت پشاور بقدر دو منزل کوچ کردہ بودم ہمان وقت با قاصدان مذکور دوچار شدم ہمان قدر دو منزل ایشان از قصر مسافت سفر بدست آمد و چہار روز قیام نمودند بعد ازان بہمان سمت روانہ شدند زیادہ والسلام مع الاکرام ۞

(نمبر ۴۳)- مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام راجہ نجف خان خانپوری بزبان عربی از مقام انب

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ الذی خلق الانسان و علمہ البیان والصلوۃ والسلام علی سید ولد عدنان و علیٰ آلہ واصحابہ افاضل افراد الانسان - امابعد فمن امیر المؤمنین الی قدوۃ المخلصین زبدۃ الصادقین بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فقد وصل صحیفتکم العلیۃ ورقیمتکم البہیۃ الدالۃ علی جودۃ بصیرتکم وحسن سریرتکم فنشکر اللہ تعالیٰ علی ما وفقکم لافضل الاعمال وہو الحبّ فی اللہ والبغض فی اللہ وہما من احسن الخصال ثم انّ ربنا تبارک و تعالیٰ امرنا بامر بدأ فیہ بسید المرسلین وثنّی بکافۃ المسلمین وقال عز من قائل فقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک و حرض المؤمنین فنحن بحمد اللہ مشتغلون بامتثال امر ربنا القدیر وانتم ایضاً تدعون مشارکتنا فی ہذا الامر الخطیر و نسأل اللہ ان یجعلکم صادقاً ما تدعون ویوفقکم بکرمہ الایفاء ما تدعون ثم ما سمعنا من رسالاتکم بلسان الحبیب النسیب فتسمعون جوابہ بلسان ذلک السفیر الحبیب والسلام علیکم وعلی من لدیکم ۞

(نمبر ۴۴) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام علماء پشاور ۞

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بخدمات عالیات منابع ہدایات مصادر افادات ہادیان راہ دین خادمان شرع مبین ناشران احکام رب العالمین تابعان رسول امین مولانا حافظ دراز و مولانا حافظ محمد عظیم و مولانا عبد الملک آخوندزادہ و مولانا حافظ مراد آخوندزادہ و مولانا غلام حبیب آخوندزادہ و مولانا قاضی سعد الدین و مولانا قاضی مسعود و مولانا عبد اللہ آخوندزادہ و مولانا محمد حسن آخوندزادہ و مولانا حافظ احمد آخوندزادہ و جمیع علماء بلدۂ پشاور سلمہم اللہ تعالیٰ - بعد ادائے تحیات و دعائے ترقی مدارج ہدایات مکشوف باد - درین ایام

چنان مسموع گردیده که بعضے از مجادلین بے انصاف و مکابرین با اعتساف چندے از وساوس فتنه انگیز و
شبهات عناد آمیز به نسبت ما فقرائے مهاجرین و ضعفائے مجاهدین بر بافته در جمهور انام از خواص و عوام مشتعل
ساخته آتش عداوت درمیان مسلمین محض بلقلقهٔ لسانی افروخته و مایهٔ شقاوت پنهانی برائے خود اندوخته و بال کذب
و افترا بر گردن خود بر داشته و نکال دروغ بیفروغ بروز جزا برائے خود مهیا ساخته معاذ الله من ذلک علاوه برین
آنکه بذریعهٔ افترا و بهتان اضلال بعضے از اهل ایمان کرده و ایشان را از راه رب العالمین که عبارت از مشارکت مهاجرین
مجاهدین است دور تر برده در اذهان ایشان به نسبت خدام شرع مبین سوء ظن انداخته و داه راست جهاد را در
نظر ایشان راه کج ساخته آیهٔ کریمهٔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ و کریمهٔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا گاہے نخوانده اند و اسپ نظر و فکر را در میدان انصاف نرانده هر چند ما ضعفا که محض
باستعانت رب العالمین اعتقاد میداریم فقط عنایت او را قابل اعتماد می شماریم هرگز موافقت و مخالفت مخلوقین را
بخیال نمی آریم و اشتهار نام نیک و بد را درمیان ابنائے زمان هیچ مے نمی شماریم و ذم ایشان را همرنگ مدح
ایشان ساقط الاعتبار می دانیم و دائما منتظر نزول رحمت قادر مختار می باشیم اما بحکم حدیث اتقوا من مواضع التهم
دفع تهمت ایشان لازم دانستیم و بنابر توقع آنکه شاید کسے از مخلصین صادقین عزم مشارکت مجاهدین داشته باشد
و بار بسبب تهمت و افترائے ایشان رو تافته باشد شاید بکشف حقیقت الحال و حل عقدهٔ اشکال باز براه راست
معاودت نماید و بطریق اخلاص مراجعت فرماید بنا بر علیه بیان واقع را درین باب واجب شمردیم پس میگوئیم
که چنان شنیده ایم که از جملهٔ مفتریات آن مفتریان آنست که این فقیر را بلکه زمرهٔ مجاهدین را به الحاد و زندقه نسبت
می نمایند یعنی چنان اظهار می کنند که اینجماعه مسافرین هیچ مذهب ندارند و هیچ مسلک مقید نیستند بلکه محض راه نفسانیت
می پویند و بهر وجه لذات جسمانی میجویند خواه موافق کتاب باشد خواه مخالف معاذ الله من ذلک پس باید دانست
که نسبت مردم باین امر شنیع افترائیست قبیح و بهتانیست صریح این فقیر و خاندان این فقیر در بلاد هندوستان
گمنام نیست الوف الوف انام از خواص و عوام این فقیر و اسلاف این فقیر را می دانند که مذهب این فقیر ابا عن
جد مذهب حنفی است و بالفعل هم جمیع اقوال و افعال این ضعیف بر قوانین اصول حنفیه و آئین و قواعد ایشان
منطبق است یکے از آن خارج از اصول مذکوره نیست الا ماشاء الله آنچه از بعضے افراد ایشان بسبب غفلت و نسیان
صادر میگردد که بخطائے خود معترف می باشد و بعد از اعلام براه راست معاودت می نماید آرے در هر مذهب طریق
محققین دیگر می باشد و طریق غیر ایشان دیگر ترجیح بعض روایات بر بعضے دیگر بنظر بقوت دلیل توجیه بعضے عبارات
منقول از سلف و تطبیق مسائل مختلفه مدون در کتب و امثال ذلک دائما از کار و بار اهل تدقیق و تحقیق است
باین سبب ایشان خارج از مذهب نمی توانند شد بلکه ایشان را لب لباب اهل آن مذهب باید شمرد و هر که درین مقدمه

شبه داشته باشد لازم که نزد این فقیر آمده بالمشافه حل اشکال نماید یا خود بفهمد و یا این فقیر را بفهماند - و از جمله مفتریات
آن مفتریان مذکور آنست که این فقیر را بظلم و تعدی نسبت می کنند که این فقیر بر جان و مال مسلمین بلا وجه شرعی
دست درازی می کند و درین باب چرب زبانی و حیله سازی می نماید سبحانک هذا بهتان عظیم - این فقیر گاهے
کسے را بلا وجه شرعی یک تازیانه هم نزده است بلکه زدن سگ هم بلا وجه از عادات این فقیر نیست هر که چند روز
با فقیر ملازمت کرده باشد لابد برین معنی آگاه شده باشد فاما آنچه سرزنش و گوشمالی ملک جبار از دست این ذره
بیمقدار به بعضے از مردان شرار و منافقین بد شعار رسید پس آنرا از اعاظم سعادات خود می شمارم و اقوائے
علامات مقبولیت خود می انگارم بلکه غیرت در اعانت دین و رغبت در اهانت معاندین از لوازم ایمان است
هر که غیرت ایمانی و حمیت اسلامی نمیدارد فی الحقیقت ایمان نمی دارد کریمهٔ قال تبارک و تعالی یا ایها
الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینه فسوف یأتی الله بقوم یحبهم و یحبونه اذلة علی المؤمنین اعزة علی الکافرین
یجاهدون فی سبیل الله و لا یخافون لومة لائم (و ایضاً) یا ایها النبی جاهد الکفار و المنافقین و اغلظ علیهم و مأویهم
جهنم - و اگر بالفرض و التقدیر چیزے ازین قبیل از دست این فقیر صادر شده باشد پس این فقیر را بطریق
وعظ و نصیحت بر آن آگاه باید گردانید نه اینکه بطریق غیبت او را در میان محافل و مجالس مذکور نمایند و
فقیر را بآن سهو و نسیان مطعون سازند و بهمین خیال از رفاقت این فقیر در امر جهاد و مشارکت زمرهٔ
مجاهدین دست بردار شوند که حدیث الجهاد باقٍ الی یوم القیامة لا یبطله جور جائر و لا عدل عادلٍ در میان
همه اهل حدیث مشهور است بالجمله درخواست این فقیر از جمیع علمائے زمانه اینست که تمامی مسلمین را عموماً و این
فقیر را خصوصاً امر بالمعروف و نهی عن المنکر نمایند و براه راست هدایت امر فرمایند و آنچه اعتراض و اشکال
در غیبت ذکر می نمایند آنرا بالمشافه بدلائل شرعیه بپایهٔ اثبات رسانند و این فقیر را بوعظ و تذکیر بجائے
خود پرستی براه خدا پرستی گردانند که مستعد بر همین امر است که اگر بر چیزے از اقوال و افعال خود مطلع شود که
که مخالف حکم خدا و رسول باشد فی الفور از ان توبه نماید و براه راست مراجعت کند آینده اگر مجادلین
مذکورین بر اقوال و افعال این فقیر اعتراض می دارند و آنرا مخالف شرع می انگارند باز این فقیر را بر آن
اطلاع نگردانند و قدرے رنج سفر کشیده آنرا بالمشافه بپایهٔ اثبات نرسانند پس وبال آن همه برگردن ایشان
است و آنچه بعضے از سفهائے دروغگو و حمقائے فتنه جو مشهور گردانیده که هر که از علمائے کرام و فضلائے ذوی الاحترام
این فقیر را امر بالمعروف و نهی عن المنکر می نماید این فقیر با ایشان بقهر و عنف پیش می آید و بجان و مال ایشان
مضرت می رساند و بدست و زبان ایشان را بوجهٍ من الوجوه می رنجاند پس این امر باطل محض و افترائے بحت
بارها جواسیس کفار و منافقین را در اینجا آوردند و با ایشان کلام عنیف هم نگفتیم بلکه از ایذائے ایشان بالکل

دست برداشته وسلامت وعافیت فروگذاشته چون باجه سبب کفار ومنافقین این معامله کرده باشند آیا هیچ
عاقل تجویز این معنی خواهد کرد که این با علمائے عظام وفقرائے کرام که محض بنا بر امر بالمعروف نزد این فقیر آمده باشند
کلام عنیف وسخن سخیف درمیان آرد که این امر بعید از خُلقِ ایمانی ودور از مروّتِ انسانی است معاذ الله من
ذالک واز جمله مفتریاتِ مفتریانِ مذکورین آنست که آنچه دارو گیرِ ربِّ قدیر از دستِ این فقیر بخادے خان
ویار محمد خان رسید واز آن باب این مهاجرین ومجاهدین را بر جانبِ ظلم وتعدی می شمارند وآن طاغیان و
باغیان را حق بجانب می انگارند حتی که حکم بر بغاوتِ مجاهدین می کنند وشهادتِ معاندین مذکورین سبحان الله
شخصے بترکِ رسومِ جاهلیت حکم میفرماید وبقبولِ شرعِ محمدی دعوت می نماید وجهالِ معاندین با او برهمین
امر مخالفت نمایند وبا کفار موافقت - وراهِ ردِّ شرعِ شریف وانکارِ احکامِ ربِ لطیف پویند ودر راهِ اهانت
آن هادی راهِ دین استعانت از کفار ومعاندین جویند وبعضے از ایشان از دستِ هادیانِ دین وغازیانِ
مجاهدین ودرکاتِ نار بدار البوار برسند باز بعضے از معاندینِ دیگر بنا بر حمیتِ آن معاندینِ دین بحکمِ کافر
لعین بر سرِ زمرهٔ مجاهدین لشکر کشی کرده فتنه وفساد برپا کنند وبنائے قتل وقتال وجنگ وجدال ابتدا از
طرفِ خود نهند وآن مجاهدینِ ابرار ومهاجرینِ اخیار این منافقینِ بدکردار را از جملهٔ عساکرِ کفارِ شرار شمرده
بطریقِ مدافعت با ایشان مقابله نمایند ودرهمان مقابله منافقینِ بدشعار بغضبِ ملکِ جبار گرفتار شوند و
بانتقامِ منتقمِ حقیقی دنیا وآخرتِ خود را برباد دهند ومصداقِ کریمه ذالک لهم خزیٌ فی الدنیا ولهم فی الآخرة عذابٌ
عظیم گردیدند وباز حکم بشهادتِ آن مرتدین ومنافقین کرده شود وبه بغاوتِ این مجاهدینِ صادقین این مسئله
از کدام ملت ومذهب است از مسائلِ ملتِ محمدیه نیست البته از مسائلِ ملتِ اقوامِ سکه باشد ویا از ملتِ مجوس
وهنود بلاشک این مفتیانِ مفتریان بروزِ جزا بحضورِ ربّ العزت وبحضورِ سید الوری شفیع المذنبین خوار وتباه و
ذلیل ورو سیاه خواهند گردید وتری الذین کذبوا علی الله وجوههم مسودة الیس فی جهنم مثوی للمتکبرین
بارے این مدعیانِ دروغ چرا مردانه وار در معرکهٔ مناظره بالمشافه نمی آیند ودعوائے خود بحجتِ شرعیه بپایهٔ
اثبات نمیرسانند آیا اینجا کسے تکبرِ فرعون وتجبرِ نمرود دارد که ارادهٔ قتلِ آمرین بالمعروف نماید واگر بالفرض بنا بر
جبن ونامردی بے پرده گفتگو نمی توانند پس اعلامِ این فقیر را که سابق بخدمتِ علماءِ پشاور ارسال داشته بود
ملاحظه نمایند وجوابِ آن را بخوبی برنگارند لاکن چنانکه اعلامِ مذکور بدلائلِ اربعه مدلل است همچنین جوابِ آن را
نیز باصولِ مذکوره مبرهن سازند اما بوجهے که عاقل پسند وقابلِ مطالعهٔ هوشمند باشد ودر معرکهٔ قیل وقال وبحث
وجدال بیارند وبر محکِ امتحان وقواعدِ میزان آن را بسنجند واز طولِ قیل وقال وازکثرتِ جواب وسوال هرگز
نرنجند اما اینقدر لازم است که خدائے ملک جل جلاله را حاضر وناظر دانسته وعلیم بما فی الصدور انگاشته آنچه از

اززبانِ قلم برآرند جانبِ حق راسر مونگهدارند واگر دلیلِ معقول که عندالله وعندالرسول مقبول باشد نمی دارند بمجرد
سینه زوری زبانِ طعن ولعن می کشایند پس این امر بخوبی بفهمند که کلمۂ حق بمجرد قیل وقالِ ایشان باطل
نخواهد گردید وما بندگانِ الٰهی که اخوان واوطان خود را برائے خدمتِ دینِ متین فروگذاشته ایم واز سر ومال
خود درین راه گذشتیم از خوفِ ملامتِ ایشان از کار وبارِ خود عاطل نخواهیم شد۔ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ
بِاَفْوَاہِهِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّا اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ ۔ بالجمله این طعن ولعنِ ایشان بدین وخادمانِ این
بوجهٍ من الوجوه مضرت نخواهد رسانید۔ آرے انواعِ وبال ونکال بدنیا وآخرت بهمین مکابرین بے انصاف
عاید خواهد گردانید درینصورت علمائے ربانی وفضلائے حقانی را که در بلدۂ پشاور سکونت می دارند وبه نیابت
سید الانام هدایتِ خواص وعوام را از اعظمِ سعاداتِ خود می شمارند لازم ومؤکد است که حکمِ حق را واشگاف
گویند وبلا تکلف راهِ انصاف پویند تا چنانکه مجادلین مذکورین رؤساء المضلین گردیده مصداقِ النصوص الدیز
شده اند همچنین علمائے حمد وحسین امیر المهتدین گردیده مصداقِ العلماء ورثة الانبیاء شوند واگر راست پرسی
حقیقت الامر اینست که مجادلینِ مذکورین حقیّتِ زمرۂ مجاهدین در دلِ خود بروجهٍ احسن می شناسند مگر بطمع
دنیاوی می پوشند ومثلِ احبارِ یهود راهِ راست را بخوبی می دانند وبنا برِ اتباعِ هوا وهوس در راهِ کج می گوشند
الَّذِيْنَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَهُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۔ پس
چنانکه احبارِ یهود وقسیسینِ نصاریٰ حقیتِ اسلام را بخوبی می شناختند فامّا بنا برِ حفاظتِ جاه وعزتِ خود
وپاسداریِ سلاطین وملوکِ خود همه دانش ودین را می باختند وبه توجیهاتِ نامعقول تمامی رؤساء وضعفاء
را گمراه کردند حتی که فی الحال نصاریٰ ویهود در بیابانِ ضلالت افتاده اند ومنتظرِ ظهورِ فارقلیط (احمد) نشسته پس
آن مضلینِ سابقین در وبالِ این همه ضالینِ لاحقین الیٰ یوم الدین شریک اند همچنین این مجادلین
ناحق شناس ومکابرینِ ناسپاس بر حقیتِ این زمرۂ مجاهدین مهاجرین بخوبی اطلاع می دارند فامّا اقرارِ این
باعثِ زوالِ عزت وجاهِ خود وموجبِ ناخوشیِ سلاطین وخواقینِ خود می شمارند بنا ءً علیه دیده را نادیده
میکنند وشنیده را ناشنیده وبلقلقۂ لسانی وبچرب زبانی این باطل را بتوجیهاتِ غیر مسموعه ملمع می کنند و
رؤساء وضعفاء را به تلبیس وتدلیس از راه می برند پس وبالِ ضلالِ ایشان تا روزِ قیامت برگردنِ این
مضلین خواهد ماند همچنین کسیکه از علمائے ربانی وفضلائے حقانی درینوقت اظهارِ حق نماید پس آنچه تکثیر
جنودِ مسلمین وتوفیرِ جیوشِ مؤمنین از مساعیِ او متحقق خواهد گردید ایشان هم تا وقتِ بقائے جهاد شریکِ اجر
وثواب خواهند ماند۔ پس لازم که هر کس از علمائے کبار این صحیفۂ لطیفه را خود هم ملاحظه فرماید ودیگران را هم بر آن
آگاه نماید تا بر همه صغار وکبار حجتِ الٰهیه تمام شود لِیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ۔ والسلام

علی من اتبع الہدیٰ۔ تحریر نوزدہم ربیع الثانی سنہ ۱۲۴۵ ہجری

(نمبر ۴۵) مکتوب از جانب امیر المومنین سید احمد بنام مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت فضیلت مآب کمالات انتساب اخویم مولوی مظہر علی صاحب وارباب والاقباب عالی جاہ عظمت دستگاہ ارباب فیض اللہ خان سلمہم اللہ تعالیٰ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ۔ رقیمۂ کریمہ مشتمل بر کوائف خواص خان مع چہار قبضۂ انگور و چہار عدد سیب و بہی و بگورہ سردہ بصحابت دلباشی رسید مضامین مندرجۂ رقیمۂ کریمہ واضح گردید حقیقت الامر اینست کہ از روزیکہ خواص خان باینجانب ملاقات نمودہ بیعت امامت بردست این فقیر ادا نمودند در ہر مقدمہ کہ چیزے از تدبیر و مشورت با ایشان اظہار کردم و باین طریق مامور ساختم ایشان بخلاف آن عمل آوردند پس درینصورت اگر این طریق پیش گیرم کہ بر ایشان بر خلاف رائے من عمل کردہ یک مقدمہ را فاسد گردانیدہ و من در پئے اصلاح آن کوشش نمایم و تمام لشکر مجاہدین را سرگردان کنم پس درین امر ہم خلاف تدبیر لازم خواہد آمد و ہم خلاف شرع زیراکہ شارع جل و علا امام را متبوع ساختہ ملت و سائر مسلمین را باطاعت او امر فرمودہ نہ بالعکس بالفعل مناسب ہمین است کہ خان ممدوح در یک مقامے محفوظ چند روز جان خود را نگاہدارند۔ انشاء اللہ عنقریب این فقیر ہم تدبیرے موافق عقل خود درست کردہ بہ نہجے مقدمہ برپا خواہد نمود کہ مفید غرضے باشد و محض باستعجال در امرے قدم نہادن و عواقب امور را ملحوظ نداشتن خلاف عقل و نقل ست اگر آن فضیلت مآب بالفعل پابند کدام امر نباشند پس مناسب کہ تشریف آرند کہ در اینجا تدبیرے برائے فتح باب جہاد و تاسیس بنیاد خدمت دین در ذہن خود راست کردہ ام بالمشافہ در آن گفتگو نمودہ و مشاورت بعمل آوردہ دران دست اندازیم در استحکام بنیاد جہاد و در قلع و قمع اصل مفسدین سعی باید نمود و در پے ہر فرع دویدن و ہر شعبہ را پیش نظر خود علیحدہ علیحدہ نہادن باعث حیرت و سرگردانی مجاہدین میگردد خان ممدوح را بالفعل تسلی باید داد کہ انشاء اللہ عنقریب شما را بوجہے در اکوڑہ خواہیم نشانید کہ باز بحسب ظاہر عقل بحکم آنکہ تزلزل الاقدام نشوند زیادہ والسلام۔ از محمد اسمٰعیل بعد از سلام محبت التیام واضح آنکہ کاغذیکہ مشتمل بر سوال و جواب مردمان پشاور بود بسمع اقدس رسانیدم آنجناب در جواب آن بس تحقیقاتے لطیف و تدقیقاتے بغایت نظیف ارشاد فرمودند اما این فقیر را از ملاحظۂ کاغذ مذکور چنان واضح گردید کہ مردمان مذکور یا اصلاً از زمرۂ علماء نیستند کہ قابلیت خطاب ندارند یا مکابرین اند کہ مقصود ایشان تحقیق نیست بلکہ محض فتنہ انگیزی است بنائً علیہ نوشتن تحقیقات مذکورہ بظاہر ضائع می نمود لہٰذا چند طلبۂ علم در میان خود بطریقے گفتگو می نمایند بر ہمون طریق کاغذے نوشتہ ارسال خدمت عالی کردہ شد انشاء اللہ تعالیٰ بملاحظۂ سامی خواہد رسید لاکن درین مقام تامل باید نمود کہ در اینجا دو مقدمہ است یکے اثبات ارتداد مفسدین مخالفین و تفریع اباحت

قتال و حلتِ اموالِ ایشان کرده شود قطع نظر ازانکه این معنی مبنی بر ارتداد ایشان است یا بر بغیِ ایشانست یا بر
دیگر سبب یا مختلف که به نسبتِ بعضے ارتداد ثابت شده باشد و به نسبتِ بعضے بغی و نسبتِ بعضے سببِ دیگر هر چند
طریقِ اول هم درست محقق و منقح نزدِ ما زیراکه مفسدینِ مذکورین را ما ضعفاء فی الواقع از جنسِ مرتدین بلکه از جنسِ
کفارِ اصلی می شماریم و ایشانرا از قبیلِ کفارِ اهلِ کتاب می دانیم چنانچه اهلِ کتاب مجملاً بکتاب ایمان می آوردند
و بما جاء من عند الله علی سبیل الاجمال اذعان میکردند اما عند التفصیل بعضے را قبول میکردند و بعضے را قبول نمی کردند
کما آیۂ کریمۂ افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کاشفِ حالِ ایشانست و همین مذهبِ مرکب را از
ازایمان و کفر مشربیتِ یهود و نصرانیت می دانستند و آنچه از فضائل و مناقبِ یهود و نصاری در توریت و انجیل
مذکور بود جا بجائے خود را محلِ مناقبِ مذکوره می شمردند حق جل و علا در ردِ ایشان این آیت فرستاد و قالوا لن
تمسنا النار الا ایاما معدودة قل اتخذتم عند الله عهدا فلن یخلف الله عهده ام تقولون علی الله ما لا تعلمون
بلی من کسب سیئة واحاطت به خطیئته فاولئک اصحاب النار هم فیها خالدون پس چون تفصیل درباب
قبولِ بعضے احکام باعثِ تکفیرِ ایشان گردید و ایمانِ اجمالیِ ایشان هیچ بکار نیامد همچنین این مفسدین هم اگرچه
اجمالاً بما جاء به الرسول ایمان می آرند اما بسیارے از احکامِ شرعیه قبول نمی دارند و بسیارے را از منهیاتِ شرعیه
بطریقِ استحلال بعمل می آرند مثلاً بلا تکلف تزویج ما فوق الاربع میکنند و آن عقدِ زنا را نکاح می نامند و آنرا در
در اعلان و تشهیر و عقدِ مجالس و محافلِ طرب و تقسیمِ ولائم (جمع ولیمه ۱۲) و اظهارِ مبارکبادی مثلِ نکاح می کنند و اولادِ متولده
را از همین زنا مثلِ اولادِ نکاح درباب استحقاقِ اموال و ریاسات و در دیگر علائق نسبے می شمارند مثلاً
فرزند و دخترِ زنائی را مثلِ فرزند و دخترِ نکاحی و پدر و جدِ زنائی را مثلِ پدر و جد و برادر و برادرزاده زنائی را مثل
برادر و برادرزادۂ نکاحی و عم و عم‌زادۂ نکاحی می پندارند و همچنین در ابطالِ مواریثِ دختران و تقسیمِ ازواجِ میت
درمیان برادران و دیگر رسومِ جاهلیت مثلِ کفارِ سابقین عمل می کنند لاکن این قانونِ کفر را بمثابۂ قوانینِ شرع
بلکه ازان واجب الاتباع تر می دانند و بر ترکِ آن درمیانِ خود ها انقدر ملامت می کنند و تارکِ آنرا انقدر مطعون
می سازند که بر تارکِ شرعِ عشیرِ عشیرِ آن طعن متوجه نمی کنند و در لبسِ حریر و شربِ خمر انقدر بیباکی می کنند بلکه
تفاخر برین امورِ قبیحه بحدے میدارند که حاجتِ بیان ندارد بالجمله آنچه این مفسدین بسیارے را از احکامِ شرعیه
قطعیه مثلِ خواب فراموش کرده اند که اگر تفصیلِ آن کرده شود کتابے بس طویل مرتب گردد که هر جمله ازان در
تکفیرِ آنها دلالت خواهد نمود لاکن ازانجا که این طریق بغایت طویل است و قیل و قال مکابرین را در آن بسیار
مجال بنا بر علیه طریقِ ثانی که بنهایت مختصر است اختیار باید کرد پس میگوئیم که حضرت امیر المومنین را با این مفسدین
دو معامله درپیش گردیده یکے معاملۂ [illegible] و دیگر معاملۂ هند که همان معامله بجنگ یار محمد خان و لشکر کشی

سلطان محمد خان و جنگ مایان رسیده اما معامله آتمان زئی پس بیانش آنکه در ممالک سرداران پشاور بلا شک
انواع ظلم و فسق و رسوم جاہلیت آشکار ابود و تا حال موجود است و ہر مملکتے که مشتمل برین مفاسد بود لشکر کشی
بر آن مملکت امام را جائز ہست و زیر و زبر کردن آن مملکت موجب ثواب چنانکه امیر تیمور در باب قتال با اہل
ہندوستان ہمین استفتاء نموده بود و علماء کبار که حضار آنزمان بودند فتوی داده اند چنانچه استفتاء مذکوره و اسامی
علماء مجیبین مع حواله نقل آن بر کتاب معتبر بخدمت سامی میر سد آما دران تامل باید فرمود که بعضے ازان
رسوم که در استفتائے مذکور نوشته ہست اگر بخصوصہا در ممالک پشاور متحقق نباشد فاما اگر بعض ازان بعینہا
متحقق باشد و بعضے دیگر از رسوم جاہلیت در عوض آن رسوم مفقوده موجود باشد پس آنہم در ثبوت حکم مذکور
کافی ہست چه مدار حکم خصوصیت رسوم مذکوره نیست بلکه مدار آن انتشار مطلق ظلم و فسق و اشتہار مطلق رسوم
جاہلیت ہست خواه عین آن رسوم مذکوره باشد خواه مثل آن و اما تعدیه ہنڈ پس میگوییم که خادیخان بیعت
امامت بر دست حضرت امیر المؤمنین به اشتہار بعمل آورده بود چون از اطاعت آنجناب منحرف گردید و مرکان
محفوظ خود که عبارت از قلعه ہنڈ ہست اعتماد نموده استعانت بکفار کرد و بر مخالفت حضرت امام ہمام کمر بست
پس آنجناب او را بسزائے او رسانیده و مال او را تقسیم فرمودند بلکه سلاح و خیول او را عند الحاجت استعمال فرمودند
و دیگر مال او را حبس کرده بنا بر حفاظت بر مجاہدین تقسیم کردند نه بنا و علیک و لہذا قاعده تقسیم غنیمت را در آن
رعایت نفرمودند که خمس آن جدا کرده و باقی را علی السویه بر جمیع غازیان بطریق پیاده ہا و سوار ہا تقسیم فرمایند و نیز
ورثائے او را بار بار ترغیب فرمودند که بیائید و اطاعت قبول کنید تا اموال مورث بشما دہیم اما آن اشقیا ہرگز
با طاعت امام وقت گردن نه نہادند بلکه در باب بغی و فساد تقلید ہمان باغی کردند و این معامله سراسر موافق
روایات فقه ہست قال شارح الوقایة - البغاة قوم مسلمون خرجوا عن اطاعة الامام دعاہم الی العود و کشف شبہہم
فان تحیزوا مجتمعین حل لنا قتالہم بدار و یحبس اموالہم الی ان یتوبوا و یستعمل سلاحہم و خیلہم عند الحاجة اما انچه عذر میکنند
که خادیخان امامت قبول کرده بود باز بیعت تامه صحیح نگردید سبحانک ہذا بہتان عظیم این سفہا اینقدر حیا
نمیدارند که اینچنین کلام بیہوده بزبان می رانند ضلع یوسف زئی در تمام عالم بیاغیان ملقب ہست که گاہے
اطاعت کسے از سلاطین ہم قبول نکرده اند چه جاے اطاعت سرداران پشاور که فی الحقیقت سلاطین اند و
نه کسے ایشان را از جمله سلاطین می شمارد بلکه در خانه خود ہم گاہے ادعائے سلطنت نکرده اند چه جائے امامت
است بالجمله این کلام بیہوده اصلا قابلیت جواب ندارد آمدیم بر سر اصل مقصود که بعد از واقعه ہنڈ یار محمد خان
بلا داعیه شرعی و عرفی بل به محض عناد ذاتی و اشارت رئیس الکفار ابتدائے لشکر کشی کرد و بر مخالفت حضرت
امیر المؤمنین کمر بست اما اینکه این قید بلا وجه شرعی بود پس ظاہر ست که بنا بر انتقام باغی بر امام کمر بستن

سراسر خلاف شرع است اما اینکه بلاوجه عرفی بود پس بیانش آنکه در میان یوسف زئی و دُرّانی ملک افغانی
اصلا معروف نیست بسیار از مردمان یوسف زئی از دست مهمن زئی و گدون و ترکان کشته شده اند و
گاهے کسے از دُرّانیان بر ملک یوسف زئی کمر نه بسته بالجمله یار محمد خان بلاشک درین مقدمه بادی بالظلم
بود قتل بادی بالظلم واخذ مال او بلکه قتل جمیع عسکر بادی بالظلم واموال جمیع عسکر او وانواع تصرف دران از
استعمال بیع وتقسیم همه در شرع جائز است چنانچه اخوند چالاکی رحمة الله در رساله غزویه ناقلاً عن فتاوی الغرائب
فرموده المسلم اذا کان بادیًا بالظلم فعلیه لعنة الله والملٰئکة والناس اجمعین ویجوز اخذ ماله ای البادی بالظلم والتصرف فیها
پس ازین روایت واضح گردید که قتال یار محمد خان ولشکر ایشان وتصرف در اموال ایشان شرعاً مباح
بود غایة الامر آنکه این امر مبهم است که مال مذکور از جنس فئ است یا از جنس غنیمت وبهر تقدیر تقسیم آن بطریق
غنیمت جائز است که اگر در نفس الامر غنیمت است فبها واگر فئ است پس تقسیم فئ بر طریق غنیمت بلاشبه
جائز است وچون واقعه قتال یار محمد خان باتمام رسید پس بعد مدتے سلطان محمد خان باز بلاوجه شرعی
لشکر کشی کرده جمیعے را از ساکنان سمه بلاوجه زیر وزبر کردند پس ایشان درین نوبت بادی بالظلم گردیدند
چه برائے انتقام بادی بالظلم کمر بستند ونیز افاغنه مذکورین را محض بلاوجه ایذا رسانیدند که ایشان نه قاتلان
یار محمد خان بودند ونه دوستان حضرت امیر المؤمنین بلکه در زمان فتنه یار محمد خان ایشان بدل وجان دوستان
ایشان بودند پس بلاشک سلطان محمد خان بادی بالظلم شدند ومستحق قتل ونهب گردیدند اما چون به تقدیر
الٰهی ایشان بسزائے خود نارسیده برگشتند بعد چندے حضرت امیر المؤمنین بنا بر اجرائے حکم شرع مبین بر ایشان
عازم پشاور شدند لشکر مفسدین در اثناء راه بحکم آله بسزائے خود رسید و چون باز اظهار توبه کردند بر مجرد قول
ایشان اعتماد فرموده وبر تعظیم ظاهر همین لفظ که ایشان باین کلمه تکلم کردند که ما شرع را قبول کردیم نظر فرموده
مراجعت نمودند اصلا معلوم نیست که در کدام مقدمه ازین مقدمات سر موئے تجاوز هم از حدود شرع
شریف واقع گردیده چه جائیکه این جهال زبان طعن بجدے کشوده که نوبت تکفیر رسانیده اند نعوذ بالله من
شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا - واما آنچه مردمان پشاور میگویند که بعد زمان برکت نشان آنحضرت صلعم
اصلا نفاق متحقق نیست ودرین باب تمسک بموجب حدیث مشکوٰة می نمایند پس باید دانست که آنچه در مشکوٰة
درین باب واقع است آن حدیث نیست بلکه اثر است قول حضرت عمر فاروق رض ومضمونش همین است که حضرت
ممدوح فرمودند که جز این نیست که نفاق در زمانه پیغمبر صلعم بود فاما امروز کفر است یا ایمان پس اگر این اثر را
محمول بر ظاهر میکنیم پس لازم می آید تعارض در میان این اثر ودر میان آیات بسیار واحادیث بیشمار که
در بیان علامات منافقین وارد گردیده وبزمانے خاص مقید نشده مثل قوله تعالی بشر المنافقین بان لهم

علاوہ یا ایها الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین۔ پس ازین آیت معلوم شد که مدار نفاق بر دوستی کفار است تخصیص به هیچ زمانه ندارد و قوله تعالیٰ ان المنافقین یخادعون الله تا هؤلاء پس ازین آیت معلوم شد که هر که فریبنده باشد و در ادائے صلوٰة تکاسل کند و در عبادت ریا کند و اکثر اوقات او در غفلت گذارد و ذکر الله کمتر کند پس همو نیست منافق در هر زمان که باشد و قوله صلی الله علیه وسلم آیة المنافق ثلثة اذا حدث کذب و اذا ائتمن خان و اذا عاهد اخلف پس درین حدیث معلوم گردید که هر که به دروغگوئی و بخیانت در امانت و به نقض عهد عادت کرده باشد پس همو نیست منافق و در بعضے روایات وارد شده و ان صلی و ان صام پس معلوم شد که باوجود ادائے صلوٰة و صوم بوجود علامات مذکوره منافق می شود و نیز در روایتے که پیغمبر صلی الله علیه وسلم از حال حضرت مهدی اخبار فرموده اند این کلمه واقع گردید حتی یصیر فسطاطین فسطاط ایمان لانفاق فیه و فسطاط نفاق لا ایمان فیه پس معلوم شد که در زمان حضرت امام مهدی هم منافقین بسیار باشند پس تخصیص بزمان اول باطل گردید لابد کلام حضرت فاروق را تاویلے باشد مطابق آیات و احادیث مذکوره پس میگوییم که معنی کلام حضرت ممدوح اینست که در دل این شخص تکذیب دین حق موجود است و این معنی بالیقین معلوم باشد و باز با او معامله مسلمین کرده شود و در احکام این امر تخصیص بزمان پیغمبر بود که علام الغیوب احوال قلوب منافقین را بر پیغمبر خود بوحیے اظهار میفرمود و مؤمنین را بالیقین معلوم می شد که این شخص منافق است باوجود این هیچ قولے و فعلے که موجب تکفیر او باشد بظاهر ازو صادر نشده باشد پس بحسب ظاهر با او معامله مسلمین میکردند حالانکه او را بالیقین از اهل جهنم می دانستند چنانچه عبدالله بن ابی که اتباع او که تکذیب ایشان در دعوای ایمان در قرآن مجید نازل گردیده قال الله تعالیٰ اذا جاءک المنافقون تا لکاذبون۔ باوجود آنکه پیغمبر صلی الله علیه وسلم با وے معامله مسلمین میفرمودند مثلاً به بینونة زوجه او حکم نفرموده و بتحریم ذبیحه او نیز امر نفرمودند و بعد از فوت نماز جنازه برو ادا کردند و غسل و تجهیز و تکفین او مثل سائر مسلمین نمودند و در مقابر مسلمین او را مدفون کردند و متروکه او را بوارث او دادند حالانکه بالیقین آنجناب و سائر مسلمین را الی یومنا هذا معلوم است که شخص مذکور مخلد فی النار بود پس این مختص بود بزمان پیغمبر که حال قلوب ناس بوحیے آشکارا میگردید اما بعد از آن زمان پس تا وقتیکه هیچ علامتے از علامات نفاق از منافق صادر نمی گردد پس حال او کسے را معلوم نیست و وقتیکه صادر گردید کافر مطلق شد حکم کفر بر او جاری گردید پس بعد از آن زمان انسان یا کافر است یا مسلمان امرے دیگر در علم نیست پس منافق ثابت النفاق کافر است و از جمله کفار است و منافق مستور الحال در اجرائے احکام از مؤمنین پس معنی قول حضرت ممدوح چنین باشد۔ زیاده والسلام۔ مورخه جمادی الاولیٰ ۱۲۹۶

استفتاء امیر تیمور در باب نهب شهر دهلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم - چہ میفرمایند علماء دین محمدی و فقہائے شرع مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام اندرین
مسئلہ کہ شہرے از شہرہائے مسلمانان کہ آنجا والی و قاضی و علماء و سادات ہستند و فسق و فجور و امور نامشروعہ
باعلان و اظہار کنند و دارے سازند و خاتون خوبصورت و چہرہ را آشکارا کردہ دکان کردہ آنجا بنشانند و روز
و شب آنجا زنا کنند و در مہابتہائے ایشان را بحضور مسلمانان و علماء و مفتیان با دہل و دف و نائے احضار کنند
و تغنی فرمایند و عورات مغنیہ را آشکارا در مردان و مستان و مفسدان و مستورات دارند و بفساد مشغول شوند
و ہر مہمانی (دعوت) کہ بروفق سنت محمدی است چنانچہ ولیمہ بعد شب نکاح و عقیقہ ہفتم روز از ولادت نکنند
بلکہ برعکس آن بر مشابہت رسم کفار ہند پیش از نکاح چند روز مہمانی کنند و شب ششم (معروف چھٹی) از
ولادت چنانچہ رسم کفار ہند است عورات را غسل دہند و مزامیر و مغنیہ را احضار کنند و تمام رسوم باطل کفار
را اعانت کنند و اگر مسلمانے بروفق دین محمدی ایشان را منع کند منع نشنوند و ہم بر آن مصر باشند و گویند کہ بے چنین
طائفہ مفسدہ و رسوم باطلہ این کار میسر نمی شود و این محض کفر است و نیز دکانہا را میان چارسوے بازار
بنا کنند و آشکارا آنجا جمیع چیز جائزہ و ناجائزہ فروشند و خوکان را آشکارا در آبادی شہرہا دارند و آن شعار کفر
است و نیز در بازارہا و خرابہا (شرابخانہ) و گذرہائے آب (گھاٹ) مشتگارا (عاملان محصول چونگی) تعین
کنند و باجہا (محصول) در راہہا بخلاف شرع انور وضع نمایند تا از تجار و غازیان و رعایا و اہل سوق ظلم و
تعدی شدہ تمام مالہائے ناحق بستانند و آن را حق خود دانند و از بعضے محل آنچہ من حیث الشرع می آید
چنانچہ جزیہ و خمس غنائم آن را بہ رشوت بگذارند و آن را جزو احسان تصور کنند و بر آن ثواب دارند و نیز بعضے
مستحقان از اہل کفار از اہل علم و جہل و عمل را صد چند کفایہ زیادہ دہند و از بعضے حقداران بالمقدار کہ کفایت
اوست باز دارند و نیز عہدہ داران بعد کفایہ از بیت المال چنانچہ قاضی و محتسب و امیر و شحنہ و رئیس و کوتوال
اخذ رسومات و عقدانہ و سجلات کنند و آن ناحق را از ہوائے نفس و جہل مستحق و حق خود دانند و این کفر است
و نیز مردان لباس ابریشمی و انگشتری زرین (طلائی) بہ تفاخر بخلاف سنت بر مشابہت کفار پوشند و بند
دستار بخلاف سنت بمشابہت اغنیا بر بندند و چون ایشان را ازان منع کنند گویند کہ مایان غازیان ہستیم ممنوعات
شرعی بر ما مباح است و ہم در آن مصر باشند و این سبب زوال ایمان است پس اگر بادشاہ قاہرہ ہر کہ در
دنیا باشد و بر ایشان ثبوت می شد کہ این کارہا می کنند و این رسوم باطلہ کہ از شرع دور و بتکفیر نزدیک است
می پردازند و ایشان منع نشنوند و ہم بر آن کار مصر باشند بر این بادشاہ قاہر را ہر واجب است بلکہ فرض است
کہ برائے اعزاز دین محمدی لشکرہا کشند و با آن مسلمانان بر تیغ محاربہ نمایند و ایشان را بکشند و زنان و فرزندان
ایشان را اسیر نمایند و آن ولایت را خراب سازند تا آن رسوم باطلہ بالکلیہ برافتد و دین محمدی اعزاز پذیرد

تا بلاد ہاے دیگر خلق انتباہ شود و مسلمانان دیگر کہ ازین نوع مکر و ند متنبہ شوند و ازان باز مانند آن بادشاہ قاہر باہر درین کار مثاب باشد عند اللہ العظیم بانہ۔ اجابوا جواب باشد واللہ اعلم (دستخط و مہر عبد الرشید ابن قطب الدین الہروی) باشد واللہ اعلم کتبہ محمد بن طاہر البخاری الماوراء النہری باشد واللہ اعلم کتبہ عبد العزیز بن قطب الدین الہروی۔ باشد واللہ اعلم کتبہ علی بن عبد الکریم الاصفہانی۔ باشد واللہ اعلم کتبہ شیخی بن جنید الکوفی۔ باشد واللہ اعلم کتبہ ابوبکر بن ابی القاسم البغدادی۔ باشد واللہ اعلم من کتاب الفج العمیق۔ باشد واللہ اعلم کتبہ عبد الجبار بن یوسف النجار۔ باشد واللہ اعلم کتبہ یوسف بن محمد السمرقندی باشد واللہ اعلم کتبہ احمد الہروی۔ باشد واللہ اعلم کتبہ مظفر بن المنصور البلخی۔ باشد واللہ اعلم۔ کتبہ نظام الدین بن تاج الہروی۔ تمام شد

(نمبر ۴۳) اعلام عام برائے کافۂ انام از جانب امام ہمام امیر المؤمنین سید احمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم حقیقت الحال این بندۂ ذوالجلال بر این منوال است نہ خود شاہم و نہ شاہزادہ ام و نہ امیرم و نہ امیرزادہ نہ طالب سلطنت ام نہ جویائے حکومت۔ نہ لشکر سلطانی میدارم نہ خزینہ پادشاہی۔ بلکہ فقیر و فقیرزادہ ام معاش فقیرانہ را سعادت خود می شمارم و از آئین سلاطین و خواتین عاری دارم نہ بالفعل مایۂ امارت میدارم و نہ آیندہ آرزوئے حصول آن در دل میدارم محض بنا بر ادائے فرض جہاد و خیر خواہی جمیع عباد و اعلائے کلمۂ دین و خدمت شرع سید المرسلین کمر بستہ ام کسیکہ رفاقت من بمجرد غیرت ایمانی اختیار نماید زہے سعادت اوست و کسیکہ از رفاقت من دست بردار شود عجب شقاوت اوست کہ از بندگان خدا و امتیان حضرت مصطفے اعراض جان خود را برکشید و در سلک منافقین و کفار منسلک گردید خزانۂ من ہمین توکل علی اللہ است و بس ہر روز خرچ جدید از خزانۂ ربانی بمن میرسد نہ مثل امراء و سلاطین خزائن در اہم و دنانیر ہمراہ خود میدارم حاشا و کلا کہ در آئین و قوانین اہل دنیا بیزارم طریقۂ من طریق جد خود حضرت سید المرسلین است یکروز نان خشک سیر میخورم و شکر خدا بجا می آرم و دیگر روز گرسنہ می مانم و صبر میکنم و لشکر با ہمین چندے از مہاجرین صادقین است کہ بنا بر مجرد خدمت دین رب العالمین کمر بستہ و از طرف خود جان خود را گذشتن دادہ آیندہ حق جل و علا ایشان را بمنصب شہادت سرفراز کند و یا بنصرت و فتح موفق گرداند بالجملہ حال ظاہرہ ما حال فقرائے مہاجرین است کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم و اصحاب ایشان را در اوائل زمان ہجرت در پیش بود آرے بشارات بس عظیم از مولائے خود جل شانہ بسیار از بسیار میدارم بہا از اسبابے خزائن و لشکر می شمارم انشاء اللہ اثر آن بشارات بظہور میرسد پس کسیکہ ایمان قوی باشد و بر قدرت کاملۂ ربانی او را ایمان باشد کہ آن قادر علی الاطلاق در یک لمحہ

بیک حکمِ کن عالمے را تہ وبالا می تواند کرد وپیلے را بہ پشہ می تواند کشت پس لابد بشارات مذکورہ قبول خواہند نمود ودر
رفاقتِ من سود دنیا وبہبودِ آخرت خواہند شمرد وکسیکہ محض بامیدِ اسبابِ ظاہرہ باشد وآنچہ بالفعل حالِ فقرا
است بدعاوی وبشارات را بر کند پس مارا از جملہ مجانین ودیوانگان شمرد غرض از تحریر این چند سطور آنکہ
انشاء اللہ روزے مخذولیِ کفار وفتح بلدان وامصار وظہورِ شوکتِ اسلام از ذاتِ ما فقراء وضعفاء البتہ
شدنی ہست لاکن بالفعل حال ما مناسبِ این نیست بلکہ مایۂ این دعوی ما محض توکل علی اللہ وبشاراتِ
غیبی ہست اگر اینجانب را بخوبی فہمیدہ وسنجیدہ رفاقتِ اینجانب باعث سود وبہبودِ خود شمردہ طلب نمایند
اینک میرسیم واگر بنابرِ ملاحظۂ ضعف وناتوانی ظاہر در خاطرِ حاطر ترددے باشد بالفعل توقف فرمایند تا وقتیکہ
از جائے دیگر این اقبالِ اسلامی ظہور کند کہ آخر این امر بحکمِ آلہ از جائے جاری شدنی ہست خواہ از مقامِ
شما باشد خواہ از مقامِ دیگر اما اگر در اینجانب رفاقت اختیار خواہند نمود وبجان ومال در خدمتِ من کمربستہ
خواہند شد یعنی بذاتِ خود ہم شمشیر زنی کنند وبقدرِ طاقتِ خود در مصارفِ غازیان کوشش نمایند پس
درینصورت حق جل وعلا ما فقراء ضعفاء را از جملہ تابعانِ مہاجرین اولین گردانیدہ ہمچنین شما را از تابعانِ
انصار اختیار خواہد کرد این امر محض برائے ہمین معنی نوشتہ شد کہ شما در زمرۂ انصار اللہ داخل شوید والّا حق
جل وعلا بکرمِ عمیم خود ما فقراء را گاہے محتاجِ مصارفِ اغنیاء نگردانیدہ بلکہ بسیارے را از اغنیاء بدستِ ما فقراء
متموّل گردانیدہ باقی نیتِ پاک وہمتِ بلند در اول امر شرط است کہ ہم جانِ خود در مقابلۂ اعداء اللہ
پیش کنند وہم مالِ خود را در مصارفِ جند اللہ صرف نمایند بعد ازان ثمرۂ آن مشاہدہ نمایند۔ والسلام مع الاکرام

(نمبر ۴۷) **مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد بنام شاہ زمان صاحب**

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المؤمنین بجنابِ معلّی القاب زیب افزائے اورنگِ عزت وجلال زینت آرائے
چار بالش حشمت واقبال صاحبِ عزت وبخت مالکِ دیہیم وتخت قدوۃ السلاطین عمدۃ الخواقین شاہ
جم جاہ زاد اللہ اجلالہ وضاعف اقبالہ۔ بعد از سلامِ مسنون وادعیۂ ترقی مناصبِ کونین ومدارجِ دارین
واضح آنکہ۔ اخلاص آئین زبدۃ المعتمدین شیخ جمال الدین کہ از طرف سرکارِ عالی باشقّۂ خاص در اوائلِ
رجب المرجّب رسیدہ باداۓ مراتبِ خیرخواہی آنجناب بر رفاقتِ این عاجزِ خاکسار تا این دم نہایت
خوش گذرانیدند ہرچند رابطۂ یگانگت قدیمی وعلاقۂ اتحادِ صمیمی از آن سابق ہم نہایت مربوط بود و
بغایت مضبوط اما از آمدنِ این اخلاص نشان رونقے تازہ نمود بروفورِ رغبت فی سبیل اللہ وعلوِ مراتبِ
محبت ویگانگت توجہ اللہ مع دیگر کیفیتِ حالاتِ این برگزیدۂ اکابرِ عباد اللہ بہ نسبتِ زبانِ سابق
ہم چیزے زیادہ تر آگاہ وشناسا گردانیدہ آنچہ در بابِ عزیمتِ آنجناب بنا بر استعدادِ خدمتِ دین

مستین مع اظہار مراتب اشتیاق با این خادم شرع مبین کہ از وفور مراتب محبت و اخلاص گوناگون مدارج
مودت و اختصاص نوکر خانہ خلت شناسہ شدہ بود ابواب فرحت و انمودہ مسرت بر مسرت افزودہ اللہ تعالی
این علاقہ مودت و یگانگت اکہ محض بنابر تحصیل رضایش مستحکم گردیدہ مثمر ثمرات جمیلہ و جزیلہ گرداناد آرے
حقیقت الامر این است قدریکہ اشتیاق ملاقات این فقیر در دل آنجناب است زیادہ چندازان این فقیر را
مشتاق ملازمت خود شمارند و چنانکہ رابطہ محبت قدیمہ و وفور مودت ضمیمہ آنجناب را اشتیاق ملاقات
فقیر گردانیدہ است ہمچنین دہ چندازان این فقیر را بتمنائے ملازمت آن معلی القاب رسانیدہ لاکن چونکہ
این فقیر بجان و دل آرزومند ملاقات است ہمچنین بہر وجہ خیر خواہ آن ذات آنچہ در بارہ استشارہ
تشریف آوری خود باین حدود رقم زدۂ کلک اتحاد سلک شدہ بود پس حقیقت آن برین منوال است کہ
تمنائے مواصلت بسیار میخواہد کہ بہر نوع در تشریف آوری آنجناب کمال استعجال واقع شود اما بمقتضائے
مضمون نصیحت مشحون المستشار موتمن و تامل نظر در خیر خواہی عدم حصول امنیت طریق و بے امن
نہ از طرف خود باعث و مکلف شدن می توانم و از وفور اشتیاق تا خیر ملازمت را گوارا میدارم پیش
ازین در زمان سابق ہم ہمین اشتیاقہا دل نیاز منزل بسیار میخواست کہ بکدام صورت تشریف آوری
آنجناب صورت بندد اما از ہمین موانع و عوائق خیر خواہی از دو وجہ سد راہ این مرام شدہ یکے آنکہ تا
آنوقت کدامی جائے قابل اطمینان بدست لشکر اسلام نرسیدہ بود کہ بہ تشریف آوردن آنجناب آنجا
محل سکونت تجویز می شد۔ دوم آنکہ ہیچ راہے از راہ امنیت پیدا نے کہ از گزند مخالفین مامون می شد
و بلکہ درینولا ہمان اشتیاق یوماً فیوماً در مرتبہ زائد و بالا است بہ اعانت قادر مختار مکانے ہمچنین قابل
نشستن آنجناب بدست آمدہ است کہ اگر ہزار ہزار مخالفین اشرار و معاندین فجار شورش نمایند بحول اللہ بیکار
مراد مخذول گردند اما وجہ ثانی کہ امنیت راہ باشد پس بالفعل از قابوے این عاجز خاکسار بیرون است
و لہذا این خیر خواہ خلق بہمہ در تشریف آوری آن عظمت پناہ مکلف شدن نمی تواند اما امید قوی است
کہ این خس و خاشاک عوائق راہ ہم عنقریب صاف می شود الحمد للہ کہ شوکت جنود اللہ ہر صبح و مساء در تزاید
و ترقی است و قوت اعداء اللہ ہر شام و صباح در قہقراء و بار و ضلالت متواری است چنانچہ تفاصیل این
بیان از اخبار سابق کہ بدست قاصد سعید محمد روانہ شدہ بود مبرہن ضمیر منیر گردیدہ باشد و بالفعل در بارۂ
تیاری مقدمۂ جہاد آنچہ مہمات در نظر این بندۂ پروردگار می آید ہر چند مہمات متعدد دائر می شود اما از انجملہ
مقدمہ مہم قشیاد رغایت چست می نماید و تدبیر سر انجام آن بحول و قوت ربانی بالفعل از سائر مقدمات
آسان تر معلوم می شود و امید قوی میدارم کہ کارساز حقیقی و مالک تحقیقی با عنقریب بحول و قوت خود

مارا مسلط می فرمایند و بمجرد تسلط آنمقام تمام دور دور تا سند و شکارپور می گیریم عمل اسلام بسیط می گردد انشاء اللہ تعالی درآنوقت بہر طوریکہ آنجناب قصد اشید و دخواہند فرمود از ہر سو جماعۂ محبین و گروہ مخلصین خواہند افزود بالجملہ بمجرد اشتیاق ادراک ملاقات زانی الفور میخواہد و تامل خیر اندیشی تا حصول ہمین طریق اندکے تاخیر میفرمایند پس درینصورت بعد ملاحظہ این صوابدیدہا اگر دررائے ملازمان خیرخواہ ہیئت راہ قرار یابد فہو المرام این خانہ خانۂ شماست بلا تکلف اقدام فرمایند اما اگر بنظر این مصالح دور اندیشی بالفعل تشریف آوردن آنجناب موقوف ماند و ہم اشتیاق شراکت این سعادت کبری رخصت تاخیر ندہد پس درین صورت نزد فقیر النسب و اولی چنانست کہ اگر خلاف مصلحت نباشد کسے را از معتمدین اخص الخواص خود را نائب خود گردانیدہ ہرچہ از تجہیز سامان ایمقدمۂ عظیمہ نزد آنجناب بنابر تحصیل رضاء اللہ موفق و مہیا باشد ہمراہ او دادہ رخصت فرمایند کہ مشارکت آن شخص ہم بہ نیابت آنجناب موجب فلاح دارین و سرخروئی کونین در حق آنجناب خواہد گردید و آن سعادات قابل ترقی ہر دو جہان خواہد گردانید باقی مراتب مفصلاً حوالۂ زبان صدق ترجمان معتمد الطرفین حامل رقیمہ الوداد صاف صاف مبرہن خواہد گشت قرین صدق باشد کہ بنابر اظہار حال ہمین معتمد واضح البیان را روانہ کردن ضرور افتاد۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مورخہ ۲۲ شوال سنہ ۱۲۴۵ ہجری۔

(نمبر ۹۴) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام عجب خان رئیس

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ از امیر المومنین سید احمد بمطالعۂ عالی جاہ رفیع جایگاہ حشمت دستگاہ رفعت پایگاہ شوکت نشان عجب خان سلمہ اللہ تعالی۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ تمام عمر خود را در ہمین فتنہ و فساد و قتل و قتال درمیان مسلمین برپا کردید آخر در مثل اینوقت کہ ہم کار خدا در پیش آمد از ان رسم کفر و نفاق دست بردار نشدید بلکہ فتنۂ عظیمہ برپا کردید شما ایمان بخدا و رسول درست نمی دارید و در ذہن خود ہمین معنی تصور کردہ اید کہ ہمیشہ در ہمین جہان باقی خواہید ماند یا سرداری شما روز محشر ہم روبروئے خدا بجز سے ظہور خواہد کرد کہ خدائے عز و جل ہم پاسداری شما خواہد نمود۔ سبحان اللہ جائیکہ سلاطین جبارین را مثل فرعون و نمرود کسے نخواہد پرسید مثل شما جزو ضعیف را کے خواہد پرسید و این غرض نیست کہ شما بر حق بودید یا بر باطل بلکہ مقصود آنست کہ برپا کردن فتنہ و فساد در مثل اینوقت اگر بر حق ہم است باطل است و اگر بر باطل است قریب بکفر بالجملہ اگر مسلمان ہستید و خدا و رسول را چیزے می شناسید بالفعل با مخالفین بکمال الحاح و زاری و خواری مصالحت نمودہ بعجلت تمام جان خود را مع الوس خود نزد آنجناب برسانید اگر ذرہ از ایمان دارید نزد اینجانب بیاید و الا اینجانب ہم چندان احتیاج بسوے منافقین و

وضعیف الایمان اصلاًنمی دارد۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ +

(نمبر ۴۹) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام شاہزادہ مرزا غلام حیدر صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت رفیع درجت سلالۂ خاندان سلاطین عظام نقاوۂ خواقین عالیمقام عظمت وجلالت مآب صولت وشہامت انتساب رونق افزائے چار بالش جاہ واجلال مسند آرائے اریکۂ عزت واقبال شاہزادۂ والا تبار عالیمقدار مرزا غلام حیدر صاحب زاد اللہ عنایتہ وضاعف اجلالہ۔ بعد از سلام مسنون ودعائے اجابت مقرون واضح ضمیر آفتاب نظیر باد۔ الحمد للہ والمنۃ کہ امطار انعامات الٰہی برین خاکسار باران صفت باران وانوار کرامات نامتناہی براین ذرہ بمقدار خورشید وش تابان چہ یارائے زبان کہ شکر یکے از ہزار بگذارد وکجا گنجائش حرف وبیان کہ سپاس اندکے از بسیار بجا آرد شوق ورغبت نصرت دین در قلوب ہزاران ہزار مؤمنین در جوش وصلائے استیصال کفار ومشرکین از چار سوئے این سرزمین نغمۂ گوش انشاء اللہ در از منۂ قریبہ اخبار فرحت آثار فتح وظفر جنود درگاہ کبریا افروز مؤمنین اخیار وجگر دوز منافقین بدکردار خواہد گردید این فقیر سابقاً از زبان صدق ترجمان ہدایت مآب عالی انتساب حامی سنّت شہباز ماحی بدعت ظلماء مقرب بارگاہ رب جلیل مولانا محمد اسمٰعیل صاحب وبار دیگر از زبان لطف بنیان محبت شعار اخلاص دثار مقبول بارگاہ ذو المنن حکیم خواجہ حسن مناقب حمیدہ ومحامد برگزیدۂ آن والا تبار از علو ہمت در استقامت بر شریعت غرا وسمو عزیمت در اتباع سنت بیضا وکمال جلالت در جہاد لسانی ووفور رغبت بجہاد سیفی وسنانی زیب گوش نمودہ تخم محبت واخلاص غائبانہ در مزرعۂ سینۂ صفا گنجینہ کاشت وفرط شوق ورغبت بجانبی مواصلت دوبارہ برآن داشت کہ بے تکلف متکلف قدوم بہجت لزوم درین مرز وبوم گردد لاکن باز بفکر عمیق چنین اندیشید وبنظر دقیق ہمین پسندید کہ ہر چند در مقدم ظفر توام در امر دین منفعت نمایان آمادر حق ہمچون آنعالی تبار اندیشۂ مضرت بیش ازان پس مقتضائے حکمت آنست کہ بالفعل چندے حرکت نکنند وبجائے خود استقامت ورزند وبعنوان دیگر در نصرت دین وشراکت مجاہدین جہد فرمایند وپائے ہمت بلند درین راہ بوضع دیگر کشایند انشاء اللہ عنقریب وقتے خواہد رسید کہ این داعی بالخیر داعی نہضت آن والا ہمت خواہد گردید باقی تفصیل حال زبانی حکیم صاحب موصوف کہ بخدمت رفیع درجت رخصت نمودہ ام بوضوح خواہد انجامید۔ زیادہ والسلام مع الاکرام۔ مرقومۂ نہم ربیع الاول سنہ ۱۲۴۳ ہجری +

(نمبر ۵۰) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام حاجی علیخان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المؤمنین سید احمد بمطالعہ خان عالی شان شہامت عنوان حاجی علیخان

سلمه الله تعالی بعد از سلام مسنون و دعای اجابت مقرون واضح آنکه - اجابت بالکرّات و مرّات در خلوات
و جلوات با شما ملاقات یگانگی با مراتب اخلاص و اتّحاد و بی تکلّفی واقع گردید احوال ما بر شما و احوال شما
بر ما به پایۀ وضوح رسیده الحال سوگند رب ذوالجلال بشما میدهم که همان پروردگار متعال و مالک لایزال
را حاظر و ناظر دانسته و قطع نظر از قیل و قال دوست و دشمن نموده محض در دل خود تأمّل نمایید که آیا
هیچ ذره از طلب مال و جاه و عزّت و وجاهت و سلطنت و حکومت هیچگونه درین فقیر یافته اید خود بخود
دل شما گواهی خواهد داد که هرگز در دل این فقیر ذره امور مذکوره متحقّق نیست و آنچه مساعی بلیغه در جمع آوری
کافّۀ مسلمین از هندوستان تا خراسان می نمایم همه بنا بر اطاعت رب العالمین و خدمت دین سید
المرسلین است فقط بی شائبۀ هوای نفسانی و وسوسۀ شیطانی - و هرگز با کسی از رؤسا و ضعفاء بنا بر اغراض
نفسانی هیچگونه ضدی و منازعتی نمیدارم با هر که مخالفت کردم محض لله کردم و با هر که موافقت نمودم
محض لله نمودم و انهم بر شما واضح و لائح است که مرا با والی پشاور اصلاً و مطلقاً هیچگونه معاملۀ دوستی و
دشمنی نبود آنچه والی مذکور مراتب نفاق و شقاق بکمال رسانید تفصیل بر کسی دیگر معلوم باشد یا نباشد
اما بر شما پوشیده معلوم است یا خود آن والی میداند یا شما میدانید بنا بر آن بیان این امور پیش شما فضول است
پس شما بخوبی می شناسید که اقامت جهاد بدون ازالۀ این منافق بدنهاد هرگز هرگز شدنی نیست محض
بنا بر همین امور ارادۀ تسخیر پشاور میدارم تا اساس جنود مجاهدین محکم گردد و گزند منافقین برهم شود و بر کفار
ملاعین یک گونه رعبی و هیبتی واقع شود پس درین وقت هر که دعوی اسلام دارد و جان خود را در محمدیان
می شمارد او ضرور بالضرور رفاقت من اختیار کند که فی الحقیقت رفاقت من رفاقت من نیست بلکه رفاقت
رب العالمین است و رفاقت جدّ من سید المرسلین ﷺ و هر که امروز از رفاقت من پهلوتهی کرد صد حسرت و
ندامت با خود برد - هر چند این چند روزه حیات مستعار بهر وجه که باشد بسر خواهد کرد اما آخر روزی ازین
جهان فانی گذشته بمحکمۀ حساب و کتاب حاضر خواهد گردید و در آن محکمه بحضور رب العالمین روسیاه خواهد شد
نمیدانم روبروی جدّ من سید المرسلین بکدام رو حاضر خواهد شد و بحضور احکم الحاکمین چه جواب خواهد داد و این وقت
همان وقت است که مخلص مقبول از منافق مردود ممتاز می شود رفاقت من همین است عین اخلاص و ایمان
و ترک رفاقت من همین است عین نفاق و شقاق - رفیق من لاریب از محمدیان است و شقی و مخالف
من بلاشک از زمرۀ کفار و منافقین - رفیق من از جنود حسین بن علی علیهما السلام است و رفیق مخالف
من از زمرۀ یزید شقی هر که ذره از ایمان دارد لابد رفاقت مرا سعادت خود و سعادت اسلاف خود می شمارد
و علاوه برین آنکه آن شجاعت شعار با والی پشاور هیچ علاقۀ قرابت و مصاهرت نمیدارند و در قومیت الوس

اصلاً بوجہ من الوجوہ شراکت نیست محض علاقۂ نوکری میدارند پس سپاہی را دست و پا درست باید سر او سلامت ماند ہر جا علاقۂ نوکری برائے او موجود است پس محض بنا بر محافظت این علاقۂ ضعیفہ دین و ایمان خود را برباد دادن و در جنود یزید پلید خود را شمردن ہرگز ہرگز بہ نسبت کسیکہ ادنیٰ امتیاز داشتہ باشد متصور نیست چہ جائیکہ مثل آن شجاعت شعار دانائے ہوشیار و یگانۂ روزگار باشد خصوصاً وقتیکہ باشما وعدۂ موکدہ می نمایم کہ اگر رفاقت من اختیار خواہید کرد آنچہ در رفاقت والی مذکور شمارا حاصل می شود مضاعف آن از خزانۂ ربانی بواسطۂ من خواہید یافت پس ہم آخرت خود را معمور خواہید نمود و ہم این دار دنیا را آباد خواہید فرمود و دین و دنیا بدست خواہید آورد و گوئے نیکنامی از خراسان تا ہندوستان خواہید برد و اگر رفاقت من اختیار نخواہید کرد و بر رفاقت والی مذکور اصرار خواہید نمود پس بالیقین بدانید کہ من بقوت خود مخالفت کسے از رؤسا و ضعفاء نمیکنم بلکہ محض بقوت ربانی و قوت یزدانی مقابلہ ہر جبار عنید و ہر متکبر مرید می نمایم آیا در دل خود خوب غور بکنید کہ تاب مقابلہ خالق انس و جان و مالک زمین و زمان میدارید یا نہ سبحان اللہ کرا زہرہ مقابلۂ آن مالک علی الاطلاق است و کرا تاب معارضۂ آن ملک بالاستحقاق آنچہ او جل و علا خواستہ است البتہ ضرور بالضرور شدنی است خواہ کسے سعادت رفاقت برائے خود حاصل نماید خواہ شقاوت ترک رفاقت و این کلام طویل برائے شما بجہت ہمین نوشتہ ام کہ شمارا راستگو و راستباز میدانم نہ منافق مکار و فریب باز غدار ہرچہ در دل خواہید داشت لابد صاف صاف بزبان خواہید گفت لابد او را مردانہ وار بانجام خواہید رسانید درینصورت اگر شمارا رفاقت اینجانب یکسو و یک رخہ منظور است پس آنرا صاف صاف بنگارند تا آنچہ مناسب وقت است بشما نوشتہ شود و اگر رفاقت اینجانب از روئے شما نمی شود آنرا ہم صاف صاف بے پردہ بنگارند و آنچہ بنویسند خدائے پاک را کہ عالم السرائر و الخفیات است حاضر ناظر دانستہ بنگارند۔ زیادہ والسلام مع الاکرام ٭

(نمبر ۵۱) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام مولانا محمد اسحٰق صاحب دہلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت بابرکت صاحبزادہ والا تبار مولانا محمد اسحٰق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ۔ بتاریخ دہم ماہ رمضان ہنڈوی مبلغ ہفت ہزار و نہ صد و پنجاہ روپیہ رسید لیکن بجز پرچہ کاغذ یک خرمہرہ ہم نرسید موجبش دریافت نیست لازم کہ سبب تعویق آن بنگارند۔ زیادہ والسلام مع الاکرام ٭

(نمبر ۵۲) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام فیض اللہ خان ہمند مشیر و دبیر والی پشاور در جواب پیغام زبانی شان

بسم اللہ الرحمن الرحیم از امیر المومنین سید احمد بمطالعۂ خان عالیشان رفیع المکان جلالت نشان ملک

فیض اللہ خان سلمہ اللہ۔ بعد از سلام مسنون و دعاے اجابت مقرون واضح آنکہ زبانی اخوند جیو اولاً و زبانی نعمت خان ثانیاً واضح گردید کہ ایشانرا گمانے بس بعید بہم رسیدہ کہ خطیکہ شما نزد اینجانب در اضلاع سوات مشتمل بر مراتب اظہار اخلاص و اتحاد فرستادہ بودند بدست اغیار حوالہ نمودم۔ سبحان اللہ این عجب خیالیست پر اختلال و احتمالیست محال سخن چینی و فتنہ انگیزی فیما بین مسلمین از طینت منافقین نکوہیدہ خصال و از سیرت مفسدین بد مآل است نہ از عادات مومنین صادقین و معاملات مخلصین راسخین اگرچہ فیما بین ما و شما انواع معاملات شکوہ و شکایت متحقق گردد اما این امر قبیح ہرگز گاہے شدنی نیست چہ فتنہ انگیزی و تزویر بانی منافی خیرخواہی و سینہ صافی است بالجملہ از امثال این مقدمات از طرف اینجانب اطمینان کلی دارند و ہر کہ خلاف آن نقل کند آنرا از جملہ مفتریات شمارند بنا بر تسلی خاطر و اطمینان قلب خط مسرت نمط کہ مزین بمہر خاص است بخدمت سامی بدست نعمت خان ارسال داشتہ شد انشاء اللہ تعالی بملاحظۂ عالی خواہد رسید بخدمت سردار سلطان محمد خان از طرف اینجانب بطریق پیغام ہمین معنی رسانند کہ شاید استبعاد سر انجام شدن مہم جہاد از دست ماضعفاء بے سر و سامان بخاطر عاطر مرکوز گردید و احتمال دوام شوکت و صولت مخالفین بہم رسیدہ حالانکہ انقلاب زمان و تغیر دوران در ہر زمان و ہر مکان علی سبیل التواتر و التوالی متحقق میگردد۔ اسلاف شما کہ ذرۂ از عزت و جاہ نمیداشتند بعض اخلاف ایشان بکدام مدارج عزت و مکنت رسیدند۔ نادر کہ بگردن زنی و دشمن کشی ضرب المثل بود بیک گردش دون و تغیر زمانۂ بوقلمون منفعل و خجل شد بیت بیک گردش چرخ نیلوفری نہ نادر بجاماند نے نادری + حشمت و عظمت ظاہری را از فتح و نصرت می شمارید و حکم تقدیر را کہ قاہر تدبیرات سبحانیہ ہم نمی آرید شعر ما از برون در شدہ مغرور صد فریب + تاخود درون پردہ چہ تدبیر می کنند + بر رائے فطانت پیرائے ایشان معاملہ این خاکسار کالشمس فی رابعۃ النہار ہویدا و آشکار است کہ بجہاد اہل عناد توم سکھ مامور و بفتح و نصرت موعود۔ احتمال خلف در مواعید ملک منان از اوہام اہل کفر و طغیان است نہ از افہام اہل دین و ایمان کہ من اوفی بعہدہ من اللہ نصیب است از کلام ملک علام و کان حقاً علینا نصر المومنین وعدہ آن راست از کلام ہدایت التیام ہمین معنی را بغور تمام دریابند و بسردار ممدوح برسانند و بخوبی ایشانرا فہمانند۔ دیگر آنکہ خان عالیشان را لازم کہ در رسانیدن مجاہدین ہندوستان بر قرب و جوار موضع کنڈ و اقامت میدارند نزد فقیر از طریق مامون سعی بلیغ بجا آرند انسب آنست کہ بنا بر پاسداری سرداران معلوم ایشانرا از قرب و جوار ایشان و زور ندہند بلکہ براہ موضع پھینٹی عبور کنانیدہ خدمتگذاری ایشانرا با نواع مشاورات و معاونات از افاضل عبادات شمارند زیادہ والسلام مع الاکرام۔ مورخۂ ۹ محرم ۱۲۴۶ سنہ ہجری۔ از موضع پنجتار +

(نمبر ۵۳) عہد نامہ در اطاعت امام وقت امیر المومنین سید احمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم - این ذکریست در بیانِ آنچہ کمترین بندگان درگاہِ حضرتِ رحمان اضعف العباد فتح خان
رئیسِ پنجتار وغیرہ عہدے بست بس چست ومیثاقے بغایت درست واشعتی محکم ومسجّل نمود کہ ما بندگان
بحمد اللہ مسلمان ومسلمان زادہ ایم آئینِ شرعِ متین ودینِ سید المرسلین بسر وچشم قبول میداریم وانرا بہرۂ
افتخارِ خود می شماریم آنچہ از احکام معاملات فیما بین الوسات خلافِ شرعِ شریف رواج یافتہ از ہمہ رسوم
مذکورہ دست بر داشتیم وہمین احکامِ شریعتِ غرّا را واجبات خود دانستیم ودر جمیع معاملات ومناقشات
در مقدمہ اجرائے احکام شرعیہ جناب قدسی القاب امام ہمام خلیفۂ ملکِ علّام نائبِ سید انام علیہ الصلوۃ
والسلام یعنی سید احمد امیر المومنین سید احمد مدّ اللہ ظلّہ را امام خود برضا ورغبت قرار دادیم وبیعتِ امامت
بر دستِ آنجناب بجا آوردیم واطاعتِ آنجناب را بموجب کریمۂ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم
عینِ اطاعتِ خدا ورسولِ خدا شمردیم وبہمین التزامِ بیعت واطاعت دینِ اسلامِ خود را اکمل کردیم ہرچند
این بیعت از مدتِ مدیدہ بجا آوردہ بودیم فاما فی الحال بنا بر تذکیرِ ما سبق وتاکید ما لحق این معنی در محضر
علمائے دین وجمعِ فضلائے شرعِ متین اظہار نمودیم وآن بزرگان را بر عہود ومواثیقِ خود گواہ گردانیدیم
واز ایشان دعائے استقامتِ خود بر ہمین عہد ومیثاق درخواست نمودیم تا حیات وممات ما یان بر قانونِ
اسلام وآئینِ سنتِ سید انام واقع گردد واللہ علی ما نقول وکیل - این چند کلمہ بطریقِ عہدنامہ نوشتہ شد
تا عند الحاجت حجت باشد - بعد ازان بروزِ جمعۂ دیگر فتح خان جمیع رؤسای الوس خود را حاضر نمودہ از ایشان
طلبِ بیعتِ امامت واجرائے احکامِ شریعت وترکِ رسمِ جاہلیت نمود وآن ہمہ مخلصان بعد از نماز جمعہ
بیعتِ امامت بجا آوردند وبہر دو امر مذکور را اقرار نمودند ودر ہمان مجمع یک فاضل جلیل را منصبِ قضا سپردہ
شد ودستارِ قضا بر سرِ او بستہ ومنشورِ قضا باو دادہ شد بعد ازان بحمد اللہ احکامِ شرع جاری گردید وفصل
خصومات وقطعِ منازعات بر قانونِ شرعِ شریف در اضلاع متعلقۂ پنجتار شروع شد چنانچہ چندے از معاملات
عمدہ بنا بر تمثیل مناقشہ بیان می شود از انجملہ امام ملا قطب الدین ساکن موضع نگرہار را از مدت مدیدہ بنا بر
نیتِ امامتِ جہاد وبرفاقتِ آنجناب سالہا بسر بردہ ودر دیانت وتقوی بے نظیر آمدہ خدمتِ احتساب
بر تارکینِ صلوۃ سپردہ شد وقریب ششصد مردم تفنگچی کاری از قندہاریان ہمراہِ او متعین کردہ شدند چنانچہ ملا ممدوح
با رفقائے خود در دیہاتِ قرب وجوار تا بکوہ سیاہ دورہ وسیر نمودہ چندان ضرب وشلاق بر اعزہ ونوجوانانِ افاغنہ
کہ تارکِ صلوۃ بودند قائم گردانید کہ ہر صغیر وکبیر از دیہاتِ مذکورہ کہ تارکِ صلوۃ باشد باذن اللہ یافتہ نمی شد وبر
اہلِ دیہات چندان ہیبتِ تعزیرات واقع گردید کہ اگر کدام از ہندوستانیان یا قندہاریان بنا بر بعضے حوائج خود
بہ بعضے دیہاتِ مذکورہ میرود در تمامی دیہ بجدے شور وغوغا برپا می شود کہ رؤسای دہ حاضر گردیدہ اظہار می نمایند

که درین دیه یک متنفس هم از تارکین نماز نیست و از انجمله آنکه از عادات افاغنه است که اگر کسے گناه کرده باشد خواه از جنس حقوق الله و خواه از جنس حقوق العبد باز از قریهٔ خود گریخته بقریهٔ دیگر رود و نزد رؤسای آنجا بنشیند پس رؤسای بالضرور بحمایت و اعانت او می کنند خواه ظلم باشد خواه عدل که اگر لشکر پادشاهی بر سر ایشان تاختن آرد و جان و مال ایشان را تباه گرداند هیچگونه از رفاقت آن عاصی دست بردار نشوند و جان و مال خود را بے تکلف برباد می دهند بنا بر همین قاعده چندے از مردان دیهات مذکوره در قدیم الایام مرتکب بعضے از منکرات و فواحش گردیده از مقامهائے خود گریخته به دیهات دیگر رفته بودند آنجناب بنا بر سد باب این فتنه در یکشب جماعات را از غازیان مذکورین شباشب بر سر آن عاصیان فرستاده آنها را گرفتار کرده آوردند و آنجناب بعضے را از ایشان بحبس و بعضے را بضرب و بعضے را به آویختن بشاخهائے درخت کلان بر سر شارع عام تعزیر نمودند و بحمد الله کسے از رؤسای دیهات مذکوره باعانت ایشان نه برخاست همچنین معاملات رنگارنگ که از فروع اجرائے احکام شرع است شب و روز میگذرد الحال تمامی ملک متعلق فتح خان بلا مانع و مزاحم در تصرف امام همام است و ریاست و سیاست آنجا تعلق بآنجناب دارد و خصومات و منازعات تمام بمحکمهٔ قضاء رجوع می شود و فتح خان مثل دیگران یکے از رعایا است هیچگونه بر ملک مذکور تصرف ندارد ان شاء الله بروقت تحصیل عشور هم جاری خواهد شد و مامول از بارگاه واهب العطایا آنست که درین استحکام بنیان دین را یوماً فیوماً ترقی بخشد و ابتدائے این عروج را بانجام رساند آمین یارب العالمین ۰

(نمبر ۴۵) استفتاء در باب صحت امامت جمعه و اعیاد باذن امام با وجود عدم اجرائے جمیع احکام بالاستیعاب

بسم الله الرحمن الرحیم — چه میفرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین درصورتیکه در یک مکانے اذن امام وقت در باب اقامت جمعه و عید متحقق گردید لیکن جمیع احکام شرعیه بالفعل در آن مقام جاری نیست پس درین صورت مسلمین آن مکان را اقامت جمعه و عید میرسد یا نه (جواب) مسلمین مذکورین را اقامت جمعه میرسد زیرا که هرچند فقهاء را درین مسئله اختلاف است بعضے میگویند که نفاذ جمیع احکام شرعیه شرط اقامت جمعه است و نزد بعضے فقط اذن امام کافی است و نفاذ جمیع احکام شرعیه ضرور نیست لاکن قول ثانی بسیار صحیح است و نهایت قوی زیرا که پیغمبر صلی الله علیه وسلم پیش از هجرت خود مصعب بن عمیر را که از اعظم اصحاب بودند بمدینهٔ منوره برائے هدایت اهل مدینه فرستاده بودند چون ایشان بمدینه رسیدند با چندے از مومنین مخلصین در آن مقام اقامت جمعه نمودند حالانکه در آنوقت اکثر اهل مدینه اسلام هم قبول نکرده بودند چه جائے نفاذ حکم شرعی و چون پیغمبر صلی الله علیه وسلم بذات پاک خود در مدینهٔ منوره تشریف آوردند فعل مصعب بن عمیر را مسلم فرا داشتند

بلکه خود هم اقامت جمعه فرمودند حالانکه تا آنوقت حکومت اسلام در مدینه هم استحکام گردیده بود حتی که جهاد هم آنوقت
قائم نگردیده بلکه در آن زمان به تدبیر جهاد مشغول بودند و تمامی دنیا کفرستان بود و اکثر شروط از شرائط جمعه موجود
نبودند مگر در همانوقت اقامت جمعه نمودند و نیز در عهد عبدالملک که بدتر ازین وقت بود بسیارے از صحابه و اہل بیت
و اکابر تابعین اقامت جمعه میکردند حالانکه جمیع احکام شرعیه در آنوقت جاری نبودند و همچنین در عهود منصور و
هارون الرشید حضرت امام اعظم و صاحبین و امام مالک و امام شافعی اقامت جمعه میکردند حالانکه بادشاهان
مذکوره بالا هرگز جمیع احکام شرعیه را جاری نمیکردند و لهذا امام اعظم در آنوقت (ظلم و فتنه) منصب قضا قبول
نکردند و باوجود آن گاہے ترک نماز جمعه نفرمودند پس معلوم شد که قول ثانی صحیح است که مؤید به فعل پیغمبر
صلی الله علیه وسلم و اصحاب مکرمین و اہل بیت مطہرین و اکابر تابعین و ائمه مجتہدین است پس بر همان قول
عمل باید نمود و در کسے حال هرگز در اقامت جمعه توقف نباید کرد و همین حکم شرع اول جاری باید کرد تا جمیع احکام
شرعیه ببرکت آن تدریجاً جاری گردند - فقط

(نمبر ۵۵) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام مولوی سید حیدر علی صاحب رام پوری

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت فیضدرجت منبع ینابیع علوم و حکم معدن یواقیت
معانی اخلاق و هم مخزن اسرار معقول و منقول مصدر احکام فروع و اصول مؤسس بنیان هدایت مشید
ارکان افادت سلالۂ خاندان سیادت نقاوۂ دودمان سعادت مورد الطاف ربانی مهبط انوار رحمانی مقرب
بارگاه رب قوی مولانا سید حیدر علی صاحب رام پوری مدالله ظلال هدایته علی رؤس المستفیدین و متع ببرکاته
المسترشدین - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه - الحمد لله والمنة که حق جل وعلا بکرم عمیم
خود ما ضعفائے پریشان و فقرائے بے سر و سامان را بوجہے مشمول رحمت گردانیده و در نظر مشاهیر مؤمنین
و جماهیر مسلمین و متجبران گردن کش و متجلدان دشمن کش بمرتبۂ قبول رسانیده که حال مذلت اشتمال ما عاجزان
خاکسار و خاکساران بمقدار تماشا کردنی است که افواج مجاهدین ابرار بسان امواج بحر ذخار در جمیع بلاد و امصار
این اقطار در جوش است و غلغلۂ اقامت جهاد و استیصال ارباب بغی و فساد و اصحاب کبر و عناد درین
اطراف و اکناف در خروش انطباق کون و مکان و بساط زمین و زمان از انوار اہل اخلاص و ایمان معمور گردیده
و مغز گردون دوّار از صیت مردان جنگ و پیکار و غازیان شهامت آثار پرشور - ازانجا که آنجناب هدایت مآب
در جهاد لسانی و حمیت ایمانی یعنی به ترغیب و وعظ و تذکیر شب و روز مشغول اند و کلام ایشان در میان جماہیر
اہل ایمان مقبول - بنا علیه بخدمت فیضدرجت نگارش کرده می شود که بهمین طریق مرضیه و دعوت حسنه و
جلیه همواره ثابت القدم باشند و این کلام هدایت التیام بگوش هوش ایشان رسانند که ورود این مان مع مود

دآوانِ مسعود را درحقِ ظهورِ اخلاصِ مخلصین و بروزِ ایقانِ موقنین بمثابهٔ ورودِ موسمِ بهار درحقِ گل و بلبل و ایامِ برشکال دربارهٔ اشجار و سائرِ نباتات تصور فرمایند گلے که در موسمِ بهار نه خندید او را بمثابهٔ خار باید فهمید و دانه که در ایامِ برشکال نجنبید از ورودِ آن الی ابدالاباد طمع باید برید و درختیکه در آوانِ ربیع سرسبز نگردید بسانِ هیزمِ خشک او را از بیخ باید کند بخصوصاً صحائفِ افکارِ دانشورانِ عبودیت کیش و زبان آورانِ اخلاص اندیش این مضامینِ هدایت آگین بنوکِ زبان برنگارند و بچشمِ دوربینِ ایشان این عروسِ حجله نشینِ خمول را بزیورِ خوش بیانی بیارایند که بر ذمهٔ ایشان واجبِ موکد و لازمِ متحتم است که زبانِ عذب البیان را درباب ترغیب و ترهیب بکشایند و سعیِ بلیغ در مقدمهٔ وعظ و تذکیر بجان و دل نمایند تا بمنصبِ جلیل و مقامِ نبیل بحکمِ علماءِ امتی کانبیاءِ بنی اسرائیل فائز گردند اگر حدتِ اذهان و قوتِ بیان امروز بکار نیاید هیچ کار آمدنی نیست سنانِ لسان در معرکهٔ تقریر باید جنبانید و کمیتِ قلم در میدانِ تحریر باید جهانید زیاده تطویلِ کلام بخدمتِ آن قدوهٔ انام لقمان را حکمت آموختن است که در امثالِ این مقدمات خود تجربه کار اند و عاقل و هوشیار - زیاده والسلام مع الاکرام مرقومهٔ پانزدهم محرم سنه ۱۲۴۳ هجری۔

(نمبر ۵۶) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنامِ شاهِ کاشغر

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بجنابِ خلائق مآب معلی القاب رونق افزائے اورنگِ جلالت فرمانروائے کشورِ شهامت مسند آرائے محافلِ سیاست و کیاست معرکه پیرائے میادینِ صولت و شجاعت مقبولِ بارگاهِ آله مروجِ دینِ رسول الله عظمت مآب دیانت انتساب سلیمان شاه ابدالله جلاله و ضاعف اجلاله - بعد از اتحافِ تحائفِ اسلام و اهدائے هدیهٔ مرضیهٔ اسلام که سنتِ سید الانام است علیه الصلوٰة والسلام مشهودِ ضمیرِ خلّت تخمیر گردانیده می آید رقیمهٔ کریمه مودت شمیمه باعث ازدیادِ مراتبِ خلّت گردید حقا که هر نقشے از نقوشِ مشکینش مثلِ خالِ عذارِ خوبان و هر سطرے از سطورِ عنبرینش بمثابهٔ زلفِ محبوبان زینت بخشِ چهرهٔ قرطاسِ خلّت اساس بوجهے بوده که رشحاتِ مودات از سحائبِ کلماتِ اتحاد آیات باران صفت می بارید و قلمِ محبت رقم وثائقِ اخلاص و اختصاص بمدادِ محبت و وداد بر لوحِ سینهٔ یگانگت گنجینه می نگارید علاوه بر این آنکه آنچه هدیهٔ مرضیه یعنی یک کنهر و یک چلمن ارسال فرموده و نیز آن مضامینِ صداقت آگین را دو بالا گردانید و صدائے تهادوا تحابوا بگوشِ دلِ خلّت منزل رسانید۔

الحمد لله که حق جل و علا بکرمِ عمیم خود آن خلائق مآب را باین سعادتِ عظمیٰ و عطیهٔ کبریٰ که عبارت از محبت فی الله است نواخت و آن معلی القاب را بتائیدِ دینِ متین و رفعِ اعلامِ شرعِ مبین از سائرِ اخوان و اقران ممتاز ساخت و اسباب السلطنت را باین توفیق رونق افزون گردانید و هر چند مفاخر و مناقبِ آن

اورنگ آرائے جلالت از زبان اکثر خواص و عوام این دیار و اقطار عموماً و از زبان فضلت مآب ملا فیض محمد
و ملا نصر الله خصوصاً مجملاً بگوش محبت نیوش بکرّات و مرّات رسیده بود و باعث استحکام روابط خلت و
علائق محبت گردیده لیکن درین ایام محبت فرجام خان اخلاص نشان محبت عنوان آدینه خان بخشی
که بنابر استفادهٔ اشتغال طریقت نزد این فقیر رسیدند تمامی حال خیر اشتمال آن خجسته خصال مفصلاً بیان
نمودند بسبب استماع اخبار فرحت آثار علو همت و وفور رغبت آن عالی منزلت در باب اعلائے کلمة الله
و احیائے سنت رسول الله و کسر شوکت ظلمهٔ معتدین و کفرهٔ متمردین و کمال شهامت و جلادت آن
والا منزلت در میدان سطوت و معارک صولت استحکام سلاسل محبت و اخلاص و اختصاص دو بالا گردید
الحق ما در زمرهٔ ضعفا که محض بجان خود را از جمیع ماسوی الله منقطع گردانیده و سینهٔ اخلاص گنجینه را از محبت
جمیع من دون الله مطهر کرده بنابر نصرت دین متین و اعلائے کلمهٔ رب العالمین کمر بسته ایم و از محبت
اخوان و اوطان و محبان و دوستان رو گردانیده در محبت محبان حضرت حق و عداوت اعدائے آن
قادر مطلق بالکل مشغول شده ایم نه با کسے محبت میداریم نه عداوت آرے بامتثال آن ناصر دین متین و
ماهر احکام رب العالمین و ناشر سنت سید المرسلین لازم که علاقهٔ محبت مستحکم تر گردانیم و بملاقات فرحت
آیات آن برگزیده خالق السموات محض لله و فی الله خود را رسانیم نهایت تمنائے قلبی بود که ملاقات جسمانی
میسر شود اما از بسکه درین جزو زمان جمیع مؤمنین ضلع سوات و بنیر و مهمند و خلیل و غلجائی و درانی و ساکنان
بلدهٔ پشاور و سپاهیان عسکر و سادات ما بر همین معنی اتفاق کرده اند که بغیر برهم زدن دولت پاینده خیل و کسر
شوکت ایشان هرگز باب جهاد مفتوح شدنی نیست و این فقیر را بر همین معنی ترغیب دادند که بعد انقضای
ماه رمضان المبارک بنابر استیصال منافقین مخذولین متوجه شویم یعنی پاک کردن بلدهٔ پشاور از الواث
منافقین مذکوره عزم نمائیم چنانچه این معنی نهایت پسند خاطر این فقیر و جمیع مؤمنین این دیار گردید لهذا
منتظر انقضائے ماه صیام در ضلع سوات نشسته ایم همین که ماه مبارک منقضی گردید موسم کمر بستن غازیان
در رسید هر چند عروض این معنی بظاهر مانع ملاقات جسمانی فی الحال بود اما بیک وجه ازدیاد اشتیاق ملاقات
گردید که دل خلاص منزل این فقیر چنان تقاضا نمود که آن برادر عزیز را هم درین دولت دو جهان و سعادت
جاودان شریک حال خود نمائیم ایشان را هم بانواع ترغیبات و ترهیبات بسر انجام این مهم عظیم کشان کشان
آرم تا که اگر بنفس نفیس خود شریک این امر عظیم شوند پس زهے سعادت ایشان و الا بر اینقدر البته چار و ناچار
ایشان را مستعد نمائیم که پارهٔ از لشکر ظفر پیکر و قدرے از مصارف مجاهدین بقدر استطاعت خود ضرور بالضرور
نزد این فقیر رسانند تا بحضور رب العالمین و جناب سید المرسلین سرخرو شوند و چنانکه درین جهان فانی

به سلطنت و مملکت معروف اند همچنین در ملک جاودانی بوجاهت و ریاست و علو مدارج جنت موصوف شوند
و در میان جمیع اقران و اخوان اهل زبان نیکنامی و صیت عالی و ثنائے جمیل بدست آرند و استحکام علاقهٔ
محبت لله و فی الله که سعادت جانبین و شرافت طرفین سبب شهرهٔ جمهور انام و زبان زد هر خاص و عام گردد
بنابرین مصالح میخواستم که ملاقات جسمانی حاصل نمایم و چیزے از فیوض ربانی و رحمت رحمانی که این عاجز خاکسار
و ذرهٔ بمقدار بمحض قدرت قادر مختار بآن فائز گردیده آن برادر عزیز را بنا بر استحکام علاقهٔ اخوت تعلیم نمایم
درهمین معنی متردد بودم که اگر عازم ملاقات آن برادر عزیز شوم اجتماع مومنین برهم می شود و اگر از ان
پهلو تهی نمایم مشارکت ایشان درین امر عظیم از دست می رود بناءً علیه بزرگے از اعز عزیزان و اعظم رفقان
خود که حامل اسرار طریقت این فقیر باشند و مطلع بر مجمل و مفصل حالات این ضعیف ملاقات ایشان
بعینه ملاقات این فقیر باشد و استفاده از ایشان در حکم استفادهٔ این ضعیف و کلام ایشان در جمیع مقدمات
منسوب باین نحیف یعنی جناب هدایت مآب کمالات انتساب مناقب اکتساب ناصر دین متین ناشر
سنت سید المرسلین مخدومی معظمی شیخ نظام الدین چشتی را مع خان ممدوح یعنی آدینه خان بحضور آن اقبال معمور
روانه کرده شد و یک قطعهٔ اعلام عام برائے ترغیب جمهور اهل اسلام بجناب معلی القاب بمصاحبت شیخ ممدوح
فرستاده شد تا آنرا در جماهیر اهل اسلام و مشاهیر خواص و عوام منتشر فرمایند و هر کس را از مومنین مخلصین بمضمون
نصیحت مشحون اعلام مسطور ترغیب نمایند اما بنا بر ترغیب خود آن برادر عزیز می خواستم که فقرے چند بس
عریض و طویل نگارش کنم لیکن فهمیدم که هر چند مضامین ترغیب و ترهیب در البته نگارش کنم و قوالب گوناگون
اظهار نمایم اما هرگز هرگز در جنب کلام ملک علام یعنی قرآن مجید و فرقان حمید که سراسر مشتمل بر همین مضمون هدایت
آگین اعنی اعانت مجاهدین و اهانت معاندین بجوے معدود نخواهد گردید لهذا بهمین قدر اکتفا نمودم که صحیفهٔ
نهایت واضح الخط بدست شیخ ممدوح برائے تلاوت ایشان فرستادم تا در همان مصحف مجید تلاوت نمایند
و آنرا فرمان واجب الاذعان خلاق زمین و زمان تصور فرموده بر منطوق لازم الوثوق عمل فرمایند که برای آیات
جهاد و اعانت مجاهدین و ازالهٔ کفر و فساد و اهانت مفسدین چه قدر تاکید بلیغ می فرمایند و منافع و فوائد آنرا بتقریرات
رنگارنگ می فهمانند آیا هیچ یکے را از بندگان انقیاد شعار میرسد که با وجود اینقدر تاکید اکید مولا تغافل و تساهل
نماید و پاسداری جان و مال و جاه و جلال در مقابله امتثال احکام ذو الجلال بخیال آرد والله یهدی من یشاء
الی صراط مستقیم - زیاده بجز دعائے ازدیاد مراتب جاه و جلال و ترقی مدارج عز و اقبال چه نگارد - والسلام مع الاکرام

(نمبر ۵۷) مکتوب امیر المومنین سید احمد صاحب بخدمت نواب وزیر الدوله بهادر والی ٹونک

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت نواب صاحب حشمت مآب شوکت انتساب مناقب

اکتساب شہامت نشان جلالت عنوان نواب وزیرالدولہ محمد وزیر خان بہادر زاد اللہ اقبالہ وضاعف اجلالہ
بعد سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ رقائم کرائم مشعر صحت مزاج و ناہج و مدارج مسرت نتیجات
بخشید الحمد للہ حق جل و علا بکرم عمیم خود آن حشمت مآب را باین افضل عبادات و اکمل سعادات کہ عبارت از
حب فی اللہ ست موفق و مشرف گردانید چنانکہ این تخم شجرۂ سنت سنیہ در سینۂ بے کینہ کاشتہ اند ہمچنین این
شجرۂ مبارکہ را شب و روز سرسبز و شاداب داشتہ مثمر ثمرات جلیلہ و باعث برکات جزیلہ دارین گردانا د این
فقیر را در دعائے خیر خود مشغول دانند و در بارۂ این فقیر بدعائے خیر روز و شب مشغول مانند و خاطر خلت مقاطر
را از طرف این فقیر و سائر مجاہدین مہاجرین مطمئن دارند کہ بفضل الٰہی جمیع رؤسا و ضعفاء این نواحی در مقدمہ
اعلائے کلمۂ پروردگار و احیائے سنت سید ابرار و رفاقت این عاجز خاکسار بحدے چست و چالاک اند کہ
حال خیر اشتمال ایشان لائق تماشا کردنی ست آنچہ مراتب محبت و اخلاص محبان ہندوستان با این فقیر
مصروف میکردند از بدایا زان در حق جمیع اقوام افغان عموماً و قوم یوسف زئی خصوصاً تصور باید کرد آرے
اینقدر تفاوت است کہ اگرچہ صرف جان خود را دریغ مداد و ابتجوے نمی شمارند اما در بذل مال لاچار اند کہ استطاعت
ندارند بنا برآن علیہ یک گونہ تردد و تفکر بود مخلصین ہندوستان کہ از جنس غربا و ضعفاء اند و حمیت اسلامی و غیرت
ایمانی موصوف اند و در خدمتگذاری مہاجرین و مجاہدین مصروف ہرچند جد و جہد میکردند کہ در خدمتگذاری
حزب اللہ شریک شوند اما چون طریق ارسال مصارف نمی یافتند بجز یاس و تاسف نمی داشتند آخر الامر طریقے
نہایت محکم و سہل بدست آمد کہ صاحبزادۂ یگانۂ آفاق مولانا محمد اسحاق برآن اطلاع میدارند بنا برآن مخلصین
مذکورین بجان و دل کوشش نمودند و بقدر استطاعت خود مثل انصار کبار از خرمہرہ و فلوس گرفتہ تا روپیہ و
اشرفی قدرے جمع نمودہ ارسال کردند اکثر آن رسید و بعضے ازان انشاء اللہ خواہد رسید بالجملہ ہر کہ نزد مولوی
محمد اسحاق صاحب چیزے خواہد فرستاد نزد اینجانب بلا تکلف خواہد رسید و آنچہ مولانا ممدوح سابق انکار از چند
مرسولۂ محبین نمودند محض بنا بر ہمین معنی بود کہ ایشانرا طریق ارسال بدست نیامدہ بود الحال کہ بدست آمد
انشاء اللہ انکار ہم نخواہند فرمود اطلاعاً نوشتہ شد تا خاطر عاطر از پریشانی مصئون ماند و از طرف ما فقرا تردد
و تفکرے لاحق حال نشود کہ از طرف خرچ ہم عسرتے نیست و آنچہ مصارف بنائے مقدمۂ جہاد ضروری است
عنقریب خواہد رسید - برادر مکرم میان میر سید احمد علی صاحب نیابۃً از طرف آن حشمت مآب بیعت امامت
بجا آوردند حق تبارک و تعالیٰ قبول فرماید برادر ممدوح اظہار نمودند کہ آن حشمت مآب با ایشان باین معنی فرمودہ
بودند کہ اگر خلافے یعنی این فقیر دعوی امامت میکند پس از طرف من بیعت او بجا آرند و اگر آوازۂ این دعوی
محض از زبان رفقاء سر برمی زند پس چندان اعتبارے نمیدارد - مہربان من حقیقت الامر اینست کہ این

[illegible] خطاب [illegible] اتحاد و خلت و وداد [illegible] سید [illegible] [illegible]

فقیر محض از زبانِ خود ہم دعویٰ مذکور نمیکند بلکہ این عاجز خاکسار و ذرۂ بیمقدار را بلا شک و ریب از پردۂ غیب
برین منصبِ شریفہ از مدتِ مدیدہ منصوب گردانیدہ اند و بالفعل باظہارِ آن مامور ساختہ خدائیکہ عالم الجہر والکتمان
والسر والاعلان ست گواہ است برینمعنی کہ این بندۂ درگاہِ قادرِ مختار و عاجزِ عبودیت شعار بحق صادق بحیثیت
اصلاً و مطلقاً کذب را در آن مدخل نیست و اینمعنی را بالیقین تصور فرمایند و در سویدائے قلب ہر کہ اقرارِ این منصب
میکند مقبولِ بارگاہِ لایزال است و ہر کہ بانکارش پیش می آید بیشک مطرودِ بارگاہِ ربِ ذو الجلال - روزیکہ ہمہ اولین
و آخرین بحضورِ مالکِ من کہ مالکِ عالمین ست بمحض کرم خود مرا منصب بخشیدہ و روبروے جدِ من کہ سید المرسلین
است کہ ببرکتِ اتباعش این منصب یافتہ مجتمع خواہند گردید رفیقانِ من کہ باین منصب اقرار کردہ اند بکدام مناصب
عزت و وجاہت خواہند رسید و مخالفانِ من کہ از منصبِ من انکار می دارند در مہالک مذلت خواہند کشید
فردائے قیامت بیشک آمدنی است و بلا ریب اینہمہ تماشا ظاہر شدنی ہرگز نمیخواہم کہ کسے از مخلصین باین ذلت
گرفتار شود لاکن چکنم کہ استطاعت نمیدارم کہ ہر کس را کشان کشان در متابعتِ خود آرم زیادہ والسلام
مع الاکرام - تحریر بتاریخ بست و ششم ماہ شعبان ۱۲۴۳ ہجری از مقام خار ضلع سوات

(نمبر ۵۸) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام سلطان محمد خان والی پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت سردار عظمت شعار عالی جاہ اعلیٰ جایگاہ ریاست
و سیاست دستگاہ جلالت نشان سرفراز سرداران سلطان محمد خان زاد اللہ اقبالہ مع التوفیق والہدایۃ - بعد از
سلامِ مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ - از روزیکہ علاقۂ اخلاص و اتحاد و محبت و وداد فیما بین ما
و شما در دار السلطنتِ کابل متحقق گردیدہ و آثارِ آن از جانبین بر منصۂ ظہور رسیدہ از ہمان روز علاقۂ مذکورہ از
طرفِ این ضعیف در مراتبِ استحکام روز افزون است و در مدارج التیام از حد افزون چنانچہ این ضعیف
فی الحال ہم بر ہمان منوال خواہانِ ترقی مدارج دارینِ آنجناب ست و جویائے بہبودی کونین آن عالی قباب
است شب و روز بدعائے خیر در حق شما مشغول ام و ہدایت و استقامت شما از بارگاہِ واہب العطایا مامول
ہر چند درین چند ایام راہ رسل و رسائل منقطع شدہ اما خیالِ بدخواہی شما در دلِ اخلاص منزل نرسیدہ
و سبب انقطاع مکاتیب ہمین بود کہ چنان مسموع شدہ کہ درودِ رقائم و دادِ این ضعیف بنا بر پاسداری
سردارِ کلان باعثِ تکدرِ خاطرِ عاطر می گردید بنا علیہ راہ رسل را مسدود گردانیدہ بر مجرد دعائے غائبانہ اکتفا
کردہ می شود اما الحال کہ بمنصب سرداری پشاور رسیدہ و بر مسند ریاست و سیاست نشستید لا بد بحکم کریمہ
کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ - و کریمۂ اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ
بَعْضُہُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ - تجدید دعوتِ پارینہ بملاحظۂ اتحادِ دیرینہ لازم

اندریں اے برادر عزیز این نصیحت بگوش ہوش بشنود این مضمون بغور تمام دریاب کہ این دنیا و کار و بار دنیا
ہمہ گذشتنی و گذاشتنی است و این جاه و جلال و عز و اقبال ہمہ برباد شدنی ہر ہوشیار تجربہ کار ہمانست کہ خیال
خود پرستی باین متاع قلیل الانتفاع در دل او نہ نشست و جان خود را باین زندگانی فانی نہ بست **فرد** مجوید
درستی عہد از جہان سست نہاد + کہ این عجوزہ عروس ہزار داماد است + اینک سرداران کلان را چہ قدر غرور
و نخوت و خیال عزت و عظمت در دل نشستہ و خیالات خود پرستی دماغ ایشان را گرفتہ با چندین شور و شغب
بکمال جد و تعصب بمخالفت رب العالمین محض پاسداری خاطر کافر لعین گرفتہ و فساد و عداوت و عناد بر بستہ
بر سر چندے از فقرائے مہاجرین و غربائے مجاہدین کہ محض تارک دنیا و طالب دین و خادم حکم رب العالمین
و سنت سید المرسلین اند چہ لشکر کشیہا نمودند و راه عداوت و بدخواہی پیمودند از آنجا کہ ایشان بر لشکر و توپخانہ و
شاہین خانہ خود مغرور بودند و ما فقرا بتائید مالک خود مسرور بنا بر علیہ غیرت ایمانی بجوش آمد و تائید یزدانی
در خروش بچشم انصاف ببین کہ چنان در یک لمحہ شعبدہ تقدیر آسمانی بظہور رسیده و روز اقبال آن مغرور
بشب ادبار در طرفۃ العین بدل گردید آخر الامر بکمال ذلت و خواری و نہایت شرمساری تنہا بحضور مالک
علی الاطلاق و مالک بالاستحقاق بجان خود حاضر گردید نہ آنجا آن کافر لعین یار بود و نہ کسے از اعوان منافقین
غمخوار پس شما را لازم کہ فی الحال ہوشیار شوید و از خواب غفلت بیدار کہ آخر روزے پیک اجل بشما ہم
خواہد رسید و در محکمہ حساب و کتاب بحضور رب الارباب حاضر خواہید گردید و دوستی کافر لعین و خوشامد
و تملق منافقین بیدین و فتنہ سازی شریران بدراه و توجیہات ملایان گمراه ہیچ منفعتے بشما نخواہد بخشید ہر چند اکثر
عمر گرانمایہ خود در مخالفت رب العالمین و تملق منافقین بیدین و دوستی کافر لعین صرف نمودید و راه نفس پرستی
و دنیا طلبی شب و روز پیمودید و ہر بار عہد و میثاق بر اطاعت مالک علی الاطلاق بر بستید فی الحال بیا سعادت بر او
نبود شکستید امنکہ نائب رسول مقبول ام و بدعوت بندگان الہی براه راست شب و روز مشغول بزبان حال و
قال ہمین کریمہ میخوانم قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ
جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنتُمْ لَا
تَشْعُرُونَ + و شب و روز ہمین بیت در مخاطبہ شما بزبان می رانم **بیت** باز آ باز آ ہر آنچہ کردی باز آ +
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ + بالجملہ اگر ذره از ایمان می دارید و باز پرس آخرت را یقین می شمارید و خدائے خود
را مالک خود می شناسید و خدمت دین خود را از لوازم بندگی می انگارید و از دوستی کفار دست می بردارید پس
اینک راه راست بے کم و کاست بشما نشان میدہم کہ باعث ترقی مناصب دنیوی باشد و ہم موجب علو
مدارج اخروی یعنی کمر خود را در نصرت دین رب العالمین و موافقت زمره مجاہدین و مقابلہ کفره بیدین چست

بہ بینید واین بندۂ درگاہِ الٰہی را بالیقین از ہوا خواہانِ خود تصور کنید واگر دست از صحبتِ کفار نخواہند برداشت
وباز مرۂ مجاہدین کہ خدامِ دینِ رب العالمین اند علمِ مخالفت خواہند افراخت ونبرد و دغا ودغل با ایشان خواہند باخت
وبنیادِ تعدّی وظلم محکم خواہند ساخت پس بالیقین بدانید کہ ہرچند ما عاجزان ناتوانیم وفقرائے بے سروسامان
اما مددگار ما ہمان قادرِ ذو الجلال است وقدرتِ کاملۂ او لم یزل ولایزال کہ پشۂ ناچیز بحکم او شلِ نمرود را کشتہ
وضعیفِ بے تمیز رشتۂ حیاتِ عنید را باذنِ او گسستہ اگر با من راہِ دوستی می پیمائی پس ہمان یار دیرینۂ توام
واگر با من مخالفت می نمائی پس از من مترس از مالکِ من بترس کہ مالکِ من نہایت غیور است وبغایت
پر زور ہرگز مقابلۂ او نمی توانی کرد وبجز حسرت وندامت ہیچ نخواہی برد آخر مرد ہستی ولافِ مردانگی میزنی اگر
این مردانگی در راہِ خداوندِ خود صرف کردی مردی والا ہمہ نامردی ودر حسرت وندامت مُردی انہمہ
قیل وقال کہ بار بار با تو میکنم خدا آگاہ است کہ محض بنا بر خیر خواہیِ شما است والا پروائے کسے ندارم والتجا پیش
کسے نمی آرم کہ عنایتِ مالکِ خود مرا بس است باقی جملہ ہوس است آنچہ شمارا در مقدمۂ موافقتِ رب العالمین
ومخالفتِ کافرِ لعین یا بالعکس منظور باشد از در جوابِ این رقیمۃ الوداد مفصل برنگارند۔ والسلام علی
من اتبع الہدیٰ بتحریر بتاریخ بست وپنجم شہر ربیع الاول سنہ ۱۲۴۳

(نمبر ۵۹) مکتوب در سلسلۂ بیرانِ طریقت امیر المؤمنین سید احمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وسیلۃ الطالبین وعلی آلہ
واصحابہ السالکین۔ اما بعد پس ہرکہ بشرفِ بیعت (بدست سید صاحب یا بدست خلفاء سید صاحب)
مشرف شدہ ودر سلکِ طریقۂ عالیۂ چشتیہ وقادریہ ونقشبندیہ ومجددیہ ومحمدیہ بتوسطِ فقیر سید احمد منسلک
گشتہ بدانند کہ این فقیر را اخذ برکاتِ این طرق دو وجہ است وجہ اول اویسیہ وآن در طریقۂ چشتیہ
از روحِ مقدس حضرت خواجہ قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ودر قادریہ از ارواحِ مقدس حضرت
غوث الثقلین حضرت سید عبد القادر جیلانی ودر طریقۂ نقشبندیہ از روحِ مقدس حضرت امام الشریعۃ والطریقۃ
حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری رحمہم اللہ متحقق گردیدہ ودر طریقۂ مجددیہ ومحمدیہ پس بلاتوسطِ احدے
از جنابِ حضرتِ حق مستفید گردیدہ واین حصولِ مقامِ اویسیہ اگرچہ محض بفضلِ الٰہی متحقق شدہ لیکن آنرا
سببے از اسبابِ ظاہرہ نیز می باید وآن سبب در حقِ این فقیر دعائے حضرت پیر ومرشدِ خود است ووجہ ثانی
انسلاک بطریقِ بیعت واجازت در سلکِ مشائخِ طرقِ مذکورہ وآن برین وجہ است این فقیر را انتساب بیعت
واجازت بجناب قدوۃ العلماء والمحدثین ووارثِ الانبیاء والمرسلین وحجۃ اللہ علی العالمین مولانا ومرشدنا
شیخ عبد العزیز است وایشان از جنابِ والدِ ماجدِ خود شاہ ولی اللہ وایشان از جنابِ والدِ ماجدِ خود حضرت شیخ

عبد الرحیم است و ایشانرا از شیخ رفیع الدین و ایشانرا از شیخ قطب عالم و ایشانرا از شیخ نجم الحق جائین
لده و ایشانرا از شیخ عبد العزیز و ایشانرا به قاضی خان یوسف ناصحی و ایشانرا از شیخ حسن طاہر و ایشانرا از سید
راجه حامد شاه و ایشانرا از شیخ حسام الدین مانکپوری و ایشانرا از خواجه نور قطب العالم و ایشانرا از شیخ علاء الحق
و ایشانرا از شیخ اخی سراج و ایشانرا از سلطان الاولیا حضرت نظام الدین و ایشانرا به امام الزاہدین حضرت شیخ
فرید الدین شکر گنج و ایشانرا از خواجه قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی و ایشانرا از جناب حضرت خواجه
معین الدین چشتی و ایشانرا از خواجه عثمان ہارونی و ایشانرا از حاجی شریف زندنی و ایشان را
از خواجه مودود چشتی و ایشانرا از خواجه یوسف چشتی و ایشانرا از خواجه محمد چشتی و ایشانرا از خواجه ابو احمد چشتی
و ایشانرا از خواجه ابو اسحق چشتی و ایشانرا از خواجه شیخ علو دینوری و ایشانرا به ابو ہبیره بصری و ایشانرا به
حذیفه مرعشی و ایشانرا از سلطان التارکین ابراہیم ادہم و ایشانرا به فضیل بن عیاض و ایشانرا به عبد الواحد
ابن زید و ایشانرا از خیر التابعین حسن بصری و ایشان را به امام الاولیا قدوة الاصفیا حضرت علی مرتضی
کرم الله وجهه و ایشانرا از جناب سید الانبیاء والمرسلین محبوب رب العالمین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی الله
علیه وسلم - و ہمچنین شیخ عبد الرحیم (جد شاه عبد العزیز صاحب را قدس سره) انتساب بیعت و اجازت در طریقه
قادریه بسید عبد الله اکبرآبادی است و ایشانرا به سید آدم بنوری و ایشان را از جناب امام ربانی قیوم زمانی
مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی است و ایشان را از جناب والد خود شیخ عبد الاحد و ایشانرا به شاه
کمال و ایشانرا از شاه فضیل و ایشانرا از سید گدا رحمن و ایشانرا به سید شمس الدین عارف و ایشانرا
به سید گدا رحمن بن ابی الحسن و ایشانرا به شیخ شمس الدین صحرائی و ایشانرا به سید عقیل و ایشانرا به سید
بہاء الدین و ایشانرا به سید عبد الوہاب و ایشانرا از سید شرف الدین قتال و ایشانرا به سید
عبد الرزاق و ایشانرا از جناب غوث الاعظم سید محی الدین عبد القادر گیلانی رح و ایشانرا به شیخ ابو سعید
مخزومی و ایشانرا به شیخ ابو الحسن القریشی و ایشانرا به شیخ ابو الفرح طرطوسی و ایشانرا به شیخ ابو الفضل
عبد الواحد تمیمی و ایشانرا به شیخ عبد العزیز یمنی و ایشانرا به شیخ ابو بکر شبلی و ایشانرا به سید الطائفه جنید
بغدادی و ایشانرا از شیخ ابو الحسن سری سقطی و ایشانرا به شیخ معروف کرخی و ایشانرا به شیخ علی رضا و ایشانرا
به امام موسی کاظم و ایشانرا به امام جعفر صادق و ایشانرا به امام محمد باقر و ایشانرا به امام زین العابدین
و ایشانرا به سید الشهداء امام حسین رضی الله عنه و ایشانرا از سید الاولیاء خاتم الخلفاء حضرت علی مرتضی کرم
الله وجهه و ایشانرا از سید انبیاء محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم
ہمچنین شیخ عبد الرحیم (جد حضرت شاه عبد العزیز صاحب) را قدس سره انتساب بیعت و اجازت در

ودر طریقۂ نقشبندیہ و مجددیہ بہ سید عبد اللہ اکبرآبادی است وایشانرا بہ سید آدم بنوری وایشانرا بہ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی وایشانرا بخواجہ باقی باللہ وایشانرا بخواجہ امکنگی وایشانرا بمولانا درویش محمد وایشانرا بہ مولانا زاہد وایشانرا بخواجہ عبید اللہ احرار وایشانرا بمولانا یعقوب چرخی وایشانرا بہ امام الشریعۃ والطریقۃ خواجہ بہاء الدین نقشبند وایشانرا بخواجہ محمد بابا سماسی وایشانرا بخواجہ رامیتنی وایشانرا بخواجہ محمود انجیر الفغنوری وایشانرا بخواجہ عارف ریوگری وایشانرا بخواجہ خواجگان خواجہ عبد الخالق غجدوانی وایشانرا بہ خواجہ یوسف ہمدانی وایشانرا بخواجہ ابو علی فارمدی وایشانرا بہ امام ابو القاسم قشیری وایشان را بہ شیخ ابو علی دقاق وایشانرا بہ شیخ ابو القاسم نصیرآبادی وایشانرا بہ شیخ ابو بکر شبلی وایشانرا بہ سید الطائفہ جنید بغدادی وایشانرا بہ شیخ ابو الحسن سری سقطی وایشانرا بہ شیخ معروف کرخی وایشانرا بہ امام علی رضا وایشانرا بہ امام موسیٰ کاظم وایشانرا بہ امام جعفر صادق وایشانرا بہ رئیس الفقہاء والتابعین قاسم بن محمد وایشانرا بہ سلمان فارسی وایشانرا بہ امیر المؤمنین سید المسلمین افضل الخلفاء والراشدین ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ وایشانرا بہ سید المرسلین امام المتقین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس جملہ برادران دینی را کہ بردست این فقیر یا خلفاء این فقیر بشرف بیعت و توبہ مشرف گردیدند و در سلک طریقۂ چشتیہ قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ و محمدیہ بتوسط اینجانب منسلک گشتہ اللہ تعالیٰ نعمتہائے این ہمہ طریقہ ہا نصیب ایشان گرداناد و در اتباع شریعت غرا استقامت عطا کناد۔ آمین

خاتمہ از مؤلف

اب خاتمہ مین بعد حمد باری تعالیٰ جل شانہ کے جسنے مجھ سے نالایق بےعلم کے ہاتھ سے ایسے بھاری اور اہم کام کو پورا کرا دیا بواعث تحریر کتاب ہذا اور اُسکے بعضے فوائد متعدیہ کو بھی پبلک (خلائق) پر ظاہر کرنا چاہتا ہون اوّل یہ کہ ناظرین با انصاف پر اس کتاب ہدایت مآب کا مطالعہ کرنے سے یہ بات بخوبی واضح ہو جائیگی کہ سید صاحب کی ذات مقدس اور آپکے خلفاء نامدار بلکہ اُنکا ہر ایک پیرو کار خیر القرون کے مسلمانون کا ایک نمونہ اور ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْن بلکہ قَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ کے موعود ابرار کی ایک مثال تھا۔ ان بزرگون کے حالات زندگانی اور کارنامجات ایمانی ہماری موجودہ اور آیندہ نسلون کے واسطے قابل مطالعہ ہی نہین بلکہ قابل تتبع ہین۔ مگر افسوس ہے کہ ایسے بزرگون کے کارنامجات اور حالات زندگانی در و بست تحریر ہو کر آجتک شائع نہین ہوئے اور اب وہ زمانہ قریب ہے کہ ان بزرگون کے دو ایک بقیہ صحبت یافتہ آدمی بھی اس دُنیا سے رحلت کر جائین اُنکے بعد ان بزرگون کے عمدہ حالات جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہین نسیًا منسیا ہو جائینگے اسواسطے مینے یہ ارادہ کیا کہ ان حالات منتشرہ اور مکاتیب متفرقہ کو ایک جگہ

جمع کرکے شائع کردون تاکہ روز قیامت تک لوگ اُس سے فائدہ اُٹھاتے رہین دوم ڈاکٹر ہنٹر صاحب اور دوسرے متعصب مؤلفون نے سید صاحب جیسے خیرخواہ اور خیر اندیش سرکار انگریزی کے حالات کو بدل سدل کر ایسے مخالفت کے پیرایہ مین دکھلایا ہے کہ جس سے ہماری زمانہ کی قوم آپکے پیرو لوگون سے سخت نفرت ہو گئی ہے پس اس دھوکہ بازی اور غلط فہمی کے دور کرنیکے واسطے بھی مینے ضرور سمجھا کہ سید صاحب کے کل سوانح عمری اور مکاتیب کو جمع کرکے آپکے صحیح خیالات اور واقعی تحریرات کو ملک کے سامنے پیش کرکے اُس خیال باطل کو اُنکے دل سے دور کردون - آپکے سوانح عمری اور مکاتیب مین بیس سے زیادہ ایسے مقام پائے گئے ہین جہان کھلے کھلے اور علانیہ طور پر سید صاحب نے بدلائل شرعی اپنے پیرو لوگون کو سرکار انگریزی کی مخالفت سے منع کیا ہے سوم بعض نافہم اور متعصب مسلمان خصوصاً ولایتی لوگ جو سید صاحب کے صحیح خیالات اور واقعی حالات سے واقف نہین ہین وقتاً فوقتاً بالغرض رافضیت اور سلف ڈفنس یعنی حفاظت خود اختیاری اسوقت تک بھی ہماری سرکار کے مقابلہ کو کھڑے ہو جاتے ہین اسواسطے بھی مجھکو ضرور ہوا کہ یہ سوانح عمری مع مکاتیب ان متعصبون کے سامنے پیش کرکے یہ دکھلاؤن کہ سید صاحب کا جہاد صرف اُسوقت کے ان ظالم سکھون کے ساتھ تھا جنہون نے اُسوقت پنجاب کے مسلمانون پر قیامت برپا کر رکھی تھی نہ کہ سرکار انگریزی سے پس اس امر مین بھی انکو سید صاحب کی پیروی کرنی ضرور اور لازم ہے چہارم حضرت آدم سے لیکر سید صاحب تک جسقدر ہادی حق من اللہ مدرسہ وہبی سے تعلیم پاکر اس دنیا مین آتے رہے ہین انکی شرافت قومی (غالباً اسرائیلی یا قریشی) اور حالات طفولیت اور کیفیت تحصیل علوم ظاہری اور طرز معاشرت اور سادگی تحریر و تقریر و طریقہ تعلیم اور نشر ہدایت اور فیض باطنی اور دعوت جاذبہ اور نفرت از حب دنیا و طلب جاہ اور غلبہ ایثار اور صبر و تحمل اور قناعت و عفت اور شجاعت اور ظہور کرامات اور خرق عادات ٹھیک ایسے ہی ہوتے رہے ہین جیسیکہ سید صاحب کی ذات بابرکات مین اُن خوبیون کا جمع ہونا اس سوانح مین بیان ہوا ہے (لَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا) پس اب یا آئندہ جو کوئی سچا ہادی تعلیم یافتہ اُس وہبی مدرسہ کا دنیا مین آویگا تو اُسکی ذات مقدس مین یہی علامات جمع ہونگی جسکی سبب سے انکی شناخت مین کچھ دھوکہ نہین ہو سکتا - چونکہ واقفان علم سیر اور تواریخ اسلام پر یہ بات بھی پوشیدہ نہین ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر اسوقت تک بیسیون آدمی یا تو بوجہ خلل دماغ یا بغرض طلب دنیا دعویدار کاذب نبوت و مہدیت و مسیحیت کے ہو کر آخر بموجب آیہ کریمہ (جاء الحق و زہق الباطل) ذلیل اور خوار بھی ہوتے رہے ہین اور یہ بھی جائے تعجب نہین ہے کہ ہمیشہ سے ایسے کاذب دعویدارون پر بھی ہزارون بلکہ لاکھون فاضل اور جاہل بتقاضہ بھیڑ چال ایمان لاکر اصل جوہر ایمان کو برباد کرتے رہے ہین پس اس سوانح کی تحریر سے یہ فائدہ بھی ہوگا کہ اس سوانح کو مطالعہ کرنیکے بعد ایک فہمیدہ اور سعید ازلی آدمی

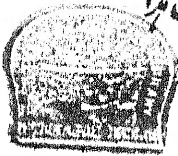
محک مذکورۂ بالا کو اپنا رہبر مقرر کر کے ایسے صادق اور کاذب دعویدار مین بخوبی تمیز کر سکیگا۔ جب کیا ب
چھپ رہی تھی اُسوقت ایک بزرگ باشندۂ پنجاب جو پہلے سے مجدد وقت ہونے کے دعویدار تھے اور
اب جھٹ پٹ ترقی کر کے مسیح موعود ہونے کے دعویدار ہو بیٹھے پہلے تو اس دعوے کو خلاف اپنے
اعتقاد قدیم کے دیکھکر مجھکو بھی تعجب ہوا تھا مگر جب مینے انجیل اور مذہب اسلام کی پیشین گوئیون مین جو
نسبت نزول مسیح کے ہین غور کی تو معلوم ہوا کہ مسیح موعود بنی آدم مین ایک فرد واحد ہے جسکا ثانی
آجتک نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ پیدا ہوگا چنانچہ انجیل مین لکھا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت آسمان کی قوتین
ہلائی جاوینگی اور مسیح کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور زمین کی ساری سلطنتین چھاتی پیٹین گی اور
بڑی قوت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلون پر مسیح کو آتے دیکھینگے اور نرسنگے کی بڑی آواز کے
ساتھ مسیح اپنے فرشتون کو زمین پر بھیجیگا اور وہ فرشتے اُسکے پیارے لوگون کو دنیا مین ایک حد سے دوسری
حد تک جمع کر دینگے تب مسیح اپنے جلال کے تخت پر بیٹھیگا اور سب قومین اور بادشاہ اُسکے آگے کئے
جاوینگے اُسوقت وہ اپنے مخلص لوگون سے فرماویگا کہ اس بادشاہت کو جو روز بنائے عالم سے تمہارے
واسطے تیار کی گئی ہے میراث مین لیکر ابد تک بادشاہی اور حکومت کرو اُسوقت سب بدکار ہلاک کر کے
دوزخ مین ڈالدیے جاوینگے" مذہب اسلام بھی اس پیشین گوئی انجیل کے لگ بھگ خبر دیتا ہے کہ مسیح
حاکم عادل نزول فرماکر تمام دنیا کی بادشاہت کریگا اور صلیب کو پاش پاش اور سؤر کو نیست و نابود
کر دیگا اور تمام دنیا کے مذاہب مٹ کر مذہب اسلام باقی رہجاویگا اور بوجہ نہ باقی رہنے قوم کفار کے
جزیہ جہان سے موقوف ہو جاویگا اور لوگون کے دلون سے کینہ اور بغض اور حسد نکل جاویگا اور یہانتک کثرت
مال کی ہوگی کہ خیرات دینے کو لوگ بلاتے جاوینگے مگر کوئی آدمی خیرات کو قبول نکریگا اور یہانتک لوگون
کو شوق عبادت کا ہوگا کہ ایک سجدہ کو تمام دنیا اور مافیہا سے بہتر سمجھا جاویگا اور جہانتک آپکی نظر پہنچیگی
وہانتک کوئی بیدین اور کافر زندہ نرہیگا اور چالیس برس تک اس جلال اور اقبال کے ساتھ مسیح ساری
دنیا کی بادشاہت کر کے صاحب اولاد ہو کر فوت ہونگے ۔ پس اگر وہ مسیح موعود جسکے جلال اور اقبال
کی پیشین گوئی کا بطور نمونہ مینے کسیقدر ذکر اوپر کیا ہے در اصل وہ بزرگ باشندۂ پنجاب ہی ہین تو چشم ما
روشن دل ما شاد بجائے نزول ایک عربی یا رومی یا شامی یا یوروپین مسیح کے اگر ہمارا ایک افغان اور وطنی
آدمی اس عہدۂ جلیلہ پر ممتاز ہوا تو ہمارا فائدہ ہی فائدہ ہے یقین ہے کہ جب وہ اپنے جلال کے تخت پر
بیٹھکر اُن پیشین گوئیون مذکورۂ بالا کا مورد ہوگا تو ہم لوگون کو بھول نہ جاویگا۔ ایسے دعوے عظیمہ کے
ثبوت مین مسیح یا اُسکے حواریون کا عقلی اور نقلی دلائل کو پبلک کے سامنے پیش کر کے زبانی یا کاغذی جدال

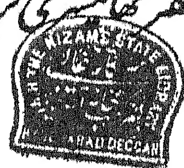
قتال کرنا اور یہ کہنا کہ مین مسیح موعود ہون مجھکو قبول کرو ٹھیک ایسا ہے کہ جیسے ایک دیوانہ آدمی کہے کہ مین ہندوستان کا بادشاہ ہون اور فلان فلان دلائل میرے دعوے کے ثبوت مین میرے پاس موجود ہین اور فلان فلان مولوی اور حکیم نے میرے دعوے کو تسلیم کرلیا ہے اور فلان فلان کتاب سے میرا استحقاق سلطنت ثابت ہے ۔ آئے ناظرین صاحب بصیرت مسیح موعود بنی آدم مین ایک فرد واحد ہے اِسکو اپنے دعوے کے ثبوت مین دلائل پیش کرنیکی حاجت نہوگی مُشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید۔ جو علماءِ بے بصیرت ایسے دعوی جلیلہ کی تردید مین اُس سے بحث کرتے ہین وہ خود ہی نیم دیوانے ہین تھوڑا انتظار کیون نہین کرتے اگر در اصل وہ مسیح موعود ہے تو عنقریب اُسکے جلال اور اقبال کا نشان ساری دنیا مین پھیل جاویگا اور وہ کل پیشین گوئیون مذکورۂ بالا کا مورد ہوگا اور اگر وہ جھوٹھا اور مکار مُسَیلمہ کذاب کا ہم مشرب ہے تو بہت جلد مثل کاذب دعویداران نبوت اور مہدویت اور مسیحیت کے جھک مارکر اور روسیاہ ہوکر تھوڑے دن کے بعد خود ہلاک ہوجاویگا اور ہزارہا مسلمانون کے ایمان کا خون کرجاویگا۔ میرے نزدیک ایک عقلمند اور سعیدِ ازلی کو اسیقدر بس ہے ۔ واللّٰہ یہدی من یشاء الی صراطٍ مستقیم

نظم

مجھ سے جو کچھ ہوسکا خدمت مین حاضر کردیا | قدردانی منصفِ والاہمم کے ہاتھ ہے
خاتمہ اِسکا تھا اپنے ہاتھ سو لکھا گیا + | خاتمہ بالخیر پر اہلِ کرم کے ہاتھ ہے

وصلی اللّٰہ علی خیرِ خلقہ محمدٍ وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین + خاکسار جان نثار قوم محمد جعفر تھانیسری نزیلِ کمپ انبالہ عفی عنہ مؤلفِ کتاب ہٰذا





خاتمہ لکاتبہ

الحمد للّٰہ والمنّۃ کہ یہہ کتاب فیض انتساب جسکو منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری نزیلِ حال کمپ انبالہ مؤلفِ تاریخ و تواریخ عجیب معروف بہ تواریخ کالا پانی و برکات اسلام نے نہایت جانفشانی و عرقریزی سے تالیف فرمایا ہے بتصحیح و تنقیح و تحشی مولوی محمد امجد علی صاحب دہلوی مدظلہ بماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۹ ہجری مطبع نامی گرامی فاروقی دہلی مین طبع ہوکر سرمۂ چشم ناظرین و نورافزائے دیدۂ اہلِ صدق و یقین ہوئی ۔ مسکین محمد نیاز علی دہلوی کاتب کتاب ہٰذا

فقط

